UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226260

UNIVERSAL
LIBRARY

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

ھذا خلیفۃ اللہ المھدی

نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

OSMANIA UNIVERSITY
COLLEGE LIBRARY

المھدی

اس کتاب مین یہ جتلایا گیا ہے کہ اسلامی فرقون مین کونسا فرقہ اسلام کی اصلی حالت پر ہے،

مؤلفہ ہیچمدان ازلی محمد ممتاز علی وکیل ابن مولوی نوازش علی

(باہتمام خواجہ صدیق حسین)

مطبع اگرہ اخبار محلہ نئی بستی مین چھپی

فہرست مضامین الہدیٰ

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱	تمہید۔	۹۳-۹۵	علماء اسلام کی جانفشانی۔
۱۸-۲۶	نفاق اسلام۔	۹۶-۹۸	محدثین کی تحقیقات۔
۲۷-۲۹	شہادت کبریٰ۔	۹۹	امام غائب۔
۳۰-۳۱	ابن سبا کی فتنہ پردازی۔	۱۰۰	نور محمدی۔
۳۲	نفاق اسلام۔	۱۰۱	بعثت نبوی۔
۳۳-۳۸	ہمراہیان حضرت امیرؓ۔	۱۰۲-۱۰۴	دعوت اسلام۔
۳۹-۴۰	حضرت ام کلثوم رضؓ	۱۰۵-۱۰۶	علماء شیعہ۔
۴۱-۴۲	تقیہ۔	۱۰۷-۱۱۱	باقر مجلسی۔
۴۳-۵۸	خلافت صدیقہ۔	۱۱۲-۱۱۶	مذہبی اختلاف۔
۵۹-۶۰	باہمی نفاق کا اسلام پر اثر۔	۱۱۷-۱۲۰	خلفاء راشدین۔
۶۱	مغالطہ۔	۱۲۱-۱۳۳	بحث خلافت۔
۶۲-۶۶	محدثین و مصنفین شیعہ۔	۱۳۴-۱۳۸	خلفا کی عظمت۔
۶۷-۷۵	ہمدرد قوم۔	۱۳۹	بحث خلافت۔
۷۶-۷۸	نوید جاوید۔	۱۴۰	محدثین کا افترا۔
۷۹-۸۰	ابن سبا کی دغابازی۔	۱۴۱-۱۴۳	مکائد شیعہ۔
۸۱-۸۵	علماء شیعہ۔	۱۴۴	اسباب نفاق۔
۸۶	اصول سہ گانہ۔	۱۴۵	اوہام باطلہ۔
۸۷	باہمی نفاق باعث ہتک دین ہے۔	۱۴۶-۱۴۷	شرک فی الاسلام۔
۸۸-۹۲	علماء شیعہ۔	۱۴۸-۱۴۹	امراء اسلام۔

صفحہ	مضامین ۱	صفحہ	مضامین
۱۵۰	اسلام کی پہلی حالت۔	۲۲۶-۲۲۷	بحث تقدیر۔
۱۵۱/۱۵۳	علمائے حال۔	۲۲۸	کج فہمی۔
۱۵۴-۱۵۵	ابن سبا کی چالاکی۔	۲۲۹-۲۳۰	اختلاف۔
۱۵۶	فطری اختلاف۔	۲۳۱	بدعت۔
۱۵۷-۱۶۰	بحث خلافت۔	۲۳۲-۲۳۷	مسلمانوں کا طرز زندگی۔
۱۶۱-۱۶۳	تعصب۔	۲۳۸-۲۴۲	مسلمانوں کی سوء فہمی۔
۱۶۴-۱۶۹	بحث خلافت۔	۲۴۳-۲۷۱	بحث تقلید۔
۱۷۰-۱۷۲	فرقہ وہابیہ۔	۲۷۲	علماء اسلام۔
۱۷۳-۱۷۴	صداقت صدیق اکبرؓ	۲۷۳	تقلید معین۔ بدعت نہیں ہے۔
۱۷۵	حلیہ شمشیر۔		
۱۷۶-۱۷۸	بحث قرآن۔	۲۷۴-۲۷۶	مقلدین کا ہی فرقہ صراط مستقیم پر ہے۔
۱۷۹-۱۸۵	نبوت و امامت۔		
۱۸۶	فضیلت آئمہؓ	۲۷۷-۲۷۹	حال کے علما سے بچنا چاہئے
۱۸۷-۱۹۹	صدیق اکبر معہ فضائل۔	۲۸۰	تقلید سے دین کا انتظام ہے۔
۲۰۰-۲۰۱	انقلاب زمانہ و تحریف کتب آسمانی	۲۸۱-۲۹۰	صحابہؓ کے بعد امام اعظمؒ کا درجہ ہے۔
۲۰۲	تفسیر بحری۔		
۲۰۳-۲۰۴	تفسیر نبوی۔	۲۹۱-۲۹۶	علم حدیث۔
۲۰۵-۲۰۶	خیالات سرسیدؒ۔	۲۹۷-۳۰۰	حدیث کے موافق مقلدین کا مذہب ہے۔
۲۰۸	بحث معجزہ۔		
۲۰۹-۲۲۱	تفسیر سرسید مرحوم۔	۳۰۱-۳۰۳	حدیث۔
۲۲۲-۲۲۳	اسلامی اختلاف۔	۳۰۴-۳۰۸	فقہ۔
۲۲۴-۲۲۵	مذہبی پیچیدگی۔	۳۰۹-۳۱۱	دین کیغرض عبادت اور اتفاق کی ہے

صفحہ	مضامین
۳۱۲	ترک تقلید موجب نفاق ہی۔
۳۱۳-۳۱۸	ترک تقلید بڑا فتنہ ہے۔
۳۱۹	غیر مقلدی خلاف حدیث و قرآن ہے۔
۳۲۰	مذہب اہل سُنّت والجماعت تقلید مین محدود ہے۔
۳۲۱-۳۲۲	اجماع اُمت ہمیشہ کے لئے حُجّت ہے۔
۳۲۳-۳۲۵	غیر مقلدین مولوی نذیر حسین اور نواب صدیق حسنخان کے مقلد ہین۔
۳۲۶-۳۲۹	فقہ اور اجتہاد کی بنیاد عہد نبوت مین ہی قایم ہوگئی تھی۔
۳۳۰-۳۳۱	غلط فہمی۔
۳۳۲	غیر مقلدین کی نسبت علماء اہل تسنن کے خیالات۔
۳۳۳	تحفہ اثنا عشریہ۔
۳۳۴-۳۳۹	محبت اہل بیت۔

صفحہ	مضامین
۳۴۰	خلاصہ پہلے بیان کا۔
۳۴۱-۳۴۴	ائمہ مجتہدین کی تقلید کوئی جدید امر نہین ہے۔
۳۴۵-۳۴۸	علیحدہ علیحدہ جلسونکے ہونے مین ناکامی کی صورت ہے۔
۳۴۹	سب اسلامی انجمنونکو ایک انجمن کے تابع ہونا چاہیئے۔
۳۵۰-۳۵۳	اسلام کا منشا ہی تقلید معیّن کا ہے۔
۳۵۴-۳۵۵	غیر مقلد خلاف قرآن وحدیث ہین۔
۳۵۶	غیر مقلد انتظام دین کو بگاڑنا چاہتے ہین۔
۳۵۷-۳۶۹	فیصلہ آسمانی۔
۳۷۰-۳۷۱	غیر مقلد سُنت والجماعت سے بالاتفاق علحدہ ہین۔
۳۷۲-۳۷۵	غیر مقلدین کے لئے ہدایت نامہ۔
۳۷۶	سواد اعظم وہی تقلیدی فرقہ ہے۔

یا فتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباجہ

"لا تنظر الی من قال ولکن انظر الی ما قال"

یہ مت دیکھو کہ کسنے کہا لیکن یہ دیکھو کہ کیا کہا

داستان عہد گل را بشنو از مرغ چمن زاغہا آشفتہ تر گفتند این افسانہ را	

جب کہین کسی سلطنت کا انقلاب ہوا ہے تو سب سے زیادہ وہ قوم ذلیل اور محتاج ہوئی ہے جس کی پہلے سے سلطنت تھی اگلے زمانہ کے فرعون اور نمرود کی قوم اور اُسکے بعد یہود کی قوم اور تیرہ سو برس ہوئے نوشیروانی سلطنت جس کو عربون نے درہم برہم کیا اور پانسو برس ہوے خلفاء عباسیہ کی شاہنشاہی جس کو ترکون نے صفحۂ ہستی سے مٹایا اِس میری التماس کی شاہد ہین پھر ہندوستان مین انقلاب سلطنت ہونے سے مسلمان اِس کلیہ سے کیسے مستثنیٰ رہ سکتے تھے۔ مگر زمانہ اہل زمانہ کے لئے عجیب تازیانہ ہے اہل ہنود سلطنت سے مایوس ہوئے تو فرمان برداری کا راست اختیار کیا اور سلطنت سے کنارہ کشی کی اور اپنی حالت کو تجارت۔ صنعت اور حرفت سے قایم رکھا اور یہان کے سب قسم کے پیشے اور دُنیوی کاروبار اپنے قبضہ میں کر لئے۔

مُسلمان اوندھی چال چلے کالج اور مدرسے جو گورنمنٹ نے جاری کئے تو اُنکی جانب سے اجتناب کیا اور جدید علوم کی تحصیل کو جو اُنہین کے بزرگون کا اندوختہ اور آموختہ تھا دین کی بربادی کا باعث خیال کرے کالج اور مدرسون کے مقابلہ مین اپنے یہان مکتب اور مدرسے جاری کئے۔

یہ سلطنت اور زمانہ کا مقابلہ تھا جسکا نتیجہ لازمی یہ ہوا کہ اُنہون نے شکست کھائی

اور دن بدن ابتر حالت ہوتی چلی گئی۔

کسی کی نظر اس طرف نہین گئی کہ ہمارے ان مدارس کے طلبا کا انجام کیا ہوگا اور انکو بعد تعلیم کہان جگہہ دی جاوے گی۔

مولوی ہوئے فاضل ہوئے لیکن جب آگے کہین راستہ نہین ملا اور حوائج ضروری نے مجبور کیا اور روٹیون کی فکر پڑی تو یا تو موقع پاکر مدرسے جاری کئے یا مسجد و نکی تعمیر کے بہانہ سے شکم پُری کی اس سے گذارہ نہ ہوا تو واعظ اور مولود خوان یا مرثیہ خوان اور ذاکر بنے اور دینی پیرایہ مین مذہبی رخنہ اندازی شروع کی جس سے قوم مین ایک جدید تحریک پیدا ہوئی اور باہمی مقابلہ اور تفرقہ کا آغاز ہوا قوم سے دُنیا کی وجاہت تو رخصت ہو ہی چکی تھی فرقہ بندی سے مذہب بھی خراب ہوا۔ اور مسلمان خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق ہو گئے نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے رہے نہ اُدہر کے رہے۔

جن علما نے مدرسے جاری کئے تھے اگر اُن کے ساتھ کے ساتھ متفقہ کوشش سے صنعت اور حرفت کے کارخانے وہ کھولدیتے تو وہ ہرگز گورنمنٹ یا کسی کے دست نگر نہ ہوتے اور ہر پیشہ اور ہُنر مین نمایان ترقی کرتے لیکن یہ کسی نے بھی نہین کیا اور نہ زمانہ کی رفتار پر نظر کی۔

اس مین شک نہین کہ عام تعلیم جس کی گورنمنٹ دعوت دیتی تھی نہایت ناقص اور مُلک کے لئے چندان مُفید نہ تھی یکجز اس کے کہ گورنمنٹ کو ملازمت کے لئے سہولیت ہو اور نادان پہلی حالت کا مقابلہ حال کی گورنمنٹون سے کرکے متعصب ہوجائین اور ہندو اور مسلمانون مین نقیض بڑہے اور کوئی فائدہ نہ تھا مگر مُلک تمام ملازمت پر ٹوٹ پڑا اور ہندوستان کی صنعت اور حرفت کے قیام کا کچھہ انسداد نہین کیا۔

غضب یہ ہے کہ ابھی تک وہی حال چلا جاتا ہے کہین تعلیم کے مدرسے جاری کئے جاتے ہین کہین انجمن ہدایت اسلام۔ حمایت اسلام۔ حامی اسلام۔ اور ندوۃ العلما وغیرہ قایم کر رکھی ہین اور اُنکو دیکھہ کر دوسرے لوگ مدرسے جاری کرتے ہین جن کا مآل کار بھی وہی ہے جو پہلون کا ہوا ہے۔

یہ کوئی نہین دیکھتا کہ جیسے پہلے مدرسون کے اجرا سے مُفلس تیار ہوئے اور وہ

وہ ہر کس و ناکس کے محتاج ہو رہے ہین ایسے ہی گداگر انسے تیار ہونگے جنکی قوم مین افراط ہی۔

دست کلچین قتل عام لالہ و گل می کند باغبان در صحن گلشن مست خواب افتادہ ست

یہی غرض اس تالیف کی لاحق ہوئی ہے کہ قوم کو جتایا جاوے کہ تمہارے علما جنکو تم دینی رہنما سمجھے ہوئے ہو وہ تم کو سواد الوجہ فی الدارین کے گرداب مین اپنی گذر کے واسطے ڈالنا چاہتے ہین جب تک تم خود بیدار نہ ہوگے اور اُن کے طلسم سے اپنے کو محفوظ رکھہ کر دنیوی کوشش نکروگے نہ تمکو فروغ ہوگا نہ اسلام کو عروج۔

میری یہ غرض نہین ہے کہ دینی تعلیم سے روگردانی کی جائے اور دُنیا کے حصول مین مسلمان غرق رہین۔ دینی تعلیم مقدم اور لازمی ہے ندوۃ العلما۔ ہدایت الاسلام اور حمایت اسلام اور دینی مدارس ہمارے لئے بسا ضروری ہین لیکن نہ اس طرح سے کہ سب جداگانہ کارروائی کر رہے ہین اور اپنی اپنی کھچڑی علحدہ علحدہ پکا رہے ہین ایک مکان تعمیر نہیں ہونے پایا کہ دوسرے کی فکر درپیش ہے۔

ان سب کا ایک مرکز ہونا چاہیے اور اب وقت آگیا ہے کہ مسلمان علی گڈھ کالج کو جہان تک ممکن ہو یونیورسٹی بنائین اور اُس کو اپنا مرکز قرار دین کیون کہ سب اطراف کے مسلمان اس کالج کے حامی ہین اور پہلے خیالات جو اُس کے خلاف تھے اُن مین اصلاح ہونے لگی ہے۔

یہ انجمنین اور مدارس اور دارالعلوم علیگڈھ کالج کے تابع ہون اور خیرات جو مسلمان روزمرہ کرتے ہین اور زکواۃ جو وقت پر دیتے ہیں اسکا کافی انتظام کیا جائے کہ بے موقع خرچ نہ ہو تو یہ مراد جلد حاصل ہو سکتی ہے۔

یونیورسٹی ہونے سے ہماری تعلیم آزاد ہو جائے گی اور اب ہم جو دوسرون کے محتاج اور تابع ہو رہے ہین اُس سے نجات ملے گی اور علی گڈھ کالج کے منتظم جب روپیہ کافی اپنے ہاتھ مین دیکھین گے تو وہ قوم کے لئے انجینیری۔ فیکٹری اور ٹیکنکل کے مدرسے اور کارخانے آپ کھولدین گے جس سے یہ مردہ قوم بہت جلد زندہ ہو کر اُٹھہ کھڑی ہوگی۔ اور یہ محتاجی جو چارون طرف چھا رہی ہے یک دم جاتی

رہے گی۔

ہندوستان مین مسلمانون کی آمد کو تقریباً ایک ہزار برس کا عرصہ ہوا ہو گا اور سات سو برس سلطنت بھی مسلمانون کی اس مُلک مین رہی اور بڑے بڑے عالم تبحر بھی اس مدّت مین ہوئے اور مدرسے بھی جاری کئے گئے لیکن وہ زمانہ معرکہ آرائی کا تھا اور سلطنت بھی شخصی تھی جو اسلام کی اشاعت کی غرض سے نہ تھی نہ کسی کا میلان اس جانب تھا۔

وہ طرز جو عربون نے ایران۔ ترکستان اور افغانستان مین اختیار کیا تھا اُس کا عملدرآمد یہان ہوتا تو ہندوستان مین جنروی حصہ اسلام سے محروم رہتا اور سلطنت بھی مستقل اور پائدار ہو جاتی کیون کہ جسقدر منافرت اور مغائرت اسلام سے غیر مذاہب والون کو ہے اُس کی وجہ خاص یہی ہے کہ اُن کو اسلام کے عقائد اور شریعت کی خبر نہین ہے اور جو نقش اُن کے دلون پر اُن کے بزرگون نے بٹھایا ہے اُس پر جمے ہوئے ہین جس سے اسلام کو وہ خون خوار نگاہ سے دیکھتے ہین ورنہ حق بات مین یہ قدرتی وصف ہے کہ جب وہ آدمی کو معلوم ہو جاتا ہے تو اُس کی فطرت اُس کے تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

دین اسلام چونکہ مذہب حق اور سب مذاہب کا سرچشمہ ہے جس سے عام قبولیت کا ظہور اہل اسلام کی سعی سے ممکن ہے۔

اُس کی صداقت کا ہی سبب تھا کہ چند برسون مین عرب۔ افغانستان ترکستان بلوچستان۔ مصر۔ سوڈان اور مراکو جیسے سرکش مُلک دائرہ اسلام مین داخل ہو گئے اور باوجود گذرنے تیرہ سو برس کے اُن مُلکون مین ہی زور و شور اُس کی حقانیت کا چلا جاتا ہے۔

دُنیا کے پردہ پر یہ وصف خاص اسلام مین ہے کہ جسکو اسکے عقائد سے پوری واقفیت ہو گی ممکن نہین کہ وہ اُس کو اختیار نہ کرے۔

یہی سبب تھا کہ آفتاب عرب کا جلوہ جس پر پڑتا تھا وہ فوراً ہی اسلام ہو جاتا تھا اور کسی قسم کے نقصان اور خوف کا خیال دل مین نہ لاتا تھا اسلام کی حقیقت سے جن کو

واقفیت نہ تھی کلام الٰہی کو سحر اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ساحر کہتے تھے یہ خبر نہ تھی کہ وہ کلام الٰہی کا اثر تھا جسکی صداقت اُنکو جذب کر لیتی تھی اور وہ پکار اُٹھتے تھے۔

مانند تو بے ندید کس نہ آنکس کہ ترا ندید کس نہ	
محمد عربی کابروے ہر دو سراست کسے کہ خاک درش نیست خاک برسراو	

جو لوگ اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہین وہ اسکو پیام الٰہی نہین سمجھتے اور بکثرت ایسے ہین کہ جو اسلام کا دُنیا مین آنا تیرہ سو برس سے ہی قرار دیتے ہین۔

زبانون کا تفاوت تمدن کا اختلاف سخت رکاوٹین ہین اور اُس مین علی العموم غلط فہمی واقع ہوئی ہے اپنے تمدن پر کسی قوم کی نظر نہین ہے کہ غور کرین جو طریقہ پہلے سے رائج ہے اُسی کے پابند ہین خواہ کتنی ہی خرابیان اور نقص اُس مین ہون اپنی اور اپنے مذہب کی زبان کو تو لوگ قدرتی سمجھ کر اُس کی عظمت کرتے ہیں اور دوسری زبانون کو اپنے مذہب کے خلاف گمان کر کے اُس سے نفرت۔

یہ خبر نہین کہ سب زبانین قدرتی ہین اور ہمیشہ قدرتی رہین گی اور پیام الٰہی ایک ہی زبان مین نازل نہین ہوا وہ مختلف ملکون کی زبانون مین وقتاً فوقتاً نازل ہوتا رہا ہے توریت عبرانی مین زبور سُریانی مین انجیل یونانی مین اور قرآن مجید عربی زبان مین نازل ہوا ہے اور ان سب کا مفہوم اور مذہب ایک تھا اور اُسیکا نام اسلام تھا۔

البتہ جیسے ایک ملک کو دوسرے مُلک پر فضیلت ہے ایسے ہی ایک زبان بوجہ اپنی فصاحت اور بلاغت اور شیرینی اور لطافت کے دوسری زبانون سے افضل ہے اور یہ فضیلت آدمیون اور جانورون اور جمادات اور نباتات غرض کہ کل موجودات مین خالق عالم نے ودیعت رکھی ہے۔

غیر مذاہب مین کروڑون آدمی اس قسم کے ہین کہ اُنکو اُس پیام الٰہی کی خبر تک نہین جو اُنکی رہنمائی اور نجات کے لئے نازل ہوا ہے اور وہ برملا یہ کہتے ہین "وما انزل الرحمٰن من شیٔ کہ رحمٰن نے ہماری ہدایت کے لئے کچھ نہین اُتارا اس بحر جہالت

مین ایک عالم غرق ہوتا چلا آیا ہے ایسے لوگ دین سے بے خبر اور خیالی تکّے چلانے والے ہین وہ نہین جانتے کہ مذہب کیا چیز ہے اور اُس کے کیا اصول ہین اور انسانکو کسقدر جہ اُسکی ضرورت لاحق ہے۔

ایسے لوگون کے خبردار کرنے کے لئے راقم نے ایک کتاب خیالات ممتاز شایع کی جسکو بارہ برس ہوئے۔ خیالات ممتاز ہندوستان اور افغانستان اور بلوچستان اور امریکا تک پہنچی ہے؟ اور اُس کے واسطے بعض اصحاب کے خطوط آئے کہ اس کا ترجمہ انگریزی مین کراکے یوروپ اور جاپان بھیجا جائے۔ ہندوستان کے معزز اور نامی اخبارون نے جو اُس کے ریویو لکھے ہین اُن کی بجائے خود مستقل کتاب ہوگئی ہے اور اُس کو اعلیٰ درجہ کی تالیف مین جگہہ دی گئی ہے۔

اہل مدراس نے اُسکا ترجمہ اپنی زبان مین کراکے سات سو جلدین اپنے مُلک مین شایع کی ہین اور کئی سو جلدین علی گڈہ کالج نے خریدی ہین۔

خیالات ممتاز مین مذہبی عقیدہ کو حال کے خیالات کے موافق بہت تفصیل کے ساتھ منکشف کیا گیا ہے اور دُنیا کو دکھایا ہے کہ مذہب کیا چیز ہے اور انسان کو اُسکی کسقدر ضرورت ہے اور وہ منجانب خداوند تعالیٰ ہے یا آدمیون کی عقلونکا ذخیرہ اور کونسا مذہب دُنیا کے مذاہب مین سچّا اور پختہ ہے جسکے قبول کرنے سے نجات کا کلی یقین ہوجاوے اور وہ کسوٹی کیا ہے جس پر مذاہب کو پرکھا جائے۔

اسکے واسطے یہ امر روشنی مین لایا گیا ہے کہ مذہب خدا کا فرمودہ ورڈ آف گاڈ (خدا کا قول) ہے اور یہ امر عجاب مین پوشیدہ ہے اور سب اہل مذاہب دعویٰ کرتے ہین کہ ہمارا دین خدائی دین ہے ورک آف گاڈ (خدائی فعل) سب کے پیش نظر ہے جسمین کسیکو کلام نہین خدا کا فعل اور خدا کا قول ایک ہونا چاہیئے تو جو قول خدا کے فعل سے ملتا ہے وہی اصلی مذہب خدا کا بنایا ہوا ہے اور وہی قابل تسلیم اور لایق اطمینان ہے۔ قانون قدرت جسپر مخلوقات پیدا ہوئی ہے اور ہوتی ہے خدا کا فعل ہے اسپر جملہ مذاہب مروجہ معروفہ کو پرکھا گیا ہے یہی کسوٹی ہے۔

برملا اعلان کیا گیا ہے کہ دلائل سے قطع نظر کرو آنکھون سے دیکھہ لو کہ کونسا مذہب

خدا کے فضل سے ملتا ہے "لیس الخبر کالمعائنہ" شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔

خیالات ممتاز بیرونی خرابیان دیکھ کر لکھی گئی المہدی کی تالیف کا باعث اندرونی فساد ہے جو ہمارے گھر مین ہو رہا ہے اور ہمارے بعض علما سخت مغالطون مین پڑے ہوئے ہین اور دشمنون کو دوست اور دوستونکو دشمن سمجھے ہوئے ہین اور اصلی مذہب اسلام سے جو اُسکے بانی نے قایم کیا تھا کوسون دور ہوکر مسلمانون کو اپنے ہم عقیدہ بنانے کے درپے ہین۔

وہ مذہب جو مثل خط مستقیم کیتا تھا اُسکے ٹکڑے ٹکڑے جا بجا ہو رہے ہین اور یہانتک نوبت پہنچی ہے کہ جھونٹ سے سچ کو علیحدہ کرنا دشوار ہوگیا ہے اور پھر اُسکی سعی قوم مین ہو رہی ہے اور اُسی دام فریب مین مسلمان مبتلا ہین۔

یہ اندرونی فساد محض حقیقت سے بے خبری اور غیر واجب مخالفت کے باعث واقع ہو رہا ہے۔ المہدی مین یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دین اسلام کیا ہے اور اُسکے مقاصد کیا ہین اور کیسے کچھ مغالطے اُسکے خراب کرنیکے لئے مفسدون نے دیئے ہین اور کتنی قربانیان اہل اسلام کی اُس انقلاب اور اختلافات سے روئے زمین پر ہو ئی ہین۔

ایک خدا اور ایک رسول اور ایک کلام اور ایک قبلہ کے ماننے والون مین کیا کیا عجیب اختلاف واقع ہوے ہین اور گھر کے گھر مین کیا پھوٹ پڑی ہے۔

منشا تالیف اہل اسلام کو اصلی دین کی رہنمائی اور سبکو ایک پلیٹ فارم پر لانا اور خود غرض اور فریب خوردہ ملاؤنکے دام تذویر سے محفوظ رکھنا ہے۔

یہ مانا کہ مسلمان ایسی زنجیرون مین جکڑے ہوئے ہین کہ جنکی کڑیان فولاد کی ہین انکو توڑکر وہ ایک جماعت نہین ہوسکتے لیکن قومی امور مین تو ایک انجمن کے شامل ہو سکتے ہین اگر وہ اب ایسا نہ کرینگے تو اپنے ہاتھون سے اپنی تباہی کا باعث ہونگے۔

بزرگ فرقہ اہل تشیعہ کے محدثین اور علما کا جو پایہ اور ماخذ ہے وہ اہل تشیعہ کی معتبر کتب سے وضاحت کیساتھ لکھا گیا ہے اسیطرح سے اہل تسنن کے راویون اور اماموںکے مدارج کی تفصیل کیگئی ہے۔ اہلحدیث کے عقائد اور عامل بالسنت ہونے کی تشریح کافی اِس کتاب مین موجود ہے۔ نئی روشنی والے جنکو مسلمان نیچری کہتے ہین اُنکی بحث معجزات

مافوق الفطرت کی قانون قدرت کی رو سے فلسفیانہ طرز پر کیگئی ہے اور شہادتین نہایت صداقت اور آزادی سے دیکھہ کر لیگئی ہین۔

ناظرین کو ملاحظہ سے روشن ہوگا کہ کسقدر کتبخانے ہر ایک فریق کے اسکی تالیف مین دیکھنے اور چھانٹنے پڑے ہین اور کتنے برسون مین یہ عطر مجموعہ تیار ہوا ہے۔

خیالات ممتاز مولف کی ایک ماہ کی محنت کا ثمرہ ہے لیکن المہدی سچا سر برس کی تحقیقات کا نتیجہ ہے جسکی تالیف مین پندرہ برس صرف ہوئے ہین۔

اصلی اسلام کے اظہار مین صرف براہین اور دلائل عقلی و نقلی پر انحصار نہین رکھا گیا۔ بلکہ ناظرین کو اُسکا معائنہ کرا دیا گیا ہے اور یہ المہدی ایک آئینہ دین نما ہے۔

آسمانی فیصلہ مین دیکھا دیا گیا ہے کہ جس فریق کے حق مین یہ آسمانی فیصلہ ہے وہی دین حق ہے اور یہ فیصلہ ناطق اور قضائے مبرم ہے۔

علاوہ ازین بہت سے مضامین مفید اور دلچسپ ذہن نشین مذہبی اور قومی اور تاریخی اسمین ایسے درج کئے گئے ہین جنکے مطالعہ سے انشاءاللہ ناظرین محظوظ ہونگے۔

خداوند تعالیٰ کا ارشاد اپنے نبی معظم کو ہے "فذکر فان الذکری تنفع المؤمنین" کہ اے نبی سمجھاؤ کہ بیشک سمجھانا مومنون کو فائدہ دیتا ہے۔

چونکہ ابتدا سے طبیعت میں مذہبی رجحان خمیر کیطرح سے جوش زن تھا اسلام کی محبت اور اُسکا مذہبی فرض اور طبیعی میلان ایسی حالت میں کب روادار ہو سکتا تھا کہ قوم کی اس تباہی پر جس سے قوم قوم نہین رہی سکوت کیا جائے اور اوسکو اُسکے حال پر چھوڑ دیا جائے۔

حسن سبزہ تبخط سبز مرا کرد اسیر	دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدم
ما نصیحت بجائے خود کردیم	روزگارے درین بسر بردیم
گر نیاید بگوش رغبت کس	بر رسولان بلاغ باشد و بس

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۵ واھدنا الی صراط مستقیم ۵

نحمدہٗ ونصلی علیہ

اللہ مدد کرے پریشان ہین ہم	جنکی عزت نہین وہ انسان ہین ہم
بے زر ہین خراب وخستہ ناشاد ہین ہم	پوچھے کوئی کون ہو مسلمان ہین ہم

خدایا رنگ تاثیرے کرامت کن فغانم را
بہ موجِ اشک بلبل آب دہ تیغ زبانم را

منظور ہے گزارش احوال واقعی | اپنا بیان حسن طبیعت نہین مجھے

بہت کم آدمی دنیا مین ایسے ہونگے جو اللہ جل جلالہ کو خالق ارض وسما اور معبود حقیقی یقینًا نہ جانتے ہون - ہندو - مسلمان - عیسائی - یہودی - پارسی وغیرہ وغیرہ جسقدر فریق ہین سب کے

عقیدے سب کی کتابین سب کے حُسن اعمال سب کے اقوال یہی شہادت دے رہے ہین کہ وہ ذات واحد جس نے ہم کو پیدا کیا ہے اور عدم سے عالم شہود مین لایا ہے ہم اوسی کے ماننے والے اور اُسی کو خدا جاننے والے ہین گو ہمارے عقائد اور عبادات کا طریقہ مختلف ہے مگر اللہ جل شانہ کو معبود حقیقی اور مالک روئے زمین سمجھنے مین سب متفق ہین۔

(۱) دہریون سے بحث نہین جنکی تعداد کا اندازہ بھی بمقابلہ کروڑہا آدمیون کے ابھی کچھ نہین ہے باقی سب آدمی اُسی ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ کی پرستش اپنے اپنے مذہب کے موافق بجا لاتے ہین۔ اور ہندو کو خدا ہی سمجھتے ہین اسی واسطے آپ فرماتے ہین وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ "یعنی ہم نے جن اور انسان کو اپنی بندگی کے واسطے ہی پیدا کیا ہے جسکا مشاہدہ ہو رہا ہے"

اگر سب مذاہب کا حال لکھا جائے تو اوسکے لئے ایک دفتر چاہیئے اور عمر نوح بھی اُس دفتر کے مرتب کرنے کے لیے کافی نہو اور یہ بحث بھی ہماری بساط سے کوسون دور ہے۔[۱]

اسواسطے ہم سب سے قطع نظر کرکے مذہب اسلام کی نسبت اپنے خیالات ظاہر کرنا چاہتے ہین کیونکہ آدمی کو اوّل اپنے گھر کی فکر کرنی چاہیئے جیساکہ دستور ہے "اول خویش بعدہ درویش"

"کار خود کن کار بیگانہ مکن ۔"	از برائے دیگران خانہ مکن

اگرچہ عام لوگون کی نظر مین مجھ ہیچ کارہ دین و دنیا سے آوارہ ناسمجھ کم فہم علم سے بے بہرہ کی تحریر و تقریر کب نظر مین آسکتی ہے جب عالم لوگون کا یہ حال ہے تو جاہل فہم اور بلیذ نظر صاحب کمال کی ہین اُنکا تو نام بھی زبان پر لانا میرے حوصلے سے زیادہ ہے۔ اور پھر ؎

"جو عارفان باد با خورند و رفتند"	"رہی تہی خم خانہا کردند و رفتند"
"پر بحر سخن سدا ہے باقی"	دریا نہین موج بند ساقی

(۱) حکماے یونان مین سے ایک گروہ سوفسطائیہ ہے جسکا یہ عقیدہ ہے کہ شرعاً نہ یعنی عالم ہمیشہ سے اسی طرح ہے اور آیندہ بھی اسی طرز پر رہیگا۔ کوئی خالق نہین ہے انکو دہریہ کہتے ہین۔

[۱] خیالات ممتاز موسوم بہ سماسالہ فطرت مین جو طبع ہوکر شائع ہوگیا ہے اوسمین احقر نے تقریباً دنیا کے مذاہب کا حال اور اُنکا اتفاق اور اختلاف بیان کیا ہے اور یہ کتاب بندہ مؤلف کو پونس کی ۸ رعیت پر مل سکتی ہے ۱۲

اور مین مجبہ خبیا ناواقف لب کشائی کرے اور سب سے زیادہ خوف یہ دامنگیر ہے کہ ہماری قوم کے حضرات مجکو ہدف ملامت نہ کرین اور تعصب کا الزام جسکے معنی عرفاً بے جا حمایت کے ہین ہمارے سر نہ دہرین کہ "در طریقت ما غیر ازین گناہے نیست"

اور اگر اس سے بھی معاف فرمائین تو یہ ڈر ہے کہ مناظرہ اور مکابرہ کا خیال ان اوراق پریشان کے ملاحظہ سے دل مین نہ لائین

واللہ میری یہ غرض ہرگز نہین ہے نہ مین اس ناشایستہ طریقے کو پسند کرتا ہون نہ اس طرح کی لیاقت رکھتا ہون نہ اپنے برادران دینی کو آزردہ خاطر کرنا چاہتا ہون۔ جو کچھ استدلال سند اکتب معتبرہ سے کیا ہے اور اصل کی نقل دکھلائی ہے اُس مین کوئی کمی یا زیادتی اپنی جانب سے نہین کی گئی نہ ایسا کیا ہے کہ اصل سے اپنی تائید کلام کی باتین اخذ کرکے باقی کو ترک کردیا ہو یا مغالطہ دیا ہو جیسے "**لاتقربوا الصلوٰۃ**" کی مثل زبان زد خاص و عام ہے جو کچھ رطب و یابس میرے ہاتھ آیا ہے جسکو نہایت تحقیق اور تفتیش سے لیا ہے بجنسہ درج کردیا ہے اور اوپر جو کچھ اپنی جانب سے **ریمارک** کیا ہے وہ صرف بہ نیت خلوص بلا تعصب لکھا گیا ہے۔

اگر ناظرین والا مکین کسی مقام کے ملاحظہ سے آزردہ خاطر ہون تو اوس مین میری استعداد کا قصور اور عدم قابلیت کا فتور تصور فرمائین کہ مجکو کوئی لیاقت کسی قسم کی نہین ہے نہ مین حسن بیان اور لطافت کلام پر قدرت رکھتا ہون نہ دھلی اور لکھنؤ کے روزمرہ سحر طراز سے آشنائی اور مہارت فصیحانی سیدہی سادی اُردو زبان مین صرف اپنی قوم کا باہمی نفاق دیکھکر جو طبیعت سوختہ ہوئی تب بحالت پریشانی خاطر یہ اوراق پریشان سیاہ کئے۔

یہ نظر غور جو اپنی قوم کی اس خرابی اور تباہی کی تحقیق کی جاتی ہے تو جہان تک نظر کام کرتی ہے نفاق ہی اُسکا سبب اور بنیاد تمام بربادی اور تنزل کی معلوم ہوتی ہے۔

دولت اور اتفاق لازم و ملزوم ہین اور قدیم سے انکا چولی دامن کا ساتھ ہے جہان اتفاق ہے وہان دولت حاضر ہے۔

ایسا ہی اتحاد نفاق اور محتاجی مین ہے جس قوم مین نفاق ہوگا اُس مین تنزل روز بروز بڑھتا جائیگا۔ ۵

دولت ہمہ از اتفاق خیزد	بے دولتی از نفاق خیزد "

اب نفاق پر غور فرمایئے کہ یہ کس چیز سے پیدا ہوتا ہے اس کی جڑ تعصب اور جہالت ہے۔ یہ تعصب اس بلا کی چیز ہے کہ آدمی کو اندھا بنا دیتا ہے اور نور روشن مطلق نظر نہیں آتا اسی کے واسطے اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے " اِنَّا جَعَلْنَا فِیْ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ " اور اسی جہالت کی نسبت اسکے آگے فرمایا ہے " وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ " اور پھر اسکے آگے خاتمہ فرمادیا ہے " وَسَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ "

پہلی دونوں آیتوں اور خاصکر پچھلی آیت کو دیکھکر طبیعت بالکل سرد ہوجاتی ہے اور یاسی نظر آنے لگتی ہے کہ جس حالت میں خالق مطلق نے یہ جہالت اور تعصب کا مادہ جیسا کہ **بوجہل** اور **بولہب** کے اندر تھا آدمی میں پیدا کیا ہے اور اسکے واسطے اپنے **نبی معظم** کو صاف ہدایت فرمادی کہ تو انکو ڈراوے خواہ نہ ڈراوے جو لوگ جہالت اور تعصب کی زنجیروں جکڑے اور بندھے ہوئے ہیں وہ کبھی تیری باتوں کا یقین نہیں کرینگے۔ اور ہیرا کہنا ہرگز نہیں مانینگے۔

اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ جو تعصب اور جہالت سے پاک ہیں وہی ہدایت پائیں گے جیسا کہ **قرآن** کی پہلی آیت سے ظاہر ہے " ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ "

اس سے اور بھی زیادہ فکر پیدا ہوتی ہے کہ ہدایت یافتوں کو ہدایت کی کیا ضرورت تھی وہ تو خود راہ پر ہیں اور جاہل متعصب جنکو راہ پر لانے کی ضرورت تھی اونکے واسطے " خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ " فرماکر " سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ الخ " فرمادیا پھر کوشش اور سعی آدمی کی محض بیکار رہے۔

فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ نے تو کوئی بات باقی نہیں رکھی جسکے واسطے روز ازل میں بہشت لکھا گیا ہے وہ بہشت میں گل گشت کریگا اور جسکا ٹھکانہ دوزخ ہے وہ وہاں ضرور پھینکا جائیگا۔ یہ قضاے مبرم اور قطعی فیصلہ ہے۔

اسکے واسطے ہم اسی قدر عرض کرتے ہیں کہ یہ علم تو اللہ جلشانہ کو اپنے بندوں کی حالت کا ہے کہ فلاں شخص بہشتی اور فلاں دوزخی ہے اپنے ہی علم کو بیان واسطے تسکین خاطر اپنے رسول کے

منکشف فرماتے ہین کہ ان لوگونکو اگرچہ اے نبی تم نے قسم قسم کے معجزے دکھلائے اور یہ سب طرح سے آپ کے سامنے عاجز بھی ہوگئے لیکن تقدیر مین تو انکی ہمنے دوزخ لکھدیا ہے اور اوسکے خلاف ممکن نہین تمہارا کام انپر حجت قطع کردینے کا ہے، پس تم ہمارے حکم ناطق کے موافق تبلیغ رسالت کرتے رہو۔

ان لوگون کے ایمان نہ لانے اور جہلانے سے کیون آزردہ خاطر ہوتے ہو "ومن کفر فلا یحزنک کفرہ" جس کام کی تجھکو ہدایت ہے اسمین اپنی جانب سے کمی مت کرو چنانچہ فرماتا ہے "یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ" یعنی اے رسول جو کچھ تیری جانب تیرے رب کی طرف سے اُتارا گیا ہے اوسکو میرے بندون پر پہونچا دے جو تو اوسکے پہنچانے مین کمی کریگا تو گویا تو نے رسالت کا کام نہین کیا۔

ہر شخص یہ جانتا ہے کہ مجکو میرا رزق بہر نوع ملیگا اور مقدر سے زیادہ کبھی ہاتھ نہ آئیگا اور اس عقدہ کو اللہ جل جلالہ نے منکشف فرمادیا ہے "وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا ویعلم مستقرھا ومستودعھا کل فی کتاب مبین" اس آیت کے معنی سے ظاہر کہ زمین پر کوئی جاندار ایسا نہین جسکے رزق کا وہ پروردگار ذمہ دار نہ ہو سب کا رزق اُسنے مقرر فرمادیا ہے اور لوح محفوظ مین درج کردیا ہے جس مین نہ کمی نہ بیشی ہوسکتی ہے نہ کوئی تغیر و تبدل ممکن ہے۔ مگر باین ہمہ ہم کسی کو نہین دیکھتے کہ وہ ہاتھ پر ہات دھرے ہوئے بیٹھا رہے اور کچھ تدبیر اور کوشش اپنے رزق کی تلاش مین نہ کرے۔

اگر وہان خدا کے علم پر آپ یہ بھروسہ کرکے عقیدے کی صفائی اور حسن عمل کرنے مین سعی نہین کرتے تو یہان بھی دنیا کے معاملات مین خاموش بے حس و حرکت بیٹھے رہیے اور "فی السماء رزقکم وما توعدون" پر توکل کیجیے۔ مگر آپ کو ایک دم بھی صبر نہین رات دن ہزارون طرح کی تدبیرین اور فکرین طلب معاش مین کرتے ہین دُور دور کے لانبے لانبے سفر اسی دہن مین کئے جاتے ہین صدہا طرح کی خوشامدین اور چاپلوسی امیرون اور مقتدر لوگون کی کی جاتی ہین اولاد کو معاش کی غرض سے علم و ہنر سکھلانے کی رغبت دلائی جاتی ہے اور ایک لمحہ بھی اس فکر سے خالی نہین گزرتا اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے سوتے جاگتے یہی فکر درپیش ہے دنیا کا معاملہ جو چند روزہ ہے اور اُس سے فائدہ مند اور برخوردار ہونے مین بھی ہزارہا احتمال ہین اور یقیناً ایک دم

کا بہروسہ نہین جیسا کہ خواجہ حافظ رحمۃ اللہ فرماتے ہین۔ ؎ ؎

مراد رمنزل جانان چہ امن وعیش چون ہردم	جرس فریاد میدارد کہ بربندید محملہا

پھر یہ کچھہ کاوشین اور کوششین کی جاتی ہین۔ حیات ابدی جس سے مراد بہشت کی زندگی ہے اور اوس مین سے نکلنے کی کبھی خواہش نہین کرینگے جیسا کہ "لَا یَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا" سے ظاہر ہے اُسکو آپ سرسری طور سے بے محنت اور کاہش کے حاصل کرنا چاہتے ہین یہ بات کسقدر عقل کے خلاف ہے کیا یہ ممکن نہ تھا کہ خداوند جل وعلا شانہ ایک ہی طریقہ پر لوگون کو رکھتا۔ جیسا کہ فرمایا ہے "وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً" لیکن دنیا جسکو عالم اسباب کہتے ہین ایک نمونہ عالم بالا کا ہے جسے بے محنت اور تکلیف کے کوئی چیز دنیا کی نہین ملتی اسی طرح سے حیات ابدی بدون جدوجہد بلیغ کے کیسے نصیب ہوسکتی ہے"

آدمی کا یہی کام ہے کہ وہ اپنے مطلب مین دوڑے اور کوشش کرے جیسا کہ فرمایا ہے

"وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى"

جن لوگون کے یہ خیالات تھے کہ دین کے فوائد دنیا سے حاصل نہین ہوسکتے اگر دُنیا حاصل ہوگی تو دین سے دست بردار ہونا پڑیگا وہ اپنی اس غلطی سے اب آپ ہی واقف ہوتے چلے جاتے ہین مگر بدولت ایک پیروانا کے جسنے "الدُّنیا مزرعۃ الاخرۃ" کا مطلب نہایت مغز زنی اور برسون کی جان کاہی سے اونکے ذہن نشین کیا ہے اور خاص قرآن کی آیت "اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ" سے قطع حجت فرمادی کہ دیکھو کوئی قوم جب تک خود اپنی حالت نہ بدلے خداوند تعالیٰ بھی اوسکی حالت نہین بدلتا ہے۔

اب مسلمانون کو اُن بوسیدہ خیالات سے دور رہنا چاہیئے جنہون نے اونکو خستہ اور خوار بنادیا ہے زمانہ کا رنگ دیکھکر اپنی ترقی کی کوشش فرمانی لازم ہے اور اس جہالت اور تعصب کے پردون کو جو باعث نفاق قومی ہین اوٹھانے کی سعی بلیغ واجب ہے۔

جس تباہی اور ذلت مین مسلمان مبتلا ہین ایک دم سے اب سب کو اوسکے دفعیہ کی فکر کرنی

؎ بہشت مین سے نکلنا نہین چاہین گے (۲) اور جو خدا چاہتا تو تم کو ایک گروہ کردیتا (۳) آدمی کے لئے اس سوا نہین کہ وہ سعی کرے۔ جیسا کریگا ویسا ہی پاویگا۔

چاہیئے؛ جاہ و ثروت کے ساتھ حمیت اور غیرت اسلام بھی اُنسے جاتی رہی۔ جسقدر خوبیان اونکے اندر بھری ہوئی تہین اُس سے زیادہ برائیون اور حرکات نالایق اور اعمال ناشایستہ نے اُنپر غلبہ کر رکھا ہے اور قوم کی یہ حالت کہ وہ مطلق اپنے عیوب پر نظر نہین ڈالتی اور خواب و خرگوش مین پڑی ہوئی سوتی ہے اور اوسکو اپنی اِس غفلت اور بے پروائی کی خبر تک نہین اور جس حالت مین ہے اوسی پر وہ صبر اور استقلال کو موجب خوشنودی رضاء الٰہی کا سمجھتی ہے یہ اور بھی غضب ہے جیساکہ مولانا مولوی **الطاف حسین** صاحب **حالی** نے لکھا ہے۔

"کسی نے یہ بقراط سے جا کے پوچھا
مرض تیرے نزدیک مہلک ہین کیا کیا"
کہا دکھ جہان مین نہین کوئی ایسا
کہ جسکی دوا حق نے کی ہو نہ پیدا

مگر وہ مرض جسکو آسان سمجھین
کہے جو طبیب اوسکو ہذیان سمجھین

سبب یا علامت گر اون کو سمجھائین
تو تشخیص مین سو نکالین خطائین
دوا اور پرہیز سے جی چرائین
یونہین رفتہ رفتہ مرض کو بڑھائین

طبیبون سے ہرگز نہ مانوس ہون وہ
یہان تک کہ جینے سے مایوس ہون وہ

یہی حال دنیا مین اُس قوم کا ہے
بھنور مین جہاز آکے جس کا گھرا ہے
کنارا ہے دور اور طوفان بپا ہے
گمان ہے یہ ہر دم کہ اب ڈوبتا ہے

نہین لیتے کروٹ مگر اہل کشتی
پڑے سوتے ہین بے خبر اہل کشتی

گھٹا سر پہ ادبار کی چھا رہی ہے
فلاکت سمان اپنا دکھلا رہی ہے
نحوست پس و پیش منڈلا رہی ہے
چپ و راس سے یہ صدا آرہی ہے

کہ کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم
ابھی جاگتے تھے ابھی سو گئے تم

پہر اُس قوم غافل کی غفلت وہی ہے
تنزل پہ اپنی قناعت وہی ہے

ملی خاک مین پر رعونت وہی ہے	ہوئی صبح اور خواب راحت وہی ہے
نہ افسوس اونہین اپنی ذلت پہ ہے کچھہ نہ رشک اور قومون کی عزت پہ ہے کچھہ	
بہائم کی اور اونکی حالت ہے یکسان نہ دولت سے نفرت نہ عزت کا ارمان	کہ جس حال مین ہین اسی مین ہین شادان نہ دوزخ سے ترسان نہ جنت کے خواہان
لیا عقل و دین سے نہ کچھہ کام اُنھون نے کیا دین برحق کو بدنام اونھون نے	
وہ دین جس نے اعدا کو اخوان بنایا درندون کو غم خوار دوران بنایا	وحوش اور بہائم کو انسان بنایا گڈریون کو عالم کا سلطان بنایا
وہ خطہ جو تھا ایک ڈھورون کا گلّہ گران کر دیا اوسکا عالم سے پلّہ	

یہ جہالت اور تعصب کا باعث ہے جس نے ہماری قوم کو ہر چہار طرف سے گہیر رکھا ہے جب تک مسلمان جہالت اور تعصب سے برطرف اور تحقیق اور آزادی کی جانب مائل رہے۔ اونکی بے شمار حیرت انگیز ترقی مین فتور نہین آیا۔

جسوقت سے جہالت اور تعصب کی گھٹا انپر چہائی ادبار کی بلا نازل ہونی شروع ہوگئی۔ اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ وہ دینی احکام اور عقائد کے سمجھنے مین غلطی کرنے لگے۔ احکام کچھہ تھے اور وہ سمجھہ گئے کچھہ۔

وہ تحقیق کا مادہ جو ابتدا سے اسلام والون کے اندر تھا روز بروز کم ہوتا چلا گیا۔ رسم کی پابندی کو اُنھون نے اپنا مذہب سمجھہ لیا ہے اپنی جہل اور تعصب سے سخن پروری کی خراب عادات کو اپنا شعار بنالیا۔

آدمی کی طبیعت کا یہ بھی خاصہ ہے کہ وہ اپنی مرضی کے خلاف کوئی بات دیکھتا ہے تو اوسکو نہایت گران گزرتا ہے۔ بعض کی یہ عادت دیکھی گئی ہے کہ وہ زبان سے جو کچھہ جا و بیجا

(۱) "کنتم اعداءً فالّف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا" یعنی تم دشمن تھے سو خدا نے تمہارے دلون مین الفت پیدا کی اور ہو گئے تم اُسکے فضل سے بھائی بھائی۔ ۱۲

بک دیتے ہین اوسپر اسدرجہ کا اصرار اونکو ہوتا ہے کہ مدلل اور صحیح اور واضح مسائل کو بھی وہ اپنی جہونٹی اور بغوہٹ کی تائید مین تسلیم نہین کرتے اور اپنے بیجا قول کی حمایت سے باز نہین رہتے۔ مگر جو منصف مزاج حقیقت بین ہین اور وہ جانتے ہین کہ تعصب ایک حجاب اکبر ہے جو آدمی کو حقیقت کی جانب سے دور لے جاتا ہے اور اگلی قومین اسی تعصب کی بدولت تباہ اور برباد ہوچکی ہین اور اونپر قسم قسم کے عذاب آلہی اور غضب آسمانی نازل ہوئے۔

اگر وہ الصمد جل جلالہ کے فرمان تعصب کو چھوڑکر انبیا سے سنکر راہ راست پر آتے تو کیون غارت اور برباد ہوتے۔ لیکن وہ تو تقلید آبائی اور رسم کی زنجیر مین جکڑے ہوئے تھے کیون مانتے لگے تھے عمرًا اپنے عزیز و اقارب کو بھی یہی تاکید کرتے تھے کہ سب کے اقوال سُن لینا مگر اس شخص کی جو اپنے کو نبی کہتا ہے کوئی بات مت سننا اس کے پاس بھی مت پھٹکنا جو احیانًا کسی ضرورت کے باعث اسکے کوچہ مین گذر ہوجائے تو کانون مین انگلیان دیکر اس طرف سے نکلنا تاکہ کوئی بات اسکی تمہارے کان مین نہ پڑے۔

کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ حق بات ہے جسکو فطرت جلد قبول کرلیتی ہے اگر حق بات سُنینگے تو فورًا مان لینگے اور پھر اپنے آباو اجداد کی تقلید چھوڑ بیٹھین گے دیکھو! نوح علیہ السلام کا عرض کرنا ہمارے بیان کا شاہد ہے جسکو اللہ میان ظاہر فرماتے ہین کہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی جہالت اور تعصب دیکھکر ہماری جناب مین یون عرض کی "قال رب انی دعوت قومی لیلا ونھارًا فلم یزدھم دعای الا فرارًا ط" کہا نوح علیہ السلام نے اے رب مین اپنی قوم کو رات دن بُلاتا رہا مگر وہ پھر بھی میرے بلانے سے زیادہ زیادہ بہاگتے ہی رہے۔ وَاِنِّیْ کُلَّمَا دَعَوْتُھُمْ لِتَغْفِرَ لَھُمْ جَعَلُوْا اَصَابِعَھُمْ فِیْ اٰذَانِھِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَھُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَکْبَرُوا اسْتِکْبَارًا ۚ ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُھُمْ جِھَارًا ۙ ثُمَّ اِنِّیْ اَعْلَنْتُ لَھُمْ وَاَسْرَرْتُ لَھُمْ اِسْرَارًا ط" اور ہر آئینہ جب مینے اونکو دعوت اسلام کی دی تاکہ تو اونکو بخشدے تو انھون نے میری بات نہ سننے کے لئے انگلیان اپنے کانون مین کرلین اور کپڑون سے اپنے جسم کو چھپا لیا اور ضد کی اور غرور کیا بڑا غرور۔ پھر مین نے اونکو پوشیدہ بلایا پھر کھول کر کہا اور چپکے سے کہا پوشیدہ یہ ظاہر ہے کہ نوح علیہ السلام خدا کی توحید اور بتون کی تردید کی اونکو ہدایت فرماتے تھے۔

مگر وہ تو یعوق اور نسر وغیرہ کو اپنا خدا سمجھے ہوئے تھے جنکی پرستش انکے باپ دادا سے چلی آتی تھی۔

عذاب خداوندی سے ہر چند انکو ڈرایا گیا اور ایسے بڑے عظیم الشان طوفان کا حکم بھی انکو بار بار سُنایا گیا لیکن تعصب نے انکو گمیر رکھا تھا کچھ اثر اُنکے دلون پر نہوا اور نوح علیہ السلام کے فرمانے سے اونکی وحشت اور نفرت اور زیادہ ہوتی چلی گئی جسکا انجام یہ ہوا کہ انکی شامت اعمال سے اُس طوفان مین تمام دُنیا ڈبو دی گئی اور چرند پرند تک غارت اور برباد کر دیے گئے۔

• یہ جہالت اور تعصب تقلید آبائی کے تابع ہے یا یون کہو کہ تقلید کی قایم رکھنے والی اور اُسکی عربی اور سرپرست یہی جہالت اور تعصب ہین سب سے اول ہمکو اس دشمن کا دفعیہ کرنا چاہیئے۔ اسی نے ہمکو ہماری اصل طریقہ سے ہٹا دیا ہے اور جہالت کے تاریک چاہ مین ڈال دیا ہے جس مین پڑے رہنے سے ہماری روشن آنکھون کی بصارت دور ہو گئی ہے اور اُس کنوے مین جو سانپ بچھو دنیا کی ضرورتون کے ہمکو پڑتے تو ہمکو خالی ہاتھ اور بے بس دیکھکر ہمارے جسم کو ہر طرف سے کاٹنا شروع کیا جس سے ہمارا جسم کسی قابل نہین رہا اسقدر رسمیت اور زخمون کی سوزش سے بدن سوجگیا ہے کہ جنبش تک نہین ہوتی پڑے ہوئے سسکتے ہین صرف ایک سانس باقی ہے اور وہی سانپ بچھو ہمکو کھا رہے ہین جن قومون مین ہمدردی ہے اور اونکو ہمارا اگلا پچھلا حال معلوم ہے جو اُنکا گذر ہماری جانب ہوتا ہے تو وہ ہماری ایسی حالت خراب دیکھکر تعجب اور حیرت سے دست تاسف ملتے ہین مگر کرتے کچھ نہین تقدیر کے حوالے کر کے گذر جاتے ہین اور جو ہمدردی کے لفظ سے تلاشنا ہین وہ حقارت کی نگاہ سے دیکھکر ہم سے نفرت کرتے ہین اور بعض اُن مین سے دو چار پتھر اوپر سے مار کر چلے جاتے ہین اور اپنے بدلے لینے کا وقت سمجھتے ہین اور ہماری ایسی حالت پر خوش ہوتے اور قہقہے لگاتے ہین۔

سا قوم نوح نے یہ بت بصورت شیر بنایا تھا اور اوسکو مظہر قدرت الٰہی کا جانکے پوجتے تھے ہنود اسکو شیو کہتے ہین حقیقت مین نام ایک بیٹے ادریس کا ہے شیطان کے فریب سے بصورت بت بنا کے پوجتے تھے بعد طوفان کے بنو گیلان کے ہاتھ لگا اور اُسنے بنو جدان کو پہنچایا ۱۲ از تفسیر القرآن ۲

(۲) نام بت کا ہے قوم نوح کے بعد وفات ادریس ع کے کرگس کی صورت بنا کے پوجتی تھی اور اوسکو مظہر قدرت الٰہی کا سمجھتی تھی اور حقیقت مین یہ بھی ادریس علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام تھا ابلیس نے فریب سے اسکو بصورت بت بنایا تھا ۱۲ منہ

جہان یہ عمیق اور تاریک چاہ ہین وہان اونکے آس پاس کہین کہین تہ خانے بھی ہے ہوے ہین جن مین وہ مفلسی اور محتاجی کے سانپ بچھو تو نہین ہین مگر وہی اندہیرا جو اُن کنوئون مین جہالت اور تعصب کا ہے یہان بھی موجود ہے عمدہ عمدہ چپہر کھٹ اور آرام چوکی انمین بچھی ہوئی ہین عطر اور گلاب سے تمام کمرہ مہک رہا ہے ایک طرف کو نوکر اور خدمت گار کمربستہ حکم کے منتظر اور آمادہ کھڑے ہین۔ ایسے عشرت منزل مین صاحب تہ خانہ آرام سے پڑے ہوئے خواب استراحت فرما رہے ہین اور اونکو کچھ خبر اون بیچارے زخمیون کی نہین ہے جنکا بسم دنیا کے حوائج کے سانپ کہا رہے ہین اور یہ اپنی نیند مین مست اور سرشار ہین اور بے خبر اور مدہوش ہوتے ہین۔

اگرچہ بچپن مین وہ "کُلُّ مُؤْمِنٍ اِخْوَۃٌ" "اُستاد سے پڑہا تہا۔ مگر اپنے آرام اور لطف زندگی مین اب وہ حکم الٰہی کسکو یاد آتا ہے بلکہ یہ حالت ہے کہ جو اپنے زخمی اور مصیبت زدہ بہائیون کے زیادہ چلانے سے اونکی آنکھ کھل جاتی ہے تو نوکرون اور خدمت گارون پر اپنا غصہ اُتارتے ہین اور بُرا بہلا اُن زخمیون کو کہتے ہین کہ یہ بدمعاش ہمارے آرام مین خلل انداز ہین ہم کو سونے نہین دیتے انپر تو خدائی مار رہے جس سے انکا ایسا حال ہو رہا ہے ایسی ایسی بڑبڑاہٹ کے بعد وہ پھر سو جاتے ہین غرضکہ کوئی اُن بیچارے زخمیون کا ہمدرد یا فریادرس نہین ہے جو اون کی غمخواری کرے۔

مگر اللہ جل شانہ کی ذات رحمٰن و رحیم ہے ان بیکسون کی آہ زاری اور فریاد پر دریاے رحمت جوش مین آیا اور تیر دعا نشانۂ اجابت پر جا لگا جو ایک **پیر دانا طبیب حاذق** کو ان بیمار زخمیون کے علاج کے لئے برانگیختہ کیا یہ مدبر اور **حاذق ڈاکٹر** اگرچہ فن ڈاکٹری مین ید طولا رکہتا تہا اور متفرق طور پر بہت سے مریضون کا علاج بھی کئے ہوئے تھا لیکن تاہم اوسکو اپنے مطب پر وثوق نہین تہا جو نسخے اوسکو یاد تھے وہ بہت پرانے متروک الاستعمال یونانی طبابت کے تھے! مگر تشخیص (ہمدردی مین) وہ لاجواب اور بے نظیر تھا جسکا علم اوسکو اپنے آباواجداد کرام صلوۃ اللہ علیہم اجمعین سے سینہ بہ سینہ پہونچا تھا اس مین وہ کمال تہا کہ جس قدر اسپر وہ فخر کرے بجا ہے۔

مطب کی تکمیل کے واسطے اس روشن ضمیر ڈاکٹر نے یہ منصوبہ کیا کہ جہان بڑے بڑے ڈاکٹر حاذق اور فلاطون نما طبیب رہتے ہین اور حال کے زمانہ کے موافق اُنہون نے طرح

یہ طرح کے ست ادویہ کے نکالے ہین اور قسم قسم کے مرہم ان زخمون کے اُنکے پاس تیار ہین پہلے وہان جاکر اُنکے تجربے اور مطب دیکھیے اور چند نسخے مجرب سریع التاثیر ان بیچارے زخمی بیمارون کے واسطے وہان سے حاصل کیجیے کہ جس سے یہ سب بیمار دفعتًا اچھے ہو جائین۔

اسکے واسطے اُسنے ایک دور دراز کا سفر ۱۸۶۹ء مین کیا اور یہ بات اوسکو دنیا کے سرے پر جاکر ملی اوس نے وہان اون دانا اور نا تجربہ کار مسیح زمان حکیمون کے مطب دیکھے اور ادویہ کی ترکیب اور اونکا استعمال اور مرہمون کے خواص اور تاثیر اور جہام کی تشریح کو خوب ملاحظہ کیا۔

اگرچہ ایسے پر فضا اور دل کشا نواح کے چھوڑنے کو دل نہین چاہتا تھا مگر از بس کہ اُن بیمارون کی بیتابی نے اوسکو بے چین کر رکھا تھا کھانا اور آرام کرنا بھی ناگوار تھا بہت جلد وہان سے مراجعت کی۔

لیکن جسقدر وطن قریب ہوتا جاتا تھا اسکا فکر بڑہتا جاتا تھا۔ کیونکہ جو نسخے ولایت مین ڈاکٹرون کے دیکھے تھے ان مین بکثرت سونے چاندی اور جواہرات کا گُشتہ تھا اور یہان کچھ بھی سرمایہ نہین تہا صرف اللہ کا نام تھا جس نے اوسکو یہ ہمت بندہائی تھی اور اتنی دور کا سفر کرایا تھا اوسی پر اوسکو بھروسہ تھا۔

آخر کار اسی تشویش کی حالت سے وہ وطن مین آیا اور اُن تہ خانے والے صاحبون کی جانب اس نے گشت کرنا اور چکر لگانا شروع کیا اون سوتے ہوؤن مین سے کسی کو ٹھنڈے پانی کا چھینٹا دیا اور کسی پر گلاب چھڑکا اور کسی کو پنکھا اپنے دست مبارک سے جھلنا شروع کیا اور کسی کو خلنجہ سونگھایا اور کسی کا سر پکڑ کر اوٹھایا۔ اس مین بہت سے تو لڑنے کو مستعد ہو گئے اور سُرخ آنکھین کر کے واہی تباہی بکنے لگے اور ہزار دن صلوتین اوسکو سنا کر پھر ویسے ہی سو گئے۔

مگر بعض اُن مین سے اوٹھے اور آنکھین کھول کر اونہون نے دیکھا کہ ایک معزز پیر دانا ہمارے سامنے کھڑا ہوا ہم کو شیرین آواز سے کہہ رہا ہے کہ اب اُٹھو باہر دن نکل رہا ہے تمام دنیا اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہے اور تم اسطرح پڑے ہوئے بے خبر سوتے ہو یہ سونے کا وقت نہین ہے۔ سونے کے واسطے بڑی مہلت ہے۔ قیامت تک سوتے رہو گے کوئی نہین اوٹھائیگا مونہہ ہاتھ دہو کر میرے ساتھ چلو تاکہ ہمدردی کے شہرون کا تماشا اور سیر دکھلاؤن۔

اُن مین سے جو لوگ بہ سبب ملاحظہ یاد باد کے ساتھ ہوئے اونکو اون تاریک چاہ نیہ لاکر وہ حالت زار اُن زخمیون کی دکھلائی اور یہ امر ذہن نشین کیا کہ اگر ان بیمارون کا علاج نہ کیا جائے گا اور یہ انہین کنوؤن مین پڑے رہین گے تو عجب نہین کہ تمہارے تہ خانے مین جو انکے پاس ہین رفتہ رفتہ ایسے ہی ہو جائین - اور یہ سانپ بچھو جو اونکو کاٹ رہے ہین رکھنے کر کے تمہارے تہ خانون تک پہونچ جائین اِنکے علاج کی فکر کرنی چاہیئے - انکی ہمدردی اور غمخواری مین کمی کرنے سے اپنی جان و آبرو کا نقصان کرنا ہے - اسطرح کے دم دلاسا سے انکو اپنی جانب مائل کیا اور یہ تجویز کی کہ ایک شفاخانہ ان بیمارون کے واسطے ایک خاص مقام مین کھولا جائے تاکہ اُس مین اُنکی دوا دارو ہوتی رہے اور یہ چنگے ہو کر چلنے پھرنے لگین اور ان کنوؤن سے باہر نکلین اور زمانہ کے موافق اپنے اپنے کام مین مشغول ہون -

چونکہ اُسنے خلوص نیت اور صدق دل سے یہ عزم بالجزم کیا تھا خدا نے اُسکی مدد کی اور ۱۸۷۵ء مین اوس نے اس طرح کا شفاخانہ علی علی کھکر علی گڈھ کے مقام مین کھولا جس مین اُن زخمیون کا علاج بڑی کدوکاوش سے ہو رہا ہے -

یہ حاذق ڈاکٹر اُن مریضون کے زخمون کی مرہم پٹی کرنے اور اُن سانپ بچھوؤن کے مارنے مین ہر دم مشغول ہے اور ہماری یہ حالت دیکھکر آنکھون سے آنسو بھا رہا ہے اور ہاتھون سے دوا درمان کرتا ہے اور یا لوئسے اُن سانپ بچھوؤن کو کچل رہا ہے - ہمارے جینے سے اوسکو مطلق ناامیدی نہین ہے و لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللّٰهِ سے ہمکو ڈھارس بندھاتا ہے اور ہماری خاطر و مدارو کے لئے سب کے سامنے ہاتھ پسار رہا ہے اور جس سے جو کچھ ہاتھ آتا ہے لیکر ہمارے لئے دوائین تیار کرتا ہے ہماری بدبختی اور شامت اعمال سے جو تھپر ہم پر پڑتے ہین وہ اوسکو بھی لگ جاتے ہین مگر وہ اُنکی کچھ پروا نہین کرتا فوراً مرہم لگا کر پٹی باندھ لیتا ہے اور ہماری تیمارداری مین اپنی مقدس پیشانی پر بل تک نہین لاتا نہ اوسکو اپنی ضعیفی کا خیال ہے نہ کمزوری کا عذر مانع ہے اپنی جوان مردی سے ہر دم مستعد اور کمربستہ ہے -

بعض اوقات جو ہم ہذیان یا اشتداد مرض کے سبب بڑبڑاتے ہوئے اوسکو بُرا بھلا کہتے ہین اور گالیان تک مونہہ سے بکتے ہین تو وہ نہایت تحمل اور بردباری سے لبیک لبیک کی آواز سمجھتا ہے اور جواب مین روحی فداک کہکر ہماری جسم پر دست شفقت پھیرتا ہے اور ہم کو سب طرح سے تسلی

اور تشفی دیتا ہے اور اُس زہر کے اثر سے جو ہمارا بدن گل سڑ گیا ہے اُس سے وہ نفرت نہیں کرتا اور اپنی بابرکت ہاتھوں سے ہمارے زخموں کو دھوتا اور مرہم لگاتا ہے اور طبیعت میں ذرا بھی میل نہیں (۱) لاتا۔

اگرچہ ابھی تک وہ زخم اچھے نہیں ہوئے اور ناسور پڑے ہوئے ہیں جنکا اندمال بہت دشوار ہے مگر معالجہ کی جانب کچھ کچھ مشغول ہونے لگے ہیں اور وہ تہ خانے والے صاحب جو اسوقت بڑبڑا کر سو گئے تھے اور اوس بزرگ ڈاکٹر کے اوٹھانے پر اونہوں نے صلواتیں سُنائی تھیں انمیں سے بھی بعض بعض کی آنکھیں کھلنے لگی ہیں اور علاج میں امداد کرنے لگے ہیں اور بعض تو اپنے مہربان ڈاکٹر کے روبرو آنکھیں نیچی کئے ہوئے حکم کے منتظر ہیں لیکن تاوقتیکہ تمام قوم میں اتفاق نہوگا اور سب مسلمان یکسو اور ایک دل ہو کر اس ناصح مشفق کے حکم کی تعمیل نہیں کرینگے عروج محال ہے اتفاق قومی اصل چیز ہے۔ دین کے دنیا کے جملہ فوائد اُس سے وابستہ ہیں جس قوم میں اتفاق ہے اسکے عروج اور ترقی کو دیکھو کہ کہاں سے کہاں تک کمال کو پہونچی ہے۔

جب تک ہماری قوم میں جسکا نام لیتے ہوئے بھی خود ہمکو شرم آتی ہے۔ اتفاق قومی رہا تاریخ کو ملاحظہ کرو کہ کیا حال تھا۔ مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک تمام دنیا میں اسی کا سکہ جما ہوا اور اسی کا پرچا حکومت کا لہرا رہا تھا اور اُس نبی برحق کی تعلیم نے خاص اثر اتفاق کا ہماری قوم کو بخشا تھا عجب اور نخوت۔ خودرائی و خودغرضی اور جہالت و تقلید آبائی کو اوس وہی تعلیم نے دلوں سے نکال کر پھینک دیا تھا اور سب کو ایک ہی اکھاڑہ میں ایک ہی وضع اور رنگ سے اوتارا گیا تھا۔

دیکھو ابتدائی حالت اسلام کی کیا تھی اور کیسے وحشی اور جاہل ملک میں اسلام نے جنم لیا تھا اور وہ ملک کیسا سنگلاخ اور بیابان تھا۔ شائستگی اور تہذیب کا نام و نشان بھی اُس ملک میں نہیں تھا۔ پھر اُس ملک نے جو کچھ ترقی اور تہذیب اپنی ہمت اور جانفشانی اور اتفاق اور ہمدردی سے پائی اور سب ملکوں کا ہادی اور فرمانروا بنا وہ وہی عرب تھا جس کا بقول مولانا حالی ایسا حال تھا۔

عرب جسکا چرچا ہے یہ کچھ وہ کیا تھا	جہاں سے الگ اک جزیرہ نما تھا
زمانہ سے پیوند جسکا جُدا تھا	نہ کشور ستاں تھا نہ کشور کُشا تھا
تمدن کا اُجیارا تھا نہ سایا	

(۱) افسوس کہ ہمدرد اور طبیب قوم ۲۸۔ مارچ ۱۸۹۹ء کو ہم سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گیا۔

ترقی کا تھا وہان قدم تک نہ آیا

نہ آب وہوا ایسی تھی روح پرور
کہ قابل ہی پیدا ہون خود جس سے جوہر
نہ کچھ ایسے سامان تھے وہان میسر
کنول جس سے کھل جائین دل کے سراسر

نہ سبزہ تھا صحرا مین پیدا نہ پانی
فقط آب باران پہ تھی زندگانی

زمین سنگلاخ اور ہوا آتش افشان
لوؤن کی لپٹ باد صرصر کے طوفان
پہاڑ اور ٹیلے سراب اور بیابان
کھجورون کے جھنڈ اور خار مغیلان

نہ کھیتون مین غلہ نہ جنگل مین کھیتی
عرب اور کل کائنات اوس کی یہ تھی

نہ وہان مصر کی روشنی جلوہ گر تھی
نہ یونان کے علم وفن کی خبر تھی
رہی اپنی فطرت پہ طبع بشر تھی
خدا کی زمین مین جنتی سر بسر تھی

پہاڑ اور صحرا مین ڈیرا تھا سب کا
تلے آسمان کے بسیرا تھا سب کا

کہین آگ پوجی تھی وہان بے محابا
کہین بت تھا کوا کب پرستی کا چرچا
بہت سے تھے تثلیث پر دل سے شیدا
بتون کا عمل سو بہ سو جا بجا تھا

کرشمون کا راہب کے تھا صید کوئی
طلسمون مین کاہن کے تھا قید کوئی

(۱) مصر کی ترقی ہند اور فارس کے سوا تمام دنیا سے مقدم مانی گئی ہے چنانچہ یونان بھی مصر کے ہی پرتوے سے روشن ہوا تھا۔

(۲) صابئین کا فرقہ ستارون کو بھی پوجتا تھا اور اگ کی بھی تعظیم کرتا تھا۔ عیسائی تثلیث کے قائل تھے عیسائی درویش جو پہاڑون اور جنگلون مین رہتے تھے اور دنیا کی لذتین ترک کر دیتے تھے وہ راہب کہلاتے تھے۔ جو لوگ علم غیب کا دعوی کرتے تھے اور زمانہ آیندہ کی خبرین دیکر لوگون کو فریفتہ کرتے تھے وہ کاہن کہلاتے تھے۔

یہ سب فرقے جزیرہ نما عرب مین موجود تھے۔

وہ دنیا مین گھر سب سے پہلا خدا کا — خلیل[ع] ایک معمار تھا جس بنا کا
ازل مین مشیت نے تھا جسکو تاکا — کہ اس[ا] گھر سے اُبلے گا چشمہ ہدیٰ کا

وہ تیرتھ کا تھا اک بت پرستون کا گویا
جہان نام حق کا نہ تھا کوئی جویا +

قبیلہ قبیلہ کا بت اک جدا تھا — کسی کا ہبل[ب] تھا کسی کا صفا تھا
یہ عزّیٰ یہ وہ نائلہ پر فدا تھا — اسی طرح گھر گھر نیا اک خدا تھا

نہان ابر ظلمت مین تھا مہر انور
اندھیرا تھا فاران[ج] کی چوٹیون پر +

چلن[ح] اُنکے جتنے تھے سب وحشیانہ — ہر اک لوٹ اور مار مین تھا یگانہ
فساد و نمین کٹتا تھا اونکا زمانہ — نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ

وہ تھے قتل و غارت مین چالاک ایسے
درندے ہون جنگل مین بے باک جیسے

نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے — سُلجھتے نہ تھے جو جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس مین لڑ بیٹھتے تھے — تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے

بلند ایک ہوتا تھا گر وہان شرارا

[ا] اس گھر سے مراد خانہ کعبہ ہے جو کہ بنائے حضرت سلیمان علیہ السلام یعنی بیت المقدس سے ۹۹۵ برس پہلے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے دو ہزار برس پہلے تعمیر ہوا تھا۔ [ب] ہبل۔ صفا۔ عزیٰ۔ نائلہ۔ چار دیوتون کے نام ہین انکے سوا لات منات آساف وغیرہ دو بت سو بت تھے اور ہر ایک بت کسی خاص قبیلے کے ساتھ مخصوص تھا۔ [ج] فاران سے مراد مکہ کا پہاڑ ہے اس شعر مین اُس شہادت کی طرف اشارا ہے جو کہ آنحضرت صلعم کے مبعوث ہونے کی بابت حضرت موسیٰ نے توریت مین اور حقوق عانے اپنی کتاب مین دی ہے پس بقرار کے اُردو ترجمہ کے یہ لفظ ہین کہ "خداوند سینا سے نکلا اور سعیر سے چمکا اور فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا اُسکے دائین ہاتھ مین شریعت روشن اور لشکر ملائکہ کے ساتھ آیا" توریت کتاب پنجم باب ۳۳ کوہ سینا کو موسیٰ سے اور کوہ سعیر کو عیسیٰ اور کوہ فاران کو آنحضرت سے تشبیہ دی ہے [د] ۱۵ ایام جاہلیت مین عرب کی قومین آزاد و خود مختار تھین سکندر نے اگرچہ تمام مشرقی سلطنتون کو اپنا باجگزار بنایا تھا اور اُسکے جھنڈے کے نیچے بڑے بڑے شہنشاہون نے سر نیچا کیا تھا مگر عرب تک اُسکا ہاتھ نہ پہونچا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تین سو برس پہلے وہ خود مختار اور آزاد ہو گئے تھے اور ایک ہزار برس تک وہ کسی کے مطیع اور فرمانبردار نہین ہوئے۔ اسلام کے وقت مین وہ بڑے چالاک اور سواری مین طاق جنگ کے مشاق محنت کے عادی سفر کے شایق بدن کے قوی دل کے مضبوط مصیبت کے اٹھانیوالے اور لڑائی کے آمادہ تھے صرف ایک رہنما کی کسر تھی کہ وہ اُنکی قوتون کو جو وحشیانہ اور خانگی لڑائیون مین صرف ہوتی تھی نہ بہی اور ملکی ترقیات مین لگاوے۔ چنانچہ جب نبی محمدی نے اونکے دلونکو روشن کیا تو وہ خدا کی مخالفت کے مستحق ہوئے اور جو وعدہ اُسنے کیا تھا وہ پورا ہوا۔

تو اُس سے بڑھکر اوٹھتا تھا ملک سارا

وہ بکر اور تغلب کی نامی لڑائی
صدی جس مین آدھی انھوں نے گنوائی
قبیلون کی کردی تھی جس نے صفائی
تھی اک آگ ہر سو عرب مین لگائی

نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ
کرشمہ ایک اونکی جہالت کا تھا وہ

کہین تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا
کہین پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
لب جو کہین آنے جانے پہ جھگڑا
کہین پانی پینے پلانے پہ جھگڑا

یونہین روز ہوتی تھی تکرار ان مین
یونہین چلتی رہتی تھی تلوار ان مین

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر مین دختر
تو خوف شماتت سے بے رحم ماں پر
پھرے دیکھتی جبکہ شوہر کے تیور
کہین زندہ گاڑ آتی تھی اُسکو جاکر

وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی
جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

جُوا اُنکی دنیات کی دل لگی تھی
شراب انکی گھٹی مین گویا پڑی تھی
تعیش تھا غفلت تھی دیوانگی تھی
غرض ہر طرح اُنکی حالت بُری تھی

بہت اسطرح اُنکو گذری تھی صدیان
کہ چھائی ہوئی تھیں یہ تیرہ بدیان

(۱) عرب کی مشہور لڑائی جو حرب بسوس کے نام سے مشہور ہے کسی کا اونٹ کھیت مین چلا گیا کھیت والی عورت نے اُسے مارا اونٹ والے نے عورت کی چھاتی کاٹ لی اسپر ۴۹۴ء سے ۵۳۴ء تک برابر لڑائی رہی قبیلہ بنی بکر و بنی تغلب سے رفتہ رفتہ تمام عرب مین پھیل گئی جن سے ستر ہزار آدمی مارے گئے ۱۲ منہ

(۲) داحس نامی ایک گھوڑا تھا گھوڑ دوڑ مین وہ آگے بڑھا چاہتا تھا کہ ایک شخص نے بڑھکر اُسکو بدکا دیا اتنی بات پر اسیار پڑا کہ قبیلے کے قبیلے کٹ مرے اور ۶۰۸ء سے ۶۳۱ء تک یہ لڑائی جاری رہی اور اس لڑائی کا خاتمہ بالکل اوسوقت ہوا جبکہ بعض قبیلے اسلام لاے۔ اصمعی نے زمانہ جاہلیت کے اکثر قصے نقل کیے ہین

نفاق اسلام

یہ تو سب جانتے اور تسلیم کئے ہوئے ہین کہ اسلام ایک ہی طریقہ پر نازل ہوا تھا اور ایک ہی طریقہ پر اسکے بانی نے اُسکی تعلیم دی تھی اور وہ تعلیم کوئی خفیہ یا پوشیدہ طور سے نہین دی گئی تھی نہ ایسی فریب آمیز کارروائی کی گئی تھی کہ ظاہر کچھ ہو اور باطن کچھ۔ نہ اپنے اور بیگانے کے عام و خاص ہونے کی کوئی قید تھی سب کو اُسی ایک طرز پر سمجھایا گیا تھا اور کسی طرح کی رُو رعایت اور خوف و رحمت کا لحاظ و پاس یا اندیشہ نہین کیا گیا تھا۔

جملہ عقائد اور روزہ نماز۔ حج۔ وزکوٰۃ وغیرہ کا ایک ہی طریقہ تھا۔ اور اس سے بھی کوئی فرقہ اسلام کا انکار نہین کرسکتا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تا آخر زمانۂ خلافت خلیفہ سوم۔ وہ اسی ایک طریقہ پر رہا اس سے پہلے مخالفت کا ظاہر ہونا نہین پایا جاتا۔

اُن مرتدین سے بحث نہین ہے جو فرقے خود حیات سرور کائنات مین یا خلیفۂ اوّل کے وقت مین مرتد ہو گئے تھے جن کی سرکوبی بہت جلد لشکر اسلام نے کردی اور نام و نشان اُنکا صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔

خلیفۂ سوم کے زمانے مین ایک شخص یہودی عبد اللہ بن سبا یمنی صنعانی جو اپنے مذہب کا علامہ اور بڑا متعصب اور دیگر مذاہب کا بھی واقف کار تھا اور حیلہ اور مکر مین سحر سامری بھی اُسکے سامنے ہیچ تھا اور فریب دہی اور جعل سازی مین پولوس(۱) کا بھی اوستاد تھا۔ اسلام کی

(۱) پولوس۔ ایک یہودی عالم تھا نصارا اور یہود مین بڑی خونریزیان ہوئی تھین۔ اسنے اپنے بادشاہ سے اپنا منصوبہ ظاہر کرکے اپنے ہاتھ پاؤن کٹوائے بادشاہی آدمیون نے نصاریٰ کو ملک مین اوسکو ڈال دیا۔ وہان اسنے اپنے کو عیسائی ظاہر کیا سب عیسائی اسکے معتقد ہو گئے اور سمجھے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے حلول کیا ہے یہ ظاہر مین نہ کہتا تھا اور نہ حوائج ضروری کرتا تھا جب اسنے اپنا سکہ اونکے دلون پر جما لیا تو اپنے اقوال سے تمام مذہب عیسوی کو تراب کردیا اور اختلاف مذہب مین ڈال دیا اور اسکو بعد مین یہودی خفیہ اوٹھا کر اپنے ملک مین لیگئے عیسائی اسکو پولوس مقدس کہتے ہین دیکھو دفتر اول مثنوی مولانا رومی

یہ شان و شوکت اور حصولت و سلطنت دیکھکر اسکو حسد اور رشک پیدا ہوا کہ ادہر تو عرب سے ہندوستان تک اور ادہر طرف افریقہ مین مصر اور حبش اور یورپ مین اسپین اور پرتگال تک مسلمان ہی مسلمان قابض اور متصرف ہوگئے اور پھر اسپر یہ غلبہ کہ کفار کے بڑے بڑے اُمرا اور رؤسا کی بہو بیٹیان مسلمانون کے ادنیٰ غلامون کی خدمت مین دی گئین۔

جنگی کارروائی سے تو عبد اللہ مذکور نے کام چلتا نہین دیکھا کیونکہ بڑے بڑے شہنشاہ زور آورون سے جنکی تلوار کا لوہا تمام دنیا مانتے ہوئے تھی ایک لشکر اسلام کے مقابلہ مین سوا بے بہا گئے یا مارے جانے کے کچھہ نہ ہوسکا تو پھر ایک متنفس کیا کرسکتا تھا۔

اسواسطے اپنی دانشمندی اور دور اندیشی سے یہ خیال کیا کہ جنگی قوت سے تو اس خداداد زور کے سامنے کچھہ کام نہین چل سکتا ہے تدابیر کی فوج سے اس محکم قلعہ کو اسطرح سے توڑیئے کہ جسکے آثار ہی باقی رہ جائین اور مسلمانون مین علی العموم یہ اتفاق کے ساتھ بدل جائے اور انکو آپس کی لڑائیون سے اتنی فرصت نہ ملے کہ جو دوسرے ملک کا عزم کرسکین اور جو ممالک مقبوضہ ہین انمین جب یہ خبر باہمی فساد کی پہونچے تو وہ بھی ہاتھ سے نکل جائین۔

یہ منصوبہ کرکے اُسنے مغالطہ دینے کے لئے ظاہری اسلام اختیار کیا اور مدینہ مین خلیفہ سوم کے وقت مین آکر چاہا کہ ملازمان خاص مین مداخلت پیدا کرون مگر وہان دال نہ گلی تب اوسنے اپنے کو زمرۂ غلامان حضرت علی کرم اللہ وجہہ مین ظاہر کیا اور جب قرب و جوار کے مسلمان اُس سے واقف ہوگئے تو آپ مصر مین گیا وہان اپنا زہد و تقوی اور عبادت شب بیداری وغیرہ خوب ظاہر کی جس کے سبب سے بہت سے مسلمان گرویدہ ہوگئے اسوقت اس منافق نے سب مین پہلے یہ منتر بعض اپنے معتقدین کے کان مین پھونکا کہ نصاریٰ کہتے ہین کہ عیسیٰ علیہ السلام رجعت کرینگے مسلمان اپنے نبی صلعم کی نسبت کیون نہین یہ عقیدہ رکھتے جب کہ خدا قرآن مین فرماتا ہے "ان الله فرض علیك القران لرادك الی معاد"

مذکورہ بالا بیان کی تصدیق کے لئے ہم اسلام کے بزرگ فرقۂ شیعہ کی تاریخ طبری کی عبارت ہو یہ ہو ذیل مین نقل کرتے ہین جسکو شاہ ایران کے حکم سے اوسکے وزیر ابو علی محمد البلعمی شیعی نے تالیف کیا ہے۔

و ابن عبداللہ بن سبا مردے بود جہود از زمین یمن از شہر صفا۔ وکتب پیشین خواندہ بود و علم بسیار میداشت وچون طمع داشت کہ مسلمان شود عثمان رضی اللہ عنہ او را نیکو دارد۔ وچون مسلمان شد عثمان رضی اللہ عنہ او را نیکو نداشت دلش از عثمان رضی اللہ عنہ بیازرد۔ پس این جہود مولائے نسبت با علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ داشتے و دعوت بہ بیعت او کردے پس چون مردمان بیعت گفتن عثمان رضی اللہ عنہ مشغول شدند او نیز ہمین گفت واین خبر بہ عثمان رضی اللہ رسید فرمود این بارے کیست و او را از مدینہ بیرون کردند بصر شد و مردمان مصر بر او گرد آمدند و او را بزرگ داشتند از بہر علش پس این مذہب از خویشتن بنہاد و گفت ترسایان میگویند کہ عیسیٰ علیہ السلام بدین جہان باز آید و دین خویش را نصرت کند و آن متابعان کہ ماندہ باشند بر و گرد آیند مسلمانان چرا نمی گویند کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیز باز آید و خدائے عزوجل ہمی گوید ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد واگر عیسیٰ علیہ السلام باز تواند آمدن محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ باز آمدن احق ترست کہ جہان او راست و او بہشتہ اند و بر خدائے عزوجل گرامی تر اند و خدائے عزوجل اندر قرآن گفتہ است کہ من ترا باز نفرستم اما عیسیٰ علیہ السلام را اندر انجیل گفتہ است کہ باز فرستم واین دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را تا روز رستخیز بدارد و چون بآخر زمان برسد این دین او کہنہ شود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باز آید و دین خویش تازہ کند و مسلمانان را نصرت کند پس مردمان مصر او را متابع شدند۔

چون دانست کہ این اندر دل ایشان محکم شد آنگاہ گفت کہ خدای عزوجل را صد و بست و چہار ہزار پیغمبر علیہم السلام اند و ہر پیغمبرے را وصی بود و خلیفت ہر پیغمبرے آن وصی بودے و وصی پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم علی رضی اللہ عنہ است وحق خلیفتے او راست و عثمان رضی اللہ عنہ بجور گرفتہ است آنگاہ عمر رضی اللہ عنہ کار بشورے افگند و ہمہ اتفاق بر علی رضی اللہ عنہ کردند و عمر وبن العاص و عبدالرحمٰن بن عوف علی رضی اللہ عنہ را بفریفتند تا بہ بیعت عثمان رضی اللہ عنہ گردانیدند و علی رضی اللہ عنہ ازین آگاہی نبود و او بدشمنی این کار کرد و گفت علی رضی اللہ عنہ احق است و نام ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نبرد۔

وچون این کار بدل مردمان بر و یابند آنگاہ گفت ہیچ کار نیست کہ از ایمان از ہمہ فریضہا بزرگتر از امر معروف و نہی منکر کردن چنانکہ خدای عزوجل فرمود کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتومنون باللہ اکنون کار داران عثمان رضی اللہ عنہ

را باز نتواند کرد که این جور ایشان بروارم ولیکن ایشان را ازین کار منکر نمی کنیم و بدین سخن این خواست تا خلق را بر کار داران عثمان رضی اللہ عنہ دلیر کنند تا ایشان را سرد گویند و نہی کنند و مردمان را این خوش آمد و خلقے او را متابعت نمودند بر جعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و با مامت علی رضی اللہ عنہ مقر آمدند و عثمان رضی اللہ عنہ را مخالفت نمودند و این مقالت را پنہان داشتند و بظاہر بر امر مراجعت و نہی میکردند و از ہمہ عمال عثمان رضی اللہ عنہ عبد بن سرح ستمگارہ تر بود پس مردمان بہر جای نامہ کردند و از عبد اللہ گلہ کردند و متفق شدند کہ عثمان رضی اللہ عنہ را خلع کنند و خلیفتے از دے باز تانند و کسے کہ از دے احق تر بود بیاید نشاندن - و یہ ہیچ نامہ نام علی کرم اللہ وجہ را نبردند ولیکن غیبت عثمان رضی اللہ عنہ را می گفتند و آن کاداران او دیدند کہ ناہموار بہمہ شہرہا پیوستہ شد و بدین بیعت اندوعدۂ نہادند کہ بقلان روز از ہر شہرے گروہے بدینہ آیند و عثمان رضی اللہ عنہ را خلع کنند و یکے از یاران پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را بنشانند یا علی و یا زبیر و یا طلحہ رضی اللہ عنہم اجمعین -

و ہیچکس نام معاویہ را نبرد و نہ او امید داشت ولیکن بکروز معاویہ با کعب نشستہ بود کعب گفت من اندر کتب چنین یافتہ ام کہ او را بکشند و این کار از و برود - معاویہ گفت کاشکے من دانستم کہ از پس او کرا بود تا آن کس را خدمت کنم و زمی تا یم کعب گفت این کار پس از و تر ابود معاویہ گفت درست میگوئی ولیکن پس از تو فتنہ و خون ریختن شود معاویہ آن روز طمع در افگند -

پس مصریان و کوفیان و بصریان بہر شہرے نامہ کردند و بمدینہ از ہر سوے نامہ کردکہ گروہے ازین شہرہا نامہ نوشتند و تدبیر کردند کہ بمدینہ آیند و ہمی گویند کہ مناظرہ کنیم با عثمان رضی اللہ عنہ و خبر اندر مدینہ افتاد کہ مردمان از ہر شہرے ہمی آیند محمد بن طلحہ بن عبد اللہ با عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ دوست بود او را گفت چنین و چنین خبر ہست عثمان رضی اللہ عنہ گفت کاشکے خداوندان عقل بیایند یا سفہاء اگر عقلا آیند کار آسان بود زیرا کہ حجت بدست من دارد اگر سفہا بے عقل آیند کار دشوار ست محمد بن طلحہ گفت بہر شہرے جاسوسے بفرست تا بنگرند کہ کدام گروہ ہمی آیند عثمان رضی اللہ عنہ بہر شہرے جاسوسے بفرستاد - برفتند و خبر باز آوردند ہمہ علمائی آیند و ہم سفہا و امیران شہرہا ہمی گویند کہ ما بحج میرویم نخست گور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را زیارت کنیم و عثمان رضی اللہ عنہ را حق بگزاریم و ہمہ جاسوسان باز آمدند مگر عمار بن یاسر زیرا کہ او چون بصر شد مردمان ہمہ مذہب رجعت داشتند و دعوی شیعت کردند و عثمان رضی اللہ عنہ را کافر ہمی خواندند و چون عمار را بدیدند بشناختند و دانستند کہ او

از شیعت علی ست و با عثمان رضی اللہ عنہ بد است او را برکردند و این مذہب را بر و آشکارا کشودند و او رابدان خواندند عمار اجابت نکرد گفتند ما تو انیم کہ بمدینہ شویم و عثمان را خلع کنیم و علی را بہ نشانیم کہ او برحق است عمار را این سخن خوش آمد و بایشان در مصر بہ نشست و خویشتن را آشکارا کرد تا بایشان مشورت کُند"

یہ ہے اسلام کے نفاق کا خاکہ جسنے اسلام کی گہر گہر خاک اُڑائی ہے اور خدائی دین کو لہو و لعب اور بازیچۂ طفلان بنایا گیا ہے۔

طبری کے بیان سے ظاہر ہے کہ سب سے پہلے وہ چنگاری اسلام مین ابن سبا یہودی نے ایسی چھوڑی کہ جس سے تمام خرمن اسلام جلکر خاکستر ہوگیا اور امن و اتفاق کچھہ ایسی گھڑی سے رخصت ہوا جس کا مُنہہ دیکھنا مسلمانونکو پھر نصیب نہوا۔

وہ دین جسپر مسلمان فخر و مباہات کے ساتھ سورہ فتحنا کی آیت اپنی فتوحات اور ترقیات پر پڑہکر وجد مین آتے تھے آب اُنکی شامت اعمال کے سبب اُسی قرآن کی اس آیت نے یہ ظاہر کر دیا" ذالك بِاَن اللہ لم یك مغیرًا نعمۃً انعمھا علی قوم حتّٰی یغیروا ما بانفسھم" یہ اس سبب سے ہی کہ اللہ جلشانہ جو نعمت کسی قوم کو دیتا ہے اوسکو وہ واپس نہین لیتا جب تک وہ قوم خود اپنی حالت نہین بدلتی۔

اگر مسلمان اپنے طریقہ اپنے عقیدے اپنے دلون اور اپنی نیتون اپنے اعمال مین تغیر تبدل کچھہ نہ کرتے اور اُسی ایک طریق پر جسکی اونکو ابتدا سے ہدایت ہوئی تھی اور جسکا عمل درآمد تیرہ سو برس کی تعلیم الٰہی اور پچیس برس کے صحابہ کے برتاؤ سے چلا آتا تھا قایم رہتے اور اُس مُفتری اور فسون ساز کے سحر سامری مین بتلا نہوتے تو اسلام کی شان و شوکت مین کبھی فرق نہ پڑتا اور کوئی قوم بھی دُنیا مین انکے مقابل نہ ہوتی۔

ناظرین۔ خیال فرمائین کہ جن لوگون نے اتباع یہودی مذکور کا کیا اور اسکے دام فریب مین آگئے وہ اسلام کے سوا کسی دوسرے فرقے کے لوگ نہین تھے اور خلافت کے معاملہ مین اُنکو دہوکا ہوا یا نہین اور صراط مستقیم اور سچے عقیدے سے اُنھون نے تجاوز کیا یا نہین اور جو لوگ اُن لوگون کی تقلید پر جان دیتے اور اڑے ہوئے ہین وہ کون مسلمان ہین!!!!

یہ وہ واقعہ ہے جسکی کوئی غیر فرقہ کا آدمی بھی تردید نہین کرسکتا جو اسلام کی تاریخ دیکھے گا

وہ فوراً بول اُٹھے گا کہ اسلام مین کہنڈت اسی یہودی نے ڈالی اور یہ منافق تھا اور اسنے اسلام کو کو برباد کرنے کی نیت سے اپنے کو مسلمان ظاہر کیا تھا۔

چونکہ اسلام رسالت کا خاتمہ کرچکا تھا اس سے رسالت کے مسئلہ مین جب اُسکو کوئی قابو نہ ملا تو امامت کے مسئلہ کو یہود و نصاریٰ کے عقیدۂ رسالت کے موافق مسئلہ رسالت قرار دیا جس سے وحدانیت رسالت یکقلم درہم برہم ہوگئی۔ یہی مذہب کے دو بڑے اصول تھے جنکو اُسنے خراب کر دیا۔

اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ ان بھکے ہوئے اور دام فریب مین آئے ہوئے لوگون کو خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ تے ہرچند فہمایش کی مگر یہ کسکی سُنتے تھے جیسا کہ طبری مین لکھا ہے "پس علی رضی اللہ عنہ آن مردمان را بسیار پند داد و نصیحت کرد"

اِنکو ایسی گھونٹی نہین پلائی گئی تھی جسکا اثر اُنکے سینہ سے دور ہوجاتا۔

آخر کار یہ لوگ اژدہام کرکے مدینہ طیبہ مین حج کے بہانہ آئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نہایت بے رحمی سے بلوہ کرکے شہید کیا" ان للہ وانا الیہ راجعون"

سب سے پہلے یہی لڑائی اور یہی خون اسلام میں مسلمانون کے ہاتھہ سے ایک مسلمان کا ہوا۔ اور اختلاف اور نا اتفاقی کے دریائے ناپیدا کنار کا دہانہ کھلگیا۔ اور وہ آگ لگی جسکے شعلون کی بھڑک تمام عالم مین پہنچی یہی وہ لڑائی تھی جسنے اسلام کو رنگ برنگ کے الزامون سے معمور کیا اور یہی وہ غدر تھا جس نے بھائی کو بھائی سے اور باپ کو بیٹے سے جُدا کر دیا اسی نے مسلمانون کے فتوحات کے سیلاب کو روکا اور اسی نے دیگر مذہب کے آدمیون کو اسلام مین آنیسے ٹوکا اسی خون کے وبال نے مسلمانون کو محتاج اور ذلیل بنایا اور اسی نے مومنون کو مردود اور کافر کہلایا۔ اسی اختلاف نے خدا و رسول پر قسم قسم کے اتہام لگائے اور اسی نے یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے عقیدے مسلمانون مین پہیلائے اسی نے امامون کو نبی بنایا اور اسی اختلاف نے بندون کو خدا کہلایا۔

اسی خون نے اہل بیت عظام کا قتل مسلمانون کے ہاتھہ سے کرایا اور اسی نے کسی کو سُنّی اور ناصبی اور کسی کو شیعہ اور رافضی بنایا۔

اسی خون نے مسلمانون مین خون کے دریا بہا دئے اور اسی نے سارے اختلاف اسلام مین پہیلائے اب اسکی تشریح ملاحظہ ہو کہ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ جو مسلمانون کے اتفاق

سے منصب خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور ان قاتلون سے قصاص لینے مین اسوقت مصلحت(۱) حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی یہ ہوئی کہ خلافت کا انتظام ہوجائے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص خاطرخواہ لیا جائے۔

اس مصلحتی توقف اور لاچاری کے تساہل نے دوسرا شگوفہ کھلایا کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو حضرت امیر رضی اللہ عنہ کیجانب سے سوءظنی ہوگئی اور وہ بدگمانی اس سے زیادہ یقین آور ہوئی کہ وہ عبداللہ بن سبا معہ اُن قاتلان (اپنے مریدون کے) حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کی خدمت مین موجود تھا۔

کاش اگر اُسی وقت مثل مرتدین کے ان ظالمون کا انسداد کیا جاتا تو نہایت ہی بہتر تھا اور سلطنت کی شوکت و اصلاح کے لئے بہت مفید تھا۔

کوئی رخنہ اسلام مین نہ ہوتا اور ابن سبا ملعون کی سب پالیسی خاک مین ملجاتی۔

اسلام جس طریقہ واحدہ متفقہ سے جاری ہوا تھا اُسی حالت پر قایم اور برقرار رہتا اور یہ اختلاف اور اسقدر فتنے اور فساد ہرگز نہ اُٹھتے۔

مگر واقعی حضرت امیر رضی اللہ عنہ مجبور تھے جو لشکر اُنکے ہمراہ تھا وہ اُنھین غدّارون کا تھا جسکا سرگروہ وہی منافق اور دشمن اسلام تھا اگرچہ اس مین شک نہین کہ مسلمانون کا بڑا گروہ اس لشکر کی معیت کے باعث علٰحدہ ہوگیا اور یہ طرح دینا اور تساہل کرنا نہایت ہی زبون ہوا اسی بنا پر اہل یوروپ کا

(۱) طبری "پس گروہی از اہل مدینہ گفتند ما را باین غریبان (مصریان و کوفیان و بصریان) حرب باید کردن و خون عثمان رضی اللہ عنہ را از ایشان طلب باید کردن علی رضی اللہ عنہ دانست کہ ازین فتنہ برمی خیزد روز دیگر خطبہ کرد و ایشان را گفت کہ اکنون ما را ناصح داشتند بدین زودی بر من خیانت من کار شما را خود تدبیر کنم ہر کس را کہ بازاری ست بدکانہای خویش باز رود و ہر کس کہ غریب ست بقبیلہای خویش باز روند و کاے کہ اندر کردن من کردید بمن رہا کنید تا من آنرا تدبیر کنم و علی رضی اللہ عنہ چنان میکرد کہ جنگ نباشد تا کارش نظام گیرد انگاہ او خون عثمان رضی اللہ عنہ بجوید پس ہمہ خلق اجابت کردند و گفتند کہ آن کنیم کہ امیر المومنین فرماید"۔

نہج البلاغت قال لبعض اصحابہ لو عاقبت قوما احبلوا علی عثمان فقال یا اخوتاہ انی لست اجہل ما تعلمون ولکن کیف لی بالجبلون علی شوکتھم یملکون ولا املک منھم ھا ھم ھؤلاء قد ثارت معھم عبیدکم والتفت الیھم فعلیکم ھم خلائکم مبوئکم باشادا یعنی بعض صحابہ علیؓ نے بقیہ صفحہ ۲۵ پر

خیال ہے کہ اگر محمد صلعم کے بعد حضرت علیؓ کو خلیفہ بنایا جاتا تو اسلام عرب کے اندر ہی محدود رہتا لیکن ہم تو یہی کہینگے کہ "کیا کہئے کہ صورت اور کچھ تھی" "وقت اور ضرورت اور کچھ تھی"

یہ کارروائی عبداللہ بن سبا نے مسلمانوں کے ہاتھ سے ایسی نہیں کرائی تھی کہ اتنے ہی میں بس ہو جاتی اور حضرت علی کرم اللہ وجہ کو اس عالم ضعیفی میں ہر سہ خلفا کے عہد کے موافق ذوالفقار کو قیام میں رکھنے کا زیادہ موقع ملتا اُسنے تو ایک بڑے میگزین میں آگ لگائی تھی جو عظیم قتعون اور غدار شہروں میں بھڑک اٹھا وہ کیسے فرو ہو سکتی تھی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جمل (۲) کی لڑائی حضرت امیر رضی اللہ عنہ کو

بقیہ صفحہ ۲۴ حضرت علیؓ سے عرض کیا کہ کاش آپ اُن لوگوں کو جنہوں نے حضرت عثمانؓ پر بلوہ کیا سزا دیتے آپنے فرمایا بھائیو! میں اس سے غافل نہیں ہوں لیکن جس حالت میں اُن کی شوکت بڑھی ہوئی تھی اور وہ ہم پر مختار ہیں اور وہ ہمارے اختیار میں نہیں پھر کیسے میری دسترس اُنپر ہو سکتی ہے اور اُن کے ہمراہ تمہارے غلام بھی جوش میں ہیں اور تمہارے صحرائی فرقے بھی اُنکے شامل ہو رہے ہیں اور وہ تمہارے درمیان ہیں اور جس طرح سے چاہتے ہیں وہ ہمکو تکلیف دیتے ہیں۔

(۱) اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ جناب امیرؓ میں خلافت کی وہ قابلیت نہ تھی جو اُنسے پہلے دو خلیفہ میں بے نظیر لیاقت تھی بلکہ اُس سے یہ غرض ہے کہ حضور علیہ السلام نے جو خلافت کو جمہوری رائے اہل اسلام پر چھوڑ دیا اور اپنا وارث و راثت کا کسی کو قرار نہیں دیا تو اس سے کاشف نصف النہار روشن ہو گیا کہ حضور مامور من جانب اللہ تھے اور کوئی غرض ذاتی کی آمیزش نبوت میں نہ تھی مگر افسوس کہ اسلام جن برائیوں سے آزاد ہی اہل تشیع اُن برائیوں سے اوسکو آلودہ کرنا چاہتے ہیں اور اس ظاہری اور موٹی بات کو وہ نہیں سمجھتے کہ خلافت بلا فصل کے عقیدہ سے اسلام ہی ہاتھ سے جاتا ہے۔ ۱۲

(۲) حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت طلحہ و زبیر قاتلان خلیفہ سوم کے قصاص کے خواہان تھے جو حضرت امیرؓ کے لشکر میں معہ ابن السبا لعین کے موجود تھے اونکو سپرد کرنے کو معہ ابن سبا حضرت آمادہ ہوئے اور رات کو یہ فیصلہ حضرت امیر اور حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کے درمیان ہو گیا کہ صبح کو سپرد کر دیا جائیگا کہ ابن سبا نے اطلاع پا کر اپنے ہمراہیوں کو ترغیب دی کہ خیر اسی میں ہے کہ لڑائی شروع کر دو چنانچہ رات کو ہی لڑائی شروع ہو گئی اور ہزاروں کا کشت و خون ہوا اور مصالحت جو قرار پائی تھی وہ حیلہ اور چال سمجھی گئی دیکھو حبیب السیر و روضۃ الصفا۔

حضرت طلحہ و زبیر و عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے اور صفین کین امیر معاویہؓ سے اور نہروان کی خارجیون سے کرنی پڑین جس مین ہزارون مسلمان تہ خلافت ہو گئے۔
وہ اسلامی تلوار جو مخالفین کے سرو نپر چمک رہی تھی گھر مین چلنے لگی۔
تخت خلافت پر بیٹھنا کیا ہوا گویا ہزار ہا آفتون اور مصیبتو کا سامنا ہو گیا اور مسلمان بھائیون نے مسلمان بھائیون کا خون حلال کر دیا اور ایک خلافت کی دو خلافتین ہو گئین یعنی شام مین امیر معاویہ اور دیگر اطراف بلاد مین جناب امیر رضی اللہ عنہ کی خلافت رہی۔
یہ مصالحت جو امیر معاویہؓ اور حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے درمیان واقع ہوئی اس سے حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے لشکری (وہی کوفی اور مصری) جنہون نے خلیفہ سوم کو حضرت امیر کرم اللہ وجہ کی خلافت کے لئے شہید کیا تھا خود حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے درہم برہم ہو گئے اور آپ گمراہ ہو کر حضرت امیر رضی اللہ عنہ کو کافر کہنے لگے "نعوذ باللہ من شرور انفسنا" انہین لوگون کو طبری مین خارجی لکھا ہے (دیکھو طبری)
مجبان اہل بیت اسقدر جانی دشمن حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے ہوئے کہ ہر چند انکو ہر طرح سے آپنے سمجھایا اور تمام حجتین انکی قطع کر دین مگر یہ روبراہ نہ ہوئے اور در پے شہادت حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے رہے مجبوراً آپکو نہروان کی لڑائیان اونسے کرنی پڑین جسمین ہزارون مسلمانون کا کشت و خون ہوا حتیٰ کہ جناب مرتضیٰ کرم اللہ وجہ کو اسی فرقہ کے شقی اظلم ابن ملجم نے عین حالت نماز صبح مین شہید کیا "انا للہ وانا الیہ راجعون" افسوس

دل کے پھپھولے جل گئے سینہ کے داغ سے	اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اب آگے چلکر اوس سے زیادہ شعلون کی بھڑک کو ملاحظہ فرمایئے کہ امیر معاویہؓ جب تک زندہ رہے وہ صحابی تھے اہل بیت کے مدارج سے واقفیت رکھتے تھے اور جو قرب اور اتحاد حضرت علی کرم اللہ وجہ اور حسنین رضی اللہ عنہما کو حضور علیہ السلام سے تھا اپنی آنکھون سے دیکھے ہوئے تھے اونکی وفات کے بعد جو اونکے ناخلف یزید پلید متمکن ہوئے تو اوس ملعون نے وہ زہر اگلا کہ اعلانیہ اعلان قتل امام حسین رضی اللہ عنہ کا کیا۔
نہ اوسکو خدا کا ڈر ہوا نہ رسول سے شرمایا ذرا سی زندگی پر عذاب آخرت لیکر خسر الدنیا والآخرۃ

اور سواد الوجیہ فی الدارین اور ملعون کونین ہوگیا۔
بڑے صاحبزادہ کو تو اپنے باپ کی حیات مین ہی شہید کرا چکا تھا اب اپنی خلافت فاسقہ مین یہ مردود فاسق جناب امام حسین علیہ الصلواۃ سے اپنی بیعت فاسدہ کا خواستگار ہوا۔
وہ لوگ جو حضرت امام امیر المرتضیٰ کرم اللہ وجہ کا دم بھرتے تھے اور اس برگزیدہ اور اشرف خاندان کے سوا کسی دوسرے کو اس منصب کے لایق اور احق ترہین سمجھتے تھے اور در پردہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو صدہا خطوط اور ایلچی بھیجکر واسطے بیعت کے بڑے شوق ذوق سے طلب کرتے تھے وقت پر ایسے بدلے کہ دُم دبا کر گھر مین بیٹھ رہے ایک متنفس نے بھی ان مجبان اہل بیت سے امام ہمام کا ساتھ نہین دیا اور یزیدون نے نہایت سفاکی اور بے باکی سے حضرت فاطمہؓ کے لخت جگر اور حضور علیہ السلام کے نور نظر اور دین کے پیشوا جناب امام حسینؓ کو معہ ہمراہیان و عزیزان محصور کرکے بھوکا پیاسا شہید کر دیا جسکے سبب آجتک آسمان و زمین نوحہ کرتے ہین اور اسی کو شہادت کبریٰ سب اہل اسلام کہتے ہین۔
اسکے حالات سے مسلمانون کے بچے تک واقف ہین حاجت اظہار نہین ہے۔
یون تو واقعات دُنیا مین بہت ہوئے ہین مگر اسطرح کا واقعہ ایسی مظلومی کے ساتھ جیسا کہ ہمارے امام عالی مقام کا ہے کسی قوم کی تاریخ مین نہین پایا جاتا۔
جو لوگ اُس بے مثل خاندان کی کفش بردار ی اور غلامی کو سرمایہ نجات سمجھتے تھے اور دین دُنیا کی دولت اُنکے غلامون کی رضامندی پر منحصر جانتے تھے اُس خاندان کے سرتاج اور امام دین سے اسطرح پیش آئے کہ دریاے فرات کا پانی کتون کے لئے صلای عام اور نبی زادے معصوم بچون پر حرام کر دیا اور خاندان نبوت کے مرد و عورت اور صغر سن لخت جگرون کو کئی دن تک بھوکا پیاسا رکھکے بکرون کی طرح نہایت سنگدلی اور خیرگی سے ذبح کر ڈالا اور سوا ے ایک متنفس امام سجاد کے کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑا اور مقتولون کی نعشون کو گھوڑون کی ٹاپون سے پامال کیا اور بیکس اور لاوارث خیمون کو لوٹا اور شہدا کے سرون کو شہر شہر تشہیر کیا اور خاتونان اور بیوگان خاندان نبوت کو

مقید کرکے لے گئے۔

وہ نبی جو اُمتی اُمتی کہتا ہوا جہان سے سدھارا اور جس نے اِس اُمّت کی خاطر اپنے شکم مبارک کو پتھر[1] باندھا اور اپنی تمام زندگانی اس اُمّت کی خیرخواہی مین صرف کی اُس اُمّت نے یہہ سلوک اوس نبی معظم کی اولاد کے ساتھ کیا۔

واقعی دُنیا بُری بلا ہے اسکی طمع اور چاٹ جب آدمی کو لگتی ہے تو وہ کچھہ نہین دیکھتا اور اُس خالق کا جسکے قبضہ مین ہماری زندگی اور موت ہے جسکے روبرو ہمکو ایک دن ایک ایک بات کا جواب دینا پڑیگا کچھہ خیال نہین کرتا۔

دُنیا عجیب مرحلۂ بے ثبات ہے
ہر ایک ذی حیات کو آخر ممات ہے
یہان امن ایک لحظہ نہ دن ہی نہ رات ہی
جس کو فنا نہین ہے وہی ایک ذات ہے
بیٹھی ہے موت تاک لگائے کمین مین
لیجائے گی یہ کھینچ کے آخر زمین مین

ایسا مکان بناؤ کہ بنکر گرا نہ ہو
پیدا ہوا ہے کوئی بشر جو مرا نہ ہو
ہے کوئی حال جسمین تغیر ذرا نہ ہو
حادثہ نہ ہو تو مدخل چون وچرا نہ ہو
فانی ہر ایک چیز ہے فانی جہان ہے
مقصود اس فنا سے مگر امتحان ہے

اعمال نیک ہین تو مرد کے ہین قصور
خدمت کو لونڈیون کی جگہہ دست بستہ حور
ہر طور کا ہے عیش تو ہر طرح کا سُرور
یعنی خلاصہ یہ ہے کہ راضی ہوئی حضور
خوشنودی خدا ہے عبادت کا دام ہے
جنت بھی ایک رضائی الٰہی کا نام ہے

اور ہین عمل بُرے سے تو ہوئی عاقبت خراب
ایذا مین طرح طرح کی اقسام کے عذاب

(۱) **ابوطلحہ** رض سے روایت ہے کہ ہم چند آدمی بھوک اور محتاجی سے تنگ آکر حضرت **صلعم** کے حضور مین گئے ایک ایک پتھر سب کو شکم کو بندھا ہوا تھا سبنے اپنے شکم کے پتھر حضور والا کو دکھلائے وہان آن حضرت **صلعم** نے اپنا شکم کھولکر دکھایا تو شکم مبارک پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے"۔

اور سب سے بڑھکے خالق کونین کا عتاب — گر پوچھنے پر آئے تو کیا بن پڑے جواب

حق کو جو ناپسند ہو تف ایسے کام پر
مالک ہی خوش نہین ہے تو لعنت غلام پر

توفیق کار نیک ہمین دے کریم دے — دل مین صلاح دے ہمین طبع سلیم دے
شوق سلوک جادۂ مستقیم دے — ایمان درمیانۂ اُمید و بیم دے

ہمکو نہین ہے بحث عذاب و ثواب سے
تیری رضا ملے ہمین تیرے جناب سے

اُٹھ جائے دل کی آنکھ سے اسباب کا حجاب — دُنیا دکھائی دینے لگے نقش سطح آب
ذرّہ مین رونما ہو حقیقت کا آفتاب — "لاریب فیہ" ہو خبر ذالك الكتاب

کھُل جائے اصل راز حیات و ممات کا
ہو ایک حال ماضی و مستقبلات کا

دل لوث حُبّ دولت دُنیا سے پاک ہو — وہ غنا کہ آنکھ مین اکسیر خاک ہو
لالچ ہو فائدہ کا نہ نقصان کا باک ہو — دین سے شغف ہو دین مین ہی انہماک ہو

فرق نیاز فرش زمین پر پر طا ہوا
ہمت کا پا نو عرش بریں پر گڑا ہوا

ہر دم خیال موت کا پیش نظر رہے — جب تک جیے جیے جب اجل آئے مر رہے
رہ رو ہمیشہ چاہیے باندھے کمر رہے — دُنیا وطن نہین ہے کہ آئے پسر رہے

آئے ہین ہم جہان مین تو جانا ضرور ہے
سارا ہی قافلہ سر راہ مرور ہے

پھر بعد مرگ کیسی بنے کچھ خبر نہین — یہ وہ خطر ہے جس سے کسی کو مفر نہین
پر کیا ہی ڈھیٹ ہم ہین کہ اسکا ہی ڈر نہین — عقل معاد سے ہمین بہرہ مگر نہین

رب العباد نعمت فکر معاد دے
فکر معاد دے ہمین ذکر معاد دے

کیا جانب خدا سی ہدایت ہمین نہین — یا سوچنے کو عقل و راہت ہمین نہین

فی الاصل کچھ ضرورت وحاجت ہمین نہین | پرہائے غور کرنے کی عادت ہمین نہین

ہم دیکھتے نہین کبھی غائر نگاہ سے
سُنتے نہین ہین بات کوئی انتباہ سے

غفلت کرا رہی ہے یہ ساری شرارتین | بنوا رہی ہے ہستے کو پلی عمارتین
اللہ رے دلیریان بل بے جسارتین | دُنیا کمائین دین کی کر کے خسارتین

غفلت کا کر علاج کہ اصل مرض ہے یہ
تیرا ہی کچھ بھلا ہو ہماری غرض ہے یہ

غفلت نہ ہو تو کینہ و بغض و حسد نہ ہو | جھگڑا نہو لڑائی نہ ہو رد و کد نہ ہو
بھائی کے پیٹھ پیچھے کبھی ذکر بد نہ ہو | انسان مشارک صفتِ دام و دد نہ ہو

غفلت سے اس جہان مین سارا فساد ہے
غفلت کو آڑ مار ہٹا مین جہاد ہے "

یہ لوگ بھی مسلمان کہلاتے تھے اور دعویٰ اسلام کا رکھتے تھے اور حجت بھی اپنے پاس بتلاتے تھے یزید پلید کو خلیفہ برحق اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی سمجھتے تھے بے حجت اپنے کو نہین جانتے تھے۔

اُنکے نزدیک باغیاڑی رسول اللہ کو اُجاڑنا اور اسطرح سے برباد کرنا کوئی جرم نہین تھا اپنے عندیہ مین وہ فرض ادا کرتے تھے اور اپنے مذہبی پیشوا کی اعانت کر رہے تھے۔

دُنیا مین کوئی فریق اور کوئی مذہب کا آدمی ایسا نہین ہے جو اپنے زعم مین کوئی حجت نہ رکھتا ہو ہر کس بخیال خویش خبطے دارد " (۱) کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ "

واہ رے یہودی تیری فطرت بل بے صفائی تیری صنعت کہ تیرے ایک کرشمہ نے طلسم حیرت سبکو بنا دیا باوجودیکہ تجھکو فوت ہوئے دراز عرصہ گذرا مگر تیری تجویز اور صنعت مین مطلق فتور نہین آیا وَمَا قَبِيْصُهٗ تیری حکمت کی تائید تیرے کلمہ کی تقلید جاری ہے اطراف عالم مین تیرا قانون اپنا عمل کر رہا ہے اور اوسکے فرمانبردار یک قلم غرق دریائے طلسم ہو رہے ہین جنکو

(۱) ہر گروہ اپنی حالت مین خوش ہے ۱۲

راستہ نہین ملتا۔

فریمیسن[1] اور کوکی[2] تیری پھونک کے سامنے ہیچ ہین کیونکہ اُنکا حال پردہ مین ہے اور تیری کوک علانیہ "جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے"۔

ایک پھونک نے دیکھو کیا اثر کیا کہ جس سے اسلام کا قصر عالی جا بجا سے مسمار اور بدنما ہو گیا جب اُس فسون ساز عیار نے دیکھا کہ اب مسلمانون مین باہمی تلوار چلنی شروع ہو گئی جسکا سلسلہ اب ختم نہین ہو گا تب دین کے برباد اور غارت کرنے کی فکر دوسری طرح کی یعنی الٰہیات نبوت مین قسم قسم کی بداعتقادیان ظاہر کر دین۔

چونکہ اوس کے کلام مین جادو کا اثر تھا اور پھر اپنی کامیابی اور فریب دہی کا اثر حیرت انگیز مشاہدہ کر چکا تھا کہ ایک چال مین اتنی بڑی سلطنت کا کارخانہ اُسنے کیسا درہم برہم کر دیا اصول دین سے کیون غافل رہتا اور اب تو ہزارہا آدمی اُسکے طریقہ مین داخل اور مُرید باخلاص تھے اور ایک بڑے شہنشاہ اور افضل امام کی ظل حمایت مین اُسنے اپنے کو مشہور کر رکھا تھا ابھی تک تو اُسنے یہی نہ نشین کیا تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ زیادہ تر مستحق خلافت ہین اب اُسنے یہ شُبہ چھوڑا کہ خلفاء ثلثہ کی خلافت باطل تھی اور حضرت امیر علیہ السلام کی حق تلفی کر کے فریب کے ساتھ خلفا نے یہ خلافت اپنے قبضہ مین کر لی تھی اور وہ خلفاء جور تھے اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شیخینؓ کو لوگ بُرا کہنے لگے جسکا حال اسلام کے اُسی بزرگ فرقے شیعہ کی کتاب نہج البلاغت مین اسطرح رقم پذیر ہے۔

خطبہ حضرت امیرؓ زجو کوفہ مین آپنے اپنے ہمراہیون کے روبرو پڑھا۔

"واللہ یمیت القلب ویجلب الھم ما تری من اجتماع ھؤلاء علی باطلھم وتفرقکم عن حقکم فقبحًا لکم وترحًا حین صرتم غرضًا یرمی یغار علیکم ولا تغیرون وتغزون ولا تغزون یعصی اللہ وترضون فاذا امرتکم بالسیر الیھم فی ایام الحر قلتم ھذہ حمارۃ القیظ

(۱) فریمسن یا فرامشن ایک طریقہ فی زمانہ یورپ مین ہے جسکو اُس طریقہ مین لیا جاتا ہے اُس کی کان مین کچھ پھونک دیتے ہین جنکو وہ کسی دوسرے پر افشا نہین کر سکتا اور اُس طریقہ کا پابند ہو جاتا ہے

(۲) کوکی۔ پنجاب مین ایک فرقہ ۱۸۷۱ء مین ہوا تھا یہ سکھ تھے اونکے گرو نے یہان کان مین کوکا اور تابع ہوا سرکار انگریزی نے معاً اُس فرقہ کا استیصال کر دیا۔

اھملنا ینسلخ عن الحرّ وافی امرتکم بالسیر الیھم شتاءً قلتم ھذہ صارۃ القرّ امھلنا ینسلخ عن البرد وکل ھذا فرارٌ من الحرّ والقرفان انتم من الحر والقر تفرون فانتم واللہ من السیف اقر با اشباہ الرجال ولا رجال خلوم الاحفال وعقول ربات الحجال لوددت انی لم اکم ولم اعرفکم معرفۃً قاتلکم اللہ لقد ملاتم قلبی قیحًا وشحنتم صدری غیضًا وجرعتمونی نغب التھمام انفاسًا فاسدتم علی رائی بالخذلان والعصیان حتی قالت قریشٌ ان ابن ابی طالب رجلٌ شجاع ولکن لا علم لہ۔ باللہ للہ الوھو ھل احد اشد لھا مراسا اقدم فیھا میقاتًا منی لقد خضت فیھا وما بلغت العشرین وھا انا ذا رفت علی الستین ولاکن لا رائی لمن لا یطاع"

یعنی بخدا کہ دل کو مُردہ کرتا ہے اور کپکپکر فکر کو لاتا ہے جو کچھ مین دیکھتا ہون اُس گروہ کی غلطی کے اجتماع پر اور تم لوگون کی پراگندگی سے اپنے حق مین۔

پس مارے جاؤ تم اور بُرا ہو تمہارا حال۔ جیسے کہ تم تیرون کے نشانے ہو گئے ہو۔ تم پر تاخت کرتے ہین اور تم تاخت نہین کرتے جہاد تمپر ہوتا ہے اور تم جہاد نہین کرتے اور خدا کی نافرمانی کرتے ہو اور خوش ہوتے ہو۔ جب مین تمکو حکم دشمنون پر تاخت کرنے کا گرمی مین دیتا ہون تو تم کہتے ہو کہ اسوقت گرمی زیادہ پڑتی ہے ہمکو مہلت دو تاکہ سردی ہو جاوے اور جو سردی مین حکم دیتا ہون تو سردی کا بہانہ کرتے ہو۔ پھر جیسے تم گرمی اور سردی سے بھاگتے ہو اسی طرح خدا کی قسم تلوار سے زیادہ بھاگتے ہو۔

اے مردون کی صورتون کے نامردو اور بچون کی سمجھ والو عورتون کے زیور ہین لو مین آرزو کرتا ہون کہ تم کو نہ دیکھون اور ذرا بھی نہ پہچانون تمکو خدا کی پھٹکار ہو کہ تم نے میرا دل رنج سے اور سینہ غصہ سے بھر دیا اور دمبدم میرا فکر ہر طرف سے بڑھا دیا اور اپنی روگردانی اور میری نافرمانی سے میری تمام تدبیرین تمنے خراب کر دین تاکہ لوگ یون کہین کہ ابوطالب کا بیٹا مرد شجاع ہے لیکن قاعدۂ جنگ خدا سے اُسے واقفیت نہین ہے۔ خدا تمکو رُسوا کرے آیا کوئی ہے جو مجھ سے زیادہ جنگ آزمودہ ہوا اور لڑائی مین مجھ سے برتر رہا ہو مین تو لڑائی کے میدان مین اوسوقت آیا ہون کہ میری عمر بیس برس کی بھی نہین تھی اور اب مین ساٹھ برس سے بھی گذر گیا ہون

لیکن جبر کا کوئی حکم نہ مانے اُس کی تدبیر سے کیا کام چل سکتا ہے۔

پھر ایک اور خطبہ مین فرماتے ہین "ایھا الناس المجتمعۃ ابدانھم المختلفۃ اھواءکم کلامکم یوھی الصم الصلاب ولفعلکم یطمع فیکم والاعداء تقولون فی المجالس کیت وکیت فاذا حضر القتال فانتم جمل حیاری ما غدت دعوت مزدعاکم ولا استراح قلب من قاساکم اعالیل اضالیل ورأی ذی الدین المطول" اے گروہ جمع ہونیوالی بدنہا اور مختلف جانے والے خواہشون مین! تمہاری بات پتھر سخت کو سست کرتی ہے اور تمہارے اعمال سے دشمن خواہش مند تمہاری گرفتاری کے زیادہ ہوتے ہین مجلس مین بیٹھکر تم بڑی لنتر انیان مارتے ہو اور لڑائی کے وقت بھوچکے اور بھولے بھٹکے ہوجاتے ہو۔ جسنے تمکو اپنے ساتھ لیا وہ ریاست کبھی قوت نہین پکڑ سکتی اور اُس دل کو کبھی آرام نہین ملسکتا جس نے تمہاری طرف میل کیا سب عذر تمہارے دھوکے کے ہین جیسے قرضخواہ اپنے مطلب کے لئے کیا کرتا ہے۔

یہ حال دعویداران محبت اہل بیت اور تابعان علی رضی اللہ عنہ کا تھا لہ خاص الخاص امام الائمہ کی اطاعت اور فرمانبرداری اس اخلاص اور جان نثاری کے ساتھ کرتے تھے۔

اُسی بزرگ فرقہ کے مجتہد یحیی بن حمزہ زیدی اپنی کتاب اطواق الحمامہ فی مباحث الامامیہ مین لکھتے ہین "عن سوید بن غفلۃ انہ قال مررت بقوم ینتقصون ابابکر وعمر فاخبرت علیا وقلت لو انھم یرون تضمنا ما اعلنوا ما اخبروا علی ذالک منھم عبداللہ ابن سبا وکان اول ما اظھر ذالک فقال علی اعوذ باللہ رحمھما اللہ ثم نفض واخذ بیدی وادخلنی المسجد فصعد المنبر ثم قبض علی لحیتہ وھی بیضاء فجعلت وقوعہ کتجاوز علی لحیتہ وجعل للبقاع حتی اجتمع الناس ثم خطب فقال مابال اقوام یذکرون اخوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ووزیریہ وصاحبیہ سیدی قریش وابوی المسلمین وانا بری مما یذکرون علیہ معاقب صحبا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمجد والوفاء والجد فی امر اللہ بامران ونھیان ویقضیان ویعاقبان لا یری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کراھیھما رایا ولا یحب کحبھما حبا لما یری من عزمھما فی امر اللہ فقبض وھو راض والمسلمون راضون فما لجاوز فی امرھما وسیرتھما رای صلی اللہ علیہ وسلم وامرہ فی حیاتہ وبعد فقبضا علی ذالک رحمھما اللہ ھو الذی خلق المحبۃ وبری النسمۃ لا یحبھما الا مومن فاضل ولا یبغضھما

الاشقی فارقہ وحبتھما فارقتہ وبغضھما مروق الی اخر الحدیث وفی روایت لعن اللہ من ابغضھما الا الاحسن الجمیل وستری ذلک ان شاء اللہ تعالیٰ فرار رسل الی ابن سبا فسیرہ الی المدائن وقال لاتساکنی فی بلدۃ ابدًا اسویلہ کہا ہے کہ میرا ایک قوم کے پاس گذر ہوا کہ وہ ابو بکرؓ و عمرؓ کی حقارت کرتے تھے اسکی خبر پہنچی حضرت علیؓ کو دی اور یہ بھی عرض کیا کہ اُن لوگون کا یہ گمان ہے کہ جس بات کو وہ ظاہر کرتے ہین آپ اُسکو پوشیدہ رکھتے ہین ورنہ ایسی بات کی اُنکو کیسے جرأت ہوتی اور اُنکا سرگروہ عبداللہ بن سبا ہے جس نے سب سے پہلے یہ بات ظاہر کی ہے اسپر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مین خدا سے پناہ مانگتا ہون اللہ شیخین پر اپنا رحم کرے پھر آپ کھڑے ہو گئے اور میرا ہاتھ پکڑ کے مسجد مین لے گئے اور منبر پر چڑھے ہے اور اپنے ہاتھ مین ڈاڑھی پکڑی جو سفید تھی اور آپ رونے لگے آنسو آپکی ڈاڑھی پر گرتے تھے پھر آپ مسجد کے مکانون کیجانب دیکھنے لگے کہ آدمی جمع ہو گئے اوسوقت آپنے خطبہ پڑہا کہ کیا حال ہے اُن لوگون کا جو ذکر کرتے ہین دو برادر رسول خدا اور اُنکے دو وزیر اور اُنکے دو رفیق اور قریش کے دو سردار اور مسلمانون کے دو باپ کا اور جو کچھہ وہ کہتے ہین مین اُس سے بیزار ہون اور مین اسپر حد مارونگا۔

وہ دونون رسول خدا سے صحبت رکھتے تھے اور نہایت تنگ و دو کے ساتھ اللہ کے حکم مین فرمانروائی کرتے تھے اور زجر کرتے اور قضیون کا فیصلہ کرتے اور سزا دیتے۔ کسی کی رائے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنکی رائے کی مثال نہین دیکھی اور انسے زیادہ تر نہ کسی کو اُنکی دوستی کے سامنے دوست سمجھا کسلئے کہ اُنکی عادت اللہ کے کام مین مصروف تھی۔

حضرت صلعم نے وفات پائی اوسوقت بھی آپ اِن دونون سے راضی تھے اور مسلمان بھی راضی تھے پھر اپنے کام اور دستور مین انہون نے کبھی تجاوز نہین کیا اور حضرت رسول اللہ صلعم کی مصلحت اور حکم سے اونکی حیات مین اور وفات کے بعد قدم باہر نہین رکھا اور اسی حال مین اِن دونون نے وفات پائی رحم کرے اللہ دونون پر۔ قسم ہے اللہ کی جسنے دانہ کو چیرا اور جان کو پیدا کیا اُنکا دوست نہین مگر مومن بلند درجے اور اُنسے کینہ رکھنے والا نہین مگر بے نصیب خارج از دین اور دونون کی دوستی فرض ہے اور دونون سے بغض رکھنا دین سے خارج ہونا ہے آخر حدیث تک اور ایک روایت مین ہے کہ اپنے دل مین

ان دونون کیطرف سوائے نیکی اور خوبی کے اور کچھہ نہ سمجھے اور تو دیکھیگا اس کو ارشاد اللہ تعالےٰ پھر ایک آدمی ابن سبا کے پاس بھیجا اور اوسکو مدائن کی طرف نکلوا دیا اور حکم دیا کہ ایک جمعہ نہ رہنے پاوے میرے ہمراہ ایک شہر مین ہرگز۔

اور پھر ایک خطبہ مین فرماتے ہین۔

خطبۂ المغرور من غررتموہ ومن فازبکم فاز بالسہم الباخس ومن رمی بکم رمی بافوق ناضل اصحبت واللہ الاصداق قولکم ولا اطمع فی نصرکم وما اوعد العدد بکم" بخدا دغا کھائی اُسنے جسکو تمنے دغا دی اور بدنصیب ہے وہ جسنے تمکو اپنے ہمراہ لیا اور بڑی تیرون کی مار پڑی اُسپر جسکے حصہ مین تم لوگ آئے۔ واللہ مین تمہاری بات کا صبح تک کا بھی یقین نہین کرتا ہون اور نہ تمہاری مدد کی اُمید رکھتا ہون اور نہ تمہارے بھروسہ پر دشمنون کو ڈراتا ہون۔

خطبۂ مُنیت بمن لا یطیع اذا امرت ولا یجیب اذا دعوت ولا ابالکم ما تنظرون بنصرکم ربکم امادینٌ یجمعکم ولا حمیۃ تحمیکم اقوم فیکم متصرخا وانادیکم متغوثا فلا تسمعون الی قولاً ولا تطیعون لی امرًا حتی یکشف الامور عن عواقب المناءت فما یدرک بکم ثارٌ ولا یبلغ منکم مرامٌ دعوتکم الی اخوانکم فجرجرتم جرجرۃ الجمل الاسرّ وتثاقلتم تثاقل النضو الادبر ثم خرج منکم جندٌ متلائث ضعیفٌ کانما یساقون الی الموت وھم ینظرون"

یعنی مجھپر سخت مصیبت پڑی ہے اِس بات سے کہ میرا حکم نہین مانتے جسطرح مین حکم دیتا ہون نہین مانتے ہین اور جسطرح مین کہتا ہون نہین کرتے ہین۔ تمہارے باپ نہون تم کیا دیکھتے ہو اپنے خدا کی مدد کاری مین۔ تمکو دین کا کچھہ لحاظ و پاس نہین ہے اور نہ آدمیون کی پریشانی اور ہزیمت کا خیال ہے۔ مین تمہارے روبرو کھڑا ہوا فریاد کر رہا ہون اور تمکو اپنی فریاد اسی کے واسطے پکارتا ہون پھر بھی تم ایک بات میری نہین سُنتے اور میرے ایک حکم کی بھی اطاعت نہین کرتے جس سے انجام خراب ہوتا ہے۔

پس تمہارے زور سے کینہ نہین لیا جا سکتا اور تم سے مدد تمہارے بھائیون کو نہین پہونچ سکتی۔

اُس اونٹ لاغر زخمی کمر کی طرح جس پر بوجھ زیادہ لدا ہوا ہو اور بوجھ سے گردن ڈالدیتا ہے

تمہارا حال ہے۔
تم مین سے جب کسی کو لڑائی کے لئے بُلایا جاتا ہے تو وہ کمزوری اور ناطاقتی ظاہر کرتا ہوا باہر آتا ہے گویا کہ اوسکو موت کیطرف لئے جاتے ہین اور تم سب دیکھتے ہو۔
علامہ رضی نے نہج البلاغت مین اور دیگر امامیہ نے اپنی کتابون مین اس قسم کے بہت سے خطبے جمع کئے ہین۔
علی بن موسیٰ بن محمدؒ بن الحسن طوسی جنکو علما شیعہ شیخ الطائفہ کہتے ہین یون فرماتے ہین
"ان امیر المؤمنین کان یدعوا الناس علی منبر الکوفۃ الی اقتال البغاۃ فما اجابہ الا الرجلان فتنفس الصعداء وقال این یقعان" واقعی امیر المومنین باغیون کی لڑائی کے لئے کوفہ کے منبر پر لوگون کو بُلاتے تھے مگر کسی نے سوائے دو آدمیون کے قبول نہین کیا پس آپنے حسرت اور افسوس کے ساتھ آہ سرد کی اور فرمایا کہ دو آدمی کہان رکھے جائین۔
اب ہماری عرض اپنے بھائی مسلمانون کیخدمت مین یہ ہے کہ یہ وہی لوگ تھے جو دعوی رفاقت اور محبت اہل بیت کا کرتے تھے اور خاص زمرۂ ملازمان بارگاہ حضرت امیرؓ مین شریف یاب تھے اور جنہون نے عبداللہ بن سبا کی مُغالطہ دہی سے سلطنت اسلام کو درہم برہم کر دیا تھا یا یون کہو کہ خلافت منصوبہ نہایت آزادی اور دلیری سے غاصبون سے چھینکر حق دار کو دلائی تھی اور اسوقت تک جو اس رمز کو کسی نے نہین سمجھا تھا اور ہزارون لاکھون آدمی اُسی کجی مین گزرتے چلے گئے تھے اُس رمز الٰہی کو انہون نے سمجھا اور اصل راستہ اسلام کا انہون نے ہی دریافت کیا جسکا آجتک کسی کو سوائے اہل بیت عظام کے نشان ہی نہین ملا تھا۔
انہین کی نسبت حضرت امیرؓ عالی مقام جابجا نافرمانی کی شکایت اور ترک دین مخالفت خدا اور رسول کا اظہار اور بد دعا اور لعنت فرما رہے ہین اور یہ پہلے قرن کے لوگ ہین جو امام الائمہ کی رفاقت مین دعوی جان نثاری اہل بیت کا کرتے تھے یا کوئی دوسرے مسلمان ہین جو امیر معاویہؓ کے یا حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کیجانب دار تھے۔
تاریخون سے قطع نظر کرکے جو یہ خیال کیا جائے کہ یہ وہ لوگ تھے جو امیر رضی اللہ عنہ سے باغی ہو گئے تھے یا خارجی تھے تو پھر حضرت امیرؓ کے گروہ کے لوگ کہان تھے

اور جبکہ وہ موجود تھے تو شیخ الطائفہ کیسے شکایت کرتے ہین کہ "حضرت امیر نے ہر چند لوگون کے سامنے باغیون کے مقابلہ کے واسطے فریاد کی مگر سوائے دو آدمیون کے کوئی بھی آمادہ نہین ہوا"۔

ان خطبون سے تو وہی ابن سبا کے مرید ملازمان جناب والا پائے جاتے ہین اور یہی ثبوت تمام یقین دے رہی ہین۔

جس حالت مین ہمراہیان اور ملازمان حیدرؑ کرار کی اطاعت اور پاسداری مذہب کا یہ حال ہے تو اُس سے پچھلے لوگ خاص کر اس زمانہ کے بزرگ جن کا کاغذ و نیر عمل ہے اور جیسا کچھ کسی نے لکھدیا ہے اونکے نزدیک وہی کالوحی من السماء ہے جو کچھ کرین تھوڑا ہے "قیاس کن زگلستان من بہار مرا"۔

حضرات! جہان اپنی کتابون مین دفتر کے دفتر اصحاب ثلثہؓ کی بُرائیون کے آپ ملاحظہ فرماتے ہین اور اُنپر اعتماد کرتے ہین وہان یہ خطبے بھی تو حضرات امیرؑ کے درج ہین اونکو نظر انداز کیون فرمایا جاتا ہے ایک نظر اس جانب بھی فرمانی چاہیئے۔

اس طرف بھی تمہین لازم ہے نگاہ کرو گے	دم بدم لحظہ بہ لحظہ تمہین گاہے گاہے

اگر ان مثالب پر آپکو حق الیقین ہے تو مناقب پر ظن کو ہاتھ سے نہ دیجئے اور ظن کا درجہ بھی نہ سہی شک کے درجے مین ہی تصور فرما کر اصحاب کبار کو ان صلواتون سے جسکا ہر دم وظیفہ ہے معاف رکھئے اور یہ خیال فرمایئے "الغیب عند اللہ"۔

ان روایات کو جو ہمنے اسلام کے بزرگ فرقے شیعہ کی معتبر کتابون سے جمع کیا ہے ناظرین انصاف پسند غور فرمائین کہ جن اصحاب کو ہمارا بزرگ فرقہ اثنا عشریہ ایسے ناشائستہ اور غیر مہذبانہ طریقہ سے یاد کرتا ہے اور نماز روزہ سے زیادہ اُسکا التزام ہے اور اُسی کو وہ عبادت اور محبت اہل بیت اور موجب سعادت دارین اور نجات کا باعث سمجھتے ہین گویا اسی پر مدار اور انحصار مذہب اہل تشیعہ کا ہے اُنکی نسبت امام الائمہ حضرت مرتضیٰ علیؑ کیا فرماتے ہین اور کیسی کیسی شہادتین اُنکے بزرگ اور مقدس ہونے کی کن کن تاکیدات اور وجوہات کے ساتھ دیتے ہین اور اُنسے بیزاری اور بدگمانی رکھنے والونکو کیسی لعنت اور ملامت فرماتے ہین اور یہ موقع تقیہ[1] کا بھی نہین تھا کیونکہ آپ کو وہ مین برسر مقابلہ اور مستعد کارزار تھے اور خلفا کا

(۱) اہل تشیعہ کے نزدیک جہاد کے وقت امام پر تقیہ حرام ہے۔

زمانہ تھا خود حضرت امیرؓ کی خلافت تھی۔
اگر یہ خیال کیا جائے کہ حضرت امیرؓ کے لشکر مین اس قسم کے بھی لوگ تھے جو اُن خلفا کے ثنا خوان اور معتقد تھے اونکی رضامندی کے واسطے ایسا فرمایا تو ہم کہتے ہین کہ جو لوگ خلفا کو بُرا کہتے تھے اُنکو حد مارنے کے واسطے کیون ارشاد ہُوا اونکی ناراضی کا خیال کیون حضرت امیرؓ نے نہ فرمایا حالانکہ یہ گروہ غالب اور قابو یافتہ اور فاتح تھا اور اس سے تو اور بھی زیادہ اس خیال کو تقویت ہوتی ہے کہ حضرت امیرؓ نے جو خلفا کے مناقب بیان فرمائے اور بُرا کہنے والونپر حد مقرر کی اسی واسطے وہ لوگ اپنے عقیدہ کے خلاف دیکھکر حضرت امیرؓ کی جانب سے بدظن ہو گئے جو خلاف حکم عمل کرتے تھے اور لیت ولعل مین گذارتے تھے۔
کیا یہ ممکن نہ تھا کہ حضرت امیرؓ اسطرح کے الفاظ نہ فرماتے اور بلطائف الحیل دونون فریق کو رضامند رکھ سکتے تھے صرف یہی فرمانا کافی تھا کہ وہ حضرت رسول خداؐ کے اصحاب ہین انہون نے اسلام کے پھیلانے مین بڑی ناموری حاصل کی اور وہ اچھے زمانے مین امن کے ساتھ خلافت کر گئے کہ کوئی فتنہ اسلام مین اُنکے وقت مین نہین اُٹھا اس سے رفع عذر ہو سکتا تھا نہ یہ کہ تمام لشکر کو لعنت ملامت کی جائے اور ایسے عقیدے والون کے حق مین مرتد اور خارج از دین کے کلمات برملا نہایت غضب اور طیش سے فرمائین اور اُنپر لاٹھی ورّے مارنے کا حکم لگایا جائے پھر کیسے سمجھا جائے کہ یہ رونا اور یہ دُعا کرنا اور اپنے لشکریون پر اس درجہ لعنت ملامت کرنا اور اُنکے کوڑے لگوانا سب ظاہر داری (تقیہ) تھا۔
غیر فرقہ والے بھی کہ سکتے ہین کہ جو روایتین حضرت امیرؓ سے آپ لوگ خلفا کی شان مین ظاہر کرتے ہین وہ براہ دلداری واسطے کارروائی وقت عبداللہ بن سبا کی مُریدون کے خوش کرنے کے لئے تھین ورنہ کیا وجہ کہ خلفا کے ساتھ اوّل سے آخر تک ہر طرح سے حضرت امیرؓ نے خلا ملا رکھا اور بیعت بھی تینون کی آپنے بلا اکراہ کی اور ہر امر اور ہر معاملہ مین آپ اِن کے مُشیر خاص اور مُعین اور مددگار رہے اور خلیفہ دومؓ کے ساتھ تو اسدرجہ قربت مین ترقی فرمائی کہ اپنے صاحبزادی جناب ام کلثومؓ کو اُنکے عقد مین دیا جو حضرت خاتونؓ جنت کے بطن اطہر سے تھین جنکے شکم مبارک سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرزند زیدؓ پیدا ہوئے جو بیس برس کی عمر مین بنی عدی کی خانہ جنگی مین شہید ہوئے اور اسی روز

جناب ام کلثوم کا انتقال ہوا اور مان بیٹے کا جنازہ ایک ساتھ نکلا حضرت امام حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جنازہ کی نماز پڑہی اور انکو دفن کیا۔

جن لوگون کو زمانہ حال مین بوجہ نا واقفیت یا جہالت کے یہ دہوکا ہوا ہے کہ جناب اُم کلثوم کا عقد حضرت عمرؓ سے نہین ہوا اور ہوا تو وصال نہین ہوا وہ اپنی کتب سیر و احادیث ائمہ کو ملاحظہ فرمائین طبری مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اوصاف مین لکھا ہے کہ "بمدینہ چہار زن کردیکے اُم حکم و دیگرے جمیلہ و دیگرے اُم کلثوم دُختر علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ از فاطمہ رضی اللہ عنہا چہارم عاتکہ بنت زید"۔ روی ابن الحدید شارح نہج البلاغت فی قصہ تزویج ام کلثوم فجاء عمر الی مجلس المہاجرین بالروضۃ وقال ائنونی ائنونی فقالوا ماذا یا امیر المؤمنین قال تزوجت ام کلثوم بنت **علی ابن ابی طالب** رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یعنی ابن الحدید شارح نہج البلاغت حضرت اُم کلثوم کے نکاح کے بارہ مین لکھتا ہے کہ مہاجرین روضہ منورہ مین بیٹھے تھے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھکو مبارکباد دو اسپر سب نے کہا کہ کیا ہے اے امیر المومنین تو آپنے فرمایا کہ مینے ام کلثوم دُختر علی ابن ابی طالب سے نکاہ کیا ہے۔

کُلینی "سئل الامام محمد بن علی الباقر عن تزویجہا فقال لولا انہ راہ اہلا لما کان یزوجہا اباہ وکانت اشرف نساء العالمین جدہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واخوہا الحسن والحسین علیہما السلام سیدا شباب اہل الجنۃ وابوہا علی ذو الشرف والمنقبۃ فی الاسلام وامہا فاطمہ بنت محمد صلے اللہ علیہ وسلم وجدتہا خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہ یعنی امام باقرؒ سے حضرت اُم کلثوم کے نکاح کی حضرت عمرؓ کے ساتھ وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ جو حضرت علیؓ حضرت عمرؓ کو لایق نہ سمجھتے تو ہرگز اُم کلثوم کو نہ بیاہتے وہ تمام جہان کی عورتون سے شرف والی تہین نانا اونکا پیغمبر صلعم بھائی اونکے حسنین جوانان بہشت کے سردار باپ اونکے حضرت علی صاحب شرف و منقبت مان اُنکی حضرت فاطمہ سید النسا آنحضرت کی صاحبزادی اور نانی اونکی جناب خدیجۃ الکبریٰ خویلد کی بیٹی رضی اللہ عنہما۔

اسلام وہ قدرتی اور خدائی کہلا ہوا مذہب ہے کہ اگر آدمی کو خدا ہدایت دے تو وہ آپ اُسکے اصول اُسکے فروع کو اپنی عقل سے دریافت کرسکتا ہے اور وہ کسی کے دام فریب مین

نہین آسکتا۔

جسکو لوگ مذہب یا دہرم کہتے ہین اُس مین خاص صفت یہ ہے کہ ہر مذہب کے ارکان اپنے مصنوعی اور قدرتی ہونے کا اظہار برملا کر رہے ہین۔

ناظرین منصف مزاج کو اِسکے ملاحظہ سے بخوبی روشن ہو جائیگا۔ جو ذیل مین عرض کیا گیا ہے۔

اہل تشیعہ کا عقیدہ ہے کہ ائمہ اطہار کو علم غیب تھا اُسکا بُطلان ظاہر ورنہ تقیہ کا دعوی باطل کیونکہ جب اُنکو علم ماکان و مایکون کا تھا تو پھر تقیہ کی کیا ضرورت تھی وہ خود اپنی اور غیرونکی موت سے علم رکھتے تھے پھر کس بات کا خوف تھا اور جو جان یا آبرو کا خوف باعث تقیہ ہے اور تقیہ کرنا رکن اسلام تھا تو امیر معاویہؓ اور طلحہؓ و زبیرؓ رضی اللہ عنہم سے کیون اسقدر معرکہ آرائیان اور خونریزیان حضرت امیرؓ نے کین تقیہ سے تو اِس جنگ عظیم کا بچاؤ ہو سکتا تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر تقیہ کوئی حکم شرعی ہوتا تو حضرت امیر رضی اللہ عنہ امیر معاویہؓ کی اور حضرت امام حسینؓ یزید پلید کی فوراً اطاعت کرتے اپنی خلافت کی خاطر ہزارون آدمیون کے کشت وخون کے کبھی روادار نہ ہوتے اور جیسا صبر خلفاء ثلثہ کی خلافت مین کیا تھا ویسا ہی امیر معاویہؓ کے عہد مین اور یزید پلید کی خلافت مین کرتے کیونکہ آپکی تنہائی اور بے بسی کی حالت مذکورہ بالا بیان نہج البلاغت سے عیان ہے۔

یہ عجیب وزن ہے کہ ایک طرف کے باٹ ٹھیک کئے جاتے ہین تو بار کم ہو جاتا ہے اور بار کا وزن دُرست کرتے ہین تو باٹ کم ہو جاتے ہین دونون پلڑے اس ترازو کے کسی حال مین برابر نہین ہوتے۔

صفین کی لڑائی مین حضرت امیرؓ نے امیر معاویہؓ کے ساتھ چند ماہ کے واسطے مصالحت کی تھی اور اُسوقت یہ بات قرار پائی تھی کہ خلافت کا کام تا انقضای مُہلت جنگ بشرکت امیر معاویہؓ کیا جائے جیسا کہ طبری مین لکھا ہے "وآن وقت کہ بصفین آن صلحنامہ بنوشتند وازان مجلس برآگندند نخستین کسے عمرو بن الزمہ الخہمی بود مہتہ بنی یتیم بانگ کرد، کہ لاحکم الّا لحکم اللہ ولاحکم الّا للہ یتصل الحق وھو خیر الوصلین یعنی حکم خدا راست وحکم خدای عزوجل با آدمیان چرا کنم وابو موسیٰ وعمرو بن العاص چہ دانند کہ خدائے عزوجل چہ حکم کردہ است وچرا نہ گفت کہ این حکم نہ پسندیم تا با و بایستادے وخواست کہ آن

حکمین[1] باز افگندند اشعث بن قیس وقوم اُو از عُذر خواستند تا خاموش گشت وسپاہ باز گشت وامیر المومنین علی رضی اللہ عنہ پیشتر نرفت وسپاہ فوج فوج باز می گشتند پس این دو گروہ کہ گفتند این حکم نہ پسندیم بسیار شدند وہمہ یک جائے گرد آمدند ومردمان را گفتند کہ شما کافر شدید"۔

یہ لوگ خواہ انکو کچھ سمجھو بہر نوع لشکر مین حضرت امیرؓ کے تھے ایک حُکم مین کیسے منحرف ہو گئے اور اپنے امام وقت کو کافر کہنے لگے جیسا کہ آگے کی عبارت سے ظاہر ہے۔

"وزیاد بن النظر از شیعت علی رضی اللہ عنہ بود گفت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کافر نشد و اُو برحق است واگر نہ آنستے کہ من خدا پرستار وبرطاعت اویم ونخواہیم کہ بے فرمان او حرب کنیم والا با شما حرب کردمے وایشان ہی آمدند وافزون ہی شدند تا بدر کوفہ آمدند دہ ہزار مرد شدہ بودند دیہے بود بدر کوفہ وآنرا حُریر خواندندے آنجا فرود آمدند وازین ایشان را حُریان خوانند وبعض با میر المومنین علی رضی اللہ عنہ پیشتر این گردان دارند پس روزگارے براین برآمد گفتند مارا امیرے باید تا با علی رضی اللہ عنہ حرب کنیم وازایشان بمبارز ترشیث بن ربعی بود وورا امیر کردند"

یہ مصالحت حضرت امیرؓ کی مرضی سے چند روز کے لئے قرار پائی تھی جس مین دونون کے حُکم اس میعاد تک جاری رہنا طرفین نے قبول اور منظور کر لیا تھا ہمیشہ کے واسطے یہ حُکم نہین تھا جس مین اتنا بڑا جھگڑا اٹھ کیا کہ جو حضور والا کی فوج کے افسر تھے فوراً باغی ہو گئے اور علانیہ پکارنے لگے کہ اب ہمکو سوائے حُکم اللہ کے کسی دوسرے کے حُکم کی اطاعت نہین کرنی چاہیئے ہر چند انکو حضرت امیرؓ نے فہمایش کی مگر وہ کسی کی سُنتے تھے کٹے اور لڑے اور مرے مگر اپنے قول سے نہ پھرے اور آجتک اس فرقے خارجی کا وہی مذہب ہے کہ جیسا ہمارے بزرگ فرقے کے شیعہ خلفا ثلثہ کی نسبت عقیدہ رکھتے ہین ویسا ہی یہ لوگ جناب امیرؓ کے اوپر طرح بطرح کے الزام لگاتے ہین سُلطان مسقط انکے امیر ہین۔

پس جس حالت مین وہ اصحابی جو برسون حضور مین سرور کائنات مفخر موجودات کے ہدایت یافتہ تھے اور خم غدیر اور دیگر اوقات مین اُنکو حضرت امیرؓ کی خلافت کا حال انہین آیتون

---

(۱) صفین کی لڑائی مین مہلت جنگ اس امر پر ہوئی تھی کہ اگلے سال حضرت امیر علیہ السلام کی جانب سے ابو موسیٰ اشعری اور امیر معاویہؓ کی طرف سے عمرو بن العاص منصف ہو کر تصفیہ خلافت کا کرین اسی کو حُکمین کہتے ہین۔ یعنی دو منصف ۱۲

اور حدیثوں سے جنکو ہمارے بھائی شیعہ پیش کرتے ہین بلا واسطے معلوم ہوگیا تھا تو اُنھون نے کیسے بلا اختلاف خلیفہ اوّل کو خلافت پر بیٹھنے دیا اور ایک متنفس کو بھی اُس اجماع کی رائے سے اختلاف نہین ہُوا سُنے سُنائے لوگون کا تو یہ حال ہو کہ وہ بالواسطے یہ جانتے تھے کہ امام ایک ہونا چاہئے اور ایک ہی امام کی اطاعت واجب ہے ایک میان مین دو تلوارین نہین رہسکتین جسکی فارسی مثل ہے کہ "دو بادشاہے در اقلیمی نگنجند" جو لوگ خود مشاہدہ کئے ہوئے تھے ہر ایک صحابی کے مدارج اور قرب کو اچھی طرح سے جانتے تھے اُن مین اختلاف کا ذکر تک بھی نہ آیا چنانچہ ہم خلیفہ اوّلؓ کی خلافت نشینی کا حال تاریخ طبری سے ذیل مین نقل کرتے ہین۔

"پس ہر کس بہ تیرے مشغول شدند و مردے بہ مسجد در آمد و گفت مردمان انصار بہ مسجد جمع شدہ اند کہ باسعدین عبادت بیعت کنند و اُورا بہ خلافت بہ نشانند ابو بکر رضی اللہ عنہ دست عمرؓ رضی اللہ عنہ را بگرفت و بیرون آمد و علی رضی اللہ عنہ با دیگران ہمانجا بہ نشست و تدبیر شستن و کفن و قبر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میکرد و تنبیہ اسباب آن مشغول بودند پس ابو بکر و عمر و عبیدہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بقبیلہ بنی ساعدہ رفتند کہ مجموع انصار انجا بودند چون ابو بکر و عمر و عُبیدہ را رضی اللہ عنہم بدیدند گفتند شما مہاجرانید و فخر شما بزرگست و ما نیز رنج بسیار بُردہ ایم و مایکے را امیر کنیم از خویشتن تا ہر کسے باکردۂ خویش بیارامند و گفتگوے از میان برخیزد و چون ایشان سخن تمام کردند ابو بکر رضی اللہ عنہ خطبہ خواند و ثنائے خدائے تعالیٰ گفت و بر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم درود فرستاد و فضائل انصار بگفت پس گفت اگر چنین کنیم کہ شما می گوئید اختلاف افتد و زخم اشتیر اندر میان آید و شما می دانید کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است "الائمۃ من قریش" امامت بقریش می رسد شما دست باز دارید تا یکے از قریش را بہ نشانیم و شما پیش او بمیخان باشید کہ پیش حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بودید انصار گفتند کہ با علی رضی اللہ عنہ بیعت کنیم کہ پسر عم اوست عمر رضی اللہ عنہ نہ رسید کہ اختلاف و میان پیدا شود ابو بکر رضی اللہ عنہ را بگفت کہ تو دست دراز کن تا با تو بیعت کنیم کہ تو نیز از قریشی و سزاوار تری پس عمر رضی اللہ عنہ دست ابو بکر رضی اللہ عنہ را بگرفت و بیعت کرد پس انصاریان بہ بیعت کردن آمدند و بیعت می کردند و این خبر بمدینہ اُفتاد و خلایق روئے بانجا نہادند و بیعت میکردند و امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ بعد از چہل روز بیعت کرد با ابو بکر رضی اللہ عنہ و بعضے

گویندکہ بعداز شش ماہ بیعت کرد (یہ تضع ہے) وآن روز چون بشب رسید کسے نماندہ بود ازمہاجر وانصار الّا کہ باابوبکر رضی اللہ عنہ بیعت کردند وپیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہمچنان نہادہ بود تا روز دیگر وکسے بواسطہ بیعت کردن بآن سرور صلی اللہ علیہ وسلم نپرداخت روز دیگر عمر ابوبکر را رضی اللہ عنہما بہ مسجد درآورد وابوبکر رضی اللہ عنہ بمنبر برآمد وعمر رضی اللہ عنہ فروتر بایستاد پس ابوبکر رضی اللہ عنہ حمد خدائے تعالیٰ جل وعلیٰ بگفت ودرود بر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرستاد وگفت اے مسلمانان من این کار را بدین پذیرفتم کہ خون ریختن وداوری وزخم شمشیر

سا دیگر مورخ اسلامی وغیر اسلامی اس خلافت کا حال اسطرح رقم فرماتے ہین "کہ جسروز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی سب صحابہ انصار ومہاجرین نے بنی ساعدہ کے چبوترے مین جمع ہوکر ابوبکر صدیق رضؓ کو بالاتفاق امام بنایا اور سب نے اور علی رضی اللہ عنہ نے علی روس الاشہاد اُنسے بیعت کی" (دیکھو مدارج النبوۃ وحبیب السیر وتاریخ عرب حال وفات سرور کائنات)

یہ مورخ جو یہ لکھتا ہے کہ حضرت علیؓ نے چالیس روز کے بعد اور بقول بعض چھ مہینے بعد بیعت کی یہہ محض غلط اور سب کے خلاف ہے یہ جملہ "کہ خون ریختن الخ" اپنے عقیدہ کی تائید کی غرض سے لکھتا ہے جو ایجاد بندہ ہے تاریخ کے مبصر جانتے ہین کہ جو اقوام شائستگی اور تہذیب مین کمال کو پہونچی ہین اُنہون نے جمہوری سلطنت کو اختیار کیا ہے اور سلطنت کے آئین مین کوئی استحقاق کسی خاندان کا تسلیم نہین کیا جسکو مدبران مُلک نے لائق سلطنت اور قابل حکومت سمجھا اور رائے دہی مشورہ اُسپر اتفاق ہوگیا اُسی کو اپنا بادشاہ بنالیا اور تخت وتاج اوسکو سپرد کرکے سب اُسی کے زیر فرمان ہوگئے **یونان** - اٹلی مین صدہا سال جمہوری سلطنت رہی ہے اور اب **فرانس** اور **امریکا** مین اسی قسم کی سلطنت ہے اور زمانہ حال مین اہل **یورپ** کے مہذب اور شائستہ لوگون کے یہی خیالات ہین **نہلسٹ** وہی لوگ ہین جو ایسے ہی پنچایت کی سلطنت چاہتے ہین اور اسی بنا پر اُنہون نے زار روس کو توپ سے اُڑادیا اور اوسکے جانشین کی جان لینے کی فکر مین ہین اور **ملکہ قیصر ہند** پر بھی بہت سے حملے کرچکے ہین -

یہی طریقہ صحابہ کبار نے اختیار کیا جسکو اہل تشیعہ خلافت غصب کرنا کہتے ہین یہ علیٰ درجہ کا انصاف اور شائستہ خیال تھا جسپر صحابہؓ نے عمل کیا اُنھین سے کسی نے اپنی اولاد کو اپنا جانشین نہین کیا اجتماع اور مشورہ سے جسکو اہل الرائے نے لائق اور قابل سلطنت تسلیم کیا اُسی کو مسند خلافت پر بٹھادیا خلیفہ کا کوئی حق سلطنت مین نہین سمجھا جاتا تھا مثل عام مسلمانون کے اُنکے حقوق تھے اور وہ ایک محافظ اور نگہبان

درمیان نہ باشد و من امروز یکے از شما ام واز من گاہ صواب آید و گاہ خطا۔ مرا آگاہ سازید تا من بطاعت خدائی تعالیٰ باشم شما مرا بطاعت دارید و چون روئے ازان بتابم مرا طاعت ندارید واز منبر فرود آمد و بخانۂ پیغامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شد تا او را پشویند و بروی نماز گزارند و دفن کنند واللہ اعلم بالصواب"

یہ مورخ جو یہ لکھتا ہے کہ سعد بن عبادہ سے بیعت کرنے کے لئے انصار مسجد مین جمع ہوئے جسکو سُنکر حضرت ابوبکر و عمر و عبیدہ رضی اللہ عنہم حضرت علی مرتضیٰ کو آنحضرت سید عالم صلعم کے جنازہ کے پاس چھوڑ کر مسجد مین پہونچے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑہا اور انصار کے فضائل بیان کرکے ظاہر کیا کہ اگر تمہارے کہنے کے موافق انصار مین سے خلیفہ کیا جائے تو اختلاف واقع ہو اور تلوار چلے اور حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ امامت قریش مین ہے اسواسطے تم باز رہو تاکہ ہم قریش مین سے کسی کو امیر مقرر کرین اور تم ویسے ہی رہو جیسے حضرت صلعم کے حضور مین مطیع رہتے تھے اسکے جواب مین انصار نے حضرت علی کرم اللہ وجہ پر اپنا اتفاق ظاہر کیا اور فضیلت یہی بیان کی جسپر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خوف ہوا کہ یہ صورت اختلاف کی ہے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ ہاتھ لاؤ تاکہ بیعت کرین کہ تم قریش سے ہو اور زیادہ تر لایق ہو معاً حضرت ابوبکرؓ نے ہاتھ بڑہایا اور حضرت عمرؓ نے سب سے اول بیعت کی پس تمام انصار اور مہاجرین بیعت کرنے لگے متواتر آتے تھے اور بیعت کرتے تھے حتیٰ کہ مدینہ منورہ مین دن چھپے تک کوئی مسلمان بلا بیعت کے نہین رہا۔

اِس مین ہماری یہ گذارش ہے کہ جس حالت مین یہ بیعت خلاف قرآن وحدیث تھی تو اسکو چند گھنٹے مین کُل مہاجرین اور انصار نے کیسے منظور کیا۔

اس مورخ کا یہ لکھنا کہ "انصار گفتند کہ باعلی رضی اللہ عنہ بیعت کنیم کہ پسر عم او ست" دعویٰ بلا دلیل ہے کیونکہ اگر اوسوقت حضرت علی کرم اللہ وجہ کی نسبت ایک متنفس کا بھی یہ خیال

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۳) اور جسپر سب مسلمانون کا تھا ایک غلام کو بھی آزادی سے رائے دیتے کا امور سلطنت مین حق تھا خلیفہ اور سب مسلمان زیر فرمان شریعت تھے وہ اپنا بادشاہ اور فرمانروا شریعت کو سمجھتے تھے۔

جو لوگ خلافت کو حق اہل بیعت سمجھتے ہین وہ سخت مغالطہ مین ہین اور یہ امر آزاد اور پاک اسلام کے لئے بڑے الزام کا باعث ہے۔ "فاعتبروا یا اولی الابصار"

ہوتا تو اس عام قبولیت کے ساتھ اسقدر جلد بیعت نہ ہوتی اور آیت "انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا" الخ اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ "حدیث الائمۃ من قریش" کے جواب کے لئے کافی تھی۔

جو غدر حضور علیہ السلام کی رحلت سے جو بیس پچیس برس کے بعد واقع ہوا وہ اسی وقت برپا ہو جاتا اور آپکے ہمراہ ہی اسلام کا بھی خاتمہ تھا مگر کسی نے اُس حدیث اور آیت کا حوالہ تک نہیں دیا جس پر ہمارا بزرگ فرقہ شیعہ اڑ رہا ہے اور اعلیٰ درجہ کی دلیل خلافت بلافصل حضرت امیرؓ کے اثبات مین اس حدیث اور آیت کو ہر جگہ لاتا ہے۔

انصار نے بھی اصرار کیا تو اپنے واسطے اور یہ اصرار ایسا ہی تھا جیسا حضرت آدمؑ کی خلافت پر ملائکہ نے اپنا استحقاق جتلایا تھا اور جب "انی اعلم مالا تعلمون" کے فرمان نے اُنکو متنبہ کیا تو سب دم بخود ہو گئے اسی طرح انصار اس خیال مین تھے کہ مہاجرین تو اوپری لوگ ہین اور ہمنے نبیؐ کو اپنے شہر مین جگہ دی اور جان و مال سے حاضر رہے اور فتوحات اور اشاعت اسلام کا مدینہ مرکز رہا اسلئے ہم دیسیون مین سے خلیفہ ہونا چاہیئے اور یہ رائے بعض کی تھی مگر جب اونکو حضور عالیؐ کا فرمان سُنایا گیا کہ "الائمۃ من قریش" تو فوراً مان گئے اور دم نہین مارا اور وہ سمجھ گئے کہ یہ خلافت در اہل امامت ہے۔

اگر آیت "انما ولیکم اللہ ورسولہ" اور حدیث خم غدیر کا یہ مطلب ہوتا جیسا کہ ہمارے بھائی شیعون کا عقیدہ ہے تو اس حدیث کو ہرگز حضرت صدیق اکبرؓ زبان پر نہ لاتے اور کل مہاجر و انصار سوائے حضرت امیرؓ کے کسی کی خلافت کی بھی روادار نہ ہوتے کس لئے کہ یہ حدیث خم غدیر مین لاکھ سے زیادہ صحابیون نے خود اپنے نبی معظمؐ کی زبان سے سُنی تھی جسکی تردید کسیطرح کوئی نہین کر سکتا تھا۔

طُرفہ یہ ہے کہ خود یہ مورخ لکھتا ہے کہ دوسرے روز خلیفہ اوّل نے منبر پر چڑھکر خطبہ فرمایا کہ جو امر خلاف حکم خدا و رسول کے میری جانب سے دیکھو اُسی کی اطاعت ہرگز مت کرو جبکہ اصل اُصول ہے خلاف حکم خدا و رسول تھا تو اسکو سب نے بلا اکراہ کیسے تسلیم کر لیا اور کچھ بھی تعرض نہین کیا بطیب خاطر خلافت کی بیعت مین سبقت سعادت سمجھی۔

حضرات ایسا انمین ایک بھی مسلمان نہین تھا اور سب نے ظاہری اسلام اختیار کر رکھا تھا

حالانکہ نہ کوئی خوف کا اسباب تھا اور نہ امید طمع۔
وہان صفین کی لڑائی ذراسی مہلت جنگ پر کیسی چھڑ گئی اور کیا کچھ ہنگامہ برپا ہوا کہ حضرت امیرؓ جنکو غدر اُٹھا کر اور خونریزی کر کے امام بنایا تھا ہر چند اونکے دبانے اور فرو کرنے کے درپے ہوئے مگر اُن لوگون نے ایک نہ سُنی اور خود حضرت امیرالمومنینؓ سے لڑ ایمان کین اور جان لے کر پیچھا چھوڑا جنکے فرمان بردار اور رفیق جان نثار تھے۔
بس یہ خلافت صدیقہ اپنی صداقت کا برملا شہادت دے رہی ہے یہی غور کرنے اور فکر کرنے کی بات ہے اور اسی پر جملہ امور کا خاتمہ ہے۔
مقصود اس مورخ کا یہ ہے کہ ناظرین گمان کرین کہ خلافت شیخین کی ازروے نص نہین تھی جو انصار نے اپنی خلافت کا منصوبہ کیا تھا نہ انکا درجہ صحابہؓ مین اوّل نمبر کا تھا یعنی صدیقیت کے سبب یہ خلافت آپکو نہین ملی بلکہ جبراً قابض اور متصرف ہو گئے اس سے اور بھی زیادہ تعجب ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کو کسی قسم کی قوت نہین تھی نہ وہ دولت مند اور صاحب زور تھے نہ ایسے قرابتی اور حمایتی بکثرت رکھتے تھے پھر کس شان و شوکت کے سبب صحابہؓ نے سکوت کیا اور خوف کے باعث حق کے اظہار سے یک قلم اغماض کیا۔
ایک ضعیف اور لاغر آدمی سے جو بقول حضرات شیعہ جہاد و دین سے بھاگ بھاگ جایا کرتا تھا اور نہ عالم تھا اور نہ شہ زور سب کے سب خائف ہو گئے تو ایسے بزدلون نے فارس اور روم کے دلاورون کو جنکا لوہا تمام دُنیا مانے ہوئے تھی کیسے مار کر تہس نہس کر دیا اور لاکھون فوجون کے دلون کا کیڑی کے دل کی برابر بھی خیال نہین کیا۔
جو اختلاف انصار کا یہ مورخ لکھتا ہے ہمکو اس سے بھی قطعی اختلاف ہو۔
اوّل تو ہم یہ کہتے ہین کہ ان مہاجرین نے ہی اپنی محنت کا ثمرہ کیا اُٹھایا تھا غنیمت جس قدر آنحضرت صلعم کے زمانہ مین آتی تھی وہ سب تقسیم ہو جاتی تھی اکیلے مہاجرین کو نہین دی جاتی تھی ابھی تک تو مفلسی اور تونگری مین دونون فریق برابر تھے بلکہ انصار کی حالت بسبب شہری ہونے کے مُہاجرین سے اچھی تھی ایسا کلمہ اوسوقت کہا کرتے ہین جب طرفانی کو بہرہ مند ہوتے ہوئے عرصہ گذر جاتا ہے ابھی تک تو سب صحابہؓ کیا مہاجر اور کیا انصار بے اختیار تھے اور پہلے ہی خلافت تھی پھر وہ کیسے کہہ سکتے تھے کہ اگرچہ تمکو

ہمپر فخر ہے مگر ہمنے بھی بہت تکلیف اُٹھائی ہے۔
یہ زیادتی ان وزیر صاحب کی یا جناب شمشاطمی علیہ الرحمتہ کی ہے جنہون نے طبری کے نام سے یہ تاریخ تالیف کی ہے اور وزیر صاحب ایران نے اُسکا کمی و بیشی کے ساتھ ترجمہ کیا ہے جس کا ذکر کتاب مین موجود ہے۔
چونکہ تاریخ طبری محمد بن جریر بن غالب طبری جو جعفری سنی المذہب صاحب تفسیر کی تاریخ کبیر کے نام سے پیشتر شایع ہو چکی تھی اور اہل تشیع مین محمد بن جریر طبری بن رستم املی مستند عالم گذرے ہین جنکی کتاب ایضاح المسترشد امامت مین ہے اسلئے شمشاطی شیعہ فی واسطے مقبول ہوتے اور مغالطہ مین پڑنے فریقین کے اس کتاب کا نام تاریخ طبری رکھدیا اور اُسی تاریخ کبیر کے طرز پر یہ مختصر تاریخ چار جلد مین تالیف کی۔
دوم سب مہاجرین اور انصار دیکھہ چکے تھے کہ آنحضرت صلعم نے اس سرداری مین کسقدر مصائب اُٹھائے اور کیسی کیسی معرکہ کی لڑائیان آپکو کفار سے کرنی پڑین اور روٹی پیٹ بھر نصیب نہین ہوئی پیٹ کو پتھر تک باندہے اور آپ پیغمبر اولوالعزم تھے سب جانتے تھے کہ آپکے ہمراہ امداد الٰہی آپکے ایک اشارہ کی منتظر ہی اب سرور کائنات کی وفات کے بعد تو نہایت نازک وقت تھا آس پاس دو بڑے شہنشاہ جنکی دھاک دُنیا مین تھی ایران اور روم مین اعلیٰ درجہ کی شان و شوکت کے ساتھ صدہا برس سے فرمان روائی کر رہے تھے جس سے عین خوف کا موقع سب کو تھا کہ آیندہ کیا ظہور مین آوے اور ایسے دو زبردست اور قوی شیرون کے پنجون سے کسطرح امن ملے جو مُربّی اور اپنا آقا اور اس دین کا بانی تھا وہ ہم سے علیحدہ ہو گیا ان فتوحات متواترہ اور غنائم منکاثرہ کے ہاتھ آنے کا کسکو خیال تھا جو خلافت کی خواہش کی جاتی اور انصار کہتے کہ ہمکو خلافت ملے۔
سوم جناب شیر خدا کی شجاعت اور دلیری کو اسلام کے سب فرقے حیرت کی نگاہ سے دیکھتے اور اللہ اللہ کہتے ہین اور ایسا بہادر[1] واقعی اسلام کی تاریخ مین سوائے اُسی کے فرزند

(۱) مسٹر جیمس کارن تاریخ چین کی جلد دوم مین لکھتے ہین "کہ دُنیا مین رستم کا نام بہادری مین مشہور ہی لیکن کئی شخص ایسے گذر گئے ہین کہ اُنکے سامنے رستم کا نام قابل لینے کے نہین چنانچہ اوّل درجہ مین حسینؓ ابن علیؓ کا درجہ بہادری مین ہی کیونکہ میدان کربلا مین گرم ریت پر تشنگی اور گرسنگی مین جس شخص نے ایسا

حضرت امام حسینؓ کے نظر نہین آتا مگر مہاجرین اور انصار کو کچھہ بھی خوف جمدر کرارضؓ کی ذوالفقار کا نہ ہوا اور ایک بڈھے منحنی کے سامنے دم بخود ہو گئے۔

ایسے بے عدیل بہادر اور شجاع کی نسبت یہ خیال اُسکی بہادری کا مٹانے والا اور شجاعت کو سیاہ داغ لگانے والا ہے کہ آپنے باوجود آگاہی صبر کیا اور یہ موقع ہرگز صبر کرنے اور خاموش رہنے کا نہین تھا عین وقت دلیری اور جان نثاری کا تھا جیسا کہ حضرت امام

بقیہ صفحہ ۴۷) ایسا کام کیا ہو اُسکے سامنے رُستم کا نام بہادری مین وہی شخص لیتا ہے جو تاریخ سے واقف نہین ہے"

"کسکی قلم کو قدرت ہے کہ امام حسینؓ کا حال لکھے کس کی زبان مین یہ لطافت و بلاغت ہے کہ اُن بہتر بزرگوارون کی ثابت قدمی اور تہوری و شجاعت اور تیس ہزار سوار خونخوار شامی کے جواب دینے اور ایک ایک کے ہلاک ہو جانے کی تاب مین مدح جیسے کہ چاہیئے کر سکے۔ کس کی نازک خیالی کی یہ رسائی ہے کہ ان لوگون کے دلون کے حال کو تصور کرے کہ کیا کیا اُنپر گذرا اُسوقت سے جبکہ عمر سعد علیہ اللعن نے دسہزار سوار سے اُنکو گھیر لیا اوسوقت تک کہ جب شمر ملعون نے سر کاٹ لیا کیونکہ ایک کی دو دو شہور ہے اور مبالغہ کی یہی حد ہے کہ جب کسی کے حال مین یہ کہا جاتا ہے کہ دُشمن نے چارطرف سے گھیر لیا لیکن حسینؓ اور تہتر تن کو آنحہ قسم کے دُشمنون نے تنگ کیا تھا اور اُسپر بھی قدم نہ ہٹا چنانچہ چارطرف سے دسہزار فوج یزید کی تھی جسکے نیزون اور تیرون کی بوچھار مثل آندہی کے آتی تھی اور پانچوان دشمن عرب کی دھوپ تھی جسکی مثال کسی سے زیر فلک نہین ملتی اور یہی کہنا ہوتا ہے کہ عرب کی دھوپ کے مانند عرب ہی کی دھوپ ہے اور چھٹا دُشمن وہ بیگ کا میدان تھا جو آفتاب کی تمازت مین شعلہ زن اور تنور کے خاکستر سے زیادہ پُرسوز تھا بلکہ اوسکو دریائے قہار کہنا چاہیئے جسکے ٹیلے نبی فاطمہؓ کے پانون کے آبلے تھے اور وہ دُشمن سب سے ظالم بہ دک اور پیاس مثل دغا باز ہمراہی کے جسکی برابر عدو نہین ساتھہ تھے اور تشنگی سے زبان پھول کر جب پھٹ جاتی ہے تب ہی اُن دو کی خواہش اندکے تھمتی ہے پس جنہون نے ایسے معرکہ مین ہزارہا کا فرون کا مقابلہ کیا اُنپر خاتمہ بہادری کا ہو چکا" کارن صاحب دو بڑے دُشمن غضب کے صدمے دینے والے شاید بھول گئے ایک بربادی خاندان و دوم عزیز و اقارب کا اپنی آنکھون کے سامنے شہید ہونا۔ واقعی اگر اس واقعہ کی تصویر کا تصور دل مین کیا جاتا ہے تو بے اختیار رقت طاری ہو جاتی ہے اور جگر پھٹنے لگتا ہے شیر خوار بچے پیاس سے تڑپتے ہوئے ایک گھونٹ پانی کے واسطے شہید ہوئے اور

حُسین رضی اللہ عنہ نے کیا۔

اِس سے ایک صفحہ پہلے اسی تاریخ مین لکھا ہے "وعباس با علی رضی اللہ عنہما گفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم را کارش نزدیک رسیدہ است ومن نشانہاے فرزندان عبدالمطلب را میدانم واین نشانہا این زمان در روے می بینم اے پسر برو واز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سوال کن در کار خلیفتے کہ خلافت بکدام گروہ تواند بود۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ گفت یا عم دلم نمی شود کہ درین حال این سوال ازوے کنم خاموش شد واین حال در شب دوشنبہ دوازدہم ربیع الاول بود سال یازدہم از ہجرت"

یہ بیان بھی اگرچہ اُسی غرض سے اس مورخ شیعی نے کیا ہے مگر اس سے صاف عیان ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کسی وقت مین حضور علیہ السلام نے اپنا جانشین اور وصی بلافصل نہین بنایا تھا اور نہ حضرت علیؓ اسکے مدعی تھے ورنہ کیون حضرت عباسؓ ایسے وقت مین یہ صلاح دیتے اور نہ حضرت امیرؓ یہ فرماتے کہ اس وقت یہ تکلیف دُنیا مین سپند نہین کرتا ہون بلکہ یہ فرماتے کہ حق دار الخلافت کا مین ہون آپ نے اپنی حیات مین سب کو یہ حکم الٰہی علی الاعلان سُنا دیا ہے اب کیا ضرورت ہے جانے ہوئے امر کو کوئی دریافت نہین کیا کرتا۔

اِس بیان نے اہل تشیعہ کی جملہ روایات کی تردید کر دی کہ خلافت کی نسبت حضور علیہ السلام نے تاحین حیات ہرگز ایک کلمہ بھی نہین فرمایا جسکی تصدیق پر حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی مُہرین ثبت ہین۔

اِس سے پہلے اسی حال مین یہ مورخ لکھتا ہے "ونجانہ عائشہ رضی اللہ عنہما آمد وبرستر بخفت وتپ محرق کرد چون ہنگام نماز شد عائشہ رضی اللہ عنہا را فرمود کہ مردمان گرد آمدہ اند وچشم میدارند کہ بامن نماز کنند ومن بیرون نمی توانم شد ابو بکر را بگو تا بجاے من امامت کند۔

بقیہ صفحہ ۴۸) تیرون کے نشانہ بنے۔ خاتونان باعصمت ایک پہر بھر کے عرصہ مین لاوارث اور بے خانماں ہوگئین کس کا کلیجہ ہو کہ اس ہولناک عبرت خیز واقعہ کی تصویر کھینچے قیامت مین یہ مقدمہ حشر برپا کر دیگا۔

صدیقہ رضی اللہ عنہا گفت یا رسول اللہ ابو بکر رضی اللہ عنہ مرد تنگ دل ست چون بجائے تو ایستد خویشتن را تواند نگاہ داشتن و گریستن آید ش کس دیگر را بفرمائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تا سہ بار فرمود کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ را بگو تا ابو بکر نماز مردم نماز گذارد۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بنبر مودۂ پیغمبر قیام نمودہ پنج وقت نماز را امامت میکرد و دیگر روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را بیماری او بسگتر بود بہ نماز بامداد بیرون آمد و حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امامت میکرد و حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دست حق پرست خود را بر کتف امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نہادہ بود و مردم تنمخ کردند ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز را ببرید و ہمچنان کہ ایستادہ بود باز آمد و حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دست مبارک بر پشت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نہاد و او را بہ محراب باز بُرد و خود بر راست او بایستاد و تو انست ایستادہ بہ نشست و نماز گزارد و ابو بکر رضی اللہ عنہ بہ پیش او بر پائے نماز کرد و چون بخانہ رفت بخفت "۔

یہ واقعات اس قسم کے ہین جنکو کیسا ہی متعصب مورّخ ہو فروگذاشت نہین کرسکتا اور ایسے واقعات کے قلمبند کرنے مین وہ مجبور ہوتا ہے گو اوس کی صورت وہ کسی طرح سے ظاہر کرے مگر اصل واقعہ کو وہ چھپا نہین سکتا یہی سبب ہے جو منقولات مین تاریخ کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

اس بیان سے چند باتین معلوم ہوئین اوّل یہ کہ آنحضرت صلعم نے اُسوقت جو امامت نماز کے واسطے صدیق اکبرؓ کو فرمایا تو اُسوقت آپ کے نزدیک سب سے زیادہ انہین کا درجہ اعلیٰ اور افضل تھا اور رموز قرآن سے آپ کو مُشیت ایزدی خلافت صدیقہ کی معلوم تھی کیونکہ ابن مکتوم جیسی امامت کا وقت یہ نہین تھا وہان جہاد مین حضور علیہ السلام تشریف لے جاتے تھے جہان سے واپسی کا آپکو یقین تھا اور یہہ وقت رحلت تھا۔

دوسرے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جو محبت حضور عالی کو تھی اُسکا حال اسلام کے سب فرقے جانتے ہین اور محبوب کی خواہش کو رد کرنا خلاف مروت ہے حضور صلعم جو خلق عظیم تھے بلا وجہ حضرت صدیقہ کی عرض کو نامنظور نہ فرماتے حکم الٰہی

سے آپ مجبور رہے اور صدیقہ کے تین مرتبہ کے اصرار پر بھی یہی فرمایا کہ ابو بکرؓ ہی امامت کرے حالانکہ اُسوقت حضرت امیر علی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے نرم دلی اور ضعیفی کا عُذر بھی مانع نہین ہوا جو پیش نظر تھا اسوقت کی یہ امامت علی دلیل جانشینی اور خلافت صدیق اکبرؓ کی ہے اور اسی غرض سے آپ نے تا وقت وفات حضرت صدیقؓ سے ہی امامت کرائی پہلے تو حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ ہی حضرت صدیق کی خلافت صدیقہ کی صداقت کر رہے تھے اِس بیان سے پیغمبر خدا نے سب کے روبرو اپنے ہاتھون سے حضرت صدیق اکبرؓ کو امام اُمت اور خلیفہ بنا کر دکھلا دیا۔

اب جو کوئی اسکے خلاف گیت گاتا ہے وہ گیت اسلامی شریعت کا نہین ہے بلکہ اُسی بہروپئے یہودی کا ہے جو اسلامی دشمن تھا۔

اکبر بادشاہ نے اپنی وفات کے وقت مرزا سلیم کو اپنے روبرو اپنی تلوار بند ہوائی تھی یہی دلیل جانشینی کی تھی چونکہ یہ شہزادہ باپ سے باغی ہوگیا تھا اور وفات کے وقت حاضر ہوا تھا اِسلئے اسوقت اپنے روبرو تلوار بند ہوانے سے یہ غرض تھی کہ کوئی یہہ نہ سمجھے کہ بادشاہ نے بطیب خاطر اسکو اپنا جانشین نہین کیا اور سلطنت مین فساد برپا ہو جائے۔

ایسا ہی یہ معاملہ ہے کہ اُسوقت کی امامت جو ظاہراً اور باطناً اور شرعاً اور عرفاً دلیل خلافت کی تھی صدیق اکبرؓ کو عنایت ہوئی۔

جو صرف نماز پڑھانا ہی مقصود ہوتا جیسا کہ اہل تشیعہ کا خیال ہے تو ہزارون صحابی قریشی بنی ہاشمی توانا خوش الحان۔ قاری۔ حافظ قرآن موجود تھے اُن کے لیے ارشاد ہوتا۔

تیسرے یہ کہ آپنے بھی ایک وقت کی نماز حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے پڑھی باوجودیکہ حضرت صدیق آپکے قدوم مبارک کی آہٹ پاتے ہی محراب چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے مگر حضور صلعم نے اپنے دست بابرکت سے اونکو محراب مین کھڑا کیا اور آپ مقتدی بنے اور اُسوقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی ہمراہ تھے سب نے اُسی صدیق اکبرؓ کے

پیچھے نماز پڑھی جسکو اسلامی فرقہ اہل تشیعہ کا بُرے بُرے الفاظ سے پکارتا اور اسلام کا دشمن سمجھتا ہے۔

ایسا اولوالعزم اور برگزیدہ نبی کب کسی غاصب اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے اس سے صدیقیت اور قربت اور خلافت صدیق اکبر کی جس درجہ ثابت ہوتی ہے وہ دن کی مثال روشن ہے کہ پہلے تو زبان سے ہی فرمایا تھا اب سب کے سامنے اپنے ہاتھوں سے امام بنا دیا گویا مسلمانوں کو صاف طور سے دکھلا اور جتلا دیا کہ اب میرے بعد میرا خلیفہ اور جانشین یہ ابوبکر صدیقؓ ہے اسی کے پیچھے نماز پڑھو اور اسی سے میرے بعد بیعت کرو یہی امیر المومنین اور امام المسلمین ہو۔

یہی سبب تھا کہ اس بیعت کو فوراً ایک گھڑی کی گھڑی میں بہ طیب خاطر سب نے تسلیم کر لیا اور خلافت کے معاملہ میں چوبیس برس تک باوجودیکہ یکے بعد دیگرے کئی خلیفہ ہوئے کسی کو اختلاف نہیں ہوا۔ اور امامت کے مسئلہ کو نبوت کے مسئلہ سے کسی نے ملحق کیا۔

حضرت عثمان خلیفہ سومؓ کی خلافت میں جو غدر برپا ہوا وہ اختلاف بھی کسی مسلمان سے ظہور میں نہیں آیا ابن سبا یہودی نے اسلام کے انہدام کی غرض سے اہل اسلام کو ایک مغالطہ دیا جس میں مسلمانان ناعاقبت اندیش مبتلا ہو گئے وہی لوگ مذہب اہل تشیعہ کے مورث اعلیٰ اور امامیہ مذہب کے امام ہیں۔ جو اُس یہودی کے دام فریب میں آ گئے۔

مجتہد العصر ملا باقر مجلسی نے حیات القلوب کی جلد دوم میں جسطرح کا لباس اس تقریب جانشینی کو پہنایا ہے وہ بھی ملاحظہ ہو۔

"چون بخانہ عائشہ رفت در مرض آن حضرت شدید شد پس بلال ہنگام نماز صبح آمد و در آن وقت حضرت متوجہ عالم قدس بود چون بلال ندائے نماز در داد حضرت مطلع نہ شد پس عائشہ گفت کہ ابوبکر را بگوئید کہ با مردم نماز کند و حفصہ گفت کہ عمر را بگوئید کہ با مردم نماز کند حضرت چون سخن ایشان را شنیدند و غرض فاسد ایشان را دانستند فرمود کہ دست از بن سخنان بدارید کہ شما بزنانے می مانید کہ یوسف

رامی خواستند کہ گمراہ کنند وچون حضرت امر کردہ بود کہ ابو بکر و عمر با لشکر اسامہ بیرون روند ودرین وقت از سخنان عائشہ وحفصہ یافت کہ ایشان برائے فتنہ وفساد بمدینہ برگشتہ اند بسیار غمگین شد وبآن شدت مرض برخاست کہ مبادا ابو بکر یا عمر با مردم نماز کنند واین باعث شبہ مردم شود وبدست بر دوش امیر المومنین وفضل بن عباس انداختہ بانہایت ضعف وناتوانی پاہائے خود را می کشید تا بہ مسجد در آمد وچون بہ نزدیک محراب رسید دید کہ ابو بکر..... سبقت کردہ است و در محراب بجائے آنحضرت ایستادہ و نماز شروع کردہ است پس بدست مبارک خود اشارہ کرد کہ پس بایست وخود داخل محراب شد و نشست و با مردم نماز را نشستہ ادا کرد و نماز از سر گرفت واعتنا نکرد بانچہ ابو بکر کردہ بود وچون سلام نماز گفت بجانب برگشت وابو بکر و عمر و جماعتے از مسلمان را طلبید و فرمود کہ من نہ گفتم کہ شما با لشکر اسامہ (۲) بیرون

(۱) علمائے شیعہ نے اپنی عادت کے موافق جو کلمات ناشائستہ اپنی کتب مین رقم کئے ہین اُن بیہودہ الفاظ کو نقل نہین کیا گیا گو نقل کفر کفر نہ باشد۔

(۲) حضرت اُسامہؓ کے باپ زید بن حارثہ کے رومیون کی لڑائی مین شہید ہونے کی خبر سے آپکو سخت رنج ہوا تو آپنے واسطے تسکین خاطر اور قدردانی اور اعزاز کے اُسامہؓ کو امیر لشکر مقرر فرما کر رومیون کی جنگ کے لئے ۲۶۔ صفر روز دوشنبہ کو پروانگی دی۔ اور چہار شنبہ کو آپکو مرض لاحق ہوا دوسرے دن آپنے اُسی عالم مین نشان درست کرکے اُسامہ کو دیکر فرمایا "اغز بسم اللہ فی سبیل اللہ وقاتل من کفر باللہ" یعنی جہاد کرو اللہ کے نام پر اللہ کے راستہ مین اور قتل کرو اسکو جو منکر ہو اللہ سے۔ اُسامہؓ وہ نشان لے کر مدینہ سے باہر آئے اور موضع جرف مین مقام کیا مہاجرین اور انصار مین سے حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و سعدؓ بن وقاصؓ و ابو عبیدہؓ و سعدؓ بن زید و قتادہ بن نعمان و سلمہؓ بن اسلم وغیرہ رضی اللہ عنہم نے تیاری جہاد کی کرکے اُسی دن ڈیرے خیمے اپنے باہر بھیجدیئے اور چاہتے تھے کہ کوچ کرین کہ رات کو آپ کی بیماری نے زیادتی کی جس سے تہلکہ پڑ گیا اور سب کو واپس آنا پڑا اور حضور علیہ السلام نے اسی رات کو نماز عشا کے وقت ابو بکر صدیقؓ کو خلیفہ مقرر فرمایا پھر ۱۰۔ ربیع الاول کو آپکو افاقہ ہو گیا تو آپنے اُسامہؓ کو بغلگیر ہو کر دعائے خیر کے بعد معہ صحابہؓ رخصت کیا مگر پھر مرض کا اشتداد ہو گیا جسکے سبب سب نے توقف کیا اور اقتان خزان مدینہ کو آئے ۱۲۔ ربیع الاول کو حضور علیہ السلام تشریف فرمائے عالم قدس ہوئے تو بعد تجہیز و تکفین کے ابو بکر صدیقؓ نے صحابہ کو بسرکردگی اُسامہ اس جہاد پر مامور فرمایا لیکن حضور علیہ السلام کی وفات سے

رو ید گفتند بلے یارسول اللہ گفتی فرمود کہ پس چرا امر مرا طاعت نہ کردید ابو بکر گفت کہ من بیرون رفتم و برگشتم برائے آنکہ عہد خود را با تو تازہ کنم و عمر گفت یارسول اللہ من بیرون نہ رفتم برائے آنکہ نہ خواستم کہ خبر بیماری ترا از دیگران پرسم پس حضرت رسول فرمود کہ روانہ کنید لشکر اُسامہ را و بیرون روید بالشکر اُسامہ۔ خدا لعنت کند کسے را کہ تخلف نماید از لشکر اُسامہ سہ مرتبہ این سخن را اعادہ فرمود و مدہوش شد"

جو مطلب مجتہد صاحب اُس خلاف نگاری سے نکالنا چاہتے ہین وہ تو حاصل نہین ہوتا مگر چند نتایج البتہ نکلتے ہین۔

(۱) یہ کہ نبی کی ازواج مطہرات بھی نبی کے برخلاف تہین۔

(۲) حضرت بلالؓ کے روبرو باوجودیکہ عائشہؓ و حفصہؓ مین سے امام بنانے کے لئے ہر ایک اپنے اپنے باپ کو کہتی تہین حضرت بلالؓ نے مسجد مین جاکر کیسے حضرت ابو بکرؓ کو امام بنا دیا اور حضرت بلالؓ نے یہ خیال نہ کیا کہ ہر ایک اپنی مرضی سے خلاف رائے عالی

بقیہ صفحہ ۵۳ - قبائل عرب کے مرتد ہوگئے جسکے سبب بعض صحابہؓ نے صدیق اکبرؓ سے عرض کیا کہ ایسے وقت مین یہ مہم ملتوی رکھنی چاہیے آپنے فرمایا کہ اگر تمام مدینہ لقمۂ درندان ہو جاوے تب بھی مین باز نہین رہ سکتا ہون اور آنحضرت صلعم کے فرمان سے تجاوز نہین کرسکتا ہون البتہ اُسامہؓ سے درخواست کرکے حضرت عمرؓ کو آپنے واپس بلا لیا (دیکھو روضۃ الصفا و روضۃ الاحباب و حبیب السیر و مُعین و دیگر تواریخ معتبرہ شیعہ و سنی)۔

یہ جملہ "لعن اللہ متخلف اسامۃ" جسکا ترجمہ مُلّا جی نے کیا ہے کسی کتاب مین اہل سُنت کی موجود نہین ہے شہرستانی شیعی اپنی کتاب ملل و نحل مین اس جملہ کی نسبت لکھتا ہے "ان ھذہ الجملۃ موضوعۃ" و مفتراۃ کہ یہ جملہ بناوٹ اور افترا ہے۔

حضرت ابو بکرؓ کو جس حالت مین آپنے اُسی دن منصب امامت پر مقرر فرمایا تو آپ لشکر اُسامہؓ کی ہمراہی سے مستثنیٰ ہو گئے یہ محض خیال بندی اور خیالی باتین ہین کہ ان خلفا کے لشکر کے ہمراہ بھیجنے سے یہ غرض تھی کہ حضرت علیؓ انکے عقب مین خلیفہ ہو جائین یہ وساوس اُس یہودی کے اہل تشیعہ کو پریشان اور حیران کر رہے ہین۔ اور اسکی مطلق پروا نہین ہے کہ اس خیال سے حضور علیہ السلام سے اولوالعزم رسول پر امر حق کے اظہار نکرنے کا اور بزدلی کا سخت الزام واقع ہوتا ہے۔

اپنے اپنے باپ کو امام بنانے کو کہتے ہین مین کسطرح سے مسجد مین چلا جاؤن اور حضرت ابو بکرؓ کو امام بنادون حضرت عائشہؓ و حفصہؓ کو مخالف اہل بیت تہین حضرت بلالؓ تو محب اہل بیت تھے وہ اس فریب مین کس طرح سے آگئے اور جس نبیؐ کے گھر مین ایسی بد نظمی (نعوذ باللہ من ذالک) تھی اور حضرت بلالؓ نقیب اور منادی تھے تو نہین معلوم کہ کسقدر خبرین اسی طرح سے مسلمانون کو خلاف حکم خدا و رسول حضرت بلالؓ کے ذریعہ سے پہونچی ہونگی اور جس نبی سے خود اپنے اصحاب مقرب اور ازواج محبوبہ کی طینت کی صفائی نہین ہوئی وہ کیا خاتم النبیین اور شفیع المذنبین کے درجہ کے لایق ہو سکتا ہے اور قیامت تک اُسی کے دین اور آئین پر تمام دُنیا کو چھوڑا جا سکتا ہے۔

اس شکل کے بنانے سے جو کچھہ مصرف رسالت پر جناب پیغمبر صلعم کی عاید ہوتا ہے ناظرین خود قیاس فرما سکتے ہین۔

(۳) یہ بھی ظاہر ہوا کہ اسوقت کی امامت ابن مکتومؓ کی سی امامت نہین تھی یہ امامت خاص خلافت کی امامت تھی جبھی تو حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ نے اپنے اپنے پدر بزرگوارون کی امامت کے واسطے بالا بالا حضرت بلالؓ کو کہا اور اسقدر خواہش اور تاکید اور اصرار کیا کہ استغراغ کی حالت مین حضور علیہ السلام کے سمع مبارک مین اُنکی آواز پہونچی اور بیماری کی حالت مین آپ مسجد مین تشریف لے گئے اسی لحاظ سے کہ جو اسوقت امامت شیخین مین سے کسی نے کی تو وہی خلیفہ مقرر ہو جائیگا اور حضرت علیؓ خلافت سے محروم رہین گے اور خلافت باطلہ کی اطاعت سے مسلمان گمراہ ہو جائین گے۔

(۴) یہ بھی ثابت ہوا کہ جناب امیر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر فرمانے کا منشا بھی اُسوقت جناب رسول اللہ صلعم کا نہین تھا جو حضرت امیرؓ کو امام نہین بنایا اور نہ اُسوقت کوئی اس قسم کا کلمہ فرمایا۔

قرآن مجید جس پر امامت کا دار و مدار ہے حافظ کیا معنی جناب علیؓ مرتضیٰ تو مجسم قرآن ناطق تھے اور بیٹھنے کی نسبت کھڑے ہونے کی امامت اعلیٰ اور افضل ہے۔

ایسے وقت مین کہ عین جانشینی اور ولی عہدی کا وقت تھا اور آپ کو اپنی رحلت کا کُلی

یقین۔ لیکن حضرت امیرؓ کو ایسے وقت مین مقتدی ہی رکھا امامت کا اشارہ تک نہین کیا اس سے امامت اور ولایت بلافصل حضرت امیرؓ کی قطعی باطل ہوتی ہے اور جو آیتین اور روایتین اس خلافت کے ثبوت مین اہل تشیعہ لاتے ہین محض اونکا توہم اور خبط ہے۔

(۵) نتیجہ یہ نکلا کہ طبری کی روایت حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کی جو ہمنے اوپر نقل کی ہے بالکل صحیح ہے خود مجتہد زمان مُلا باقر مجلسی جو خاتم المحدثین ہین اوسکی تصدیق کرتے ہین گو کسی طریقہ سے سہی مگر واقعہ کے ہونے مین کوئی شک نہین ہے یون تو ان مجتہد صاحب نے بہت سے واقعات صحابہ کبار کے اسی پیرایہ مین ظاہر کئے ہین چنانچہ ہجرت کے باب مین حضرت ابوبکرؓ کی رفاقت اور آیت "ان اللہ معنا" اور "فانزل اللہ سکینتہ" مین یہی بہت سی تاویل ملا صاحب نے کی ہے مگر ہمکو نفس واقعہ سے بحث ہے۔

جسطرح سے حضرت ابوبکرؓ کا جناب سرور عالم صلعم کے ہمراہ غار ثور مین اور وہان سے مدینہ منورہ تک جانے سے کوئی انکار نہین کر سکتا اسی طرح سے یہ امامت کا مقدمہ ہے جسکے ہزارون شاہد ہین۔

خود یہی مجتہد صاحب تحریر فرماتے ہین کہ جسوقت حضرت صلعم مسجد مین تشریف لائے اُسوقت تمام جماعت صحابہؓ کی حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز ادا کر رہی تھی پھر آپنے بقول مجتہد صاحب اگرچہ حضرت ابوبکرؓ کو امامت سے علیحدہ کیا اور آپنے بیٹھکر امامت کرائی مگر بعد نماز کے آپنے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو منع بھی نہین فرمایا نہ اس امامت کرانے کا مطلب کیا نہ کوئی خطبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی امامت کا آپنے پڑھا اور حضرت ابوبکرؓ کو نہ فرمایا کہ تمہارا یہ منصب نہین ہے امام علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہے جو میرا ولی اور وصی ہے۔

پھر لطف یہ کہ حضرت صلعم کئی روز تک زندہ رہے اور حضرت ابوبکرؓ نے ہی امامت کرائی۔

مسلمانون نے جو حضرت بلالؓ کے فرمانے سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت بلا اکراہ قبول اور منظور کی اور دوسرے حکم یعنی حضرت امیرؓ کے تشریف لانے تک کا بھی انتظار

نہین کیا اس سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ سب مسلمانون کو حسب لارشاد رسول مقبول صلعم حضرت ابو بکرؓ کی خلافت بلافصل کا یقین کامل تھا جو حکم کو سنتے ہی سمجھ گئے کہ اس سے مُراد اور خاص مقصد حضرت ابو بکرؓ کے خلیفہ مقرر فرمانے کا ہے جیسا کہ آپنے اپنی حیات مین فرمادیا ہے وَھُوَ اِنَّ الْخِلَافَۃَ حق ابی بکرٍ بلا فصلٍ ثُمَّ حق عمرؓ" یعنی خلافت بلافصل حق ابو بکرؓ کا ہے اُسکے بعد حضرت عمرؓ کا۔

اب ایک طرف تو سب سے اوّل علی بن محمد عدوی ابو الحسن شمشاطی جنہون نے تاریخ کبیر محمد بن جریر طبری سُنی المذہب کی کتاب پر یہ مختصر تاریخ طبری عربی مین لکھی ہے جسکا ترجمہ شاہ ایران نے اپنے وزیر ابو علی محمد سے گھٹا بڑھا کر کرایا یہ بیان کرتے ہین کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بحکم رسول اللہ صلعم آپکے حین حیات چار پانچ روز تک امامت کرائی اور خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے محراب مین امام بناکر کھڑا کیا اور آپ اور حضرت علیؓ حضرت ابو بکرؓ کے مقتدی بنے اور دوسری جانب مجتہد صاحب اس امامت کو اور ہی طریقہ سے ظاہر کرتے ہین اور یہ تینون بزرگوار ایک ہی طریقہ اور مذہب کے آدمی ہین اور جس درجہ کے یہ علما ہین اہل تشیعہ خوب جانتے ہین اہل تشیعہ کو اختیار ہے جسکو چاہین جھوٹا اور جسکو چاہین سچا تصور فرمائین۔

ملا باقر مجلسی کی تحریر اُس سے زیادہ بے اعتبار ہے جیسا کہ اہل تشیعہ کو اُنکا اعتبار ہے خود مُلاجی کو اپنی تحریر پر وثوق نہین ہے اور وہ جانتے ہین کہ میری تحریر کو کوئی دانا تسلیم نہین کریگا اور ناظرین مجکو جھوٹا تصور فرمائین گے اسی واسطے آپنے خاتمہ مین اور دیگر جگہ رقم فرمایا ہے "واز برائے شیعان کہ در مقام انقیاد و تسلیم اند ہمین بس ست کہ مجملاً باین اخبار ایمان بیاورند و علمش را بایشان (بائمہ) بگذارند و شکوک و شبہات را در نفس خود راہ ندہند کہ مقدمہ الحاد و تفکر در شبہات شیطانی وُساوس نفسانی ست خصوصاً کسانیکہ قدرت بر حل آنہا نداشتہ باشند و باین جا ختم کردم این مجلد را"

ناظرین غور فرمائین کہ یہ تقلید آبائی ہے یا نہین جسپر مُلا باقر جمے ہوئے ہین اور اپنے مقلدون کو بھی انہین خیالات کا پابند طوعاً و کرہاً کرنا چاہتے ہین کہ بلا سوچے سمجھے ہمارے قول کو جو کچھ ہمنے بحار الانوار اور حیات القلوب مین لکھا ہے اوسکو قبول اور تسلیم کرو اور جو کچھ اعتراض

اور خطرات ہماری اس تالیف پر دل مین گذرین اونکو وساوس شیطانی خیال کرو گویا ان خطرات سے جناب مجتہد صاحب بھی محفوظ نہین ہین اور اپنی تحقیقات پر خود آپکو یقین نہین ہی جسکا بطلان خود آپکو مضطرب کر رہا ہے مگر کیا کیا جائے باپ دادا نے جو تبرا کا وظیفہ بچپن سی سکھایا ہے وہ دل مین نقش کالحجر ہوگیا ہے اوسکو کیسے ترک کرین اور جو اس ناشائستہ طریقہ سے توبہ کرین تو یہ وظائف اور انعام اور خطاب جو سرکار شاہی سے ملتے ہین کہان نصیب ہون اردو ؎

اب تو آرام سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے

اسلامی دُنیا مین یہ ایک بڑا جھگڑا سُنّی و شیعہ کا پڑا ہوا ہے ابتدا مین یہ ایک فروعی اختلاف تھا جو بڑھتے بڑھتے اصولی ہو گیا۔

اِس اختلاف نے اسلام کو بہت ہی نقصان پہونچایا اور پہونچا رکھا ہے عجب نہین کہ آیندہ کو جیسے یہود و نصاریٰ کے دو فریق علیحدہ علیحدہ ہو گئے جو اسلامی فرقے تھے ایسے ہی اسلام کے یہ دو ٹکڑے بھی جو ابھی قریب پڑے ہوئے ٹکرا رہے ہین پراگندہ اور منتشر نہ ہو جائین اور دونون مین سے کوئی ایک بالکل معدوم ہو جائے۔

عجیب بات ہے کہ یہود و نصاریٰ اسلام کے دو فرزند ہین باہمی نزاع اور اختلاف نے اُنھین اسقدر تفرقہ ڈالدیا کہ نصاریٰ کہتے ہین "لیست الیھود علیٰ شیئٍ" اور یہودی نصاریٰ کو کہتے ہین "لیست النصاریٰ علیٰ شیئٍ" اور دونون کے ہاتھ مین آسمانی کتابین ہین اس سے عجیب تر کیفیت سُنی و شیعہ کی ہے کہ دونون فریق ایک خدا ایک نبی ایک قرآن پر ایمان رکھتے ہین اور باہم ایک دوسرے کو گمراہ اور خارج از اسلام سمجھتے ہین۔

یہود و نصاریٰ مین پہلا اختلاف نبوت پر ہُوا تھا جو بڑھتے بڑھتے توحید تک پہونچا اور دونون فریق توحید کو جو سب سے بڑا اصول اسلام کا تھا ہاتھ سے کھو بیٹھے۔

مسلمانون کے یہان قرآن مجید مین مسئلہ توحید اور رسالت کو صاف کر دیا تھا جسکے سبب توحید اور رسالت مین رخنہ کرنے کا تو موقع کسی مُفسد اور فتنہ گر کو نہین ملا ایک فروعی مسئلہ امامت کو یہود ملعون نے اپنے مذہب کے مطابق مسئلہ نبوت ظاہر کیا جسپر نا عاقبت اندیش مسلمان جم گئے اور اُسکو اصول ایمان کا سمجھنے لگے پھر جسقدر اس مسئلہ پر وہ زور دیتے چلے گئے اُسی قدر اسلام سے وہ دُور پڑے۔

سارا جھگڑا تو یہ ہی تھا کہ حضرت علیؓ کو مسند خلافت پر کیون نہ بٹھایا وہ سب صحابہؓ مین اعلیٰ اور افضل تھے اور لایق امامت پھر اُس سے کیون تجاوز کیا۔

حضرات خلفا نے خلافت ہم پر نہین کی نہ ہم اُنکے زیر خلافت رہے اگر ہمسے دریافت ہوتا تو ہم بے شک حضرت علی کرم اللہ وجہ کی خلافت کی رائے دیتے مگر جن صحابہ اور مسلمانون پر خلفا نے فرمانروائی کی اُنھون نے ہی باہمی مصالحت اور مشاورت سے اُنکو اپنا امیر اور امام مقرر کیا اسمین آپکا اور ہمارا کیا اجارہ ہے۔

حیرت کا مقام ہے کہ رعیت تو اپنی رضامندی اور خوشی سے ایک کو بادشاہ بناوین اور دوسرے لوگ جنکو اونکے فرمان سے کوئی تعلق نہین اُس مین ردّ و مدح کرین۔
بنی ہاشم جنکی خاطر آپ جھگڑتے اور لڑتے اور مرتے ہین خلفا کی بیعت کرین اور آخری وقت تک اُنکی عظمت اور وقار اور برگزیدگی کا اعلانیہ اظہار کرین اور آپ اُنسے نفرت رکھین اور ہر دم لعن و طعن اُنپر کرین اسکو ہرگز ائمہ اہل بیت کے عقیدہ کے خلاف نہ سمجھین۔
ہمارے بھائی شیعون کو اُس پیر صفائی نے سخت مغالطہ دیا ہے کہ سب انبیا کی وارث ہوتے آئے ہین اور نبوت ایک ہی خاندان مین قدیم سے رہی ہے اور نبوت ہی امامت ہے جسکے مستحق وہی ہین جو خاندان نبوت سے ہین اور امامت مثل نبوت کے دوسرا اصول اسلام کا ہے بلکہ امامت اصل ہے اور نبوت اُسکی فرع۔ اور یہ خلافت نہ تھی بلکہ امامت تھی جسکے سزاوار اہل بیت تھے اس اجماع نے قانون الٰہی کے خلاف حضرت ابوبکرؓ کو امام بنایا جن کی امامت از روے شریعت کیطرح قابل تسلیم نہین۔
گو خلافت بلافصل گئی یا بعد مین امامون نے مجبور ہو کر اُس کی قار غطی کر دی مگر امامت جو اصول دین ہے وہ اُنسے کسی حال مین علیحدہ نہین ہے اسواسطے ہم اُن کو امام دین سمجھتے ہین۔
ظاہر یہ دلیل دلچسپ اور پسندیدہ معلوم ہوتی ہے اور یہی پیچ سخت پیچیدہ ہے جس مین سے نکلنا محال ہو رہا ہے یہی تباخالفت ایسے وقت کی رکھی ہوئی ہے کہ اس رد مین سدّ کو امام مہدی علیہ السلام ہی توڑین تو ٹوٹے ورنہ ہرگز اسکے شکست ہونے کی اُمید نہین ہے۔
کاش اس عقیدہ پر اہل تشیعہ قایم رہتے اور بجائے حضرت علیؓ کی جناب خاتون زہراؓ کی خلافت کے واسطے تنازعہ کرتے کیونکہ وہ نبی زادی تہین اونکے ہوتے کوئی دوسرا اس عقیدہ کے موافق مستحق خلافت نہین ہو سکتا تھا غضب تو یہ ہے کہ وہ حضرت خاتونؓ کی خلافت کا تو ذکر تک زبان پر نہین لاتے اور حضرت علیؓ جو عم زاد برادر اور داماد پیغمبر علیہ السلام ہین اُنکے واسطے جھگڑتے ہین۔
اتنا نہین سمجھتے کہ یہ خلافت صدیقہ نہ زور شمشیر ہوئی نہ کسی مکر اور حیلہ سے کارروائی کی

گئی جن لوگون نے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ مقرر کیا وہ سب صحابی اور حضوری تھے اور ایسے پکے مسلمان تھے کہ اسلامی دُنیا کو چھان ڈالو اونسے اعلیٰ اور افضل مسلمان نظر نہین آتا۔

دین کے دقایق اور حقایق کو جیسا علمی اور عملی طریقہ سے اُنھون نے سمجھا ایسا نہ تو کوئی پیدا ہوا اور نہ آیندہ کوئی ہو۔

ان مین سے کسی ایک نے بھی امامت کے یہ معنی نہین لگائے نہ کسی کا ذہن اور خیال اس جانب گیا اور سب نے بالاتفاق برغبت تمام خلیفہ اوّل کو اپنا امام بنایا اور بلا اکراہ بیعت کی تو اب ہماری سخت غلطی ہے اور عین مغالطہ ہی جو ہم مسئلہ امامت کے اس توہم مین پڑے ہوئے ہین اور یہ دھوکہ ہم کو کسی مسلمان کا دیا ہوا نہین ہے بلکہ یہ آگ ہمارے خانہ اسلام مین یہودیون کی لگائی ہوئی ہے جسکو فرو کرنا اور بجھانا ہمارا فرض ہے۔

افسوس یہ ہے کہ اہل تشیعہ نے اس مغالطہ کی حقیقت پر نظر نہ کی کہ اسکا بانی کافر ہے جو ہمارے دین کا مخالف اور قدیمی دُشمن ہے اور یہ مسئلہ ایجاد بندہ ہے اسلام کا یہ مسئلہ نہین ہے نہ قرآن سے اسکا ثبوت ملتا ہے نہ صحیح احادیث سے یہودیون نے اپنے مذہب سے اختراع کیا ہے۔ وہ بجائے اسکے کہ حقیقت کا سُراغ لگاتے اُنھین مخالفین کے تتبع اور فریب دہی ایسے ہوئے کہ یگانون کو بیگانہ اور بیگانون کو یگانہ سمجھنے لگے۔

احادیث مین احاد پر عمل اور مرفوع سے قطع نظر ہے۔

عبدالعدل بن میمون قداح اہوازی سے حدیث لیتے ہین جو یہودی تھا اور ابن سبا کا مرید اور بڑا پکا زندیق تھا چنانچہ معالم الاصول مین تبرّ کا چند حدیثین اس اہوازی کی درج ہین۔

ہشام بن سالم اور ہشام بن الحکم جو شیعون کے اعلیٰ درجہ کے محدث ہین ایک دوسرے کو کافر اور گمراہ کہتے ہین جسکا ذکر نجاشی نے جرح وتعدیل مین کیا ہے ہشام ین امام سجاد و باقر وصادق علیہم السلام کے حوالے سے روایت کرتے ہین جنسے امام علیہ السلام قطعی بیزار ہین مَنْ لَا یَحْضُرُہُ کے ملاحظہ سے اہل تشیعہ کی حدیثون اور روایتون کا اختلاف معلوم ہو سکتا ہے کہ کسقدر باہمی اختلاف ہے۔

شیخ الطائفہ خود اقرار کرتے ہین کہ جن حدیثون کی سند لیتے ہین اونکے واضع مجہول اور ضعیف اور وضاع اور کذاب ہین۔

چونکہ ہجرت سے چار سو برس کے بعد تک کوئی کتاب بزرگ فرقہ شیعہ کی تصنیف یا تالیف نہین ہوئی تھی اور مذہب شیعہ نے ظہور اسلام سے تقریباً پچاس برس بعد اور نواصب نے بھی اُنکے ساتھ ہی ساتھ حضرت امیرؓ کی خلافت مین خروج کیا اس چار سو برس مین راندن کی لڑائی اور ہنگامہ پردازی سے کسی نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو امام اور کسی نے وصی اور کسی نے خدا اور کسی نے کچھہ اور کسی نے کچھہ قرار دیا جسکے باعث مختلف فرقے ہو گئے جو اب تک موجود ہین اہل تشیعہ نے چوتھی صدی ہجری مین غیر محدود اختلاف دیکھکر اپنے عقائد منضبط کرنے کی جانب توجہ کی اور سب سے پہلی کتابین کافی۔ تہذیب۔ استبصار۔

مَن لایحضرہ ان اُنکے مصنف اور مولف اور راوی وغیرہ مین ابن بابویہ جو بڑا محدث اور نہایت معتبر اہل تشیعہ کا ہے رُکن الدولہ شاہ ایران کے وقت مین ۳۳۵ھ ہجری اور شیخ الطائفہ معروف بہ شیخ مفید اُس سے پیچھے رُکن الدولہ کے بیٹے عضد الدولہ کے وقت مین اور محقق طوسی عہد چنگیزیہ مین پیدا ہوئے۔

ہلاکو خان نبیرہ چنگیز خان کو بُلوانا اور اسلامی سلطنت بغداد کی بربادی کا باعث یہی طوسی ہے۔

پس جو مذہب چار سو برس تک حجاب مین رہا ہو اور انقلاب کی یہ حالت کہ جنم لیتے ہی بیسون فرقے اوسکے غالیہ۔ سبائیہ۔ مختاریہ۔ قرمطیہ۔ امامیہ۔ اثنا عشریہ۔ تفضیلیہ۔ باطنیہ۔ زیدیہ۔ جارودیہ۔ تبرائیہ۔ مبارکیہ وغیرہ وغیرہ کے لقب سے نام زد ہو گئے ہون اور پھر اُنکے عقائد گرگٹ کیطرح رنگ بدلتے رہے ہون اور آج کوئی کتاب مستند اور معتبر اُس مذہب مین ایسی نہین پائی جاتی جسپر آئمہ کی تحریر یا تصدیق ہو جو ہے بالواسطہ درمیانی آدمیون کی لکھی ہوئی اور وضع کی ہوئی اور اُن سے بھی روایات ایک عرصہ کے بعد جمع کی ہوئی ہین۔

ایک دراز زمانہ تک یہ مذہب پردون مین دلون کے پوشیدہ اور مخفی رہا ۳۳۴ھ ہجری مین آل بویہ کے بادشاہون کے وقت مین جسکا پہلا بادشاہ عماد الدولہ تھا اور اُسکے آبا و اجداد چڑی مارتے مگر وہ اپنے کو سید کہلاتا تھا خلیفہ بغداد مقتدر عباسی کے وقت مین خراسان۔ عراق۔ دیلم۔ ممالک محروسہ اسلامیہ مین غلبہ پاکر بادشاہ ہو گیا تھا اس

مذہب نے کسی قدر اپنے رُخ سے نقاب اُٹھایا لیکن تھوڑے ہی عرصہ مین چنگیز خانیون نے تہس نہس کر دیا۔

پھر سلطان محمود چنگیز خانی کے بھائی کے وقت مین اسنے مونہہ نکالا جو منہج الکرامتہ تھا نہج الحق وغیرہ کتابین ابن مطہر حلی نے تصنیف کین اور پھر بھی خوف رفع نہین ہوا در اصل آرام تو اہل تشیعہ کو نوین صدی مین بعہد ترا کمہ بلکہ صفویہ خاندان کی سلطنت سنہ ۹۱۱ ہجری مین ہوا ورنہ ہمیشہ بچارے اپنے عقائد اور مذہب کو دل ہی دل مین پوشیدہ اور مخفی رکھتے رہے اور یہی وجہ ہوئی کہ تقیہ کو جزو ایمان انہون نے قرار دیا۔

مؤلف[1] نزہتہ اثنا عشریہ کی خاص ناواقفیت اور جہالت کا باعث ہے جو وہ لکھتا ہے کہ طبری کا اصل مورخ سُنی ہے مترجم شیعہ ہے اُسکی نوبت تاریخ اور کتب سیر دیکھنے کی نہین پہونچی اوران مزاجی کو یہ خبر نہین کہ طبری دراصل شمشاطی شیعی کی تصنیف ہے اور اوسنے اسکا نام اشاعت کی غرض سے تاریخ طبری رکھا تاکہ دونون فریق اسکو معتبر سمجھین کیونکہ طبری ایک شیعہ اور دوسرا سُنی ہے سُنی المذہب کے طبری کی تصنیف تاریخ کبیر تھی اسواسطے شمشاطی نے اپنی کتاب مشہور ہونے اور اس التباس مین ملبس کرنے کی نیت سے تاریخ طبری نام رکھا کہ ہر ایک فریق یہی جانے کہ یہ تاریخ ہمارے ہی مذہب کی ہے۔

اگر یہ خیال گذرے کہ اوسنے شیعہ ہوکر کیسے اصحاب کبارؓ کی اسقدر تعریف لکھی ہے اور بسکے نام تعظیم سے لئے ہین اسکی وجہ یہ ہے کہ اول تو سب شیعہ تبرائیہ نہین ہین جو تبرائیہ ہین وہ اصحابؓ کی شان مین بے ادبی کرتے ہین۔

دوم طبری کا مؤلف مورخ ہے اور مورخ صلح کل ہونا چاہیے جیسا کچھہ اوسکو تحقیق ہوا مجبوراً لکھنا پڑا اور تعظیم برکیا حصر ہے مناقب مرتضوی کا مؤلف بڑا پختہ شیعہ ہے جسنے پردہ مین اپنا مذہب ظاہر کیا ہے اور سب جگہہ اصحابؓ کے نام تعظیم سے لیتا ہے اور اہل تشیعہ کی بہت سی کتابون مین یہی عملدرآمد ہے حال کے زمانہ کی حد تحقیق دیکھہ لو کہ اُسنے خلافہ ثلثہ کو بھی تسلیم کرلیا ہے اور تقیہ کو ناجائز اور متاع کو حرام ظاہر کیا ہے اور سب

(۱) یہ کتاب تحفہ کے جواب مین ہے ۱۲ منہ

اصحابؓ کے نام تعظیم سے لیتے ہین مگر وہ دراصل شیعہ ہے اور اُسی مذہب کی جانب داری اس ظاہری طرز مین اُسنے کی ہے۔

اِسپر ہرگز یہ خیال نہین کرنا چاہیئے اِسی مغالطہ دہی سے تو اہل شیعہ نے اپنا مطلب نکالا ہی اور اِسی ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیلا ہے۔

ریش سفید شیخ مین ہے ظلمت فریب	اس مکر چاندنی پہ نہ کرنا گمان صبح

محمد مرزا صاحب مولف تزہتہ اثنا عشریہ عبداللہ بن سبا کی روایت کو شاذ بتلاتے ہین جو بڑی نادانی اور ہٹ دھرمی ہے جس مورخ یا صاحب تذکرہ نے ابن سبا کا ذکر کیا ہی اوسنے یہی لکھا ہے کہ وہ اسلام کا دُشمن تھا اور رجعت کا مذہب اور حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل کا عقیدہ اُسی کا جاری کیا ہوا ہے روضۃ الصفا اور تاریخ الخلفا کو دیکھلو پھر کیا شاذ کے یہی معنی ہین جب کہ سب مورخ اور کتب سیر والے قلم بند کرتے چلے آتے ہین۔

محمد مرزا صاحب کو جنہون نے تحفہ کے مقابلہ مین قلم اُٹھایا ہے لازم تھا کہ اس روایت ابن سبا کی تردید کسی معتبر ذریعہ سے کرتے ورنہ "باطل ست آنچہ مدعی گوید"

اہل شیعہ کا قاعدہ ہے کہ اہل سُنن کے یہان جس محدث یا راوی یا عالم کو معتبر سمجھتے ہین اور اُسکا ہم نام کوئی شیعہ ہوتا ہے تو اُس اتحاد نام کی مُغالطہ دہی سے اُس شیعہ کی موضوعہ احادیث کو اہل سُنن کے نام سے اپنی کتابون مین درج کرتے ہین جیسے کہ سدی دو ہین ایک صغیر دوسرا کبیر۔

کبیر معتبر ثقات اہل سُنت سے ہے اور صغیر غالیہ اور تبرائیہ مذہب رکھتا ہے اور بڑا وضاع اور کذاب ہی۔

اسی طرح ابن قتیبہ دو ہین ابراہیم بن قتیبہ شیعہ غالی ہے اور عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ سنی المذہب ہے جسکی تصنیف کتاب المعارف ہی۔

ابراہیم بن قتیبہ نے بھی اپنی کتاب کا یہی نام رکھا تا کہ لوگون کو مُغالطہ رہی اور یہی جانین

کہ یہ کتاب وہی ہے جو مشہور ہی۔
بہت سی کتابین ایسی بھی تالیف کرکے شایع کی ہین کہ اُنکے اوّل مین خطبے لگا دیئے ہین اور لکھدیا ہے کہ جو کچھہ ہم اسمین ظاہر کرتے ہین یہ آئمہ کے اسرار ہین اور باقی اسکے سوا جو ہمنے اپنی دیگر کتب مین لکھا ہے وہ از روئے تقیہ لکھا ہے جو قابل اعتبار نہین۔
اسی طرح کی ایک کتاب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے سرّ العالمین تصنیف کی ہے۔
زمخشری صاحب کشاف جو تفصیلی اور معتزلی ہے اور اخطب خوارزمی کہ زیدیہ غالی ہے اور ابن الحدید جسنے نہج البلاغت کی شرح لکھی ہے شیعہ معتزلہ ہے اور ہشام کلبی مُفسر کہ تبرائیہ غالی ہے اور مسعودی مؤلف مروج الذہب اور ابو الفرج صاحب کتاب الاغانی اور ثعلبی وغیرہ مین سے ایک بھی سنت جماعت نہین ہے اہل تشیعہ اونکو اہل تسنن مین شمار کرکے اُنکے کلام سے سُنیون پر حجت پکڑتے ہین جو محض یا وہ کوئی اور نادانون کی فریب دہی ہے۔
یہ کتاب بنام مختصر امام مالکؒ کے نام سے تصنیف کردی ہے جس مین مسائل متاع اور لواطت ایک کی اباحت کے درج کردیئے ہین حالانکہ امام مالکؒ کے نزدیک دونون حرام ہین اور دونون پر حد واجب ہے۔
اہل تشیعہ نے اعلیٰ فرقہ کی کتابین لے کر کہین اُنکا اختصار کیا اور کہین اونکی حدیثین اور روایتین تغیر تبدل کرکے اپنی کتابون مین درج کردین اور جہان کہین کوئی مضمون مُفید مطلب اپنی جانب سے درج کرنا منظور ہوا اُسکو امامون کیجانب نسبت کردیا۔
علی بن عیسیٰ اردبیلی نے اپنی کشف الغمہ مین اور ابن مطہر حلی نے منہج الکرامت اور نہج الحق اور کشف الیقین مین اس قسم کی بہت کارروائی کی ہے۔
ہشام اور زرارہ بن اعین بانی مبانی جھوٹی روایتون کے ہین جو ہر روایت کا آئمہؑ سے حوالہ دیتے ہین اور امام انپر لعنت اور نفرین بھیجتے ہین۔
یہ قدیمی عادت شیعون کی اس زمانہ روشنی مین بھی نہین چھوٹی شیخ احمد دیوبندی جو زندہ مشرب اور لامذہب شخص تھا اور بجز اُردو کے کسی قسم کی لیاقت وہ نہین رکھتا تھا جسکو راقم نے بمقام بڈہانہ ضلع مظفر نگر اچھی طرح سے دیکھا ہے وہ ماہ رمضان مین یہ علانیہ بحالت روزہ حقہ پیتے اور پان تمباکو کھاتے تھے اور فرماتے کہ اس سے روزہ مین کیا نقصان عاید ہوتا ہے بعد مدت دراز اُنھون

نے اپنے کو شیعہ ظاہر کیا اور ایک کتاب انوار الہدیٰ کے نام سے شایع کی جسکی تردید اور اُنکی حماقت کا اظہار اچھی طرح سے مثل بدر الدجیٰ و شمس الضحیٰ ہو گیا ہے بڑی غلطی اور نادانی انکی یہ ہے کہ انہون نے اہل تشیعہ کی کتابون کے حوالے دیئے ہین اور یہ جتلایا ہے کہ یہ کتابین سُنیون کی ہین۔

ایسا ہی مرزا نوازش حسین موقوف شدہ ڈپٹی انسپکٹر مدارس نے جنگ جمل کا حال کتب شیعہ سے لکھا ہے اور ظاہر یہ کیا ہے کہ یہ کتاب اعثم کوفی سُنی المذہب کی تاریخ کا ترجمہ ہے۔

جسقدر بیان تاریخی یا اخباری علما شیعہ نے قلمبند کیا ہے وہ سب اسی طرح سے لغو اور بناوٹ ہے اُنہون نے قسم قسم کے انتخاب اور طرح بطرح کی تاویلین آیات قرآنی مین کی ہین جسکی انتہا نہین ہے۔

حیات القلوب باقر مجلسی کی ملاحظہ ہو کہ اُسمین جسقدر روایتین اعلیٰ فرقہ کی لی ہین اُنکے ملاحظہ سے اور نیز ائمہ کے حوالہ کی جو جو روایتین ہین جنکے راوی **ابن بابویہ۔ کلینی۔ طبرسی عیاشی جعفر طوسی** وغیرہ ہین کیا ظاہر ہوتا ہے وہ روایتین خود اُس کارسازی کو ظاہر کرتی ہین پھر محمد مرزا صاحب مولف نزہتہ اثنا عشریہ کا یہ کہنا کہ طبری کا مترجم شیعہ ہے سراسر انصافی اور حق پوشی ہے۔

اگر یہی بات ہے تو اپنی ہر ایک کتاب کو کتب حدیث اور کتب سیر اور کتب فقہ سے ملاحظہ فرمایئے کہ وہ کہان سے استنباط اور تالیف کی گئی ہے اعلیٰ فرقہ کی کتاب سے علحدہ نہین نکلے گی اور جو روایت اُن کتابون مین اپنے ماخذ سے سوا ہون گی وہی جعلی اور وضعی ثابت ہون گی جنپر ہزارون نقص اور ہزارون اعتراض وارد ہوتے ہین۔

اہل تشیعہ ایک امر پر قایم نہین رہتے وہ مطلب جو اور غرض آشنا ہین جس جانب سے رد دیکھتے ہین اُس سے ٹل جاتے ہین۔

شمشاطی جو بالاتفاق شیعہ ہے وہ یہ نہین لکھتا کہ منتخب تاریخ کبیر سے یا انتخاب کیا ہے اور وزیر ایران جو اُسکا مترجم ہے خود دیباچہ مین اقراری ہے کہ "ماخواستیم کہ تاریخ روز عالم اندروے یاد کنیم اُنچہ ہر کسے راگفتہ است از اہل نجوم واز اہل ہر گروہے گفتہ انداز گبر و ترسا و جہود و مسلمان۔ ہر گروہے اُنچہ گفتہ یاد کنیم اندرین کتاب"۔ پھر شیعہ مذہب کی کتاب ہونا کیا معنی یون تو حضرات شیعہ قرآن مجید کو بھی بیاض عثمانی اور محرف بتلاتے ہین جو اسلام کا آفتاب ہے۔

(۱) بدر الدجیٰ و شمس الضحیٰ جواب مین انوار الہدیٰ کے ۱۲

افسوس اسلام کے نور کو ایسے خیالات کے آدمیون نے دُھندلا کر دیا اور ایسے شخصون نے اُس نفاق کے بڑھانے مین سعی کی تاکہ مسلمانون مین اچھی طرح سے پھوٹ پڑے جسکا نتیجہ یہ ہُوا کہ آج اسلام کی ایسی حالت ان پیشواؤنکی بدولت ہوگئی ہے کہ مُسلمان کسی لایق نہین ہین۔

چونکہ آپس کی مخالفت کا یہی ثمرہ ہے کہ دونون فارت اور برباد ہون اسواسطے یہی خلور مین آیا کہ اسلام کے فرقون مین سے کوئی فریق بھی عمدہ حالت مین نہین ہے سب کو تباہی اور بربادی نے گھیر رکھا ہے۔

بجائے شوکت وسلطنت کے محتاجی اور عیب چینی اور خود بینی کی بدولت اسلامیون کے حصہ مین آگئی ہے اور خداوند تعالیٰ نے اپنی رحمتین اور نعمتین سب اِن کے سرون سے اُٹھالی ہین اُن برکتون اور افضال کا نازل ہونا انہین شامت اعمال کے سبب بند ہوگیا۔

دہلی اور آودہ اور دکن کی بہمنی سلطنت جو برباد ہوئین اِسی بداعمالی کی بدولت ہی وہ سلطنت اور عروج تو گیا گزرا ہوگیا مگر یہ خیالات ذرا بھی دل سے دور نہین ہوئے ان مین وہی ترقی اور ان کے لئے وہی امداد برابر پہنچ رہی ہے۔

خوشنصیب حال اُن مُربی اور سرپرست اور قوم کے ہمدردون کا ہے جو اپنے ذاتی فوائد اور کاروبار چھوڑ کر اپنی زندگانی کو قوم کی خدمت مین صرف کر رہے ہین اور اپنا جان و مال قوم کے لئے وقف کر دیا ہے۔

شکر ہے کہ بارہ سو برس بعد ایسے باہمت اور جوانمرد ہماری قوم مین پیدا ہوئے جو ہمارے دین دُنیا کی ترقی مین نہایت مستعدی سے جہد بلیغ فرما رہے ہین اور کسی کے لعن وطعن اور ملامت کی کچھ پروا نہین کرتے۔

خاص اُصول اُس جوانمرد فرقہ کا ہمکو راہ پر لانا اور ایک دل کرنا ہے اور اسی پر دار و مدار ہمارے جملہ فوائد دینی و دُنیوی کا ہے۔

ابتدا مین اس باہمت فرقے کے رہبر نے اپنے جد اعلیٰ کے مُطابق قوم کو نرم اور گرم آواز سے للکارنا اور پکارنا شروع کیا تو اس عجیب اور انوکھی پکار سے قوم بوجہ بے خبری

اگرچہ یہ آواز اپنے گھر کے دروازے کی صدا تھی مگر اُس سے اب اسقدر بعد ہوگیا تھا کہ مُطلق سمجھ مین نہین آتی اور غیر مانوس اور ناخوش معلوم ہونے کے سبب ناگوار خاطر گذرتی تھی اور قوم

یہ جواب دیتی تھی کہ یہ سرود بے آہنگ کیسا ہے ہمارے پکارنے کا تو ایک وقت معیّن ہے مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے الٰہی یہ دجّال کی آواز کانون مین کہان سے آئی۔

جب تک وہ صدا ترم ترم آہستہ آہستہ کانون مین پڑی تو قوم نے خواب وخیال اور مجذوب کی بڑ سمجھکر مطلق توجہ نہین کی لیکن جب کڑک مثل بجلی اور گرج مثل رعد ہونے لگی اُسوقت قوم مین ایک جوش پیدا ہوا اور تمام قوم اُس رہبر کی مخالف ہوگئی اور سب نے بالاتفاق یہی فتویٰ دیا کہ یہ اس تیرہوین صدی کا دجّال ہے جو مومنون کے ایمان سلب کرنے کے واسطے اُٹھا ہے۔

ہر طرف سے بوچھار پڑتی تھی مگر کچھہ اُس جوانمرد نے اِس کی پروانہ کی ویسے ہی للکارتا اور پکارتا رہا اور سب شیطان اپنے اوپر قوم کی جھیلتا رہا اور اپنے خیالات کا مجموعہ قوم کے سامنے پیش کیا جسکی فی الجملہ خاص خاص گنے چُنے لوگون نے تائید کی۔

یہ وہ لوگ تھے جو اکثر اُس ناصح مشفق کے متوسل یا احسانمند تھے اور ان مین سے بھی بعض نے بطیب خاطر اور اکثر نے ظاہرداری سے ہنکارا دیا چونکہ اُس ہمدرد اور فدائی قوم نے قوم کے لئے کمر ہمت چُست باندہی تھی غیب سے اللہ جل شانہ نے اُس کی مدد کی کہ تھوڑے ہی عرصہ مین مخالف فریق بھی چار و ناچار اُسکی جانب مائل ہونے لگا اور رفتہ رفتہ ایک اعلیٰ فریق باقوت اُس مخالف فرقہ کا مُرید ہوگیا۔

اگر مشاہدہ منظور ہے تو علی گڈھ جائیے اور دیکھہ لیجئے وہین اِس مبارک مجمع کا ہیڈ کوارٹر ہے۔

اِس حال کو اسی کالج کے ایک طالب علم منشی محمد قطب الدین صاحب نے نظم کیا ہے جسکو مخلصاً ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

"نظم انعامی"

قوم کا وہ چمن خشک کہ سرسبزی کی	جسکی اُمید کسی کو بھی کسی طرح نہ تھی
باغبان دیکھہ جسے کرتے تھے افسوس مگر	ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے تھے حیران ہوکر
جسمین صرصر کی حکومت تھی صبا کے بدلے	تھی جہان بادخزان ٹھنڈی ہوا کی بدلے
جسکی خشکی سے گرے جاتے تھے اشجار و ثمر	تازگی کا نہین باقی تھا کہین جسمین اثر

کوشش و جہد سے ایک پیر جہاندیدہ کی — اُس کی شادابی کی اُمید ہوئی ہی قدرے
چمن قوم مین گو آئے نہین پھول و پھل — چند شاداب نئی پودی پر آئے ہین نکل
ہو نہار سمین تمام آتے ہین اشجار نظر — پر نہال ایک دلاتا ہی اُمید بین بڑھ کر
آپ سمجھے نہین وہ کونسا ہے تازہ نہال — فرضی تشبیہہ نہ فرمائیگا اس کو خیال
اِس سے مطلب ہے یہی کالج فرخندہ نہاد — سیّد پاک نے خود جسکی رکھی ہے بنیاد
کون ہے سید پاک اب یہ بتاؤن تم کو — قصۂ کالج کی بنا کا بھی سُناؤن تم کو
یہ وہی پیر کہن ہے کہ جہان مین ہر جا — قوم کا عاشق دل دادہ لقب ہی جسکا
دیکھکر قوم کی وہ حالت زار و ابتر — حُبِّ اسلام سے مغموم ہوا اور مُضطر
کی دُعا رو کے خدایا کوئی تدبیر بتا — باغ اسلام کسی طور سے ہو جس سی ہرا
ہے یہی قوم کہ جسپر تھی عنایت تیری — سایہ افگن تھی اسی دین پہ رحمت تیری
ہے یہی قوم کہ تھی ماحی شرک و بدعت — ہے یہی قوم کہ پھیلائے تھی جسنے وحدت
ہے یہی قوم کہ جس پر تھی خدا کی رحمت — دہر مین نام اسی کا تھا اسی کی شہرت
تھا اسی قوم پہ چھایا ہُوا ابر رحمت — تھی اسی باغ کی پھیلی ہوئی ہر سو نکہت
ہے یہی قوم کہ تھی معدنِ علم و حکمت — اِس سے ہی عہد و فا باندھ چکی تھی دولت
جان کرتے تھے فدا بھائی مسلمانون پر — مال کرتے تھے نثار اپنا یہ مہمانون پر
لیکن اب پاس نہین اُنکے رہی کچھ نعمت — عزت و جاہ نہ باقی ہے نہ علم و دولت
انکی حالت کو جہالت نے کیا زار و تباہ — اُنپہ افلاس کا چھایا ہوا ہے ابر سیاہ
ہے اکابر کو نہ اولاد کی تعلیم کا شوق — اور چھوٹون کو بزرگون کی نہ تعظیم کا شوق
ہائے اولاد شریفون کی ہے بالکل ابتر — اُنمین فن ہے نہ کوئی اور نہ ہی علم و ہنر
مُرغ اور لال لڑانے کی کسی کو دہت ہی — کوئی عیاش ہے اور مے کی کسی کو لت ہے
سفلہ پن اور شرارت تو ہے عادت اُنکی — گرم اجلاف وارزل سے ہی صحبت اُنکی
شعر و اشعار کا چرچا ہی جہان جیح ہین دوست — یا وہی رمد کا دیوان قلق کا واسوخت
دست گیری مری کر اب تو خدائے برتر — کون ہے تیرے سوا قوم حزین کا یاور
میری خواہش ہے کہ کالج کی مین ڈالون بنیاد — تربیت جس مین کہ پاوے شرفا کی اولاد

سعی و کوشش کی عطا مجکو تو ہمت فرما
میری تکمیل مقاصد مین اعانت فرما

دے زبان مین تو اثر اور اثر مین برکت
تا دلاؤن امرا کو مین مدد کی رغبت

اسکا یہ تیر دعا اپنے ہدف کو پہونچا
قطرۂ نیسان کا لب خشک صدف پر پہنچا

سنہ پچہتر کا تھا آغاز کہ ہمت کی کمر
کسکے مردانہ اٹھا سید والا گوہر

کوئی سرمایہ نہ تھا پاس نہ کچہہ تھی دولت
غیب کی ساتھ تھی تائید تھی یا در ہمت

شرم احباب سے تھی اور نہ اعدا سے ہراس
جا بجا کرتا تھا دریوزہ گری بے وسواس

کوئی کہتا تھا کہ ہے خواہش جاہ و ثروت
کوئی کہتا تھا کہ ہے طالب نام و شہرت

کوئی کہتا تھا کہ بد دین ہے کافر ہی یہہ
دل مین عیسائی مسلمان پہ ظاہر ہی یہہ

دشمن سخت مخالف تھے جو اخبار اکثر
چھاپتے اُس کی مذمت کے تھے اشعار اکثر

ایسی باتون سے وہ پھر کچہہ بہی نہ مایوس ہوا
اور نہ بدنامی پہ اپنی اُسے افسوس ہوا

کام مین اپنے وہ سرگرمی سے مشغول رہا
آخرش دلمین خلایق کے بہی مقبول ہوا

اُسکی جانبازی پہ پیر رحم خدا کو آیا
اسٹریچی سا شفیق اوسکو عطا فرمایا

ہو کے ہمدرد بڑا اُسنے کیا یہ احسان
دی زمین تھوڑی سی کالج کیلئے رشک جنان

کرکے اکثر رؤسا سید والا نے بہم
نظم کالج کے لئے انجمن اک کی قایم

اُسکی تجویز سے دو سال تک اسکول رہا
بعد کو قصد ہوا ڈالئے کالج کی بنا

پاس ابتک بھی نہ کافی کوئی سرمایہ تھا
رحمت حق کا فقط سر پہ مگر سایہ تھا

جمع کرنے کو زر چندہ اُٹھا پھر سید
مختلف شہر و ممالک مین پھرا پھر سید

بہر امداد کبھی جانب پنجاب گیا
حیدرآباد کبھی ہو کے وہ بے تاب گیا

دفعتین پیش جو آئی ہین غرض کیا امکان
مجہسا ناچیز کرے پوری طرح اُنکا بیان

قصہ کوتاہ بصد محنت و فکر جید
باعث رونق کالج ہوا پیدا سید

سنہ ستتر مین کہ جس سال تھا جشن قیصر
سنگ بنیاد رکھا لارڈ لٹن نے آکر

آفرین ہو تجھے اے سید عالی ہمت
جیلی ہے کیسی جوانمردی سے ہر ایک آفت

جذا جان فدا قوم پہ کرنے والے
مرحبا نام پہ اسلام کے مرنے والے

تھی عجب ساعت محمود و مبارک وہ گھڑی
جس مین اس کالج اسلام کی بنیاد پڑی

اب تین قسم کے خیالات کے لوگ دیکھنے مین آتے ہین۔

ایک مخلص یعنی مُرید با اخلاص۔

دوسرے مُخالف یعنی قطعی متنفر اور بدگمان۔

تیسرے مشوش جو سکوت کے عالم مین نہایت غور سے اس کالج اور خیر خواہان کالج کی کارروائی کو دیکھ رہے ہین۔

پہلا فریق اپنا فرض خلوص کے ساتھ ادا کر رہا ہے اور راتدن قوم کی ترقی کی فکر مین لگا ہوا ہے اور اُس کے خیالات نہایت وسیع اور عقیدہ صفائی کے ساتھ ہے نتیجہ کا اُنکو علم الیقین ہے اور وہ سرسیّد کے حق مین یون دست بدُعا ہین۔

بچایا ڈوبنے سے کشتی دین محمّد کو الٰہی نوحؑ کی سی عمر دے سرسیّد احمد کو	

دوسرا فریق دقیانوسی (پوسیدہ) خیالات کا ہے اور اس فریق مین دراصل وہ مادّہ اور فرض مذہبی یعنی ہمدردی نہین ہے۔

یہ نماز روزہ حج۔ زکواۃ کو ہی فرض سمجھتے ہین جسنے یہ ادا کیا گویا کُل فرائض انسانی سے عہدہ برآ ہو گیا یہ فرقہ ہردم اپنے فکر مین مبتلا ہے زمانہ کی چال سے بے خبر اپنے ذاتی نفع نقصان پر ہردم اُنکی نظر۔ خواب خرگوش مین پڑے سوتے ہین۔

جو کوئی فریق اوّل کا آدمی اُنکو جگانے کے لئے چھیڑتا ہے تو فوراً بگڑ جاتے ہین اور اُس کی جانب سے فوراً بدگمان ہو جاتے اور نیچر جسکے معنی اُنکی اصطلاح مین خلاف شرع گمراہ اور بے دین کے ہین حتیٰ کہ بعض نے اُسکو ہندی لفظ سمجھ رکھا ہے دُور باش کہہ کر پھر اپنی نیند کے نشہ مین مدہوش ہو جاتے ہین۔

تیسرا فریق مشوش جو مذبذب حالت مین ہے یہ اُس جگانے والے ریفارمر کی پالیسی کو معاش دُنیا کمانے کا ذریعہ سمجھتا ہے اور عام وخاص کو بوجہ حالت زمانہ اُس کے حکم کی تعمیل کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور خود علٰحدہ رہتا ہے۔

یہ دین کا خیر خواہ اُس ہمدرد اور فدائے اسلام کو نہین سمجھتا اور اُسکے عندیہ مین اسکا سبب اُس رہبر کی مذہبی چھیڑ چھاڑ اور تبدیل وضع و لباس ہے جو اُن کے دلون کو پکڑے ہوئے ہے

اُنکا خیال ہے کہ اگر یہ رہنما اپنی قدیمی اور آبائی وضع اسلام کو ترک نہ کرتا اور جیسے وہ ہمیشہ سے پابند صوم صلوٰۃ رہا تھا اوسکو ہاتھ سے نہ دیتا اور مذہبی مکتہ چینی سے اپنی تیز رطبیعت کو روکتا اور جیسا اُسنے قوم کے لعن وطعن پر صبر کیا اسی طرح سے وہ مستقل مزاجی کے ساتھ تحمل کرتا تو قوم کبھی اُسکی جانب سے بدگمان نہ ہوتی اور جان ومال سے زیادہ وہ قوم کی نگاہ مین معزز اور عزیز ہوتا اور یہ دقیقین جو اوسکو قومی فلاح اور اصلاح مین لاحق ہوئین ہرگز واقع نہ ہوتین مگر اوسنے سب سے اوّل بہ اس انگریزی زیب تن کیا اور دینی فرائض جو اسلام کے رُکن اعظم ہین اُنکو دفعتہً ترک کر دیا۔

قوم کے سامنے اپنی ہیئت اور وضع اُس متنفر طریقہ سے ظاہر کی جو قوم کے بالکل مخالف تھی اور اُسوقت قوم کے خیالات مین کوئی انقلاب نہین ہوا تھا پس دیکھتے ہی قوم کے کان کھڑے ہوگئے اور تنفر اور اجتناب بڑھتا چلا گیا اور اس تبدیل وضع اور لباس سے یکبارگی تھلکہ پڑگیا۔

ہرچند وہ وضع اور لباس سچے اسلام کے خلاف نہ تھا لیکن چونکہ انگریزی عملداری کو تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا اور مسلمان اُس انگریزی طرز کو اپنے نزدیک ناز یبا اور مشابہت بکفار سمجھتے تھے حتیٰ کہ ہندوستان کی دیگر اقوام بھی انگریزون کی صحبت سے کنارہ کرتی تھین ہندوستان کے مسلمان جو ہندؤون کی مجانست سے پابند رسم ورواج ہوگئے اونکو کیسے ناگوار نہ گذرتا۔

اس وضع اور لباس سے نہ قوم خوش ہوئی اور نہ سرکار گورنمنٹ مین جو کچھہ اعزاز اور افتخار بڑھا وہ اُس کی کارگزاری اور خاندانی عزت سے نہ اس لباس کی وجہ سے۔

حکام انگریزی ہندوستانیون کے لئے اپنا لباس ہرگز پسند نہین کرتے وہ اونکا انگریزی وضع سے دیکھکر برافروختہ ہوتے اور یہ سمجھتے ہین کہ یہ ہمارے ہمسر بننا چاہتے ہین یا ہماری نقل اُتارتے ہین وہ ہندوستانیون کو اُنہین کے دیسی لباس مین دیکھہ کر خوش ہوتے ہین نہ یورپین لباس مین۔

اسپر جو قوم کی جانب سے لے دے ہوئی تو اُس ریفارمر نے مذہبی گرفت اور انگریزی وضع کی حمایت شروع کر دی کہین تفسیر القرآن مین قسم قسم کی نکتہ چینی اور اسلاف کے خلاف اپنے خیالات ظاہر کئے اور کہین تہذیب الاخلاق سے قوم کو لتاڑ بتائی۔

اگرچہ ریفارمر کے خیال موجب اُس سے کسی قدر فائدہ بھی ہوا ہو مگر نقصان تو صریح ہوا اور جو کام ایک سال مین انصرام پاتا اُسکی تکمیل مین قرن صرف ہوگئے اور وہ دقیقین واقع ہوئین کہ ہمارے ریفارمر کا دل ہی جانتا ہوگا۔

نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ اسلام کا ایک معزز گروہ نیچر کے نام سے نیا فرقہ کہلانے لگا جسکے پیشوا یہ حضرت ہین[۱۱]

لہ اُنکا عقیدہ ہے کہ گاڈ آف ورڈ (خدا کا قول یا خدا کا کلام یا مذہب) اور گاڈ آف ورک (خدا کا کام یعنی فطرت مین فرق نہین ہونا چاہیئے اور جو کلام فطرت سے ملتا ہی وہ خدا کی جانب سی ہے ورنہ مصنوعی ہے پس معجزات انبیا اور دیگر خوارق عادت جو ظہور مین آئے وہ فطرت کے خلاف نہین ہوئے مافوق الفطرت کا ہونا محال جیسا کہ فرمایا ہے "ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا" "لاتبدیل لخلق اللہ" مگر یہ سخت مغالطہ ہے جسکی تردید علمار اسلام نے اچھی طرح سے کردی ہے یہ مانا کہ خدا کے کلام اور اُسکے فعل مین فرق نہین ہوسکتا لیکن انسانکو خداوند تعالیٰ نے اپنے اسرار سے واقف نہین کیا معجزات کو دیکھکر یہ خیال کرنا کہ وہ قانون قدرت کے خلاف ہوئے خیال فاسد ہے البتہ اُنکا وقوع اسطرح سے ظہور مین آیا ہے جسکا انسان سے وقوع مین آنا محال ہے اور وہ خدائی فعل ہے اور خدا کے سب کام ایسے ہی ہین جنکو دیکھکر آدمی کی عقل دنگ ہوجاتی ہے اور اسکا کوئی ثبوت نہین ہے کہ معجزات خلاف فطرت وقوع مین آئے جیسے حضرت ابراہیمؑ نے جب یہ عرض کیا کہ "کیف تحی الموتی" خداوند تعالیٰ تو مردونکو کیسے زندہ کرتا ہی تو اونکو حکم ہوا "قال فخذ اربعۃ من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علی کل جزء منھن جزءا ثم ادعھن یاتینک سعیا" فرمایا کہ چار پرندونکو لیکر اُنکے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ٹکڑونکو ملا دو اُنکو بہاڑ پر رکھدو پھر اُنکو بلاؤ تو وہ تمام بطرف دوڑے چلے آینگے اسمین حضرت ابراہیمؑ کو یہ تو معلوم ہوا کہ خداوند تعالےٰ نے مُردہ پرندونکو زندہ کرکے دکھلا دیا مگر اُسکی حقیقت کچھہ نہین بتلائی اسیطرح سے دیکھو خداوند تعالیٰ دن اور رات کرتا ہے تو الدتناسل اور قسم کے درخت اور میوے پیدا کرتا ہے جو کسی سے نہین ہوسکتی مگر اسکی اصلیت کا علم کسیکو کچھہ معلوم نہین اسی واسطے فرمایا "وما اوتیتم من العلم الا قلیلا" اور معجزات منکرین کے عاجز کرنے کو انبیا کے ہاتھون سے ظہور مین آئے کیونکہ خدا کی لاانتہا قدرت مین تو کسی کو کلام نہین وہ تو جیسے چاہتا ہے مخلوقات کو پیدا کرتا ہے اونکو کلام نبی کے منجانب اللہ ہونے مین تھا پس جب تک وہ انبیا سے مافوق العادت امر نہ دیکھتے تھے جو انسانی طاقت سے باہر ہے اُسوقت تک اُنکو اُنکی نبوت کا یقین نہین ہوتا تھا اسواسطے خداوند تعالیٰ نے معجزات کو مافوق العادت کے طور سے ظاہر کیا اب اُسکے کہنے کے درپے ہونا عقل انسانی سے بڑھنا اور قدرت پر دسترس حاصل کرنیکے درپے ہونا ہے جو لوگ یہ کہتے ہین کہ مافوق الفطرت کوئی امر نہین ہوسکتا اونکو یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ اُنہون نے قدرت خداوندی کا احاطہ کب کیا ہے جتنے مشاہدات اور تجربات ظہور مین آئے ہین

اس عام ناراضی کی ہمارے ریفارمر نے کچھہ بھی پروانہ کی اور اس مخالفت سے اوسکو مُطلق کوئی ہراس یا مایوسی نہین ہوئی اور اُسی وضع اور طرز مین استقلال کے ساتھہ اپنی کارروائی سرگرمی سے کرتا رہا اور قوم کے روبرو نہایت جرات اور جوان مردی سے یون کہتا رہا "جنہین ڈر اپنی بدنامی کا ہو ارباب دُنیا سے بھلا کسطرح کوئی اُنکے دلکا حوصلہ نکلے"۔

وہ اپنی پر اثر اسپیچون سے قوم کو یہ سمجھاتا رہا کہ مین تمہارا واعظ اور تمہارا فدائی اور بھی خواہ ریفارمر ہون تم میری وضع اور طرز پر مت خیال کرو مین جس امر کی تمکو ہدایت کرتا ہون اور جس دُھن مین تمہارے لیے لگا ہُوا ہون اُسپر غور کرو اور مُجھکو مدد دو اور یون سمجھو جیسا کہ تمہاری قوم کے بزرگ **حافظ شیرازی** نے فرمایا ہے ؎

"واعظان کین جلوہ در محراب و منبر میکنند چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند"

جاے غور ہے کہ ایک اعلیٰ درجہ کا خاندانی معزز اور متبرک بزرگ جسکی شرافت ذاتی مسلّم ہے پنجگانہ جماعت کی نماز کا قدیم سے پابند تھا اور تہجّد اور نوافل کو مثل نماز فریضہ سمجھتا تھا اور علما کے گروہ مین زندگی بسر کرتا تھا یکبارگی اس جانب سے قطع تعلق کرکے یورپین کی ہم نوالا اور ہم پیالہ ہو گیا اور ایک ایسی فشن کی ترغیب قوم کو دینے لگا جسکے جانب اسوقت قوم بالکل مائل نہین ہوئی تھی اور اُس نے قال کو حال بنا کر دکھلایا۔

بجاے حج کے جو اُسپر فرض تھا وہ **یورپ** گیا صاحبزادون کو انگریزی وضع کا نمونہ بنایا علما کے جلسہ کو **فرنچ محل** کر دیا پھر قوم کیسے برافروختہ اور بیزار نہ ہوتی اور کسطرح سے اوسکو ناصح مُشفق اور مُحب اسلام خیال کرتی یہی وجہ ہوئی کہ علی العموم قوم نے اوسکو اسلام کا اور اپنا دشمن تصور کر لیا مگر چونکہ اوسکی نیت پاک اور عقیدہ مین پختگی اور سچائی تھی اور ذاتی فوائد سے قطع نظر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۳) آئین ہی قدرت باری تعالیٰ محدود نہین ہو گئی ہے یہ طریقہ اور آئین فطرت جناب باری کا ہے مگر اوسکی قدرت کا حصر نہین ہے اور معجزات کا مافوق الفطرت دکھانا اس سے ضروری تھا کہ سب یہ جانتے ہین کہ فوق الفطرت دکھانا انسانی طاقت سے باہر ہے یہ خداوند تعالیٰ کو ہی قدرت ہے تو ایسا امر مافوق الفطرۃ دکھانے سے لوگو کو یقین ہو جاتا تھا کہ یہ نبی مامور من اللہ ہے جسنے اپنی قدرت کا ظہور اس نبی کی تصدیق کیواسطے کر دکھایا ۱۲ ؎ ایک مضمون مسین ٹیفک سوسیٹی انسٹیٹیوٹ علیگڈھ ۱۸۹۶ء مین اسی شعر پر چھپا تھا جو غالباً آپ ہی کا تھا ۱۲ ؎ اگر لایاذکی جاتا تو مُسلمان ہوشیار ہی نہ ہوتے اور نہ یہ فوائد قوم کو پہنچتے

کرکے وہ قوم کا اور خاص اسلام کا ہمدرد اور غمگسار بنا تھا جسکو عالم الغیب جانتا تھا اس سے یوماً فیوماً کامیابی ہوتی چلی گئی اور ایک عرصہ کے بعد قوم نے زمانہ کی تعلیم سے یا زور سے اوسکو ویسا ہی سمجھا جیسا کہ اوسنے قوم کے واسطے عزم بالجزم کیا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ اس مُلک مین ایسا آدمی پیدا ہی نہین ہوا یہی وجہ قوم کے حیران اور بولعجب رہنے کی ہے۔

اس ریفارمر کا جو قول اور فعل تھا وہ قوم کی بہتری اور فلاح کی غرض سے مگر قوم اوس کی چیستان اور معمون کو نہین سمجھتی تھی اور اپنے خیال موجب اُسکے معنی لگاتی تھی۔

وہ اگر حرمین کا طواف کرکے حاجی ہوتا تو اپنے واسطے سید حامد اور سید محمود دستار فضیلت کسی علما کے جلسہ مین باندھتے تو اپنے لئے اِس سے قوم کو بجز تفاخر اضافی کے کیا فائدہ تھا۔

مُسلمان کبھی نہ جاگتے اور خدا جانے کن حالون کو پہونچتے یہ خدا نے بڑا ہی فضل کیا۔

لے خدا فرمان احسانت شوم این چہ احسانست قربانت شوم	

مین اس بحث کو طول دینا نہین چاہتا اور شکر ہے کہ ہماری قوم گو ہنوز قوم نہین ہوئی اور اسکے واسطے ایک مدت درکار ہے مگر اتنا فرق اور فائدہ ضرور ہے کہ مسلمان جو انگریزی تعلیم سے نفرت کرنے کے باعث یوماً فیوماً محتاج اور ذلیل ہوتی چلی جاتے تھے جنکو کوئی روکنے والا نہین تھا اور اُسکے یہ خیالات تھے کہ انگریزی پڑھنے سے دین جاتا ہے گا اور جو علم کے شایق تھے اور اپنی اولاد کو تعلیم مین مصروف رکھتے تھے وہ اُن خیالات اور ایسی تعلیم سے سوائے اسکے کہ مسجد کے مُلّا ہونگے یا خانقاہ کے مجاور اور کوئی نتیجہ اُس تعلیم کا نہ تھا اُن لوگون کے خیالات مین بہت کچھ اصلاح ہو چلی ہے اور وہ غفلت کا پردہ اُنکی آنکھون سے اُٹھتا چلا جاتا ہے اور جو لوگ بے خبر نہ دین کے نہ دُنیا کے ہر وقت اوقات کے انمول موتیون کو برباد کرنے اور لٹانے کی فکر مین مصروف ہین اُنمین سے بھی کسی قدر اُس بدمست خواب مین کروٹین لینے لگے ہین اور چشم نیم خواب سے ذرا دیکھنے لگے ہین جیسا کہ مولانا حالی نے واقعی اظہار سے کسی قدر ڈھارس بندھائی اور قوم کو یک گونہ تسکین دلائی ہے۔

"نظم حالی"

یہ سچ ہے کہ ہین بیشتر ہم مین نادان
نہین جنکے دردِ تعصب کا درمان
جہان مین ہین جو اُنکی عزت کے خواہان
اُنہین سے وہ رہتے ہین دست و گریبان

یہ ایسے بھی کچھہ ہوتے جاتے ہین پیدا
کہ جو خیر خواہون پہ ہین اپنے شیدا

کوئی خیر خواہی مین ہے ہمسر اُن کا
کوئی دست و بازو سے ہی یار اُن کا
کوئی ہے زبان سے ستایش گر اُن کا
بہت رکھتے ہین نقش حُبِ دلبر اُن کا

بہت اُن کے گُن سُنتے ہین چُپ کے چُپکے
بہت سُنکے سر دُھنتے ہین چُپ کے چُپکے

بہت دن سے دریا کا پانی کھڑا تھا
تموّج کا جس مین نہ ہرگز پتا تھا
تغیّر سے یہ حال اُس کا ہوا تھا
کہ مکروہ تھی بو تو کڑوا مزا تھا

ہوئی تھی یہ پانی سے مائل روانی
کہ مشکل سے کہہ سکتے تھے اوس کو پانی

پر اب اُس مین رُو کچھہ کچھہ آنے لگی ہے
کنارون کو اوس کے ہلانے لگی ہے
ہَوا بُلبُلے کچھہ اُٹھانے لگی ہے
عفونت وہ پانی سے جانے لگی ہے

اگر ہو نہ یہ انقلاب اتفاقی
تو دریا مین بس اِک تموّج ہے باقی

حوادث نے اُنکو ڈرایا ہے کچھہ کچھہ
مصائب نے تیچاد کھایا ہی کچھہ کچھہ
ضرورت نے رستہ دکھایا ہی کچھہ کچھہ
زمانہ کی غل نے جگایا ہے کچھہ کچھہ

ذرا دست و بازو ہلانے لگے ہین
وہ سوتے مین کچھہ کُلبُلانے لگے ہین

رہ راست پر ہین وہ کچھہ آتے جاتے
تعلّی سے ہین اپنی شرماتے جاتے
تفاخر سے ہین اپنے پچھتاتے جاتے
سُراغ اپنا کچھہ کچھہ ہین وہ پاتے جاتے

بزرگی کے دعوون سے پھرنے لگے ہین
وہ خود اپنی نظرون مین گرنے لگے ہین

نہین گھاٹ پر گو ترقی کے آتے
نئی بات سے ناک بھون ہین چڑھاتے
نئی روشنی سے ہین آنکھین چراتے
مگر ساتھ ہی یہ بھی ہین کہتے جاتے
کہ دُنیا نہین گرچہ رہنے کے قابل
پر اسطرح دُنیا مین رہنا ہے مُشکل

تنزل پہ وہ ہاتھ ملنے لگے ہین
کچھہ اِس سوز سے جی پگھلنے لگے ہین
دھوئین کچھہ دلون سے نکلنے لگے ہین
کچھہ آنسے سے سینون پہ چلنے لگے ہین
وہ غفلت کی راتین گزرنے کو ہین اب
نشے جو چڑھے تھے اُترنے کو ہین اب

نہین گرچہ کچھہ درد اسلام اُن کو
نہ بہبودی قوم سے کام اُن کو
نہ کچھہ فکر آغاز و انجام اُن کو
برابر ہے ہو صبح یا شام ان کو
مگر قوم کی سُن کے کوئی مصیبت
اُنہین کچھہ نہ کچھہ آہی جاتی ہے رقت

خصومت سے ہین اپنی گو خوار یہان سب
نزاعون سے باہم کہ ہین ناتوان سب
تو وا پس کی چوٹون سے ہین خستہ جان سب
پہ ہین متفق اسپہ پیر و جوان سب
کہ نا اتفاقی نے کھویا ہے ہم کو
اِسی جزر و مد نے ڈبویا ہے ہم کو

یہ مانا کہ کم ہم مین ہین ایسے دانا
جنہون نے حقیقت کو ہے اپنی جانا
تنزل کو ہے ٹھیک ٹھیک اپنے جانا
کہ ہم ہین کہان اور کہان ہے زمانا
پہ اتنا زبانون پہ ہے سب کے جاری
کہ حالت بُری آج کل ہے ہماری

فرائض مین گو دین کے سب ہین قاصر
نہ مشغول باطن نہ پابند ظاہر
مساجد سے غائب ملاہی مین حاضر
مگر ایسے فاسق ہین اُنمین نہ فاجر

کہ مذہب پہ حملہ ہین جو ہر طرف سے
وہ دیکھہ اُنکو ہٹ جائین راہ سلف سے

خود اپنی ہے گو قدر و قیمت گنوائی
جو آپ اُن کی خوبی نہین کوئی پائی

پہ بھولے نہین ہین بڑونکی بڑائی
تو ہین خوبیون پر اُنہین کے فدائی

شرف گو کہ باقی نہین اُن مین اب کچھہ
مگر خواب مین دیکھہ لیتے ہین سب کچھہ

ذرا پھر کے پیچھے وہ جب دیکھتے ہین
بزرگون کا علم و ادب دیکھتے ہین

وہ اپنا حسب اور نسب دیکھتے ہین
سرافرازی جدّ و اب دیکھتے ہین

تو ہین فخر سے ڈگبھی سر اُٹھاتے
کبھی ہین ندامت سے گردن جھکاتے

یہ اُسی پیر دانا دور اندیش عالی ہمت کی کوشش اور محنت کا نتیجہ ہے کہ ایسی غافل قوم جو بے خبر پڑی ہوئی سوتی تھی کسی قدر جاگ اُٹھی۔

قوم کو اس بوڑھے جوان مرد کے احسانون سے سبکدوشی قیامت تک نہین ہو سکتی جو قوم ذلّت کے بحر ذخار مین ڈوبی جاتی تھی اوسکے دونون بازو مین اس خضر سیرت نے پکڑین اور ڈوبنے سے بچایا۔

جسقدر اُسنے جہد بلیغ اور جان فشانی قوم کے لئے کی ہے اُسکا نظیر اِس مُلک کی تاریخ مین تو نظر نہین آتا اور مہر دم اُسکو قوم کی بہبودی کی دُھن لگی ہوئی تھی جس مین سب کو جان و مال سے شریک ہونا چاہئے اور نفاق اور اختلاف کو دِل سے دُور کر کے متفق ہو جانا اور یکدل ہونے کی کوشش اور سعی بلیغ کرنی مُناسب ہے۔

اگر ایک طرف ان بزرگون بلند نظر باہمتون نے قوم کو راستہ پر لانے کی کوشش کی اور منزل کا نشان بتلایا اور دوسری جانب ایک دوسرے فریق نے رہزنی اور قزاقی شروع کی تو قافلہ کا منزل تک پہنچنا کیسا اُس راستہ کو جانا بھی دُشوار ہو جائیگا اور ایسی راہ کے نام لینے سے بھی لرزہ چڑھیگا۔

اُس وقت اسلام کے فرقے جو ہندوستان مین ہین اُنکی یہ حالت ہے کہ اگر دولت

اور سلطنت اُنکے ہاتھ آجائے تو اپس مین لڑمرکر سب معدوم ہوجائین یہ تعلیم ہمکو ہمارے علما اور فضلا نے دی ہے اُسی کے موافق ہم بولتے ہین۔

در پس آئنہ طوطی صفتم داشتہ اند انچہ اُستاد ازل گفت ہمان میگویم	

پس ہمارے گورنمنٹ انگریزی رحمت حق ہے جس کی وفاداری ہمپر فرض ہے۔

اہل نظر بخوبی آگاہ ہین کہ جو آگ اُس یہودی نے اسلام کے خرمن مین لگائی تہی اُس سے وہ آگ لگی کہ لگتی ہی چلی گئی اور شرق سے غرب تک اور جنوب سے شمال تک اُسکے شعلے برابر مشتعل اور شعلہ زن رہے۔

تا وقتیکہ مسلمان اپنی عظیم سلطنت اور شاہنشاہی کو ہاتھ سے نہ کھو بیٹھے یہی حال رہا اور اِس مین بھی وہی شرارے جابجا اُٹھتے اور سُلگتے رہے کہ ایک فرقہ کے تہتّر فرقے ہوگئے۔(۱) اِس ہر بونگ مین ہر ایک فریق نے اپنے مُفید مطلب کارروائی شروع کی حدیثین صدہا وضع کر دین روایتین جبونٹی گھڑ ین کتابین اسلام کی بدلدین۔

چونکہ معرکہ آرائی اور جان و آبرو کا ہر دم ہنگامہ برپا تھا اور اسی پر فوج کے اجتماع اور انتشار کا مدار تھا تو پھر کیون کوئی کمی کرتا اور چند اشخاص ایسے اور پیدا ہوگئے جن مین ابن سبا کی روح پھونکی ہوئی تہی کوئی دقیقہ ان لوگون نے اسلام کے خراب اور برباد کرنے مین باقی نہین چھوڑا۔

۶۱ھ ہجری مین **مختار بن عبیدہ ثقفی** جسنے رسم ماتم عشرہ کی قایم کی اسلام کی در پردہ مخالفت پر برانگیختہ ہوا اِس نے بطمع سلطنت جعلی خطوط محمد بن حنیفہ کی جانب سے اپنی نیابت کے لوگون کو دکھلا کر گرویدہ اور جمع کیا اور اپنے حُسن ظن اور کارروائی وقت کے لئے مسلمانون کی شیفتگی کا بڑا کام یہ کیا کہ حضرت **امام حسینؓ** کا کینہ شامیون سے

۱ اس تہتر فرقہ کی حدیث کی صحت مین علماء محققین کو کلام ہے جن حضرات نے اُس تعداد کو پورا کرکے دکھلایا ہے وہ یہ غور نہین کرتے کہ اُس شمار کے سوا اور زیادہ فریق اسلام مین ہوتے چلے جاتے ہین اگر وہ حدیث صحیح ہے تو اُس سے مدعا زیادتی اختلاف کا ہوگا کہ یہود و نصاریٰ کے فرقون سے بھی اسلام مین بہت اختلاف وقوع مین آئیگا اور کثرت کے اظہار مین ایسا دستور ہی جیسے مولنا رومؒ نے فرمایا ہے۔ گر بگویم شرح آن بے حد شود ۔ صد چو تو خواہد کہ ہفتاد تا کند

لے کر عبداللہ بن زیاد کو جہنم واصل کیا اور آپ مالک ریاست کا ہو گیا۔
سلطنت پر مسلط ہونے کے بعد اسنے اپنے جو ہر دکھلا دیئے اور دعوی نبوت کا کیا۔ یہہ خبیث علانیہ کہتا تھا کہ جبرئیلؑ میرے پاس ہر دم رہتا ہے اور میرے تابع فرمان ہے۔
مدینہ مین محمد بن حنیفہ فرزند حضرت امیرؓ اس مختار پر علانیہ تبرا کرتے تھے۔
آخر کار یہ منافق اپنی کیفر کردار کو پہونچا اور مصعب بن زبیر داماد جناب امام حسینؓ نے جو حضرت سکینہ کے شوہر تھے اوسکو جہنم واصل کیا۔
سنہ ۹۰ ہجری مین ہشام بن الحکم احول اور سنہ ۱۱۳ ہجری مین ہشام بن سالم جوالبقی اور شیطان الطاق (اسم بامسمی) اور زرارہ بن اعین کوفی اور عبداللہ بن میمون قداح اہوازی اور سنہ ۲۰۲ ہجری مین عبداللہ مذکور کا بیٹا احمد اور اسکے بعد اسکا بیٹا محمد جنسے سب سے پہلے دعوی مہدی ہونے کا کیا پیشوایان مذہب شیعہ کے ہوئے جنہون نے ابن سبا کی کارسازی مین جان ڈالدی۔
سنہ ۲۵۵ ہجری مین اہل تشیعہ کے فرقہ اسماعیلیہ سے ایک شخص حکم بن ہاشم کہ جس کو مقنع کہتے ہین پیدا ہوا یہ بڑا ساحر اور فیلسوف اور شعبدہ باز تھا علوم فلسفہ مین بڑی دستگاہ رکھتا تھا اور عبداللہ اہوازی کی طرح دین اسلام کا بڑا دشمن اور مذہب زندیقہ کا پابند تھا شب کا چاند جو شام کو روشن ہو کر صبح کو غروب ہو جاتا تھا اور جسکی روشنی پانچ یا پانچ فرسنگ تک پہونچتی تھی اسی مقنع نے بنایا تھا مذہب شیعہ کو اسنے بہت رواج دیا اور آخر مین اسنے خدائی کا دعوی کیا۔
ملوک ماوراء النہر اور خلفاء عباسیہ اور بادشاہ خراسان نے اسکے الحاد سے دق ہو کر اپنی اپنی فوجین اسکی سرکوبی کے واسطے مامور کین اسوقت یہ ایک پہاڑی قلعہ مین محصور ہو گیا اور وہان اپنی فوج کو شربت زہر آمیز دیکر مار ڈالا اور انکی خاک جلا کر ہوا مین اڑا دی اور پھر ایک مٹکے مین تیزاب ایسا ڈالدیا کہ جسکی یہ خاصیت تھی کہ جو چیز اسمین ڈالی جائے وہ معاً پانی پانی ہو جائے اسمین آپ پڑ کر دار البوار کو راہی ہوا۔
اتفاق سے ایک عورت بیمار کسی گوشہ مین پڑی رہگئی تھی اسنے دروازہ پر آکر محاصرین کو پکارا کہ قلعہ خالی پڑا ہے اور مقنع کی تمام کارسازی کا حال اسنے ظاہر کیا تب لشکر

اسلام قلعہ مین داخل ہوا اور مُردون کی ہڈیان اور وہ خم تیزاب دیکھہ کر اُس عورت کی بات کا یقین کیا مگر جو لوگ مقنع کے معتقد اُس سے علیحدہ ہو گئے تھے وہ اِسی خیال مین رہے کہ وہ آسمان پر معہ ہمراہیان چلا گیا[1]

اِن لوگون نے اپنی دانست مین کوئی دقیقہ اسلام کے مٹانے اور برباد کرنے کا باقی نہین چھوڑا۔

شکر ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم اوّل سے ہی سینہ مین محفوظ اور مقفل رکھنے کی ہوئی تھی ورنہ یہ لوگ اوسکو بھی کاغذون مین کم وبیش کرکے دوسرا قرآن جاری کر دیتے لیکن خدائی حفاظت سے لاچار اور مجبور ہو گئے۔

جن لوگون کا یہ خیال ہے کہ اہل بیت کی شان مین جو آیتین تھین وہ نکالدی گئین اور سورہ "لم یکن" سورہ "برات" کے برابر تھی اور تین حصّے قرآن مجید مین سے ایک حصّہ رہگیا ہے اور یہ اصل قرآن ہی نہین ہے اصل قرآن کو حضرت علیؓ نے خلیفہ سوم کے روبرو پیش کیا تھا جسکے لینے سے خلیفہ سوم نے انکار کیا جسپر غضب مین آکر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ آیندہ اِس کی صورت نہ دیکھوگے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپنے اوسکو محفوظ اپنی اولاد کے سپرد کر دیا جو امام در امام کے پاس ہوتا ہوا **امام مہدی** آخرالزمان کو عنایت ہوا جسکو وہ غار سُرمن رائے مین لئے ہوئے بیٹھے ہین یہ خیالات اہل ہنود کے توہمات اور زٹلی کی ہرزیات سے بڑھکر ہین۔

کوئی دیندار جسکو اسلام سے کچھہ بھی مَس ہے ایسا خیال نہین رکھہ سکتا اس سے اسلام کا سب کارخانہ درہم برہم ہوا جاتا ہے کیونکہ قرآنی آیت صاف اظہار کر رہی ہے کہ اللہ جل جلالہٗ جسکا نازل کیا ہوا یہ قرآن مجید ہے اوسکا محافظ اور نگہبان ہی ہر خدا کے پہرہ مین سے چوری کا ہونا محال۔

افسوس کہ حضرت مولی علیؓ نے حضرت رسول اللہ کی اُمّت کا کچھہ خیال نہ فرمایا اور اپنے جلال مین آکر قرآن مجید کو ایسا پوشیدہ کر دیا ہے کہ جسکے درشن بھی نصیب نہین کروڑون آدمی بیاض عثمانی کے تابع ہوکر گمراہ ہوتے چلے جاتے ہین (نعوذ باللہ) امام

[1] دیکھو تاریخ الخلفا و روضۃ الصفا و طبری۔

صاحب کو پرواہ تک نہین ہے۔
خلیفہ سوم کی مداوت سے ساری اُمت کی دُشمنی کے باعث علیؓ مرتضیٰ ہو گئے اور لُطف یہ کہ اپنے شیعون کا بھی کچھہ خیال آپکو نہین ہوا سب ائمہ اور جملہ اہل تشیعہ اسی قرآن کی تلاوت اور اطاعت مین رہے۔
طُرفہ یہ ہے کہ اعلیٰ فرقہ بزرگ فرقہ شیعہ کو طعن دیتا ہے کہ تم اسکو بیاض عثمانی سمجھتے ہو اور تمہارے متقدمین محدث روایت کرتے ہین کہ اسمین سے ہزارہا آیات جو اہل بیت کی شان مین اور خلفاء ثلثہ کی اہانت مین تھین نکالدی گئین جیسا کہ کلینی اور شہر آشوب روایت کرتے ہین جو اعلیٰ درجہ کے معتبر محدث اہل تشیعہ کے ہین۔
اور بزرگ فرقہ شیعہ اعلیٰ فرقہ پر الزام لگاتا ہی کہ تمہارے عُلما جلال الدین سیوطی وغیرہ قرآن کی تحریف کے قائل ہین ہمارے شیعون کا یہ عقیدہ نہین ہے اور کلینی کی یہ حدیث احاد ہے جو قابل اعتبار نہین ہے*
جس حالت مین دونون فریق اسی بات کے قائل ہین کہ یہ قرآن وہی قرآن منزل من اللہ ہے تو پھر یہ جھگڑا کس واسطے ہے کیون ایک دوسرے کے بیان سے کلام الٰہی کی توہین کیجاتی ہے اور کسلئے دفتر کے دفتر مناظرہ اور مکابرہ سے بھرے جاتے ہین۔
جو لوگ اپنی نادانی سے تحریف یا کمی بیشی کی نسبت کچھہ لکھہ گئے ہین وہ اگر اہل تشیعہ کے نزدیک صحیح اور درست نہین ہے تو اہل تسنن کے نزدیک کب صحیح اور درست ہوسکتا ہے کیونکہ اہل تسنن قرآن پر مُٹھے ہین جسکا حال دُنیا جانتی ہے۔
اگر شیعون نے اسکو حرز جان سمجھہ رکھا ہے تو سنیون نے محض جان اور روح بنالیا ہے کہ جان و دل سے ایک دم علیحدہ نہین ہے اور اسکی خاطر برسون مجنین اور طرح طرح کی تکالیف اور مصارف اپنے اوپر گوارا کرتے ہین اور دُنیا کے نقصان کا بھی خیال نہین کرتے جہان تک ممکن ہوتا ہے اپنی اولاد کو حفظ ہی کراتے ہین اور کلام مجید کو سینہ مین ہی محفوظ رکھتے ہین پھر اس مین یہ قیل و قال کس لئے ہے اسمین تو آپکے اور ہمارے بالکل اتفاق ہونا چاہیے جن چیزون مین اتفاق ممکن ہے اُنمین مخالفت کرنیسے کیون نفاق کو بڑہایا جاتا ہے "وما لا یدرک کله لا یترک کله"

* دیکھو تحفتہ الاثنعریہ

اگرچہ عقائد اور نماز اور تہوار وغیرہ سب مین اختلاف ہی لیکن کھانے پینے مین احتراز نہین باہم سُنّی و شیعہ ایک دسترخوان پر کھانا نوش جان فرماتے ہین یہ بھی غنیمت ہی۔

غضب یہ ہی کہ ایک ناصبی دوسرا رافضی خطاب کرتا ہے ایک منتہی الکلام مین انتہا درجہ لتاڑ رہا ہے تو دوسرا استقصا، الافحام مین تضیع اوقات کرتا ہے اور سوچ سوچ کر لفظ جمع کر رہا ہے تاکہ دقیق اور متین عبارت سے اظہار علم و فضل کا ہو اور دلائل ناقصہ کو تقویت لفظون سے پہونچے۔

یہ محض تعلّی ہے جسکو مولوی **حامد حسین** صاحب نے اختیار فرمایا ہے کہ اپنی کتاب کو معما بنا دیا ہے زبان دان سلیس عام فہم عبارت مین قوی دلائل کو ظاہر کیا کرتے ہین مناظرہ کے واسطے غرابت اور تنافر اور وحشی الفاظ نہایت نازیبا اور دور از کار ہین اسکو متانت نہین کہتے جیسا کہ مولوی صاحب سمجھے ہوئے ہین خود اہل تشیعہ بھی ایسی کتاب سے مستفیض نہین ہو سکتے اور مباحثہ کے بالکل خلاف ہی۔

مولوی دلدار علی صاحب کا تعصب ملاحظہ ہو کہ آپنے "زبر" و "بینات" کی رو سے کیسا سفاہت کا کام کیا ہے کہ خائن۔ غاصب وغیرہ الفاظ کو اپنی تفسیر **توضیح المجید** مین اصحاب کبار رضی اللہ عنہم کے اسمار مبارک سے ہم صد کیا ہے جسکا وہ دندان شکن جواب **مولوی لطف اللہ** صاحب نے **مظہر العجائب** سے دیا کہ آجتک مظہر العجائب مین شیعہ غائب ہین اور صاف قاعدہ ابجد سے جسکا کلی العموم رواج ہے یہ ظاہر کر دیا کہ زبر و بینات تو ایک تکلّف ہے پہلے گھر کی تو خبر لیجئے کہ قدرتی طرز کیا اظہار کرتا ہے "شیعہ۔ شیطانیہ۔ رفض۔ خبث۔ سُنّی۔ حُب علی۔ باقر مجلسی۔ الکافر بے ایمان۔ عدو ابابکر ملعون علی۔ شیعہ۔ کافر مجہول۔ رافضی۔ لعد محروم از بہشت۔ مذہب سُنیان۔ مذہب خاف تبرا۔ قوم دشمن دین۔"

یہ نتیجہ مولوی دلدار علی صاحب کی اُس ناشائستہ کارروائی کا ہے جو اُنہون نے اپنی کتاب توضیح المجید مین اختیار فرمائی ہے کہ اصحاب راشدین کی وہ اہانت کی کہ کوئی غیر فرقہ کا آدمی بھی ایسی تذلیل کسی کی نہین کر سکتا۔

مولوی صاحب کو یہ خیال فرمانا چاہیے تھا کہ میری اس بدتہذیبی کا انجام کیا ہوگا

آخر اورون کے مونہہ مین بہی تو زبان ہے اور طرفنانی بہی تو دل و دماغ رکہتا ہے کروڑہا مسلمان ان خلفا کو اپنا امام سمجہتے ہین ہم تو تہوڑے متعدد آدمی ہین جو اُنسے کبیدہ خاطر ہین اور بہیر فریق ثانی ہمارے پیشوا اور بزرگون کی نسبت ایک کلمہ بہی خلاف شان زبان سے نہین نکالتا ہم کس مونہہ سے اُنکے پیشواؤن کی توہین کرین۔

خیر مولوی صاحب کی اس گستاخی اور ہرزہ درائی کو ہم خدا کے حوالے کرتے ہین اسقدر لکہنے کی جو ہمنے جرات کی وہ نہ بغرض کسی کی دل شکنی یا جواب دعوی کے بلکہ اس مراد سے کہ اس وارفتگی کے زمانہ مین جو ہمارے بہائی شیعہ آپے سے باہر ہو چلے ہین اور انتہا درجہ کی دل آزاری اور برافروختگی کروڑون مسلمانون کی اپنی قلم اور زبان سے کرتے ہین متنبہ ہون کہ انجام اس تو تو مین مین کا یہ ہے کہ جیسا مولوی دلدار علی نے لکہا ویسا جواب سُنیون کی جانب سے پایا کیا اسلام کے نام کو بلند اور روشن کرنے والے ایسے لوگ ہو سکتے ہین اور کیا اونکو حامی اسلام اور مجتہد اور امام کہا جا سکتا ہے استغفر اللہ۔

زمانہ حال کے ناداونون نے جو اُردو بہی نہین جانتے اپنی کتابون کے نام "سوار السبیل موت الاسلام۔ تحفۃ الاشعریہ۔ حد تحقیق۔ انارۃ البصار وغیرہ وغیرہ مثل "برعکس نہند نام زنگی کافور" کی ایسی شایع کین کہ کسی مہذب شخص کا کام نہین جو ایسی مزخرفات کو دیکہے۔ یہ کتابین ان مولفون کی ناواقفیت اور تعصب کا برملا اظہار کر رہی ہین ہمکو کیا غرض کہ ہم ان کتابون کا حسن و قبح ظاہر کرین ہمارا صرف یہ سوال ہے کہ اعلیٰ فرقہ کے علما نے جو دلائل اور براہین روشن آیات بینات سے اہل تشیعہ کے روبرو پیش کئے تو اونکو کیا فائدہ ہوا اور جو بزرگ فرقہ کے مجتہدین نے یہ مہزلیات شایع کی تو اونکو کیا صلہ ملا دونون کا مآل کار سوائے اسکے کہ نفاق مین زیادہ ترقی ہوئی اور جو آگ مدت سے لگی ہوئی ہے اُس پر اور پہوس پڑ گیا اور کچہہ نظر نہین آتا۔

بے شک مناظرہ اور مباحثہ کوئی عیب نہین نہ کوئی گناہ ہے بلکہ علما کا زیور اور دین کی جلا ہے مگر اُسی حالت مین جبکہ تحقیق کی نظر فریقین کی ہو اور ہر ایک فریق تعصب اور جہالت سے پاک ہو اور منصف مزاج محقق اور عالم متبحر مناظر ہون نہ ایسے لوگ جنکو ابجد کے حرف کی تحقیق تک نہ ہو اور بڑے بڑے القاب نامناسب اپنے نامون کے ساتھ لگاتے ہون اور

صرف ریاکاری اور مکّاری کی جھوٹی ناموری حاصل کرنے کی غرض سے مناظرہ بنتے ہین اور قوم کو اشتعالک نفاق کی دیتے ہین "اشتروا بایٰت اللہ ثمنًا قلیلًا"

ایسے مناظرہ سے بجز قومی بربادی وتباہی کے اور کیا متصوّر ہے ایسے لوگ قوم اور دین کے مددگار نہین بلکہ راہ مارہین اُنکے سایہ سے بھاگنا چاہیئے۔

اعلیٰ فرقہ اسلام کا جسکی تعداد اسلامی دُنیا مین سب سے زیادہ ہے اور فضل الٰہی سے گو یہان نہین لیکن اصل جگہہ جو منبع اور سرچشمہ اسلام کا ہے اور جہان سے حضور علیہ السلام خاتم النبیین اور ائمہ اطہار رضوان اللہ علیہم نے خروج فرمایا اوسکی شان وشوکت بدستور قایم اور برقرار ہے کبھی بزرگ فرقہ شیعہ کے کسی پیشوا کو ناجائز طریقہ سے یاد نہین کرتا ہمیشہ اُنکا نام عزت اور آبرو کے ساتھہ زبان پر لانا اپنا ایمان سمجھتا ہی مگر شیعہ جنکی تعداد بہت کم ہے اور اسلامی دُنیا مین جزوی اشخاص اس خلجان مین مبتلا ہین تبرّا کو جزو ایمان سمجھتے ہین۔

اگر یہ لعن وطعن کرنا اور اسکو عبادت اور فرض مذہبی سمجھنا اصول مذہب ہو تو ایسے مذہب کو بھی دور سے سلام ہے۔

مذہب اخلاق شائستہ اور منہیات رذیلہ سے اجتناب سکھاتا ہے نہ کہ کسی مذہب کے ائمہ اور پیشواؤن کی اہانت اور توہین۔

ادنیٰ سے ادنیٰ اور خراب سے خراب مذہب کا بھی یہ شیوہ نہین ہے کہ گالیان دینا داخل ثواب ہو اور اہل تشیعہ کے یہان یہ ایک اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے اور یہی اُن کے مذہب کا اصُول ہے۔

اس سے مذہب شیعہ کی وقعت ظاہر "دُشنام بمذہبی کہ باشد طاعت مذہب معلوم اہل مذہب معلوم"

یہہ اہل تشیعہ کا ہی کام ہے جنھون نے اسلام کو ایک بدنما وضع سے ظاہر کیا ہے۔

اسلام ایسی معصیت کے دفعیہ کے لئے نازل ہوا ہے یا اوسکی ترویج اور اشاعت کے لئے کونسا قبیح اور بدکاری کا الزام ہے جو اہل تشیعہ نے پاک اسلام پر نہین لگایا اسی کے باعث غیر فرقے والے اسلام کے دروازے پر آکر پیچھے ہٹ جاتے ہین۔

جھوٹ جو سب کبیرہ گناہون کی جڑ ہے وہ اہل تشیعہ کے مذہب کا خاص اصول

زنا جو اُم الجرائم ہے وہ اُنکی شریعت کا خاص مسئلہ۔
دشنام دہی جو اُم الخبائث ہی وہ اُنکے مذہب کا رُکن اعظم۔
اہل تشیعہ نے خلفا ثلثہ کو چھوڑ کر ان ہر سہ اصُول شیطانی کو اُنکی ضد مین آکر اختیار فرمایا اور ان اُصول سہ گانہ (تقیہ۔ متاع۔ تبرّا) نے مثل حرف غلط اُنکو دین اسلام کی لوح محفوظ سے اقط اور حک اور محو کر دیا۔
یہی وہ اُصول ہین جسکے باعث اسلام تحقیر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور یہی اُصول ہین جنکا اہتمام اہل تشیعہ کے یہان سب عقائد سے زیادہ کیا جاتا ہے۔
انہین اصول نے مذہب شیعہ کو رواج دیا اور انہین اصول نے اُنکو اسلام سے خارج کیا۔
اِسی کے باعث اسلام مین باہمی تلوار چلی اور اسی کے باعث ایک قوم دوسری قوم سے لڑی۔
اِسی سبب سے ایک مُسلمان دوسرے مسلمان بھائی کو خونخوار نگاہ سے دیکھتا ہی اور اسی وجہ سے ایک دوسرے کو رافضی اور خارجی پکارتا ہے۔
جائے غور ہے کہ اِسی مُلک مین اہل ہنود کے بے شمار فرقے ہین لیکن آپس مین شادی غمی اور دیگر مذہبی رسوم کے ادا کرنے مین سب ایک ہوجاتے ہین اور اپنے مذہبی فرائض بلا شر و فساد کس اتفاق کے ساتھ بجا لاتے ہین نہ اُنمین کوئی ایک دوسرے کے مذہب کی اہانت کرتا ہے نہ کسی کے پیشوا کو کوئی بُرا کہتا ہے نہ کوئی مناظرہ اور مباحثہ اُن مین ہوتا ہے نہ مذہبی تنازعہ اور فساد راہ پاتا ہے۔
مختلف ہین مگر بالکل متفق۔ دُشمن ہین مگر سراسر دوست۔
اُنکے قومی مجمعون اور مذہبی جلسون کو دیکھو کہ سب اتفاق اور فلاح قومی پر مبنی ہین جنمین فتنہ اور فساد کا نام تک نہین۔
ہمارے اِس فساد انگیز اور فتنہ پرداز طریقے اور اختلاف اور نفاق باہمی کو دیکھکر وہ بھی ہمپر خندہ زن ہوتے ہین اور اسلام پر قہقہے اُڑاتے ہین جس سے اسلام کی خفّت ہوتی ہے۔
اتفاق اور ہمدردی خاص اسلام کے اصُول تھے جس سے مسلمان کو سون دور ہوگئے

یہود۔ نصاریٰ اور مجوس جنکو مسلمان کفار اور مشرکین کہتے ہین باہم مثل شیر و شکر زندگی بسر کرین اور اسلام والے یون کٹ کٹ کر آپسمین لڑین اور مرین۔

ایک اور تماشہ کی بات ہے کہ جو ہنود اور نصاریٰ مُباحثہ اور مناظرہ اسلام سی کرتے ہین وہ ہمارے باہمی مباحثہ اور مطاعن سے امداد حاصل کرتے ہین ہمارے بنائے ہوئے تیرون سے ہمین کو چھیدتے ہین۔

اسلام کی جانب رجوع ہونے والا شخص یہ تہکا فضیحتی دیکھہ کر متنفر ہوجاتا ہے یہہ نتیجہ اُس نازیبا اور ناشائستہ کلمہ کا نتیجہ ہے جسکو اہل تشیعہ نے کلمۂ دین سمجھہ رکھا ہے۔

صاحب حد تحقیق شیعی لکھتا ہے کہ پہلے زمانہ مین سُنّی و شیعہ ایک ہی جماعت کے ساتھہ نماز پڑہتے تھے اور باہم رشتہ و قرابت مین تعرض کسی طرح کا نہ تھا اب نماز اور قرابت جُداگانہ ہے جیسے اہجکل کے غیر مقلد مقلدونکے ساتھہ اور وہ اونکے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہین اور قرابت کا بھی یہی حال ہے آگے کو عجب نہین کہ مثل شیعہ و سُنّی دونون فرقون مین مُغائرت ہوجائے۔

یہ نقیص اور نفاق پھیلایا ہوا اُن محدثین اور راویون کا ہے جنہون نے جھوٹی حدیثین بنانا اور فتنہ انگیزی کے لئے جعلی روایتین گھڑنا اپنا شیوہ اور شعار کیا تھا۔

اہل تشیعہ کی کتابین جو دیکھی جاتی ہین تو ایسے محدثون اور راویون کا شمار نہین مگر اس کمیٹی کے اعلیٰ ممبر زرارہ۔ اور ہشامین۔ اور کلینی ہین جو امامون کے حوالے سے روایت کرتے ہین۔

لُطف یہ ہے کہ عُلمار شیعہ اِن محدثین کو کاذب اور بدعقیدہ کہتے ہین اور اُنکی روایتونپر اعتبار کرتے ہین۔

ہشام بن سالم جسکو سب عُلمار شیعہ اعاظم اصحاب امام **جعفر صادق** علیہ التحیۃ سی تحریر کرتے ہین جیسا کہ باقر مجلسی صاحب نے اپنی تصانیف مین ظاہر کیا ہے یہی مجتہد صاحب حیات القلوب مین لکھتے ہین کہ مدینہ مین ہشام نے حضرت امام صاحب سی قدمبوسی کی التجا کی تو آپنے فرمایا کہ جب تک وہ اپنے عقیدہ بد سے توبہ نہ کرے مُنہہ نہ دکھلاوے۔ قاضی نوراللہ شستری زرارہ بن اعین کی نسبت لکھتے ہین "زرارہ بن اعین الصباغ

الکوفی اخو حمران میتر فض "یعنی زرارہ حمران کا بھائی رافضی ہے۔ دیکھو میزان ذہبی نور اللہ شستری۔

اور اسی مین ہے "وحدثنا یحیی قال حدثنا ابی قال حدثنا ابی قال حدثنا اسعد بن منصور قال حدثنا ابن السمان قال حججت فلقینی زرارہ بن اعین بالنقاد سیۃ فقال ان لی الیک حاجۃ وعظمتھا فقلت ما ھی فقال اذا لقیت جعفر بن محمد واقرأہ منی السلام وسئلہ ان یخبرنی انا من اھل النار ام من اھل الجنۃ فانکرت ذالک علیہ فقال انہ یعلم ذالک فلما لقیت جعفر بن محمد اخبرتہ بالذی کان منہ فقال ھو من اھل النار فقلت من این علمت ان من النار فقال من اعتقادہ الباطل خلاصہ اسکا یہ ہے کہ ابن السمان کہتے ہین کہ قادسیہ مین حج کو جاتے وقت زرارہ بن اعین نے مجھسے کہا کہ بروقت ملاقات کے حضرت امام جعفر صادقؑ سے میرے لئے دریافت کرنا کہ زرارہ جنتی ہے یا دوزخی اور میرا سلام کہنا یہنے دریافت کرنے سے انکار کیا مگر بروقت ملاقات جو امام عالی مقام سے پوچھا تو آپنے فرمایا کہ وہ ناری ہے کیونکہ عقیدہ اوسکا باطل ہے۔

کلینی جن پر اہل تشیعہ کو بڑا فخر ہے جیسا اہل تسنن کو امام بخاری پر یہ کلینی عبداللہ بن سبا کے اصحاب مین تھے جو اعلیٰ درجہ کے محدث اور راوی مذہب امامیہ کے ہین انہین سے کافی مین حدیثین جمع ہوئی ہین۔

عبداللہ بن میمون قداح اہوازی جو زندیق تھا اوس سے روایتین معالم الاصول مین لیگئی ہین اسی نے تقیہ کا اظہار سب سے پہلے کیا۔

زکریا بن ابراہیم عیسائی سے ابراہیم بن جعفر طوسی روایت اور حدیث لیتے ہین۔

ہشام بن الحکم اور ہشام بن سالم جوالیقی اور صاحب الطاق باہم ایک دوسرے کو کافر اور کاذب کہتے ہین چنانچہ ہشام بن الحکم نے ان پہلے دو محدثون کی مردودیت مین ایک کتاب فی الرد علی الجوالیقی وصاحب الطاق لکھی ہے جس کا حال نجاشی شیعی نے ظاہر کیا ہے۔

ہشام بن الحکم کے بارہ مین ہے "ولما رواہ الکلینی ایضاً عن الحسن بن عبدالرحمن الجمالی قال قلت لابی الحسن الکاظم ان ھشام بن الحکم یزعم ان اللہ جسم قال

قاتلہ اللہ ما علم ان الجسم محدود فمعاذ اللہ واباء الی اللہ من ھذا القول"

کلینی حسن بن عبدالرحمن جمالی سے روایت کرتے ہین کہ مینے امام کاظم صاحب سے کہا کہ ہشام کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا مجسم ہے امام صاحب نے فرمایا کہ خدا اوسکو غارت کرے اُسنے خدا کو نہین جانا جسم محدود ہوتا ہے خدا کی پناہ اسلئے اس قول سے بری ہے۔

محمد بن علی برقعی جو ہمعصر مقنع اور قداح اہوازی کا تھا اشد درجہ کا زندیق اور مذہب اسلام کا دشمن تہا۔

ان تینون کی رائے مذہب اسلام کے خراب اور برباد کرنے کی تھی اور یہ تینون ۲۵۵ھ ہجری مین موجود تھے۔

یہ برقعی آخر کار معتضد باللہ عباسی خلیفہ بغداد کے یہان معہ ہمراہیان گرفتار ہوکر آیا اور اوسکو سولی پر چڑہایا گیا اور ہمراہیونکو قتل کیا گیا (دیکھو روضۃ الصفا)

فرقہ بزرگ شیعہ کے علمانے جب دیکہا کہ اب اسلام مین تفرقہ پڑگیا اور سب لوگ ہمارے دشمن اور ہمارے عقیدہ کے خلاف ہین اور حدیثین اکثر اصحاب رسول اللہ سے ہین اگر ہمنے اپنی وضعی حدیثین اصحاب کی نام سے ظاہر کین تو ہمارا جعل کھل جائیگا کیونکہ ہمارے خلاف مین اصحاب کی لاکہون حدیثین موجود ہین اُنکے مقابلہ مین ہمارا کب اعتبار ہوگا اس واسطے اپنی حدیث اپنی تاویل اپنی روایت کے اظہار کا ایسا پختہ ذریعہ حاصل کیجیے کہ ہر کوئی پسند کرے اور مخالفین کو جواب بھی نہ آسے۔ اور گو ہم کہین سے کہین چلے جائین اور اصل راستہ سے کیسی ہی دور ہوجائین مگر صید کرنے کے لئے ایک کمند ایسی ہاتھ لگے کہ جسکا پھنسا ہوا کیسا ہی زبردست اور چالاک ہو ہرگز نکل نہ سکے۔

اسواسطے یہ تجویز کی کہ حدیثون کا اور روایتون کا تعلق اصحاب رسول سے منقطع کردیا اور اپنے مدعا کو امامون کے نام سے مشتہر کیا تاکہ کسی کو اُسمین چون وچرا کی گنجائش نہ رہے کیونکہ ائمہ نے نہ تو اجتہاد کیا نہ حدیثون کا اجتماع فرمایا نہ تفسیر قرآن کی لکہی نہ عقائد وغیرہ مین کوئی کتاب تصنیف فرمائی تزکیہ باطنی اور طریقت مین عمر بسر کی۔

اگرچہ وہ شریعت سے مطابق حدیث ثقلین جدا نہین تھے لیکن اُنہون نے جہاد اصغر سے اعراض کرکے جہاد اکبر یعنی معرفت اور طریقت مین جہد بلیغ فرمائی اور ایک عالم کو اُس

باطنی اور نورانی تعلیم سے منور کر دیا جس سے شیعہ قطعی محروم ہین۔

حضرات شیعہ جو طعن کرتے ہین کہ ہماری امام اہل بیت عظام سے اور سُنیون کے امام عامی اور بازاری لوگ ہین اسیواسطے مُلا باقر مجلسی نے اپنی تصانیف مین اہل تشیعہ کو خاص سے اور اہل سنن کو عام کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور انارۃ البصار سے جسمین بہت سے انداز ایسی ہی بار ودکے بھرے ہوئے ہین یہ انر یا چھوڑی ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ راویون کا اہل سنن اعتبار کرتے ہین مگر تعجب کی بات ہے کہ ائمہ اطہار کا مُطلق اعتبار نہین کرتے (دیکھو جلد ۳ انارۃ البصار) یہ خبر نہین ہے کہ جس حالت مین ان ائمہ کی عظمت ظاہری و باطنی کے اہل سُنت دل وجان سے قائل ہین پانچون وقت کی نماز مین انپر درود بھیجتا اُنکے یہان فرض اور سنون ہے اہل تصوف سے کوئی پوچھے کہ کیسی شیدائی اور فدائی ان ائمہ اہل بیت کے ہین پھر اُنکے فرمان کو کیسے وہ بے اعتبار اور قابل سند نہین سمجھ سکتے۔

اِس کی وجہ خاص یہ ہے کہ جو محدثین اور رواتین شیعہ ائمہ کے حوالے سے درج کرتے ہین وہ انکی نہین ہین ابن بابویہ اور ہنما مین وغیرہ کی طرح زاد ہین ورنہ اُنکے فرمان کو سُنی سر اور آنکھون پر رکھتے ہین اور یہ اچھی طرح سے محققین اور اہل ثقہ کے نزدیک ثابت ہوگیا ہے کہ یہ ہشامین اور ابن بابویہ وغیرہ مفتری اور کذاب تھے صدہا حدیثین اور رواتین انہون نے وضع کین اور ائمہ کے سر دہرین۔

ائمہ اہل بیت ہمیشہ اُنکی صورت اور عقیدہ سے بیزار رہے نہ انکو کبھی اپنی مصاحبت مین داخل فرمایا اور نہ زمرۂ مُریدان مین یہ درج رجسٹر ہوئے پھر کیسے اہل تسنن ایسی جعلی اور وضعی حدیثونکا اعتبار کرسکتے ہین جو چشم بصیرت رکھتے ہین۔

ایسے کذاب اور وضاع اگر خود جناب رسول اللہ صلعم کے حوالے سے بھی کوئی حدیث بیان کرین تو وہ بھی قابل یقین نہین ہو سکتے۔

اہل تشیعہ کو چاہیئے کہ ان راویون کی ثقاہت اور ائمہ اطہار سے صحبت پانے اور اُنکے عقائد سے رضامند رہنے کا ثبوت پہلے پیش کرین اُسوقت اُنکی حدیثون اور رواتیون کو وقعت کی نگاہ سے دیکھین۔

اہل تسنن جن ائمہ کی تقلید جزئیات مین کرتے ہین اُنکی تالیفات اور اُنکا استنباط نہایت معتبر اور متواتر سندات سے اُنکے پاس موجود ہے اور پھر اُنکی ائمہ اہل بیت سے صحبت اور استفادہ کو تمام جہان جانتا ہے جسکا مفصل حال حدیث تقلین کی بحث مین ہم انشاء اللہ الغرض تحریر کرینگے اور شیعونکی مستند کتابون سے اسکا ثبوت دینگے۔

اہل تشیعہ کے پاس تو ایک کتاب بھی کسی امام کی موجود نہین ہے یہ تو غیرونکے بھروسہ پر قیل وقال کر رہے ہین۔

تماشہ کی بات ہی کہ ابن الحدید اور ابن قتیبہ اور ثعلبی اور سائب کلبی مفسر اور مسعودی اور ابوالفرج اصفہانی اور زمخشری ابن الحدید کے استاد اور ابوجعفر نقیب مین سے اکثر شیعہ غالی اور رافضی اور معتزلی ہین جنکے اقوال کو رائی کے برابر بھی اہل تسنن نہین مانتے اور صدہا جگہہ اسبات کا علانیہ اظہار علماء تسنن نے کر دیا ہے کہ یہ لوگ شیعہ اور معتزلہ ہین انکا ہمارے یہان مطلق اعتبار نہین ہے مگر انہین کو فرقہ شیعہ کے علماء اپنی کتابون انارۃ البصائر۔ نزہتہ اثناء عشریہ۔ استقصاء الافحام۔ حیات القلوب۔ عبقات وغیرہ وغیرہ مین اعاظم علماء سنت وجماعت سے لکھتے ہین۔

ہم نہین جانتے کہ ان علما سے کیون استدلال کیا جاتا ہے اور کسواسطے انکو مذہب امامیہ سے خارج کیا گیا ہے۔

اگر آپکے نزدیک وہ مذہب اسلام سے خارج ہین تو اہل تسنن ہزار مرتبہ تحفہ اثناعشریہ ازالۃ الغین۔ صواعق محرقہ۔ منتہی الکلام وغیرہ مین بتاکید پکار چکے ہین کہ ہمارے مذہب کے یہ لوگ نہین ہین نہ انکی تالیف ہمارے یہان کوئی وقعت رکھتی ہے ہمارے نزدیک یہ لوگ محض بے اعتبار ہین اور آپکے ہم مشرب۔ جسکے ثبوت آپکے علما کی شہادت سے دیئے گئے ہین مگر پھر بھی وہی راگ گائے جاتے ہین۔

اہل تسنن حدیثون کی سند صحاب کبار اور ازواج مطہرات اور خاص اہل بیت سے لیتے ہین اُن اصحاب اور ازواج اطہار کی نسبت کوئی بدظنی جملہ فرقہ اسلام مین سے سوائے اہل تشیعہ کے کسی کو نہین ہے سب اونکو بزرگ اور اعلیٰ سمجھتے ہین اور اُنکے اصحابی اور اہل بیت ہونے سے آپکو بھی انکار نہین اور واقعات بھی حضور علیہ السلام کے اُنکے روبرو ہوئے وہ خود

گویا دیکھنے اور برتنے والے حضرات ہین اور بلا واسطے وہ حدیثین انہون نے جناب رسول اللہ صلعم سے سُنی اور یاد کی ہین اور پھر پچاس برس تک اسی ایک طریقہ پر عملدرآمد رہا حتی کہ اُس طریق نبوی کی تمام دُنیا مین ایسی شہرت ہوگئی کہ جو کوئی غیر مذہب والا دائرۂ اسلام مین آیا تو اُس نے بھی یہی طریقہ جسپر اعلیٰ فرقہ قایم ہی اختیار کیا اور اب تک بھی جو کوئی اسلام سے مشرف ہوتا ہی اسی دین کو اختیار کرتا ہے سب سے پہلے تمام دُنیا کی نگاہ اسلام کے نام سے اسی فرقہ پر پڑتی ہے اور اسی کو اور نیز اسکے عقائد کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔

مُتعہ اور تقیہ کی نسبت اپنی ہی کتابین ملاحظہ فرمایئے کہ شیعون کے خیالات بھی اُنکی بابت کیسے ہین کوئی حرام اور کوئی حلال کہتا ہے۔

حال کے زمانہ کی کتاب حدّ تحقیق مُلاحظہ فرمایئے کہ اوسکے مصنف نے جو خاص شیعہ مسلّم ہے براہ انصاف تمام کتاب مین کسی قدر مُتعہ کا بیان ہی صحیح لکھا ہے تقیہ کو ناجایز اور متاع کو سخت گناہ لکھتا ہے آگے کو عجب نہین کہ مثل ابن الحدید و ثعلبی کے اِسکو حضرات شیعہ مذہب امامیہ سے خارج کر دین کیونکہ اسنے خلافت خلفاء ثلثہ کو بھی تسلیم کر لیا ہے۔

اہل تسنن نے حدیثون کی تحقیق اور تفتیش مین انتہا درجہ کی جانفشانی کی ہے جب علمار اسلام نے دیکھا کہ اب جھوٹی حدیثون کے بنانے اور اظہار کرنے کا رواج ہوگیا ہے اور بوجہ نفاق مذہبی لوگ وضعی حدیثین واسطے مطلب براری کے کہنے لگے ہین اسواسطے حق اور باطل مین تمیز کرنے کے واسطے اُنہون نے محدثین کی تحقیقات کی اور بعد تفتیش و تنقیح کے بالاتفاق ظاہر کر دیا کہ یہ محدث معتبر اور متقی اور قابل قدر اور مُستند ہین ان کے سوا دوسرونکا اعتبار نہین کرنا چاہیے۔

خداوند تعالیٰ رحمت نازل کرے اُن علمارون پر جنہون نے اپنی عالی ہمتی اور دینداری سے علم اسمار الرجال کو مرتب کیا کہ جس سے مذہب اسلام قایم اور برقرار رہا۔

اِس بیان کو ہماری قوم کے دل سوز اور ہمدرد مولانا حالی اسطرح ظاہر کرتے ہین۔

گروہ[1] ایک جو یا تھا علم نبی کا	لگایا پتہ جسنے ہر مفتری کا

[1] اس گروہ سے مُراد محدثین اسلام ہین جرح محدثین کی اصطلاح مین کسی راوی کو بے پروا یا بد حافظہ یا جھوٹا

	نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذب خفی کا		کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا
	کئے جرح و تعدیل کے وضع قانون نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسون		

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۲) یا جعل ساز وغیرہ ثابت کرتا ہے اور تعدیل کسی راوی کو مقبول یا قوی الحافظہ اور پختا معتمد علیہ وغیرہ تحقیق کر کے ٹھہراتا ہے۔

مذہب اسلام کے متعلق جسقدر ضروری اور مہتم بالشان علوم تھے وہ گویا اسلام کے ساتھہ پیدا ہوئے اور مسجدوں کے صحن اور عام مجلسون مین اُنکے مسائل رواج پانے لگے خود صحابہؓ کے عہد مین ایسے متعدد اشخاص تھے جو طرز استدلال۔ طریق استنباط تخریج احکام مین کثرت معلومات کے ساتھہ اجتہاد کا حق رکھتے تھے جنکی تعداد ابن حزم نے بیس تک خیال کی ہے۔

کچھہ لوگ ایسے تھے جو حدیثون کے یاد رکھنے مین مشہور تھے چنانچہ حضرت ابوہریرہ سے ۵۳۶۴۔ ابن عمرؓ سے ۲۶۳۰۔ انسؓ سے ۲۲۸۶۔ ابن عباسؓ سے ۱۶۶۰۔ جابرؓ سے ۱۵۴۰ احدیثین مروی ہین" (دیکھو فتح المغیث)

"جو وہ صحابی مفسر تھے جو قرآن کے فقہی اور تاریخی آیتون کے متعلق نہایت کافی معلومات رکھتے تھے۔

جس بے انتہا کوشش اور تفتیش سے مسلمانون نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال محفوظ رکھے دُنیا کی کسی قوم مین اوسکی نظیر نہین مل سکتی۔ جس طرح اسلام عالمگیر ہورہا تھا اسی طرح تمام ممالک اسلامیہ مین حدیث اور فقہ کے مسائل اُسی تیزی سے رواج پارہے تھے صرف اُن صحابہؓ کی تعداد جن سے لوگون نے حدیثین سکھین یا روایت کین کم سے کم ڈیڑھ ہزار بیان کیگئی ہے" (دیکھو مسلمانون کی گذشتہ تعلیم)

"ایک مدت تک کچھہ اس تقلیدی خیال سے کہ آنحضرتؐ نے حدیثون کے قلم بند کرنے کیطرف خود توجہ نہین فرمائی اور کچھہ اسوجہ سے کہ اہل عرب کو اپنے حافظہ کے بھروسہ پر تدوین اور تصنیف کی چندان پروا بھی نہ تھی کاغذ اور قلم سے کام نہین لیا گیا مگر جسقدر زمانہ کو امتداد ہوتا جاتا تھا ان روایتون کے دفتر تیار ہوتے جاتے تھے جسکو زبانی محفوظ رکھنا انسانی قوت کا کام نہ تھا غرض ۱۴۳ھ ہجری مین تالیف و تدوین شروع ہوگئی ابن جریج نے مکہ مین امام مالکؒ نے مدینہ مین اوزاعی نے شام مین ابن ابی عروبہ اور حماد نے بصرہ مین معمر نے یمن مین سفیان ثوری نے کوفہ مین حدیث اور تفسیر کی کتابین لکھین امام ابوحنیفہؒ نے دلائل کے ساتھہ فقہ کو ترتیب دیا"

"ابن اسحق نے مغازی و سیر کی تدوین کی یہانتک کہ جب فضل بن یحییٰ برمکی کے اہتمام اور توجہ سے کاغذ کا کارخانہ جاری ہوگیا تو یہ علوم و فنون گھر گھر پھیل گئے جس کثرت کے ساتھہ مذہبی تصنیفین ہوئین اُسکا اندازہ ابن

اِسی دُھن مین آسان کیا ہر سفر کو
سُنا خازن علم دین جس بشر کو

اِسی شوق مین طے کیا بحر و بر کو
لیا اُس سے جا کر خبر[1] اور اثر کو

پھر آپ اوس کو پرکھا کسوٹی پہ رکھکر
دیا اور کو خود مزا اوس کا چکھہ کر

کیا فاش راوی مین جو عیب پایا
مشائخ مین جو قبح نکلا جتایا

مناقب[2] کو چھپایا مثالب کو تا یا
ائمہ مین جو داغ دیکھا بتایا

طلسم و[3] بدع ہر مقدس کا توڑا
نہ مُلا کو چھوڑا نہ صوفی کو چھوڑا

رجال[4] اور اسانید کے جو ہین دفتر
گواہ اُنکی آزادگی کے ہین اکثر

(بقیہ صفحہ ۹۲) ہو سکتا ہے کہ صرف تفسیر کے متعلق سنّو سے زیادہ ایسے مضامین پیدا ہو گئے جسکو الگ الگ علم کا لقب دیا گیا اور ہر ایک پر متعدد اور بعض پر سیکڑون بلکہ ہزارون کتابین لکھی گئین" ۱۲ منہ

[1] خبر اور اثر حدیث کی قسمین ہین۔ ۱۲

[2] مناقب تو بیان مثالب عیوب محدثین نے راویون کے حالات بیان کرنے مین انصاف اور آزادی کا پورا پورا حق ادا کیا ہے اگر پرہیزگارون مین کوئی واقعی عیب دیکھا اُسے ظاہر کر دیا اور جو فاسقون مین کوئی خوبی پائی اُسے بھی انھون نے نہین کیا۔

[3] "محدثین اسلام نے راویون کے حالات کی تنقیح نہایت آزادی اور انصاف سے کی ہے مقدس یعنی بزرگ لوگ جنکے بشر سے عیوب تقویٰ اور ورع کے پردے مین پوشیدہ تھے اُنکو خوب ظاہر کر دیا تا کہ طالبان علم حدیث دھوکا نہ کھائین اور اُن بزرگون کی روایتون کو جانچ لین"۔

[4] رجال سے مُراد علم رجال ہے جسمین عالمون اور حدیث کے راویون کا حال نہایت صحت سے لکھا گیا ہے اور اسانید سے مُراد علم حدیث ہے جس مین متن حدیث کے ساتھہ ایک ایک راوی کا نام ذکر کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر اسپرنگر صاحب لکھتے ہین کہ "علم رجال پر مُسلمان جتنا فخر کرین بجا ہے نہ ایسی کوئی قوم گذری اور نہ اب ہے جس نے مُسلمانون کیطرح بارہ سو برس تک عالمون کے حالات زندگی لکھے ہون اور اُنکے علم و فضل اور صدق و کذب کی تحقیقات کی ہو ہمکو پانچ لاکھہ مشہور عالمونکا تذکرہ اہل اسلام کی کتابون سے ملسکتا ہے" مشہور مُلکا کے تعلیمی حالات پڑھو ایک ایک اُستاد کے حلقۂ درس مین سیکڑون بلکہ ہزارون طالب علم مشغول درس نظر آوینگے علامہ

نہ تھا اُنکا احسان یک اہل دین پر	وہ تھے اِسمین ہر قوم و ملّت کے رہبر

لبرٹی مین جو آج فائق ہین سب سے
بتائین کہ لبرل بنے ہین وہ کب سے

محدثین اور راویون کی تحقیقات جیسی علمار تسنن نے کی ہے یہ بات کسی قوم کو حاصل نہین ہوئی اِسی تحقیقات کا نتیجہ ہے کہ سُنّی کسی کے دام فریب اور مغالطہ مین نہین آسکے اسکا عشر عشیر بھی شیعون کو نصیب نہین ہوا گو تقلیدی طور سے اِسمین اُنھون نے بھی اپنے یہان اِس قسم کی کتابین تصنیف اور تالیف کین مگر بجز نقصان کچھ فائدہ نہین ہوا چنانچہ خلاصتہ الاقوال ابن مطہر حلّی اور ایضاح الاشتباہ جو ایک دوسرے کے خلاف اور باہم تکذیب کرتی ہین ہمارے اس بیان کی شاہد ہین۔

جو محدثین مفتری اور کاذب تھے اُنھین کو مُستند اور قابل اعتبار علمار شیعہ نے سمجھا کیونکہ وہ مذہب شیعہ کی تائید اور تصدیق کرتے تھے اور جعلی حدیثین اور وضعی روایتین ظاہر کرنا اُنکا شعار تھا اسواسطے اہل تشیعہ نے ایسے راویون کی روایتین خواہ انکی راوی

(بقیہ صفحہ ۹۴) ذہبی طبقات مین ابوالتقی المتوفی ۲۵۱ھ ہجری کے ترجمہ کے بعد لکھتے ہین کہ "اِس زمانہ کے بعض حلقے درس ایسے ہوتے تھے جنمین دسہزار سے زائد دوات رکھی جاتی تہین اور لوگ احادیث نبوی لکھتے تھے اس بڑے مجمع مین دو سو امام حاضر ہوتے تھے جو اجتہاد اور فتوٰی دینے کی پوری قابلیت رکھتے تھے۔ **فرار نحوی** نے کتاب المعانی کا جب لکچر دیا تو حاضرین مین سے، سوا صرف قاضی تھے رضی الدین نیشاپوری کی درس مین چارسو فارغ التحصیل اہل علم حاضر ہوتے تھے۔ بصرہ کی جامع مسجد مین امام بخاری نے مجلس املا منعقد کی تو ہزار کے قریب محدثین۔ فقہا۔ حفاظ۔ اہل مناظرہ شامل ہوئے خود امام بخاری سے جن لوگون نے صحیح بخاری کی سند حاصل کی اُنکی تعداد قریبا نوے ہزار ہے (دیکھو مقدمہ قسطلانی) اس قسم کی سیکڑون مثالین ہین جنکی انتہا نہین اُس زمانہ مین تعلیم کا مستند طریقہ یہی تھا جو آج مہذب ملکون مین جاری ہے یعنی املا جسکو لکچر دینا کہتے ہین اُستاد ایک بلند مقام مثل کُرسی یا ممبر پر بیٹھکر کسی علم کے مسائل زبانی بیان کرتا تھا۔ طالب علم جو ہمیشہ دوات قلم لیکر بیٹھتے تھے اُستاد کے تلفظون مین لکھتے جاتے تھے اور پھر اوسکی مطابقت ہوتی تھی اور ایک مستقل کتاب املی کے نام سے مشہور ہوتی تھی۔ امالی بن درید اور ثعلب وغیرہ اسی قسم کی تصنیفات ہین مگر یہ طریقہ منقول علوم کے لئے نہین تھا" دیکھو مسلمانون کی گذشتہ تعلیم)

یہودی تھے یا عیسائی اپنی کتابون مین جمع کرلین اور جو صحیح اور درست خواہ متواتر تھین مگر مذہب شیعہ کے خلاف معلوم ہوئین وُانکے نزدیک محض غلط اور موضوع سمجھی گئین۔

پھر لُطف یہ ہے کہ بعض علما، فرقۂ اعلیٰ نے جو اسطرح کی تحقیقات کے واسطے بعض حدثین غیر معتبر موضوعہ فرقہ بزرگ شیعہ کی اپنی بیاضون مین جمع کین تاکہ اُنکا رطب و یابس دریافت کرین کہ وہ کہانتک پایۂ اعتبار کا رکھتی ہین یا پایۂ اعتبار سے ساقط ہین اور پھر اتفاق سے اُنکو فرصت نملی جو اُنکا نتیجہ صحبت کا نکالتے یا عمر نے وفا نہ کی وہ ویسے ہی اُنکی بیاضون مین رہگئین تو اب اُن احادیث کو فرقۂ اعلیٰ کے واسطے استدلال پکڑتے ہین اور کہتے ہین کہ تمہارے فلانے محدث نے یا فلانے عالم نے اپنی فلانی کتاب مین یہ لکھا ہے اور اس سے بے خبر ہین کہ وہ حدثین سُنیون کے یہان کوئی وقعت نہین رکھتین اور وہ موضوعات اور مرویات اہل تشیعہ سے ہین۔

چُنانچہ صاحب تحفۂ اثنا عشریہ جو عمدۃ المحدثین اور زبدۃ المتاخرین اہل تسنن سے ہین رقم فرماتے ہین کہ صاحب جامع الاصول نے نقل کیا ہے کہ خطیب نے جو متاخرین محدثین اہل سُنت سے ہے شریف مُرتضیٰ سے جو اجلۂ علما، شیعہ مین سے ہے اور وہ علامۂ رضی شیعی کا بھائی ہے شیعون کی حدثین اسی غرض سے نقل کین کہ بعد جمع و تالیف کے اُنمین نظر کرین کہ ان حدثیون کی کچھ اصل بھی ہے یا نہین اور صاحب تحفہ یہ بھی تحریر فرماتے ہین کہ جو محدث فرقہ اہل تسنن مین آخر مین ہوئے اُنہون نے جب دیکھا کہ پہلے محدث روایات صحیحہ اور حسنہ کو خوب ضبط کرگئے جنکی چہان بین کی اب کوئی ضرورت نہین اور نہ اُنسے زیادہ تحقیق کی گنجائش تو وہ اپنی حدیثون کی تالیف کی جانب مائل ہوئے کہ جو ضعیف یا موضوع اور جعلی تھین یا غلطی سے کسی حدیث کی سند کسی مین لگ گئی تھی اسواسطے اُنکو جمع کرکے نظر ثانی مین موضوعات کو حسان وغیرہ سے جُدا کرین لیکن بسبب قلت فرصت یا کوتاہی عمر کے وہ اس مہم کو سر نہ کرسکے وہ ویسے ہی رہگئین لیکن جو محدث اُنکے بعد پیدا ہوئے اُنہون نے اُنکی بیاضون کو مُلاحظہ فرماکر امتیاز کردے چُنانچہ ابن جوزی نے موضوعات کو جُدا کردیا اور اُسکے مُقابل حسان کو علیحدہ لکھدیا ایسے ہی سیوطی نے تقسیر دُر منثور مین کیا اور خود اُن محدثون نے اپنی کتابون کے مُقدمون مین جو بطور بیاض کے ہین اس حال کو اچھی طرح سے کھول کر لکھدیا ہے کہ ہمنے تحقیق کی غرض سے یہ حدثین

وضعی حج کی ہین مگر پھر بھی علما شیعہ بلا تحقیق یا زروے مغالطہ اُن موضوعات کا حوالہ دیتے ہین کہ جلال الدین سیوطی یون لکھتے ہین اور خطیب یون فرماتے ہین جیسا کہ قرآن مجید کی تحریف کا ثبوت اپنے گھر کی وضعی روایات منقولہ جلال الدین سیوطیؒ سے علما شیعہ نے اکثر دیا ہے۔

اُن روایات سے اہل تسنن پر الزام لگانا اور طعن کرنا سخت نادانی اور فریب دہی ہے۔

(دیکھو تحفہ الاشعریہ وسوار السبیل وتالیفات باقر مجلسی وغیرہ وغیرہ)

اہل تشیعہ کے یہان زرارہ۔ وہشامین وکلینی وشبطان الطاق (اسم بامسمیٰ) وابن بابویہ وغیرہ کا اعتبار جو حدثین امامونکی ہین وہ سب ان محدثین کی موضوعات ہین کیونکہ جن دریعون سے یہ حدثین اہل تشیعہ کو ملی ہین وہ دریعے نہایت خراب اور بے اعتبار ہین انکی ثقاہت اور دینداری کا شیعونکی کتابونسے بھی ثبوت نہین ملتا خود اہل تشیعہ کی روایات ان محدثین کی تکذیب اور تحقیر کرتے ہین۔ ابن بابویہ جو علی درجہ کے محدث اہل تشیعہ کے ہین آل بویہ کے بادشاہ رکن الدولہ کے وقت مین ۳۳۷ھ مین ہوئے ہین انہین کی حدثین اور روایتین تمام بحار اور حیات القلوب مین بھری پڑی ہین اور یہ ابن بابویہ وضعی اور جعلی روایات کا چشمہ ہے۔

شیخ الطائفہ معروف بشیخ مفید جو نہایت معتبر محدث اہل تشیعہ کے ہین رکن الدولہ مذکور کے بیٹے عضد الدولہ کے وقت مین گذرے ہین شیخ یا فعی جو عظم علما شیعہ سے ہین مراۃ الجنان مین انہین شیخ مفید کو رافضی لکھتے ہین۔

علما تشیعہ باہم ایک دوسرے کو بُرا کہتے اور عقیدہ پر باہم لعن طعن کرتے ہین اور یہ اختلاف اس درجہ ہے کہ جس کی انتہا نہین اگر اونکے محدثین کا معارضہ کوئی قلم بند کرنا چاہے تو ایک دفتر چاہیے ایک کچھ کہتا ہے دوسرا اوس کی تکذیب کرتا ہے حدثیون مین بے شمار اختلاف ہے۔

فی الواقع حدثیون کے رطب و یابس دریافت کرنے مین علما شیعہ نے غلطی کھائی ہے اور ہر طرح کی حدثین موضوع اور مقطوع اور ضعیف لینے مین تامل نہین کیا حتی کہ یہود و نصاریٰ کی حدثیون پر بھی وثوق کر لیا ہے جس کے باعث سخت خلجان مین وہ مبتلا ہین جس سے رہائی کی کوئی صورت نہین۔

(۱) انکا نام حضرت علیؑ کے نام پر ہے مگر یہ اسی نام سے پہچانے جاتے ہین۔ ۱۲ منہ

امام زمان غار سُرمَن رائے مین ایسے روپوش ہوئے کہ ہزار برس سے زیادہ عرصہ ہو گیا مگر پھر بھی چھپتے ہی چلے جاتے ہین حالانکہ بجز مشتاقین اور جان نثارون کے اور کسی کو آپ کی پرواہ نہین ہے نہ کوئی آپ کی تلاش مین پھرتا ہے لیکن آپ جلوہ نہین دکھلاتے نہ اِن مُشتاقون کی بے تابی کا خیال ہے نہ ایک عالم کی گمراہی کا ملال (۱)

اگر اسی طرح سے نبوت کا طریقہ رہتا تو ایک متنفس بھی ہدایت نہ پاتا اور کیا اللہ میان بندون کے مواخذہ سے قیامت کے روز سستے چھوٹ جائین گے کہ ہمنے تو تمہارے واسطے انبیا اور امام بھیجدیئے تھے وہ تم تک نہین پہنچے اور تمنے اُن کا زمانہ نہین پایا تو ہم کیا کرین ہم پر صرف حجت بالغہ کا پہنچنا واجب تھا سو ہمنے زمین پر بھیجدی غار سُرمَن رائے مین پوشیدہ رکھنے سے ہماری مصلحت خاص تھی اس کے جواب مین بندے کیا کہین گے کہ ہم کو ایسے امام کے عدم وجود ہی کیا فائدہ ہوا۔

اگر نہین پیدا کرتا تو ہماری طبیعت کو کچھہ اضطراب نہ ہوتا خود ہی سر دردی قرآن سے کرتے یہ تو غنقا سے بھی امام زمان زیادہ ہو گئے اوس کی پوشیدگی تو ہمارے لئے کوئی نقصان کا باعث نہین ہے امام وقت کے جمال سے محروم رہنے مین تو ہماری سراسر تباہی اور بربادی دین و دُنیا کی متصور ہے تجھہ پر حُجّت بالغہ کا ہم تک پہنچانا واجب تھا اُسی وقت ہم بندے قابل گرفت تھے۔

اَب حُجّت بالغہ کو اسطرح سے مٹی کے کھاڈون مین پوشیدہ کر دیا اور ہم کو اختلاف مین ڈال دیا سب علما جنکے پاس ہم گئے اختلاف اور تعصب اور جہالت کی دلدل مین مبتلا پائے اُنکا اعتبار دیکھتے آنکھون کیسے کیا جاتا۔

جسپر ہم کو کُلی یقین تھا اوس کو تو نے اس طرح سے چُھپا چُھپا کر رکھا کہ ہماری پیڑھیون مین بھی کسی کو اُن کی زیارت نصیب نہین ہوئی ہم اور ہمارے بزرگوار انتظار کرتے کرتے مر گئے اور ہر دم اسی تلاش اور جستجو مین رہے لیکن اُس حُجّت بالغہ کا کہین سُراغ تک نہین ملا۔

(۱) محققین کے نزدیک امام مہدی آخرالزمان کی نسبت جو احادیث ہین وہ موضوع ہین۔

یہ عقیدہ اہل تشیعہ کا کیسا لغو اور بیہودہ ہے اور سب مذاہب سے نرالا اور عجیب کوئی بادشاہ وقت اگر اسی طرح سے اپنی رعایا کے نام حکم بھیجدے کہ ہمنے فلان شخص کو تمپر حاکم مقرر کر دیا ہے اور ہماری سلطنت کے کُل آئین اور قوانین اوس کے پاس ہین۔ اُسکے حکم کی تعمیل کرو تمہارے نقضیے دیوانی فوجداری کے وہی طے کرے گا اور وہی خراج اور ٹیکس وغیرہ رعیت سے لے گا ایسے حاکم کو وہ بادشاہ کبھی خاص جگہ مین روبرو کرے اور اس رعیت کو داد فریاد کرنے کا بار شاہی دربار مین کبھی نہین ملے تو فرمایئے کہ وہ رعیت اپنی داد کس سے پائے اور وہ مُلک کیسے قایم رہ سکتا ہے ایسے بادشاہ کو لوگ دیوانہ اور ظالم کہین گے پھر ہم نہین جانتے کہ یانو کہا عقیدہ کس طرح سے ہمارے بھائی شیعون نے اپنے دل مین جما لیا ہے اور کیسے اس پردہ ایمان لائے ہوئے ہین کہ امام مہدی گیارہ سو برس ہوے غار سُرمن رائے مین غائب ہین اس مین شک نہین کہ اگر شیعہ یہ عقیدہ[1] نہ رکھین تو اونکا مذہب ہی درہم برہم ہوجائے مگر اس عقیدہ سے دین ہی باطل اور لغو ہوا جاتا ہے اسکی پرواہ نہین۔

اسکے واسطے جو مجتہد صاحب نے حیات القلوب کی جلد ۳ مین یہ مثال دی ہے کہ جیسے آفتاب ابر مین چھپا ہوتا ہے اسی طرح سے امام آخرالزمان کا وجود سمجھو۔

یہ ایک چربوز مغالطہ اور طفل تسلی اور من سمجھوتے کی بات ہی جناب والا کو یہ خبر نہین کہ آفتاب کے ابر مین ہونے سے دن تو سب کو معلوم ہوتا ہے کوئی دن کو رات نہین سمجھتا جس کی سبب کارروائی دُنیا مین کوئی ہرج واقع نہین ہوتا آدمی تو آدمی شب پرک تک بھی جانتی ہے کہ آفتاب عالم تاب اب فلانے درجے اور نصف النہار مین ہے امام صاحب تو اپنے مشتاقین مخلص کو بھی درشن نہین دیتے اور کوئی مصلحت اس اخفا کی ظاہر نہین ہوتی اور نہ اہل تشیعہ بتلاتے ہین۔

اگر یہ فرمائین کہ حضور علیہ السلام چالیس برس مثل دوسرے آدمیون کے رہے اور کچھ بھی اظہار نبوت آپنے نہین کیا تو یہ بھی ویسا ہی مغالطہ ہے جیسا ملا جی نے آفتاب

(۱) شیعون کا عقیدہ ہے کہ حضرت علیؑ امام بلافصل ہین اونکے بعد گیارہ امام یکے بعد دیگرے حجت اللہ ہین اور زمین بدون امام کے خالی نہین رہیگی اور معرفت امام فرض اور اصول دین کا ہے اور اس زمانہ مین امام موجود نہین اسواسطے اپنا عقیدہ بحال رکھنے کیلئے اُنھون نے یہ مضمون طبعی ایجاد کیا کہ امام زمان غائب ہین روپوش ہین جو خلاف قیاس اور محال ہے

کی تشبیہہ کا دیا ہے۔

حضور علیہ السلام نے نبوت کی حالت مین ایک دم بھی ہدایت اور تبلیغ رسالت سے پہلوتہی نہین فرمائی چالیس برس پہلے آپ نبی نہین تھے پیمبر ہو کر آپ دس بیس برس کے لئے غائب ہو گئے ہون تو بتلائیے امام غائب تو امامت کا منصب لیکر غار مین جا چھپے یہ کیسے غضب کی بات ہے آنحضرت صلعم کے چالیس برس اس طرح سے رہنے مین تو ہزار ہا مصلحتین ظاہر ہین کہ چالیس برس مین آدمی پختہ کار اور صاحب اعتبار اور عاقل کامل ہوتا ہے جسکی نبوت کے لئے خاص ضرورت ہے۔

یہی باعث ہوا کہ عرب جیسے سخت جاہل اور اعلیٰ درجہ کے متقلد فوراً سربسجود ہو گئے کہ اس صادق اور معتبر آدمی نے جو آجتک کوئی کتاب یا کوئی لیکچر ہمکو نہین دیا اور نہ کبھی ہمارے مذہبی اور رسمی معاملات مین مزاحم ہوا اور نہ کسی سے آجتک صحبت یا تعلیم پائی اب ایک بارگی ہمکو غیب کی خبرین دیتا اور حشر اور نشر سے ڈراتا ہے تو بیشک یہ وحی اور غیبی اسرار ہے کیونکہ اسکو جھوٹ بولتے یا لغو کام کرتے کبھی نہین دیکھا اور نہ سُنا جیسا کہ مولانا حالی نے ظاہر کیا ہے۔

یکایک[۱] ہوئی غیرت حق کو حرکت	بڑھا جانب بوقبیس[۲] ابر رحمت
اداخاک بطحا[۳] نے کی وہ ودیعت	چلے آتے تھے جسکی دینے شہادت

(۱) یعنی خدا کی رحمت کا دریا جوش مین آیا اور وہ اپنی مخلوق کو گمراہی اور ضلالت مین نہ دیکھہ سکا۔ دوسرے مصرع مین جبل بوقبیس کیطرف ابر رحمت کے بڑھنے سے یہ مراد ہے کہ رحمت الٰہی عرب کی طرف متوجہ ہوئی تیسرے مصرع مین خاک بطحا سے مراد مکہ کی زمین اور ودیعت سے مراد آنحضرت صلعم کا وجود مسعود ہے جسکی شہادت انبیاء سابقین دیتے چلے آتے تھے"

(۲) یہ پہاڑ کہ سے جانب شرق واقع ہے کہ اُسکی نیچی عرب کیجانب آبادی" (۳) بطحائے کہ ایک مقام مکہ اور منیٰ کے درمیان واقع ہے مگر بطحی کا اطلاق عموماً ارض مکہ پر کیا جاتا ہے بطحاء عربی مین اوس زمین کو کہتے ہین جسمین سنگریزے کثرت سے ہون"۔

(۴) آمنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا نام ہے (۵) آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ مین اپنے دادا ابراہیمؑ کی دُعا اور اپنے بھائی عیسیٰؑ کی بشارت ہون کیونکہ حضرت ابراہیمؑ نے جیسا کہ سورہ بقر کے رکوع ۱۵ مین لکھا

ہوئے پہلوئے آمنہ[۴] سے ہویدا
دعائے خلیل[۵] اور نوید مسیحا

ہوئے محو عالم سے آثار ظلمت
کہ طالع ہوا ماہ برج سعادت
نہ چٹکی مگر چاندنی ایک مدت
کہ تھا ابر مین ماہتاب رسالت

پہ چالیسوین سال لطف خدا سی
کیا چاندنی کہیت غار حرا[۶] سی

وہ نیمون مین رحمت لقب پانیوالا
مرادین غریبون کی بر لانے والا
مصیبت مین غیرون کے کام آنیوالا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

فقیرون کا ملجا ضعیفون کا ماوی
یتیمونکا والی غلامون کا مولی

خطاکار سے درگذر کرنے والا
بد اندیش کے دلمین گھر کرنیوالا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا
قبائل کا شیرازہ شکر کرنے والا

اُتر کر حرا سے سوی قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

مس خام کو جسنے کندن بنایا
کہرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جسپہ قرنونسے تھا جہل چھایا
پلٹ دی بس اک آنمین اُسکی کایا

رہا ڈر نہ بیڑے کو موج بلا کا
اِدھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہوا کا

نوٹ (۴) و (۵) صفحہ ۱۰۰ پر دیکھو } بقیہ صفحہ ۱۰۰ ہے دُعا کی تھی کہ الٰہی مکہ والون مین ایک نبی اونہین مین سے مبعوث کر اور حضرت عیسیٰؑ نے جیسا کہ سورہ صف کے پہلے رکوع مین اور انجیل یوحنا کے سولہوین باب مین ہے اپنی قوم کو بشارت دی تھی کہ میرے بعد ایک نبی آویگا جسکا نام فارقلیط یعنی احمد ہوگا"

(۶) کوہ حرا مکہ معظمہ سے ۲ میل کے فاصلہ پر ہے اُس مین ایک غار ہے جس مین آنحضرتؐ بعثت سے پہلے ذکر فکر کیا کرتے تھے اِسی غار کو غار حرا کہتے ہین سب سے پہلے وحی الٰہی اِسی غار مین نازل ہوئی تھی"

پڑی کان مین وہات تہی اک نکمی
نہ کچھہ قدر تھی اور نہ قیمت تھی جسکی
طبیعت مین جو اُسکے جوہر تھے اصلی
ہوئے سب تھے مٹی مین ملکر وہ مٹی

یہ تھا ثبت علم و قضا و قدر مین
کہ نجائے گی وہ طلا اک نظر مین

وہ فخر عرب زیب محراب و منبر
تمام اہل مکہ کو ہمراہ لے کر
گیا ایک دن حسب فرمان داور
سوئے دشت اور چڑہکے کوہ صفا پر (۱)

یہ فرمایا سب سے کہ اے آل (۲) غالب
سمجھتے ہو تم مجھکو صادق کہ کاذب

کہا سب نے قول آجتک کوئی تیرا
کبھی ہمنے جھوٹا سُنا اور نہ دیکھا
کہا گر سمجھتے ہو تم مجھکو ایسا
تو باور کروگے اگر مین کہون کا

کہ فوج گران پشت کوہ صفا پر
پڑی ہے کہ لوٹے تمہین گھات پاکر

کہا تیری ہر بات کا یہان یقین ہے
کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امین (۳) ہے
کہا گر مری بات یہ دل نشین ہے
تو سُن لو خلاف اسمین اصلا نہین ہے

کہ سب قافلہ یہان سے ہے جانیوالا
ڈرو اُس سے جو وقت ہے آنیوالا

وہ یحییٰ (۴) کا کرکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمین جسنے ساری ہلادی

(۱) صفا اور مروہ مکہ مین دو پہاڑیان ہین جنکے بیچ مین حاجیون کو سات بار پے درپے دوڑنے کا حکم ہے حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ ہاجرہ ہاجرہ پر جب یہان سخت حالت گذری تہی تو وہ قلق اور اضطراب مین اسمقام پر سرگشتہ و پریشان دوڑتی پھرتی تہین اسی بنا پر یہان مسلمانونکو دوڑنے کا حکم ہوا ہے"۔

(۲) قریش کے اکثر قبائل خصوصاً بنی ہاشم اور بنی امیہ غالب کی اولاد مین ہین"

(۳) اسپر سبکا اتفاق ہے کہ بعثت سے پہلے آنحضرت صلعم کو عرب کے کل قبائل آپ کی صداقت اور ایمانداری کے سبب آپکو محمد امین پکارتے تہے"

(۴) لائف آف محمدؐ مین آنریبل سر ولیم میور صاحب لکھتے ہین "اگرچہ محمدؐ کے اوامر و احکام اسوقت تک تہوڑے

نئی اک لگن دل مین سبکے لگادی		اِک آواز مین سوتی بستی جگادی	

(نوٹ بقیہ صفحہ ۱۰۲) اور سادہ طور کے تسے جیسا کہ بیان بالا سے ظاہر ہے مگر انھون نے ایک تعجب انگیز اور عظیم الشان کام کیا جب کہ دین مسیحی نے دُنیا کو خواب غفلت سے بیدار کیا تھا اور شرک و بت پرستی سے جہاد عظیم کیا تھا اُس وقت سے جہارت روحانی کبھی ایسی برانگیختہ نہ ہوئی تھی اور نہ ایسا غلو کسی مذہب مین ہوا تھا جیسا کہ دین اسلام مین ہوا"۔

"عرب کے لوگ توہمات اور کفر و ضلالت اور بیرحمی و بدراعمالی کے دریا مین غرق تھے چنانچہ یہ عام رسم تھی کہ بڑا بیٹا اپنی سوتیلی ماں کو بیاہ لیتا تھا اونکے غرور اور افلاس سے دُختر کشی کی رسم بھی اُنمین اُسی طرح جاری ہوگئی تھی جسطرح فی زمانہ ہندو دن مین جاری ہے"۔

اُنکا مذہب حد درجہ کی بُت پرستی تھا اور اُنکا ایمان ایک مسبب الاسباب مالک علی الطلاق پر نہ تھا بلکہ غیر مرئی ارواح کے توہم باطل کی ہیئت کا سا اُنکا ایمان تھا اُنھین کی رضامندی مناتے تھے اور اُنھین کی ناراضی سے احتراز کرتے تھے قیامت اور جزا و سزا جو فعل یا ترک کا باعث ہو اُس کی اُنھین خبر ہی نہ تھی۔ ہجرت سے تیرہ ۱۳ برس پہلے تو مکہ کی ایسی ذلیل حالت مین بے جان پڑا تھا مگر اُن تیرہ برسون نے کیا ہی اثر عظیم پیدا کیا کہ سیکڑون آدمیون کی جماعت نے بُت پرستی چھوڑ کر خدائے واحد کی پرستش اختیار کی اور اپنے اعتقاد کے موافق وحی الٰہی کے مطیع و منقاد ہوگئے"۔

"اُسی قادر مطلق سے بکثرت و بشدت دُعا مانگتے اُسی کی رحمت پر مغفرت کی اُمید رکھتے اور حسنات و خیرات اور پاکدامنی اور انصاف کرنے مین بڑی کوشش کرتے تھے اب انمین شب و روز اُسی قادر مطلق کی قدرت کا خیال تھا اور یہ کہ وہی رزاق ہمارے ادنیٰ حوائج کا بھی خبر گیران ہے"۔

"ہر ایک قدرتی اور طبعی عطیہ مین ہر ایک امر متعلقہ زندگانی مین اور اپنے خلوت و جلوت کے ہر ایک حالت اور تغیر مین اُسی کے ید قدرت کو دیکھتے تھے اور اس سے بڑھکر اس نئی روحانی حالت کو جسمین خوشحال اور حمد گذار رہتے تھے خدا کے فضل خاص و رحمت اختصاص کی علامت سمجھتے تھے اور اپنے کو ربا طن اہل شہر کے کے کفر کو خدا کی تقدیر کے ہوئے خذلان کی نشانی جانتے تھے"۔

"محمدؐ کو جو اُن کی ساری اُمیدون کے ماخذ تھے اپنا حیات تازہ بخشنے والا سمجھتے تھے اور اُنکی ایسی کامل طور پر اطاعت کرتے تھے جو اُنکے رُتبۂ عالی کو لائق تھی"۔

ایسے تھوڑے ہی زمانہ مین مکہ اس عجیب تاثیر سے دو حصّون مین منقسم ہوگیا تھا جو بلحاظ قبیلہ و قوم ایک دوسرے

پڑا ہر طرف غُل یہ پیغام حق سے
کہ گونج اُٹھے دشت و جبل نام حق سے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۰۳) کے درپے مخالفت و ہلاکت تھے۔ مسلمانوں نے مصیبتوں کو تحمل و شکیبائی سے برداشت کیا اور گوارا کرتا اُن کی ایک مصلحت تھی مگر تو بھی ایسی عالی ہمتی کی بردباری سے وہ تعریف کے مستحق ہیں۔

ایک سو مرد اور عورتوں نے اپنا گھر بار چھوڑا لیکن ایمان عزیز سے مونہہ نہ موڑا اور جب تک کہ یہہ طوفان مصیبت فرو ہوئے حبش کو ہجرت کر گئے پھر اس تعداد سے بھی زیادہ آدمی کہ اُن میں نبیؐ بھی شامل تھے اپنے عزیز شہر اور مقدس کعبہ کو جو اُنکی نظر میں تمام روئے زمین پر سب سے زیادہ مقدس تھا چھوڑ کر مدینہ کو ہجرت کر گئے اور یہاں بھی اُسی جادو بھری تاثیر نے دو یا تین برس کے عرصہ میں ان لوگوں کے واسطے ایک برادری جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی حمایت میں جان دینے کو مستعد ہو گئے تیار کر دی۔

ایورینڈ جی۔ ایم۔ راڈویل صاحب مترجم قرآن رقم فرماتے ہیں۔ "عرب کے سیدھے سادے خانہ بدوش بدّو ایسے بدل گئے جیسے کسی نے سحر کر دیا ہو۔ بت پرستی کے مٹانے حیات اور مادیات کے شرک کے عوض اللہ کی عبادت قایم کرنے اطفال کُشی کی رسم کو نیست و نابود کرنے بہت سے توہمات کو دور کرنے اور ازواج کی تعداد کو گھٹا کر اُس کی ایک حد معین کرنے میں قرآن بے شک عربوں کے لئے برکت اور قدوم حق تھا گو عیسائی مذاق پر وحی نہ ہو گبن نے بیان کیا ہے عیسائی اس بات کو یاد رکھیں تو اچھا ہو کہ محمدؐ کے مسائل نے وہ وہ رجہ نشۂ دینی اوس کی پیروؤں میں پیدا کیا کہ جسکو عیسیٰ کے ابتدائی پیروؤں میں تلاش کرنا بیفائدہ ہے اور اُس کا مذہب اُس تیزی کے ساتھ پھیلا جسکی نظیر دین عیسوی میں نہیں چنانچہ نصف صدی سے کم میں اسلام بہت سی عالی شان اور سرسبز سلطنتو پر غالب آگیا۔ جب عیسیٰؑ کو سولی پر لے گئے تو اوس کے پیرو بھاگ گئے اور اپنے مقتدا کو موت کے پنجہ میں چھوڑ کر چلدیئے برعکس اسکے محمدؐ کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد و پیش رہے اور اُس کے بچاؤ میں اپنی جانیں خطرہ میں ڈال کر کل دشمنوں پر اوس کو غالب کر دیا۔"

مسٹر کارلائل صاحب فرماتے ہیں "پس ہم محمدؐ کو ہرگز یہ خیال نہیں کر سکتے کہ وہ صرف ایک شعبدہ

اگر چالیس برس تک وہ لوگ آپ کی عادات اور طرز دیکھکر آپ سے مانوس نہ ہوتے تو اسقدر جلد کبھی ایمان نہ لاتے کہ دفعتاً ایک حکم غیبی کو سُنکر صدق دل سے امنا و صدقنا کہنے لگے امام صاحب نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع کیا تھا تو آپنے دو چند سہ چند مدت لے لی ہوتی اور مُناسب تو یہ تھا کہ چالیس کے عدد سے تجاوز نہ ہوتا قہر تو یہ ہے کہ ہزار برس گذر گئے اور امام صاحب کا کہین پتہ نہین۔

ہم یہ خیال نہین کر سکتے کہ بزرگان شیعہ کی عقل مین فتور ہے اون کی ہوشیاری اور طباعی اور نازک خیالی کی ہم بھی داد دیتے ہین مگر اُن کی کم علمی اور تعصب اور جہالت کو بھی ہم نظر انداز کئے بدون نہین رہ سکتے ہم کو اُن کی تحقیقات اور علمیت اور راستی اور حق پسندی اور آزادی مین نہایت اصرار ہے۔

جو لوگ اس خیال مین ہین کہ کیا اہل تشیعہ مین عالم نہین ہین یا وہ کم استعداد ہین ایسے لوگ علم سے ناآشنا ہین ورنہ علمی دعوی اس قسم کا ہے کہ وہ بہت جلد ظاہر ہو جاتا ہے کوئی کرامت یا شعبدہ نہین ہے۔

اگر ایک آدمی مجدد بانہ صورت اور وضع بنا کر بازار مین خاموش بیٹھ جائے تو دیکھنے والے گمان کرین گے کہ یہ کوئی باکرامت درویش ہین مگر علمی دعوی ایسا نہین ہے وہ ایک بات مین ظاہر ہو جاتا ہے۔

"توان شناخت بیکر نور در شمائل مرد کہ تا بکجاش رسیدست پایگاہ علوم"	

قرآن اور حدیثون کی تفسیر اور تحقیق جو علما شیعہ نے کی ہے اور اُنکی تمام مذہبی کتابون مین وہی بحث امامت اور خلافت کی درج ہے اوس سے خود ظاہر ہوتا ہے کہ نہ استعداد

(بقیہ صفحہ ۱۰۴) اور نہی باطن شخص تھا اور نہ ہم اوسکو ایک حقیر چاہ طلب اور دیدہ و دانستہ منصوبے گانٹھنے والا کہہ سکتے ہین جو فصحت و کرخت پیغام اوسنے دُنیا کو دیا بہر حال وہ ایک سچا اور حقیقی پیغام تھا اور اگرچہ وہ ایک غیر مرتب کلام تھا مگر اوس کا مخرج وہی ہستی تھی جسکی تھاہ کسی نے بھی نہین پائی۔ اِس شخص کے نہ اقوال ہی جھوٹے تھے نہ اعمال ہی اور نہ خالی از صداقت یا کسی کی نقل و تقلید تھی حیات ابدی کا ایک نورانی وجود تھا جو قدرت کے وسیع سینہ مین سے دُنیا کے منور کرنیکو نکلا تھا اور بے شبہ اُسکے لئے امر ربانی یونہی تھا

اور تحقیقات اُن کی ناکافی ہے جو آیات نیات اور احادیث کے بلا وجہ اصلی اور حقیقی معنی چھوڑ کر رکیک اور غلط اور لغو تاویل کرتے ہین وہ اس حدیث اور آیت سے کچھہ بھی لگاؤ نہین رکھتے۔

یہ لوگ جنہون نے سواء السبیل۔ بموت الاسلام۔ انارۃ البصائر۔ حد تحقیق۔ تحفۃ الاشعریہ وغیرہ وغیرہ تحریر کرکے اپنا نام زمرۂ علما مین ظاہر کیا ہے ان اُردو خوانون کی نسبت ہم کیا کہین وہ خود مغالطہ مین پڑے ہوئے اور راہ بھولے ہوئے ہین اور جو اگلے اون کے بزرگ گاتے چلے آئے ہین اُن کے سُر جو بے آلاپ سکے ان کے گوش زد ہوئے ہین اوس سے یہ سمع خراشی دوسرون کی کرتے ہین۔

جسقدر کتابین ان کی دیکھئے سب مین وہی ایک نغمہ اور وہی طنبورہ ہے کہین میرزی نے زبان فارسی مین وہ راگ گایا ہے اور کہین اُردو مین اُسکو دوہرایا ہے۔

مجتہد العصر مُلّا باقر خاتم المحدثین کو ہم پیش کرتے ہین جسپر ہمارے بزرگ فرقہ شیعہ کو نہایت فخر اور ناز ہے اور کہین انکو مجدد اور کہین مجتہد اور کہین خاتم المحدثین اور کہین شمس العلما وغیرہ کے لقب سے پکارا گیا ہے انکی معلومات اور نقد علم اور دلائل کو ناظرین بنظر انصاف ملاحظہ فرمائین جلد دوم حیات القلوب حالات وفات سرور کائنات۔

"پس جبریل گفت این آخر آمدن من بود بزمین و دیگر مرا بسوے زمین حاجتے نیست"

اِس کے بعد رقم فرماتے ہین۔

"مولف گوید کہ شاید مراد ازان احادیثے کہ گذشت کہ جبریل فرمود کہ دیگر من بزمین نازل نمی شوم مُراد آن باشد کہ برائے وحی نازل نمی شوم"

یہ گویا دعوی مجتہد صاحب کا ہی اس دعوی کو خود اپنی تحریر سے اسطرح باطل کرتے ہین

"و ایضاً بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ چون حضرت رسول بعالم بقا رحلت نمود نازل شدند جبریل و ملائکہ و روح کہ در شب قدر بر آنحضرت نازل می شدند پس حق تعالیٰ دیدۂ امیر المومنین را منور گردانید کہ ایشان را از منتہائے آسمانہا تا زمین میدید و ایشان معاونت آنحضرت مینمودند در غسل دادن آنحضرت و نماز کردن بر او و قبر شریف آنحضرت را حفر می کردند و بخدا سوگند کہ کسے بعد از ملائکہ قبر آن حضرت را نہ کند تا آنکہ حضرت امیر المومنین آنحضرت را بقبر بردو ایشان بآن جناب داخل قبر شدند و آن جناب را در قبر

گذاشتند پس حضرت رسول با ملائکہ بسخن آمد و حق تعالیٰ گوش امیر المومنین را شنوائی آنسخنان داد و شنید کہ حضرت رسول خدا ملائکہ را سفارش امیر المومنین میکند پس حضرت گریان شد و شنید کہ ملائکہ در جواب گفتند کہ ما در خدمت و اعانت دیاوری و خیر خواہی او تقصیر نخواہیم کرد و او دست صاحب و امام و پیشوائے ما بعد از تو و پیوستہ بہ نزد او خواہیم آمد و لیکن او بغیر این مرتبہ ما را نخواہد دید و صدائے ما را خواہد شنید و چون حضرت امیر المومنین بعالم قدس رحلت نمود جبریل و ملائکہ و روح باز بر حسنؓ و حسینؓ نازل شدند و ایشان ملائکہ را دیدند و واقعہ شد آنچہ در وقات حضرت رسول واقعہ شدہ بود و دیدند حضرت رسول را کہ مدد میکرد و ملائکہ را در غسل و کفن و دفن حضرت امیر المومنین و چون حضرت امام حسنؓ بسرائے باقی ارتحال نمود امام حسینؓ جبریل و ملائکہ و روح و رسول خدا و امیر المومنین را دید کہ نازل شدند و در غسل و کفن و دفن او با او موافقت نمودند و چون جناب امام حسینؓ شہید شد جناب علی بن الحسین جبریل و ملائکہ و روح را در معاونت آن جناب دید و چون حضرت امام محمد باقر بسرائے آخرت رحلت نمود من دیدم رسول خدا و امیر المومنین و حسنؓ و حسینؓ و امام زین العابدین را کہ مدد میکردند ملائکہ و روح را در غسل و کفن و دفن و نماز آنحضرت و یاری من در ہمہ این امور می نمودند و این حکم جاری و باقی ست تا آخر آئمہ۔"

اور پھر آگے آپ لکھتے ہیں "و کلینی و دیگران بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ اند کہ چون حضرت رسول بریاض خلد رحلت نمود حضرت فاطمہؓ را از وفات آنحضرت و جور منافقان امت جزئے رو داد کہ بغیر از حق تعالیٰ کسے شدت آنرا نمی داند پس حق تعالیٰ جبریل را بسوئے آنحضرت فرستاد کہ نزد آنحضرت سخن گوید و شدت اندوہ آنجناب را تسکین نماید و ہر روز جبریل می آمد و دلداری آنجناب می نمود و خبر می داد آنجناب را از قرب و منزلت حضرت رسول نزد حق تعالیٰ و درجات و منازل آنجناب را و آنچہ بعد از آنجناب بر ذریت مطہر آنجناب واقع خواہد شد از مصیبتہا و محنتہا و آنچہ بر دشمنان ایشان واقع خواہد شد از غدابہا دہر کہ درین امت سلطنتے و دولتے بحق یا باطل خواہد یافت چون حضرت فاطمہؑ این حالت را مشاہدہ نمود با حضرت امیر المومنین گفت کہ کسے نزد من می آید و چنین سخنان میگوید حضرت فرمود کہ اے فاطمہ ہر گاہ کہ او نزد تو آید مرا خبر کن

پس ہرگاہ کہ جبریل می آمد جناب فاطمہ حضرت امیرالمومنین را خبر میکرد و آنچہ جبریل میگفت امیرالمومنین می نوشت تا آنکہ کتابے جمع شد و آنست مصحف فاطمہ و آن مشتمل ست بر جمیع احوال آیندہ تا روز قیامت و آن کتاب اکنون نزد قائم ست" پہلی روایت حضرت جبریلؑ کے وحی نلانے کی متفق علیہ ہے جسپر مُلّا جی نے حاشیہ چڑھایا ہے کیونکہ حضور علیہ السلام کے بعد وحی کا خاتمہ ہوچکا اور دین کے مدارج کل طے ہو گئے یعنی وحی کی جو غرض تھی وہ پوری ہو گئی اسیواسطے آپ کو خطاب سب سے اعلیٰ اور افضل خاتم النبین کا عنایت ہوا اور فرمان عالی اور حکم محکم نازل فرمادیا کہ "یوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا" یعنی آج کے دن ہمنے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کردیا اور اپنی نعمت تمہارے اوپر پوری کردی اور تمہارے لئے دین اسلام کو مینے پسند کیا اسپر مُلّا صاحب نے بھی اتفاق کیا ہے کہ جبریل علیہ السلام کا فرمانا کہ مین اب زمین پر نہین آونگا اسکا اقرار خود مجتہد صاحب کو ہے لیکن آگے چلکر ایک جبریل علیہ السلام کا نزول فرمانا کیا معنی بہت سے فرشتون کا اور خود حضور علیہ السلام کا قبر سے باہر تشریف لانا ائمہ کی تجہیز و تکفین اور امداد کے لئے بیان کرتے ہین اگرچہ اسکا عذر بھی آپ نے کیا ہے وہ کہ شاید مراد ازان حدیثے کہ گذشت کہ جبریل فرمود کہ دیگر من بزمین نازل نمی شوم مُراد آن باشد کہ برائے وحی نازل نمی شوم تا باین اخبار منافات نداشتہ باشد و محتمل ست کہ بعد از آنجناب بزمین نمی آمدہ باشد و ورنہ ہوا این امور را بعمل می آوردہ باشد"

مگر اسپر بھی مُلّا صاحب کا اعتقاد نہین کیونکہ حضرت زہراؑ کی عمگساری بحکم الٰہی کرنا اور ایک مصحف تحریر کرادینا وحی نہین ہے تو اور کیا ہے۔

اگر ملا صاحب کے دوسرے احتمال پر خیال کیا جاے کہ جسمین وہ یہ فرماتے ہین کہ حضرت جبریل ہوا مین سے یہ کارروائی کرتے ہون اوّل تو یہ قیاس مع الفارق ہے دوّم قبر کھودنے اور تجہیز و تکفین کا کام زمین پر ہوتا ہے نہ آسمان پر۔

پھر اسی صفحہ مین آپ لکھتے ہین "و در کتاب احتجاج و کتاب سلیم بن قیس ہلالی از سلمان روایت کردہ اند کہ چون حضرت امیرالمومنین از غسل و کفن حضرت رسول فارغ شد داخل خانہ کرد مرادا بوذر و مقداد و فاطمہ و حسن و حسین را و خود پیش ایستاد و مادر نسب

آنجناب صف بستیم و برآن جناب نماز کردیم و عایشہ..... ہم دران حجرہ بود و مطلع نشد بر نماز کردن ما۔ بسبب آنکہ جبریل چشمہائے او را گرفتہ بود"

اس بیان سے حضرت جبریل علیہ السلام کا زمین پر نازل ہونا بخوبی ثابت ہو گیا پہلی روایت سے وحی کا لانا اور اس دوسری سے زمین پر تشریف لانا خود ملا صاحب ظاہر کر رہے ہین منافات اور تناقض جناب والا کی تحریر کا ارباب بصیرت پر عیان ہو۔

ملا صاحب نے جو جبریل علیہ السلام اور ملائکہ کی امداد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیواسطے امام جعفر صادق کی روایت سے رقم فرمایا اس سے نہایت تعجب ہوتا ہے کہ عالم حیات مین تو ایک دفعہ بھی ہو نہہ درمونہہ سفارش حضرت امیرؑ کی نہین کی اور وفات کے بعد قبر سے نکل کر یہ تکلیف گوارا فرمائی اس کی وجہ اوّل تو بجز سہو اور کیا ہو سکتی ہے اور یہ امامت بحکم الٰہی تھی اور معصوم سے تبلیغ احکام الٰہی مین سہو ہونا محال پھر کیا سبب کہ جو کام زندگی مین کرنے کا تھا وہ بعد وفات ظہور مین آیا۔ اور خدا کو چھوڑ کر فرشتون سے التجا کرنا شان نبوت کے خلاف ہے۔

دوسرے ان ملائک نے اس سفارش کی مطلق تعمیل نہین کی اور حضرت امیرؑ کو کچھ مدد نہین دی اگر ملائکہ کی امداد ہوتی تو خلفاء ثلثہ کیسے خلافت پر قبضہ کر سکتے تھے۔

حضرت جبریل سا اعلیٰ اور زور آور شدید القویٰ فرشتہ خلفاء ثلثہ کی ہی مدد مین رہا اون کی فتوحات کی نوبتین ملک در ملک بجواتا رہا اور بڑی بڑی عالی جاہ بادشاہون کو زیر کرا کے اون کے زیر فرمان کر دیا اور جناب امیرؑ اپنے دشمنون کی شان و شوکت دیکھ کر ہمیشہ حسرت بھری نگاہون سے ٹھنڈی سانسین بھرتے رہے جب ایسی ہی وقت مین یہ امداد کام نا آئی تو پھر کیا قیامت مین اس امداد کا وعدہ تھا۔

عقل مقتضی ہے کہ ملائک کی امداد اُس وقت ہونی چاہیے جبکہ آدمیون کی امداد نہ ملے تجہیز و تکفین مین ملائک کی امداد کی کیا ضرورت تھی وہ تو آئمہ اہلبیت تھے ادنیٰ غریب کا جنازہ بھی نہین پڑا رہتا ہے اور اس مین بھی ہم غیبی امداد جب سمجھتے کہ عمر سعد نے جو سید الشہداؑ کا سر مبارک شہر بشہر تشہیر کرا کے یزید کے پاس بھیجا اوس کے لے جانے والون کے ہاتھ قلم ہو جاتے کسی فرشتہ نے امام کے سر لے جانے والون کو دھکا تک نہین دیا

اور کچھ بھی خیال پیغمبر کی وصیّت کا نہین کیا۔
افسوس ہے کہ ایسے اولوالعزم عظیم الشان پیغمبر کی شان مین ایسی ایسی لغو اور بیہودہ روایات خلافت کی وجہ سے تراشی جاتی ہین جو باعث مضحکہ عوام ہین۔
نہر المصائب مین اُسکے مؤلف نے سخت مصائب اُٹھائے ہین اور دونون نے وضعی اور جعلی روایتون کی تو گویا نہر بہادی ہے مجتہد علامہ نے بحار الانوار مین جو موج زنی کی ہے اُسی سے یہ نہران میر صاحب نے نکالی ہے محقق اور پیشرو تو یہی مجتہد العصر ہین جنکو اپنی تحریر کا بھی انضباط نہین ہے کہ مینے کیا دعویٰ کیا ہے اور اظہار دعویٰ کینسا اُسکے خلاف بیان کر رہا ہون وتھی "دروغ گو را حافظہ نہ باشد"۔
اسیوجہ سے یہ لاجی فرماتے ہین کہ مومن کا کام ان روایات مین شک لانے کا نہین ہے اگر شک گذرین تو اونکو وسوسہ شیطانی سمجھنا چاہیئے۔
مصحف فاطمی کی روایت نہایت تعجب انگیز ہے کہ وہان تو جناب والا نے یہی دعویٰ کیا تھا کہ وحی کا خاتمہ ہوگیا اور یہان وحیون کا مجموعہ ایک قرآن مرتب کرا گئے مگر یہ ظاہر نہین کیا کہ اُسکے اخفا مین کیا مصلحت ہے۔
ناظرین غور فرمائین کہ مجتہد صاحب نے اپنے اجتہادی زور سے جناب فاطمہؑ کو نبی سے زیادہ صاحب کتاب آسمانی بنا دیا اور خداوند تعالیٰ نے جو حضور علیہ السلام کو خاتم النبیین فرمایا تھا اوسکو جھٹلا دیا۔
مجتہد صاحب کو اپنے کلام کے تناقض کا بھی کچھ خیال نہین ہوا کہ پہلے یہ لکھا تھا کہ جبرئیل گفت این آخر آمدن من بو د بزمین و دیگر مرا بسوے زمین حاجتے نیست" جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا کہ میری غرض زمین پر آنے کی وحی کی وجہ سے تھی اُسکا اب خاتمہ ہوگیا لیکن اس کے خلاف وفات ہوتے ہی حضرت فاطمہؑ کے پاس وحی لے کر تشریف لے آئے اور مصحف لکھا دیا جسکا نزول چھ ماہ تک برابر ہوتا رہا یہان مجتہد صاحب نے حضرت جبرئیلؑ کی قدوسیت کا بھی لحاظ نہین کیا اور اُنپر دروغ گوئی کا الزام لگا دیا نعوذ باللہ من لذہ العقیدۃ۔
پھر اسی وفات کے بیان مین آپ فرماتے ہین کہ "بسند معتبر از حضرت صادقؑ

روایت کردہ است کہ چون حضرت رسول بعالم بقا رحلت نمود نازل شدند جبرئیل و ملائکہ و روح کہ در شب قدر بر آنحضرت نازل می شدند پس حق تعالیٰ دیدۂ امیر المؤمنین را منور گردانید کہ ایشان را از منتہائے آسمانہا تا زمین می دید"۔

افسوس کہ ایسی ایسی حدیثون اور روایتون کو دیکھکر اہل تشیعہ مطلق غور نہین کرتے اور ایسی فیہودہ مزخرفات کو حدیث گمان کرتے ہین۔ جو خلاف قرآن ہے۔

اور جیسا ذات عالی صفات جناب شیر خدا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو قرآن شریف چھپانے کا الزام دیتے ہین ویسا ہی اس مصحف فاطمی کے ظاہر نہ کرنے کا الزام عائد ہوتا ہے۔

اسمین بھی کوئی منصف فرقہ شیعہ کو ڈگری نہین دیسکتا۔

اگر یہ مصحف فاطمی شیر خدا ظاہر فرما دیتے تب بھی امت کو گونہ ہدایت اور سند ہاتھ لگ جاتی اور یہ گمراہی ظہور مین نا آتی حضرت امیر علیہ السلام نے ہدایت اکبر و ہدایت اصغر کو ایسا پوشیدہ کر دیا کہ زیارت بھی کسیکو نصیب نہ ہوئی۔

کیا امام کا یہی کام ہے کہ وہ اُس ہدایت کو جو منجانب اللہ نازل ہوئی ہو اسطرح سے عنقا صفت کر دے ؎

کم بولنا ادا ہے ہر چند برنہ اتنا مند جائے چشم عاشق تب بھی وہ مونہ کھولے

اگر رسول علیہ السلام ایسا عمل در آمد فرماتے تو ایک بھی مسلمان روئے زمین پر نہ ہوتا جب امام کی ایسی ضرورت ہے کہ ہر متنفس کو معرفت امام فرض ہے اور امام صاحب کو اپنی رویت اور ہدایت کے ظاہر کرنے مین یہ بخل کہ غار سر من رائے مین صدہا برس سے چھپے ہوئے ہین اور وہین آسمانی حقیقی ہدایت کو لئے ہوئے بیٹھے ہین تو ایسے امام اور ہدایت کا عدم وجود برابر ہے۔

"جو بندہ نوازی کرے جان اُسپہ فدا ہے بے فیض اگر یوسف ثانی ہے تو کیا ہے"

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے بھائی شیعہ ایک ایسے بھنور مین پڑے ہین جس سے

نکلنا نہایت دشوار ہے ایک جگہ پڑے ہوئے چکر کھاتے ہین اور نکلنے کو کسی جانب راہ نہین ہے۔

یہ سب نتیجہ قرآن مجید کے چھوڑنے اور نہ سمجھنے کا ہی۔

تاریخون کے دیکھنے اور تحقیق کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سب مذاہب کا مواخذ اسلام ہے کیونکہ کل مذاہب مین اسلام کے آثار پائے جاتے ہین۔

اسلام کا اعلیٰ اصول توحید ہے جس سے کوئی فرقہ نفس الامر مین ایسا نظر نہین آتا جو خدا کا منکر ہو خواہ وہ اُس کو کرشن اور رام کے نام سے خداوند تعالیٰ جانتے ہون یا مسیح اور اللہ پکارتے ہون یہ سب کے دلمین تہ نشین ہے کہ کوئی ہمارا خالق ہے جسنے یہ کارخانہ عالم کا بنایا ہی اور اقتضائے فطرت ہی۔

دوسرا اصول رسالت ہوا اسکے بھی سب قائل ہین کوئی مذہب پیشوا سے خالی نہین اسیطرح سے مذہبی کتاب کو آسمانی کتاب سمجھنا جزاوسزا پر یقین کرنا ہر ایک مذہب کا اصول ہی اور یہی عقائد خاص اسلام کے ہین۔

پھر جو باوجود ایکسان اصول ہونے کے لوگ مختلف ہوگئے اور اسلام کو چھوڑ بیٹھے اسکی وجہ خاص یہ ہے کہ دُنیا مین جو لوگ مخالف پیدا ہوئے اور اُنھون نے مغالطے دیتے شروع کئے لوگ اُن مغالطون مین پڑکر اسلام سے دور ہوتے چلے گئے جسکا انجام یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ اسلام کے وہ مخالف اور دشمن ہوگئے۔ اصل کی خبر ہی نہ رہی۔

محمد مصطفےٰ اصلعم کو تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے اور آپنے آکر اسلام کی تجدید کی ہے اسلام تو ابتدائی آفرینش سے تھا حضور علیہ السلام نے کوئی نیا اصول جاری نہین کیا عقائد مین کوئی تبدیلی نہین ہوئی جن عقائد کو پہلے پیغمبرون نے ظاہر کیا تھا اوسی کی اشاعت حضور نے کی کیونکہ اسلام کے عقائد مین فرق آگیا تھا اور توحید کو لوگ چھوڑ بیٹھے تھے مسیحی شریعت جو اسلامی شریعت تھی باہمی اختلاف اور ضد سے اسلام سے تجاوز کرگئی تھی یہودیون

سنة من قد ارسلنا قبلك من رسلنا ولا تجد لسنتنا تحويلا یعنی یہ طریقہ تو وہی ہے جو ہمنے اے نبی تم سے پہلے رسولون کے لئے بھیجا ہے اور خدا کے طریقہ مین تبدیلی نہین ہے۔

۱۲ منہ

نے اوس کو درہم برہم کر دیا تھا حضور علیہ السلام نے تشریف لاکر اُس مُردہ شریعت کو زندہ کیا اور اُس مین تازہ روح پھونکی صلی اللہ علیہ وسلم حضور علیہ السلام کی وفات سے چوبیس پچیس برس تک تو وہ اسلام ایک ہی حالت مین رہا کسی فتنہ پرداز فسون ساز کو موقع نہین ملا مگر قانون الٰہی ابتدا سے یون ہی جاری ہے کہ وہ بناتا ہے اور بگاڑتا ہے ہر سال زمین مردہ ہوتی ہے سبزی کا نام ونشان تک نہین رہتا ہے پھر اُسکو وہ زندہ کرتا ہے آخر اسلام مین فتنہ پڑا پر پڑا اور وہ رخنہ ہوا کہ جس کا سنبھالنا اعلیٰ درجہ کے صحابی کو دشوار ہو گیا۔

روز ازل مین یہ کلنگ کا ٹیکہ ابن سبا یہودی کی پیشانی پر لگایا گیا تھا اوسنے یہ بیڑا اُٹھایا جس کو اوس کے اور عیسائیون کے مذہب نے تاریخی امداد دی کہ یہود اور نصاریٰ جبتک انبیا کی عصمت کے معتقد رہے اون کے مذہب مین تفرقہ نہین پڑا مگر جب وہ اس مغالطہ مین پڑے کہ انبیا معصوم نہ تھے اور وہ مرتکب گناہ کبیرہ کے ہوئے فوراً اُس خیال سے شرک اور تثلیث کی قائل ہو گئے اور اُسی چکر مین پڑے ہوئے ہین۔

جیسے اہل ہند کے لئے شنکر یا چارج ہند مین اور زردشت[۲] ایرانیون کے لئے ترکستان مین اور پولوس یورپ مین توحید سے لوگون کو متنزل کرنے کے لئے پیدا ہوئے ایسے ہی اسلام کو خراب اور برباد کرنے کیواسطے ابن سبا نے ظہور کیا۔

انبیا کی عصمت کا تو قرآن شاہد تھا اس مین اُسکا قابو نہین لگا تو اُسنے خلفا پر نکتہ چینی کی اور خلافت مین لوگون کو مغالطہ مین ڈالدیا۔

گو یہ مسئلہ فروعی تھا لیکن اس فروع نے اسلام کے اصول کو خراب کر دیا اور وہ نزاع اُٹھا جو قیامت تک رفع ہونا محال ہے۔

(۱) لم یکن الذین کفروا من اھل الکتب کی سورۃ اس غرض بعثت رسول اللہ صلعم کو بخوبی علی الاعلان ظاہر کر رہی ہے۔ ۱۲

(۲) زردشت کو بعض مورخین نے خداپرست اور بعض نے پیغمبر لکھا ہے کیا عجب ہے کہ باہمی اختلاف نے جیسے اصلی مذہب سے لوگون کو علیحدہ کر دیا ہے اور اُن کے پیشواؤن کے حالات مین طرح بطرح کے تغیر ہو گئے اسی طرح سے زردشت کے بعد اُنکے پیرو خداپرستی چھوڑ کر آتش پرستی کرنے لگے ہون۔ ۱۲

اس کے بعد نجد مین عبدالوہاب تجدی پیدا ہوا اُس نے عصمت انبیا اور خلافت خلفا کو تو بدستور قایم رکھا امامت آئمہ اربعہ کو لغو کر دکھایا۔ اجماع کے خلاف ایک جدید فرقہ کا بانی ہُوا اور دین مین تازہ فتنہ برپا کر دیا باوجودیکہ معاہی لشکر سلطانی نے اُسکا قلع وقمع کر دیا مگر بہکنے والے تو بہک گئے اور بہکتے جاتے ہین۔

پھر اس تیرھوین صدی نے ہند مین آزادی نے یہ گُل کھلایا کہ فرقہ نیچری پیدا ہُوا جسنے یہ اظہار کیا کہ معجزات انبیا خلاف فطرت نہین ہوئے خلاف فطرت ہونا امر محال سرسید نے اپنی تفسیر مین تمام شریعت ہی کو درہم برہم کر دیا۔

اسی صدی مین ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی ملک پنجاب مین پیدا ہوئے جنہون نے اپنی ابتدائی تصنیفات سے مسلمانون کو گرویدہ کیا اور بعد مین یہ ظاہر کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول جو احادیث مین مذکور ہے وہ مسیح علیہ السلام مین ہون بلکہ مسیح نام کا کوئی دوسرا شخص ہوگا کہ جو رسول نہ ہوگا سو آیندہ اس فرقے کے بہی لوگ کچھ نہ کچھ پیدا ہوجاینگے اور مسیح موعود ہونیکا دعویٰ مرزا جی کر رہے ہین۔

اہل ہنود کی کتابون مین جیسے کچھ شرمناک حالات اُنکے پیشواؤن مہادیو جی برہما جی سری کرشن جی وغیرہ کے لکھے ہین وہ سب کے پیش نظر ہین کوئی عاقل ایسے صفات کے آدمیون کو پیشوائے مذہب نہین خیال کر سکتا مگر مذہبی تفرقہ نے یہ صورت بنادی ہے اور ایسے ایسے اتہام لگا کر اونکو رسوا کیا ہے۔

جیسے اختلاف اسلام کے اندر اس تیرہ سو برس مین پڑے اور پڑتے جاتے ہین ایسے ہی اختلافات پہلے سے پڑتے رہے ہین اہل ہنود کے ہاتھ مین آسمانی کتاب نہین ہے اور مذہبی علوم سے وہ دست بردار ہو گئے اب مخالفین کے گھڑے ہوئے افسانے اپنے مذہبی رسالے سمجھکر سر پہ گریبان ہوتے ہین اور بہ وجہ ناواقفیت یہ اظہار نہین کر سکتے اور نہ نشان دیسکتے ہین کہ ان جھوٹے افسانون کے مؤلف ہمارے مذہبی مخالف تھے اور ان پیشواؤن سے نفرت دلانے کی غرض سے اُنہون نے یہ افسانے گھڑے ہین ایسی کتابون کو وہ اپنی مذہبی کتاب سمجھتے ہین۔

اگر خدانخواستہ اسلام کی کسی زمانے مین ایسی ہی گت ہو گئی تو مسلمان بہی ان مصنوعی

اور وضعی کتابون کو اسی طرح سے دیکھکر محجوب اور شرمندہ ہون گے جیسے کہ اہل ہنود ہو رہے ہین اور جس طرح سے اہل ہنود کو یہ خبر نہین کہ برہما جی اور کنہیا جی ہمارے مذہبی پیشوا کسوجہ سے ہین اور اُنکا صحیح حال کیا ہے اور اونکو واجب التعظیم سمجھنا ہمارے مذہب کا اصول ہے یا فرع یہی کیفیت اُس حالت مین مسلمانون کی ہوجائیگی کہ وہ خلفا اور امامون کو جانین گے بھی نہین ۔ اور کتابون کی یہ تمیز نہین رہے گی کہ یہ ہمارے مخالف فریق کی یا موافق کی ہے ۔

ابھی تو حضور علیہ السلام کا زمانہ بہت ہی قریب ہے جس مین یہ کچھہ اختلاف پیدا ہو گئے کہ ایک اسلامی کتاب دیکھو تو اُسپر یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ کتاب سنی کی ہے یا شیعہ کی اور سنی کی ہے تو مقلد ہے یا غیر مقلد اور نیچری ہے یا غیر نیچری اور یہ بھی تفتیش وہی شخص کر سکتا ہے کہ جسکو اسقدر واقفیت ہو ورنہ ناواقف تو کچھہ بھی نہین سمجھہ سکتا ۔

اللہ جل جلالہ رب العالمین ہے جیسا کہ قرآن کی پہلی آیت پکار رہی ہے "الحمد للہ رب العالمین" سورت العالمین کی شان یہی ہے کہ وہ اپنے انعامات اور رحمت مین سبکو شامل کرے وہ ربُّ المُسلمین نہین ہے جو مسلمانونکو ہی ہمیشہ بادشاہ رکھے دُنیا کی سب قومون مین سلطنت منتقل ہوتی رہی ہے اور اسطرح سے منتقل ہوتی رہے گی اور جسکی سلطنت ہوگی اُسی قوم کے علوم اور زبان کا زیادہ رواج ہوگا کیونکہ عزت اور ثروت کا مدار بادشاہ کی زبان پر ہے اس صورت مین مذہب کو بھی صدمہ پہونچے گا ۔

ابتدا مین مسئلہ توحید مین اختلاف واقع ہُوا کسی نے بندونکو خدا کا بیٹا اور کسی نے آوتار اور کسی نے اہرمن بنایا اوسکے قایم رکھنے کے لئے یہود ۔ نصاریٰ ۔ مُشرکین نے رسولون اور اپنے پیشواؤن کو داغ لگایا اسلام مین بوجہ کلام مجید کے کوئی موقع یار لوگون کو توحید اور رسالت مین رخنہ کا نہین ملا تو اونہون نے خلافت کو اپنے اختلافات کا نشانہ قرار دیا پھر جیسے توحید کے اختلافی توحید سے گئے ویسے ہی رسالت کے بدگمان توحید اور رسالت کو اور خلافت کے شیدا تینون کو ہاتھہ سے کھو بیٹھے "و بنیاد ظلم اندر جہان اول اندک بودہ است ہر کہ آمد بر آن مزید کرد"

حضرات اہل تشیعہ بیگانون کو یگانہ اور یگانون کو بیگانہ سمجھہ گئے اور محبت اہل بیت عظام مین دیوانہ ہو گئے اور ایسے حواس باختہ اور از خود رفتہ بنے کہ جسمین دوست اور دشمن

کی شناخت کی بھی اُنکو امتیاز نہین رہی۔

حُبّ اہل بیت اسلام کا مذہبی فرض بلکہ اسلام کی جان ہے لیکن اُسی موجب کہ جسکا ہم کو حکم ہے ہمارا اصول اول توحید ہے اُس کے بعد رسالت اب اگر ہم رسالت کو اسقدر بڑہائین کہ توحید سے زیادہ دُور لے جائین تو اس حالتمین ہم مسلمان نہین رہ سکتے ہین۔

شک اور بدگمانی وہ بلا ہے کہ آدمی کا ایمان سلب کر دیتی ہے یہ نظر غور شکی اور وہمی لوگون نے یہ نہین دیکھا کہ اس پردۂ زنگاری مین کون دُشمن ہم کو مغالطہ دے رہا ہے اور کسغرض اور مطلب سے وہ خلافت کے مسئلہ کو پیش کرتا ہے۔

جو یہود بے بہبود ہم کو اس اختلاف مین ڈال رہا ہے وہ اسلام کا اور ہمارا قوی دُشمن اور مار آستین ہے ورنہ حضور علیہ السلام کی وفات سے چوبیس پچیس برس تک بھی اس جانب کسی کا خیال رجوع نہین ہُوا سب صحابہ ایک ہی مسجد مین اپنے نبی معظم کے بعد تمام جماعت وجمعہ وغیرہ ادا کرتے رہے کوئی رنجش اور اختلاف اُن کے باہم نہین ہوا اور کسی قسم کا کوئی مسئلہ جدید اُنہون نے نہین نکالا جو اخلاص زمانہ نبوی مین اون کے درمیان تھا اُسمین روز افزون ترقی تھی اور آخیر تک یہی حال رہا اور باہمی قرابت اور ربط وضبط سے اوس خالص اتحاد کو زیادہ تر یادہ استحکام ہوتا چلا گیا اور کوئی موجب شکر رنجی اہل بیت پاک کا ان خلفا کیجانب سے ظہور مین نہین آیا۔

جہانتک تاریخون کو جہانا جاتا ہے اور واقعی معاملات کی تحقیقات کیجاتی ہے تو ان[1] صحابہ سے بہتر عادل خداترس رحمدل ایماندار دُنیا کی تاریخ مین نظر نہین آتا اہل تشیعہ غیر لوگون کے دہوکے اور مغالطہ مین آگئے ہین اور اس قدر اسلام سے دور ہوگئے ہین کہ کلام الٰہی سے بھی اُنکو سوءظنی ہوگئی ہے اور مفتری فتنہ پردازون کے اقوال کو وحی سمجھتے ہین۔

(۱) فاضل محقق گاڈفری میگنس صاحب اپنی کتاب اپالوجی فرام محمد مین لکھتے ہین کہ گبن نے بیان کیا ہے کہ پہلے چارون خلیفون کے اطوار یکسان صاف اور ضرب المثل تھے اونکی سرگرمی دلدہی اخلاص کے ساتھ تھی اور ثروت واختیار پاکر بھی اُنہون نے اپنی عمر ان اوصاف فرائض اخلاقی وہ مذہبی مین صرف کین" پس یہی لوگ محمدؐ کے ابتدائی جلسہ کے شریک تھے جو پیشتر اس سے کہ اونسے اقتدار حاصل کیا یعنی تلوار پکڑی اوس کی جانب دار ہوگئی یعنی ایسے وقت مین کہ وہ بروقت آزار ہوا اور جان بچاکر اپنے مُلک سے چلا گیا اُنکے

حضرات! وہ اصحاب ایسے نہین تھے جیسا آپ سمجھے ہوئے ہین اور آپنے مثل سرکیشن۔ مہادیو۔ برہماجی کے اُنکا خاکہ اُڑایا ہے اُن کا حال ایسا تھا جیسا مولانا حالی نے لکھا ہے۔

جب اُمّت کو سب مجکی حق کی نعمت		ادا کرچکی فرض اپنا رسالت	
رہی حق پہ باقی نہ بندون کی حجّت		نبی نے کیا خلق سے قصد رحلت	
	تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی		
	کہ دُنیا مین جسکی مثالین ہین تھوڑی		
سب اسلام کے حکم بردار بندے		سب اسلامیون کے مددگار بندے	
خدا اور نبی کے وفادار بندے		یتیمون کے بیمون کے غم خوار بندے	
	رہ کفر و باطل سے بیزار سارے		
	نشہ مین اُلفتِ حق کے سرشار سارے		

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶) اول ہی اول تبدیل مذہب کرنے سے اونکی سچائی ثابت ہوتی ہے اور دُنیا کی سلطنت کے فتح کرنے سے اونکی لیاقت کی فوقیت معلوم ہوتی ہے"۔

(۱) "یوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا"

(۲) نہج البلاغت مین حضرت امیرؓ سے صحابہؓ کے حال مین ہے "کانوا اذا ذکروا اللہ ھملت اعینھم حتی تبل جیوبھم ومادوا کما یمید الشجر یوم الریح العاصف خوفا من العقاب ورجاء للثواب" کان "حبّ اللقاء الیھم لقاء اللہ وانھم یتقلبون علی مثل الجمر من ذکر معادھم"

یعنی صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب خدا کا ذکر کرتے تھے یہ نکلتی تھین اُن کی آنکھین یہان تک کہ اُن کے چہرے تر ہو جاتے تھے اور خدا کے خوف سے اور اُمید ثواب مین ایسے لرزتے تھے اور جھومتے تھے جیسے درخت آندہی سے اور سب سے زیادہ اون کو محبت خدا کے ملنے کی تھی اور آخرت کی یاد مین ایسے بے چین ہو کر کروٹین لیتے تھے گویا انگارون پر لوٹ رہے ہین۔

جہالت کی رسمین مٹا دینے والے	کہانت کی بنیاد ڈھا دینے والے
سراحکام دین پر جرکا دینے والے	خدا کے لئے گھر لٹا دینے والے
ہر آفت مین سینہ سپر کرنے والے	فقط ایک اللہ سے ڈرنیوالے

خلافت کو اگر خلفا غصب کرتے تو اُسی وقت تلوار کھچ جاتی ہزارون لاکھون صحابی ایک دم مین بگڑ جاتے اونکا ایسا طرز نہین تہا کہ قال کچھہ ہوا در حال کچھہ اس نبی کی خاطر دین کے جوش مین وہ اپنے باپ بہائیون کو خاص اپنے ہاتھہ سے قتل کر چکے تہے وہ جالی اور حکین کے کرتے پہننے والے اور زنانی وضع کے پسند کرنے والے لوگ نہین تہے زرہ بکتر اور تلوار اُنکا زیور اور لباس تہا اون کے دل لڑائی کے میدان مین شگفتہ ہوتے تہے وہ میدان سے زندہ بچکر آتے تو کبیدہ خاطر اور آزردہ دل رہتے اون کے دلون اور روحون مین نبی اور ملکی کمالات کا تصرف تہا وہ خاتم النبیین کی فیض تربیت مین اعلی درجہ کمال کا رکھتے تہے روحانی

(۱) عمرو بن العاصؓ نے جب مصر فتح کیا تو دریاے نیل کا یہ قاعدہ تھا کہ ہر سال ایک مرتبہ خشک ہو جایا کرتا تھا مصری ایک کنواری کو دُلہن بنا کر اوس مین ڈالتے تو روان ہو جاتا تہا جب ملک اہل اسلام کے قبضہ مین آیا دریا کے خشک ہونے کے دن تہے مصریون نے حسب دستور ایک باکرہ عروس بنا کر بیٹہ کے لئے تیار کیا جسکی خبر عمرو بن العاصؓ کو ہوئی تو اونکو روکدیا گیا اور حضرت عمرؓ کو خط لکہا حضرت عمرؓ نے جواب رقم فرمایا کہ میرا یہ رقعہ جو اس خط کے ساتہہ ہے دریا مین ڈالدو عمرو بن العاصؓ نے وہ رقعہ دریا مین ڈالدیا دریا فوراً روان ہو گیا اور پھر کبھی نہین ہوا دریاے نیل کے رقعہ کا مضمون یہ تھا "کہ اے دریا جو تو شیطان کے حکم سے بہتا ہے تو ہم کو تیری پرواہ نہین اور جو خدا کے حکم سے روان ہوتا ہے تو روان رہ بندہ ہو کر کیون بندگان خدا کو زحمت دیتا ہے۔

شیخ احمد دیونبدی شیعی اس روایت کی نسبت جو یہ ہرزہ درائی کرتا ہے کہ خشک دریا مین کیسے لڑکی ڈالی جاتی تھی اس سے اوس کی کم عقلی اور بے علمی عیان ہے کہ دریاے نیل کے حال سے بہی اوسکو واقفیت نہین جو ایک بحر زخار اور تلاطم سمندر ہے۔

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد	
عیب نماید ہنرش در نظر	

(۲) ایک مرتبہ جہاد کے لئے چندہ ہو رہا تہا حضرت عمرؓ نصف مال اپنے گہر کا حضور مین لائے اور خوش تہے کہ آج سب سے زیادہ مین رہونگا حضور نے دریافت فرمایا تو عرض کیا کہ نصف اہل وعیال کیلئے

تعلیم نے سب سے زیادہ عمدہ نقش انہین کے دلونپر کیا تھا روز ازل مین تمام روے زمین پر اسلام کی اشاعت اور کفر کا ازالہ انہین کی پیشانی کو عنایت ہوا تھا یہ وہی اصحاب تھے جنکی عظمت انبیاء سابقین پر ظاہر کرنے کے واسطے توریت اور انجیل مین حضور صلعم کو خداوند جار یار کے خطاب سے مخاطب فرمایا گیا ہے جسکا بیان قرآن مجید مین بھی کیا گیا ہے "محمد الرسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود۔ ذالک مثلھم فی التورات ومثلھم فی الانجیل" یعنی یہ محمد اللہ کا رسول ہے اور جو لوگ اوسکے ساتھ ہین اصحاب وہ کافرون پر بڑے سخت ہین اور اپنے آپس مین نہایت نرم دل اور انتہا درجہ کے مہربان ہین تو اے نبی صلعم اونکو دیکھتا ہے کہ وہ رکوع کرتے سجدے مین پڑے ہوے اللہ کا فضل اور اوس کی مہربانی کے خواہان ہین اون کی پیشانیون پر سجدے کرنے کے نشان ہین یہی مثال اُن کی (اسی طرح سے اُن کا ذکر) توریت مین اور یہی مثال اُن کی انجیل مین وی گئی ہے اس آیت کے دیکھنے سے سب اقوال اور احوال جو یار لوگون نے اپنی جانب سے گھڑے ہین باد ہوائی معلوم ہوتے ہین اور کوئی بھی اشتباہ باقی نہین رہتا۔

خداوند تعالیٰ نے اون کے ایمان اور صداقت پر مہر لگا دی ہے جو کسی طرح سے کسی عیار کے ہاتھ سے نہین ٹوٹ سکتی۔

اور بالفرض اگر ہم یہی خیال کرین کہ صحابہ کو حضرت امیر علیہ السلام کے لیے خلیفہ کرنا تھا تب بھی شرط احتیاط یہی ہے کہ ہم اس حکم ربی کے موافق کسی کی جانب اس معاملہ مین لب کشائی نہ کرین کیونکہ خدا کی نافرمانی سے ہمارا دین برباد ہوتا ہے اور خلافت کچھ ہاتھ نہین آتی ہم اس مغالطہ مین پڑکر کیون گمراہ ہون۔

اور کیون ہم دوسرونکے فریب مین آئین جبکہ ہمارے پیش نظر فرمان اللہ اکبر ہے جو ہر طرح سے کافی ووافی ہے۔

(بقیہ صفحہ ۱۱۸) چھوڑا آیا ہون اور نصف حاضر لایا ہون حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا تو ظاہر کیا کہ مین سب گھر کا مال لایا ہون اور کچھ چھوڑ کر نہین آیا جب سے بسبب تہیدستی پیراہن مین حضرت صدیق نے بجاے بٹنون کے کانٹے لگا لئے تھے اور لوگ اونکو ذوالبطالل کہتے تھے۔

کیا اگلے زمانہ مین جب برہما جی اور سرکشن جی وغیرہ کے حالات لوگون نے ایسی بد اعمالی کے شایع کئے ہون گے اہل مذہب نے نہین سمجھا ہوگا ضرور متنبہ اور آگاہ کیا ہوگا اور اسی طرح سے مناظرے اور مناقشے اوسوقت مین بھی ہوئے ہون مگر انقلاب زمانہ اور امتداد نے وہ دفتر درہم برہم کر دیا اور اب وہ لوگ کہ جو اونکو اپنے مذہب کے پیشوا سمجھتے ہین اتنا بھی غور نہین کرتے ہونگے کہ یہ حالات مخالفین مذہب کے تراشے ہوئے ہین خدا نہ کرے اسلام کی ان کتابون کا ایسا حال ہو۔

زمانہ تو یہی پکار رہا ہے اور ہر طرف سے ایسی ایسی ہیبناک صدائین خوفناک آرہی ہین کہ زمانہ جیسے پہلے توحید اور رسالت کو درہم برہم کرتا رہا ہے اور مخالفین اسلام بحالت غلبہ اوسکو میٹتے رہے ہین کیا آگے کو زمانہ کی عادت بدل جائیگی یا انقلاب موقوف ہوجائیگا یا ہمیشہ قیامت تک مسلمان بادشاہ رہین گے یا اب اس تیرہ سو برس سے ہی اخلاص کے ساتھ خدا کی عبادت ہو رہی ہے اور پہلے نہ تھی یہ خیال محض محدود اور بعید از عقل و نقل ہے خداوند تعالی نے روز آفرینش سے اسلام نازل فرمایا اور اوسکو ہر طرح سے تمام روے زمین پر شایع کیا اور ہر ایک ملک اور جزیرہ مین اخلاص کے ساتھ خداوند تعالے کا نام پکارا گیا اختلاف طبعی جو خاصہ انسانی ہے اوسمین رخنہ انداز ہوا اور مخالفین نے باہمی ضد اور سازش اور معرکہ آرائی سے اوسکو نیست نابود کر دیا اور لوگ وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر بتون کے اور نبدون کے بندے ہو گئے اور زمین پر کفر پھیل گیا جب مشیت ایزدی پلٹی تو اپنے اولوالعزم رسولون کے وعظ اور جہاد سے اوس کفر کا کسی قدر ازالہ ہوا اور نور اسلام پھر کہین کہین چمکنے لگا غرض کہ نہ تو ہمیشہ دنیا سے اسلام گیا اور نہ ہمیشہ سب جگہہ کفر ہی رہا جس خیال اور مذہب کے لوگ پہلے سے دنیا مین ہوتے آئے ہین انمین خیالات اور مذہب کے اس وقت بھی موجود ہین گو یہ پست حالت مین ہین یا انسے بلند درجے پر مگر خیالات اور مذہب کوئی جدید نہین ہے وہی اگلے مذہب ہین کہ انمین مختلف عقیدے طبائع کے اختلاف سے ہو گئے ہین۔

پس اے حضرات شیعہ آپ ایسے اختلافات کے ہیشہ وا اور مجاہد اور غازی مت بنو جس سے اسلام ملیامیٹ ہوجائے توحید کے دشمن اہل بیت کے دوست کہلا کر

مست ہوا اہل بیت کے طفیل سے اسلام دُنیا مین پھیلا اور اُسی مبارک اور پاک منزل فاتحہ سے اسلام نے جلوہ عالم پر ڈالا اب آپ ایک یہودی کے دھوکے مین آکر کیون اوسکی تخریب کے درپے ہو رہے ہین اور آپ کے دِل مین ایسا عقیدہ اوس مردود یہودی کے کہنے کا بیٹھا ہے کہ آپ خدا کی بھی اوس کے مقابلہ مین نہین مانتے اور امامت کو رسالت سمجھ رہے ہین یہ خبر نہین کہ یہ حکیمہ آپکو کس غرض سے اُس یہودی نے دیا ہے کیا وہ مولیٰ علیؑ سے بھی قرآن زیادہ سمجھنے والا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تو اس خلافت اور امامت کے مسئلہ مین لب کشائی تک نہین کی رزم اور بزم اور نماز اور امامت مین خلفاء ثلاثہ کا تمام عمر اتباع کرتے رہے اور رفاقت اور قرابت سے اپنے اخلاص کو مثل آفتاب روشن کر دیا مگر افسوس کہ آپ کا شک کسی طرح سے بھی رفع نہین ہوتا اور خلافت کا نور آپ کی آنکھون سے اوجھل ہی ہوتا چلا جاتا ہے

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کین رہ کہ تو میروی بہ ترکستانست

یہ محبت جس پر آپ کو ناز ہے نہ خداوند تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہے نہ رسول کی نہ اس سے حضرت علی راضی نہ فاطمہ نہ حسین خوش اور اسکا فیصلہ خود پروردگار نے کر دیا ہے کہ "قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم" یعنی اے نبی صلعم لوگون سے کہدے کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو خدا تم کو دوست رکھے گا اور تم کو بخشدے گا۔

جناب عالی یہان اس خالی محبت سے کام نہین چلتا یہ حُبّ اہل بیت کا دعویٰ محض طل ہے عمل آپ کا اہل بیت کے خلاف اور محبت مین اُن آئمہ پاک کے یہ لاف و گزاف اگر امامت رسالت کی اصل ہوتی تو حضور علیہ السلام بروقت وفات علانیہ خلافت امیرؓ کی بیعت لیتے اور آخر دم تک یہ وصیت فرماتے کہ علیؓ کے سوا میرے بعد کوئی امام نہین ہے کوئی شیعہ اپنی مستند کتاب مین ایسی صحیح روایت نہین پیش کر سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے علانیہ اصحاب کو حضرت امیرؓ کی خلافت بلافصل کا ارشاد فرمایا ہو صرف خیالی توہمات کو تاویلات اور وضعی روایات سے قوت دیتے ہین اور یہ ظاہری دعویٰ

محبت اہل بیت کا ہے اور زبانی باتین ہین امتحان[1] کے وقت ان حضرات مین سے ایک بھی ثابت قدم نہین نکلا اگر ایک دو بھی اپنی شجاعت کے اظہار سے اس دعوی کی تصدیق کا باعث ہوا ہوتا تو اہل تشیعہ نے دوسرا شاہنامہ تصنیف کر دیا ہوتا اور رستم کی داستان کو افسانہ بنا دیتے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمان قرآن سمجھنے مین غلطی کرنے لگے اور اسلام کی اصل منشا کو انہون نے بالائے طاق رکھدیا اور تعصب سے جہالت کے گرداب مین پڑ گئے جیسا کہ علماء شیعہ اپنی کتابون مودت الاسلام وسواء السبیل مین حقیقت سے چشم پوشی فرما کر رقم فرماتے ہین کہ "قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودت فی القربیٰ"

یعنی کہدے اے محمد صلعم کہ مین تم سے کوئی اجر نہین مانگتا ہون صرف محبت اپنے ذوی القربیٰ کا خواہان ہون پس محبت اہل بیت گویا اجر رسالت ہے۔

(۱) شمس العلما مولوی نذیر احمد خان بہادر نے علی گڈھ کالج کے چوتھے اجلاس مین جو لیکچر دلچسپ اور پر اثر دیا اُس مین فرمایا کہ مین ایک شہر مین ڈپٹی کلکٹر تھا اور وہان شیعہ کسیقدر زیادہ تھے آیا محرم تو شیعہ عزاداری کی بڑی بڑی تیاری کرنے لگے مین بھی مجالس مین بلایا جاتا تھا اور یہ سمجھکر بے عذر شریک ہوتا تھا کہ گھر پر میرا وقت کونسے نیک کامون مین صرف ہوتا ہے یہی تاکہ ان مجلسون مین رُلانے کے لئے اکثر جھوٹی اور ضعیف روایتین بیان کی جاتی ہین مگر آخر ایک مذہبی رنگ تو ہے ایک دن ایک مجلس مین خوب ہی رقت ہوئی میرے پہلو مین ایک صاحب بیٹھے تھے وہ سب سے زیادہ روتے تھے اور بار بار کہتے تھے "یالیتنی کنت معھم یالیتنی کنت معھم" مجھکو یہ لکھا یالیتی کنت معھم کارٹنا بُرا معلوم ہوتا تھا کیونکہ اُس سے استہزاء مین خلل واقع ہوتا تھا اور چونکہ وہ ہُم کی ضمیر کا مرجع معین نہین کرتے تھے مین اپنے دلمین یہ کہتا تھا کہ یہ کیا بیہودہ آرزو ہے کون جان سکتا ہے کہ تم اوسوقت ہوتے تو کیا کرتے آخر فریق مقابل بھی تو اپنے تئین مسلمان ہی کہتا تھا "ترجوا مایۃ قبلت حسینا شفاعت جدہ یوم الحساب فلا واللہ لیس لھم شفیع وھم یوم القیامۃ فی العذاب" جب سرکار صاحب ممبر تشریف فرما ہوئے تو رات گئی مین اُٹھہ آیا میرا آنا تھا کہ وہان مار کٹائی ہوئی پولیس نے بہت لوگون کا چالان کیا اُنمین وہ یالیتی کنت معھم بھی تھے اُنھون نے لکھا یا کہ مین اس مجلس مین گیا ہی نہین ہنسکر کہا کہ اسی برتہ پر آپکو معرکہ کربلا مین ہونیکی آرزو تھی۔

اہل تشیعہ نے اسکے معنی مین سخت مغالطہ کہا یا ہے اور کچھہ خیال پس وپیش کا نہین کیا "انھم الفوا اباءھم ضالین فھم علیٰ اثارھم یھرعون" ان لوگون نے جیسا اپنے آباؤ اجداد کو گمراہ پایا ہے اوسی راستہ اُن کے قدمون پر دُہ دوڑتے چلے جارہے ہین۔

اور اس معنی کے ثبوت کے لئے یہ حدیث وضع کرتے ہین کہ "فانھا لما نزلت قالوا یا رسول اللہ من قرابتک الذین وجبت علینا مودتھم قال علیؑ و فاطمہ و ابنا ھما" یعنی جب آیت محبت ذوالقربیٰ کی نازل ہوئی تو اصحاب نے حضور علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آپکے قرابتی کون ہین تو فرمایا کہ علیؑ اور فاطمہ اور اوس کے دونون بیٹے۔

حدیث تو حضرات نے گھڑدی مگر یہ غور نہین کی کہ سورہ شوریٰ جس کی یہ آیت ہے تمام وکمال مکی ہے اور مکہ مین حضرت فاطمہ کا نکاح تک نہین ہوا تھا حسنین کا پیدا ہونا تو کجا۔

اصل مطلب اس آیت وافی ہدایت کا یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کو ارشاد ہے کہ اہل قریش سے کہدے کہ مجھکو اس تبلیغ احکام سے کوئی ذاتی غرض نہین ہے کہ مین تمسے کوئی فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہون مگر تمہارے اور میرے درمیان قرابت ہے جو صلہ رحم ہے اسواسطے مین تمہارا بہی خواہ اور دردمند ہون جو تمکو صراط مستقیم پر لانا چاہتا ہون وہ محبت کا جوش جو خون کی طرح رگون مین ہے تمہاری اس گمراہی کو نہین دیکھہ سکتا اور قرابت وارکلیہ قاعدہ ہے کہ اپنے قرابتیون کا ہوا خواہ ہوا کرتا ہے یہان تشنا متصل نہین ہے منقطع ہے۔

ہمارا یہ عقیدہ نہین ہے کہ محبت اہل بیت فرض نہین ہے محبت اہل بیت بیشک فرض اور موجب ایمان ہے مگر یہان یہ منشا اس کلام کا نہین ہے ورنہ قرآن کی منشا کے خلاف تسلیم کرنا پڑیگا اور کلام الہی مین صریح تناقض واقع ہوگا کیونکہ سب انبیا کی شان مین اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ "قل لا اسئلکم علیہ اجرا ان اجری الا علیٰ رب العالمین" یعنی کہدے اے رسول کہ مین تم سے کوئی صلہ

نہین مانگتا ہون میرا صلہ رب العالمین پر ہے اس سے صاف روشن ہوگیا کہ انبیا کیواسطے دُنیا کے آدمیون پر کوئی اجر نہین رکھا گیا یہی وجہ آل رسول پر زکواۃ حرام ہونے کی ہے اور آپکے اس خیال سے رسالت پر حرف آتا ہے۔

سورہ شعرا مین بہت سے رسولون کا ذکر کیا گیا ہی اور ہر ایک کے تذکرہ کے بعد یہی فرمایا ہے کہ وہ بروقت دعوت اسلام یہی پکارتے تھے "وما اسئلکم علیہ من اجران اجری الا علی رب العلمین" یعنی کیا نبی اور کیا رسول یہی اعلان کرتا تھا کہ مین تمسے کوئی اجر نہین چاہتا ہون میرا اجر خداوند ربّ العالمین پر ہے۔

اس تمام سورۃ کو اول سے آخر تک پڑھو تو یہ آیت تکرار ہر نبی اور پیغمبر کی آزادی اور بیغرضی کو ظاہر کرتی ہے اور پھر ایک ہی مقام پر نہین بہت سے مقامون مین اس ارشاد کو تکرار فرمایا ہے اور حضور علیہ السلام کو بھی خاص طور سے یہی حکم دیا گیا ہے سورہ سبا مین ہے کہ "قل ما سالتکم من اجر فھو لکم ان اجری الا علی اللہ" یعنی کہدے کہ مین تمسے کوئی اجر نہین چاہتا اجر تو تمہارے لئے ہے میرا اجر اللہ پر ہے۔

سورہ ص کے آخر مین فرماتے ہین "قل ما اسئلکم علیہ من اجر وما انا من المتکلفین" یعنی کہدے کہ مین اسپر کوئی اجر نہین چاہتا ہون اور نہ مین بناوٹ کرنے والون مین سے ہون۔

ان آیات بینات کے مطالعہ سے کوئی عاقل یہ معنی اُس آیت کے نہین کہہ سکتا جو علما شیعہ نے تراشے ہین۔

ابن بابویہ جنہون نے اپنی تفسیر امام حسن عسکری کے نام سے شایع کی ہی اُن کی یہ معنی کسی طرح سے نہین بن سکتے اور اس سے قابلیت کا اندازہ بھی ان مجتہد صاحب کی ہوگیا کہ بروقت تفسیر اس آیت کے مجتہد صاحب کو دوسری تاکیدی اور تکراری آیتونکا مطلق خیال نہین رہا ہمارے بھائیون کو یہ سمجھ نہین ہے کہ اگر یہ خلافت کوئی ورثہ یا ترکہ ہوتی تو حضرت علیؓ کا اوس وقت مین بھی حق نہ تھا حضرت فاطمہؓ اور اُن کے بعد حسنینؓ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوتے۔

صاحبو! اگر اسکو ریاست سمجھتے ہو جیسا کہ بادشاہون اور راجاؤن کا آئین ہے تو حضرت فاطمہؓ اور حسنینؓ کیواسطے جھگڑا کرو کیونکہ جگر جگر ہے اور دگر دگر۔ حضرت امیر علیہ السلام کو قطع نظر کرو اور جو خدائی ملکیت گمان کرتے ہو تو تنازعہ فضول ہے خداوند تعالیٰ نے اپنی شریعت کی قابل جسکو سمجھا اُسی کو خلیفہ کیا دین خدا کا ہے اوس مین کسی کا کوئی دعویٰ یا حق نہین ہے۔ دین اسلام کی بھی بڑی خوبی ہے کہ اس مین کسی نبی یا پیغمبر کا کوئی حق تابعین پر نہین لگایا گیا جیسا کہ برہمنون نے سب اقوام ہند پر اپنے حق لگا دیئے ہین جو نکو مرتے دم تک اور مرنے کے بعد بھی دینے پڑتے ہین مگر ؎

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد عیب نماید ہنرش در نظر	

یہ یہودیون کا خیال ہے جسکو ابن سبا نے اپنے مذہبی عقائد سے استنباط کیا ہے کہ نبوت سوائے حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد کے اور کسی کے واسطے نہین ہے یہی سبق اوس پیر صفاتی نے اہل تشیعہ کو پڑھا دیا ہے کہ خلافت نبوت ہی جسکے مستحق حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور آل فاطمہ ہین۔

نبوت کے خاتمہ کی تو قرآن اور احادیث سے صفائی ہو چکی تھی اوسمین رخنہ کا موقع اُس یہود مردود کو نہین ملا تو اوس نے امامت کو نبوت کی اصل قرار دیکر توحید اور رسالت کو باطل کر دیا۔

ہمارے بھائیون کو خدا ہدایت دے اور وہ غور کرین کہ نماز اسلام کا ایک رکن ہے اور توحید اور رسالت اسلام کے اصول۔ اُن کی تاکید پر نظر کیجاتی ہے تو نماز اور زکواۃ کی تاکید صدہا جگہ بار بار قرآن مین اللہ صاحب نے فرمائی ہے اور وحدانیت اور رسالت کی تاکید کی تو انتہا نہین ہر ایک آیت علانیہ صاف اور عام فہم الفاظ مین توحید اور رسالت کا اعلان کر رہی ہے اگر خلافت بلا فصل حضرت امیرؓ کی اسلام کا کوئی اُصول ہوتی تو اللہ میان اوسکو اس طرح سے کنایون اور تاویلون کے بھروسے کبھی نہ چھوڑتے جسطرح سے صاف طور پر نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکواۃ کو آشکارا فرمایا ہے اسی طرح سے امامت مولی اعلیٰؓ کیا وہ چار جگہ بھی نہ فرماتے اور حضور علیہ السلام جو باپ

سے زیادہ شفیق اور مان سے زیادہ اُمّت پر مہربان تھے خلافت کا اس کنایہ سے اعلان نہ فرماتے کہ "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" بیعت رضوان سے بڑھکر ایک ایک سے اپنے روبرو حضرت امیرؑ کی امامت اور خلافت کی بیعت لیتے اور عہد مستحکم کرا کے چھوڑتے حیرت کا مقام ہے کہ وہ امامت جس پر اسلام کا دارومدار تھا اور جسکا عہد بقول علماء شیعہ روز میثاق انبیا سے لیا گیا اور جس کیواسطے کل انبیا اور حضور علیہ السلام مبعوث ہوئے ویسے ہی پردہ مین رہی نہ اللہ میان نے قرآن مین اُسکو کھولا اور نہ پیغمبر صاحب نے علانیہ فرمایا۔

وہ امامت جسکی انبیا تمنا کرتے تھے وہ امامت جس کا روز آفرینش سے التزام تھا وہ امامت جسکے ملائکہ آرزومند تھے وہ امامت جسکے واسطے رسالت کا اعلےٰ منصب اولاد آدم کو عطا ہوا وہ امامت جسکے واسطے توریت ۔ انجیل ۔ زبور قرآن نازل ہوئے اُس امامت کا قرآن مین تذکرہ تک نہین۔

حضرت علیؑ امام برحق جسکے واسطے یہ منصب امامت رکھا گیا تھا دوسرون کی مقتدی ہوئے اور اللہ میان نے اون کا نام تک بھی قرآن مین ظاہر نہین فرمایا جن کلمات سے دیگر صحابہؓ کے فضائل بیان فرمائے اُنہین الفاظ مین امام عالی مقام کے مناقب کی شرح کی "ان ھذا لشیء عجاب"

اصل یہ ہے کہ حضرات اہل تشیعہ قرآن سے کیا بہ عقیدہ ہوئے کہ مذہب سے ہی ہاتھ اُٹھا بیٹھے یہ تمام خرابیین اور دقتین جو اون کو لاحق ہوئے ہین اس کی وجہ خاص یہی ہے کہ قرآن مجید پر اُن کا ایمان نہین ہے وہ اوس کو بیاض عثمانی سمجھتے ہین

جو حجت بالغہ اور ثقل اکبر بالاتفاق ہے اوسکی جانب بالکل اُنکا میلان نہین اور اوس سے بدعقیدہ ہونے کی صدہا روایتین اُنہون نے گھڑلی ہین اس حالت مین کیسے اونکو ہدایت ہوسکتی ہے۔

اگر وہ قرآن کو ہی بموجب حدیث ثقلین پکڑے رہتے تو کبھی ابن سبا کے دام فریب مین نہ پھنستے کل مشکلات قرآن سے حل ہوجاتین جون جون وہ قرآن سے

کنارہ کش ہوئے اسیقدر اسلام سے دور ہوتے چلے گئے۔

کلام مجید مین اللہ میان فرماتے ہین "ما کان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب" یہ آیت منافقون کے بارہ مین ہے جس مین صاف ارشاد ہے کہ یہ مت سمجھنا کہ ہم مومنون کو اسی حالت مین چھوڑ دینگے جسمین تم ہو بلکہ ہم ناپاک کو پاک سے علیحدہ کرکے رہینگے۔

مدعا یہ ہے کہ منافقون کو صادقون سے علیحدہ کرکے دین کا خاتمہ اور رسالت کا اتمام کرین گے چنانچہ اسکا ظہور حضور علیہ السلام کی زندگی مین ہی ہوگیا کہ وفات شریف کے پہلے پہلے مدینہ منافقین سے بالکل پاک ہوگیا تھا ایک منافق کو بھی مدینہ مین نہین چھوڑا تھا اور ہر ایک منافق کا حال اللہ جل جلالہ نے آپ کو ظاہر فرمادیا تھا جس کا حال احادیث اور تاریخ اور کتب سیر کے مبصرون سے پوشیدہ نہین ہے۔

یہی باعث تھا کہ حضور علیہ السلام کے بعد سے تا عہد خلیفہ سوم اسلام ایک ہی حالت اور وضع پر رہا اور سب اسلامیون کے ایک ہی دل اور ایک ہی طرح کے عقیدہ رہے اور سب نے قرآن اور اسلام کا ایک ہی منشا سمجھا اور اسی کو حجت بالغہ قرار دیا کسی ایک نے بھی اس خلافت راشدہ سے کوئی تجاوز نہین کیا۔

قرآن جو حضور علیہ السلام پر نازل ہوا اوسکو جبریل علیہ السلام نے سرور کائنات کے دل پر ۲۳ برس تک منقش کیا اور آپنے اس مدت مین اپنے صحابہؓ کے دلون پر خوب جمایا اور صحابہ نے چالیس پچاس برس تک خوب ہی اوس کی مشق کی جسکے باعث ہمین آج باوجود گذرنے تیرہ سو برس کے اور اس اسقدر نفاق کے زیر زبر تک کا بھی فرق نہین ہے اور تمام دنیا مین وہی ایک قرآن ہے جو وحی کے ذریعہ نازل ہوا تھا اور جس کی تلاوت حضور علیہ السلام اور حضرت علیؓ اور ائمہ اہل بیت کرتے تھے۔

وہ اصحاب جو اہل بیت کے مدارج اور قرب کو بچشم خود معائنہ کرچکے تھے اور امیرؓ اور حضرت عباسؓ کی شجاعت اور حمایت اور جان نثاری اسلام کو صدہا لڑائیون اور بڑے بڑے معرکون مین دیکھ چکے تھے ابھی تک جنازہ رسول مقبول کا رکھا ہی

ہُوا تھا ایک ادنیٰ نوکر اور خدمتگار کا بھی لحاظ اور پاس ہوا کرتا ہے کیا وہ اپنے نبی کا اتنا بھی خیال نہ رکھتے جسکے ہزارون معجزے اُنھون نے اپنی آنکھون سے مشاہدہ کئے تھے اور پھر یہ اصحاب ایسے وقت مین ایمان لائے تھے کہ اُسوقت اسلام لانا ہزار ہا آفات اور مصائب کا سر پر لینا تھا اور اُنھون نے گھر پھونک تماشہ کیا تھا سارا خاندان و مان برباد کرکے اور خویش و اقارب سے تعلق چھوڑ کر خدا اور اُسکے رسول کی اطاعت مین ہمہ تن جان و مال سے مشغول ہو گئے تھے۔ حتیٰ کہ محبت خدا و رسول مین اپنے باپ بھائی سے عزیزون کو اپنے ہاتھ سے بلا ہراس قتل کر دیا تھا ایسے دیندار خدا و رسول پر جان و مال قربان کرنے والے ذراسی دیر مین طوطی کیطرح ایسے بدل جاتے کہ خلافت حقہ کو غصب کر لیتے اور کچھہ بھی لحاظ و پاس اپنے نبی معظم کا نہ کرتے جس پر صدق دلسے ایمان لائے ہوئے تھے۔ اور نبی ہاشم اس خاموشی کے ساتھہ باطل خلافت کے تابع ہو جاتے۔ اور جو اس کو تسلیم کیا جائے تو اس سے رسالت پر الزام عاید ہوتا ہے بلکہ خداوند کریم کی ذات پاک بھی آپ کے اس طعن سے بری نہین ہو سکتی اور "اذا جاء نصر اللہ والفتح" کا بُطلان صریح ہوتا ہے کیونکہ یہ اصحاب حضور علیہ السلام کے اعلیٰ درجہ کے مقرب اور مصاحب خاص تھے دین کے کُل معاملات کا انحصار انہین کی رائے صائب پر ہوتا تھا جب انکے ایمانون کا یہ حال تھا جیسا کہ آپکو گمان ہے تو وائے بر حال دیگران۔

آپکے زعم مین سوائے اہل بیت اور چند اصحاب[1] متعدد کے سبکے ایمان سلب ہو گئے تھے اور اس منافقیت کا حال حضور علیہ السلام کو آشکارا ہو گیا تھا اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کو نام بنام سب کی منافقیت سے بقول آپکے حضورؐ نے آگاہ کر دیا تھا اور اہل بیت اور چند اصحاب باایمان کا مجموعہ چالیس کی تعداد سے بھی کم تر تھا جسکے باعث خلافت کے لئے حضرت امیرؓ کو صبر کرنا پڑا اور مجبوراً خلافت غیر حقہ کی فرمانبرداری کی اور جہاد سے معذور رہے اور حضرت والا کی خلافت تک بھی ایمان داروں کی تعداد

(۱) اہل تشیعہ کے نزدیک صحابہ مین سے سوائے سلمان فارسی۔ جابر۔ ابو ذر غفاری۔ مقداد ابن معود بلال اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے سبکے ایمان نعوذ باللہ سلب ہو گئے تھے۔

جہاد کے نصاب کو نہین پہونچی۔

اور اللہ میان اتنی قلیل جماعت پر یہ فخر کرتے ہین کہ "اذا جاء نصر اللہ والفتح" یعنی جسوقت اللہ کی مدد اور فتح آگئی اور تمنے اے نبی صلعم اپنی آنکھون سے لوگون کو دین مین داخل ہوتے ہوئے فوج در فوج دیکھہ لیا تو اب تم اللہ کی تسبیح اور حمد مین ہوجاؤ کہ وہ نہایت مہربان ہے۔

مسلمان تو یہی دس پانچ آدمی تھے اللہ میان نے بھی کیا مبالغہ کے طور سے انہین دس پانچ اہلبیت اور اصحاب کو ہزارون لاکھون کے برابر سمجھکر ایسا فرمایا ہے اور اتنی قلیل آدمیون کی جماعت کے واسطے "افواجا" کا لفظ کبھی موزون نہین ہوسکتا۔

تعجب تو یہ ہے کہ چالیس مسلمان ہی نہین ہوئے تھے کہ اللہ صاحب فرمانے لگے کہ اے نبی اب تمہاری ضرورت دنیا مین رہنے کی نہین ہے دین خوب پھیلگیا اور طرفہ یہ ہے کہ دین مین تو یہ ابتری پڑی ہوئی تھی اللہ جل علی شانہ اپنے رسول معظم کو مژدہ "انا فتحنا لك فتحا مبینا" کا سناتے ہین اور روم ایران کے فتوحات اور غنایم سے مسلمانون کو امیدوار اور نبی مقدس کو مسرور فرماتے ہین۔

اگر یہ اصحاب ایسے ہی تھے جیسا کہ ہمارے بھائی شیعون کا گمان ہے تو پھر انکے ہاتھون مین یہ ملک اور دولت روم وشام کی آنیسے اسلام کی کیا فتح تھی اور دین اسلام کے لئے وہ فتح کی خبر مژدہ کیسا سراسر بے خبر تھی کہ جیسے وہ ملک پہلے عیسائیون اور مشرکون کے قبضے مین تھے اب منافقون کے ہاتھہ مین آگئے اور خدا اور تمام مسلمانون کے نزدیک یہ سب برابر ہین اب نہین معلوم کہ یہ نوید فتح اللہ میان کیسی سناتے ہین اور حضور علیہ السلام اور اہل بیت کیسے اس سورہ پر خوش ہوکر وجد مین آتے ہین۔

حضرات اہل تشیعہ بنظر انصاف غور فرمائین اور خوب سوچین کہ خلفا ثلثہ کی خلافت تسلیم نہ کرنیسے تمام کارخانہ دین کا درہم برہم ہوجاتا ہے اور صدہا اعتراض مولی مرتضی اور حضرت رسول اللہ اور اللہ جل علی شانہ کی جناب مین وارد ہوتے ہین۔

اے باد صبا این ہمہ آوردہ تست

ملا باقر مجلسی اور اُن کے مقلد فضل علیخان مولف انارۃ البصائر جو یہ لکھتے ہین کہ ان اصحاب

کے ایسا ہونے سے رسالت پر کیا حرف آتا ہے یہ خیال اُنکا کسقدر کم فہمی اور ناعاقبت اندیشی کا ہے رسالت پر حرف کیا معنی تمام دین ہی باطل ہوجاتا ہے اور قرآن اور احادیث سب لغو اور غیر معتبر ہوئی جاتی ہین۔ اور اس سے دین اسلام کی اشاعت ذاتی غرض پر مبنی ہوتی ہے۔

یہ اہل تشیعہ کا ہی ظرف ہے کہ وہ اصحاب باکبار کی شان مین ایسی ایسی گستاخیان کرتی ہین جنکی ثنا و صفت قرآن مجید کا ہر رکوع کر رہا ہے اور جنکو خدا کہین مومنین اور کہین صدیقین اور کہین راشدین اور کہین صالحین کے خطابون سے یاد فرماتا ہے۔

اہل تشیعہ کا ہی مذہب دنیا سے نرالا ہے جسمین لعن صحابہ کا ثواب ستر عابدون کی عبادت سے افضل ہے کیا مذہب اور کیا ہی دین ہے کہ نماز روزہ کی بھی زحمت اُٹھانیکی حاجت نہین بلا موئہ دھوئے ہوئے اور بے کلی کئے جسوقت چاہا تبرا کرلیا اعلی درجہ کی عبادت ہوگئی یہ مفت کے ثواب دوسرے مذاہب مین کہان۔

حضرات! اُنکا اختلاف اس قسم کا اختلاف نہین تہا جو آپکے ذہن نشین ہے نہ اُن کا ایمان ہم جیسے ضعیف الایمان خود غرض متعصب اور جاہلون کا سا تہا۔

وہی تعلیم اُنکو ہوئی تہی قرآن اُنہین کے واسطے نازل ہوا تہا وحی اور رسالت اُنکے لئے خاص اور دوسرون کے لئے عام ہے روحانی تعلیم نے اونکے ظاہر اور باطن کو نورانی کردیا تہا وہ بشر کیا تہے فرشتون سے اعلی اور افضل تہے دل اور زبان اُن کی یکسو تہی رات دن اونکو حق کی تلاش اور جستجو تہی تمام عمر اُنکی اشاعت اسلام اور جہاد مین بسر ہوئی اور اسی دُہن مین اونہون نے وفات پائی جیسا کہ مولوی حالی نے نہایت بجائی سے کہا ہے۔

اگر اختلاف اُن مین باہم دگر تہا	تو بالکل مدارا وس کا اخلاص پر تہا
جھگڑتے تہے لیکن نہ جھگڑون مین شر تہا	خلاف آشتی سے خوش آیندہ تر تہا

یہ تھی موج پہلی اُس آزادی کی
ہرا جس سے ہونے کو تہا باغ گیتی

(۱) یعنی جو آزادی آخر کو یورپ اور امریکا مین پہلی اور جس نے دُنیا کے اِس بڑے حصہ کو سرسبز

ابتدا مین جب اس طرفہ مذہب کی بنیاد پڑی تہی اوسوقت کوئی متنفس بہی کوئی الزام خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کو نہین دیتا تہا نہ عقائد مین اسطرح کے تفرقہ کا کسی کا خیال تہا۔ ابن سبا یہودی نے سب سے پہلے رجعت نبی صلعم کا اظہار کیا تہا جسکا ذکر شروع کتاب مین ہوچکا ہے اوس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی معزولی کے اسباب اوسنے پیدا کر دیئے اُس وقت عقائد کی رو سے کوئی بھی بدگمان نہین تہا جب اس سلسلہ مین کامیابی ہوئی اور بنی اُمیّہ کی حضرت امیرؓ سے جنگ چھڑ گئی تو اُس وقت بہت سی شاخین پہوٹ پڑین جنہون نے خلفاء راشدین کی سوظنی کے شگوفے وہ لگا دیئے جنکو ہم بچکل اپنی آنکہون دیکہہ رہے ہین اور اسلام کی صورت ہی بدل گئی۔

اسلامی تفرقہ کیواسطے بڑا منتر اُس ساحر مکار نے تقیہ کا پہونکا جس کے سبب نادان مسلمان اُسکے فریب مین آگئے۔

اس ظاہری اور موٹی بات نے مسمیریزم اور فریمیشن سے زیادہ اثر لوگون کے دلون مین کیا کہ حضرت امیرؓ نے خلفا کے وقت مین بوجہ نہ ملنے امداد کے سکوت کیا اور مجبوراً تقیہ کرنا پڑا۔ اور لاچاری اور بیکسی کیحالت مین ایسا کرنا جایز ہے۔

طرفہ یہ ہے کہ اس فریب بازی کے ثبوت قرآن اور حدیث سے دیئے جاتے ہین اور سب پیغمبرون پر اس فریب کا (تقیہ) کا الزام لگایا جاتا ہے جس سے اسلام پاک ہی اور سچے مذہب کی شان کے خلاف ہی۔

تقیہ جو علانیہ جہوٹ ہے سُنت ہے مُتعہ جو صریح زنا ہے مین حلال اور خاص مذہب کا اُصول ہے جس مذہب نے ایسے کبیرہ اور ام الخبائث کے جواز کا فتویٰ دیدیا وہ مذہب کسی عاقل کے نزدیک دین حق نہین ہوسکتا۔

اسی واسطے باوجودیکہ اہل تشیعہ کے پیشواؤن نے جہوٹ اور زنا کو جائز رکہا اور یہ دونون چیزین اس بلا کی ہین کہ جسکو انکا چسکا لگا کسی حالت مین بھی اوسکا خیال نہین جاتا جس مذہب مین یہ دلچسپی کہ یہ دونون امر گناہ کیسا عین سنت اور موجب ثواب عظیم ہین اوس مذہب کا کیا کہنا جہان چاہو متعہ کر لو اور خرچی دیکر اعلیٰ سے اعلیٰ شریف پردہ نشین کو بُلوا لو

(بقیہ صفحہ ۱۳۰) کیا اُسکی بنیاد خلافت راشدہ کے زمانہ مین پڑی تھی (دیکھو گبن صاحب کی تاریخ)

پوشیدہ رکھنے کی ضرورت نہین علانیہ یہ بیوہار شرعی کرو مثل ہے کہ شرع مین کیا شرم(۱) تازہ بتازہ نو بنو روز مزے اُڑاتے رہو جب مطلب پڑے قورا جھوٹ بول جاؤ یہ لطف اور یہ مزے کس مذہب مین مل سکتے ہین قاعدہ یون چلا آتا تھا کہ اس بزرگ مذہب کی تعداد بوجہ مرغوب اور دل پسند ہونے کے دُنیا کے سب مذاہب سے زیادہ ہوتی اور غیر فرقون کے میلان و گرویدگی کے واسطے ہی واضعان مذہب نے ان افعال ناجائز کو جائز کیا تھا جسکی علت غائی مذہبی ترقی ہے مگر پھر بھی باین ہمہ انعامات فرقہ شیعہ کی تعداد بہت ہی کم ہے اسکی وجہ خاص یہی ہے کہ اس مذہب کے عقائد علی العموم نفرت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہین۔

جس مذہب کو ایسے غیر مشروع اور مذہب سے آزاد اور رزمذخرابات قبول نہین کرتی تو جیسی کچھ وقعت مہذب اور دینداروں کے دلون مین اس مذہب کی ہوگی وہ اس سے قیاس کرلینا چاہیے۔

اے مسلمانون! خدا سے ڈرو رسول علیہ السلام سے شرم کرو مذہب پاک اسلام کو ایسے ایسے الزامات کے داغون سے کیون خراب کرتے ہو۔

جو مذہب جملہ عیوب سے پاک وصاف ہے اوسی کے عیب دار کرنے کی دردی کسواسطے ہوتے ہو۔

اسلام کا نفاق شدنی اور تقدیری ہے حضور علیہ السلام نے خداوند تعالیٰ سے تین مُرادین اس امت کے لئے مانگی تھین جنمین دو دعائین آپ کی بارگاہ الٰہی مین مقبول اور ایک نامنظور ہوئی جسکو ترمذی نسائی نے روایت کیا اول یہ کہ اُمّت قحط کے عذاب سے ہلاک نہ ہو دوم کوئی مخالف فریق اسکو غارت نہ کرسکے تیسرے امت کی آپسمین تلوار نہ چلے۔

---

(۱) ابن بابویہ کتاب اعتقادات مین لکھتے ہین "واما اسباب حل المراۃ عندنا اربعۃ النکاح وملک الیمین والمتعۃ والتحلیل الی اخرہ" اور فتح اللہ شیرازی کی تفسیر مین ہے کہ پہلی بار متعہ کرنے مین امام حسنؓ کا درجہ اور دوسری بار مین امام حسینؓ کا اور تیسری مرتبہ مین حضرت علیؓ کا درجہ اور چوتھی دفعہ کے متعہ مین آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ میرا درجہ حاصل ہوتا ہے" کیا اچھا ہوتا

تیسری دعا کی عدم قبولیت نے یہ رنگ دکھلایا کہ ایک فرقے کے تہتر فرقے ہوگئے اور اسلام مین ایسی گہڑی سے تلوار چلی کہ پھر اوسکو میانی نصیب نہین ہوا۔

ایک خدا ایک نبی ایک قرآن ایک دین کے ماننے والے اور جنمین یہ مخالفت کہ ایک فریق دوسرے فریق کا جانی دشمن اور ہلاک کے درپے ہے سو اوسکو سوا سے تقدیری حکم کے اور کیا تصور کیا جائے۔

اور جس حالت مین یہ نفاق اسلام کا تقدیری ہے تو اوسکے روکنے کے واسطے کوشش کرنا عبث ہے مگر اسلام دُنیا مین ایک حُجّت ہے اور حُجّت کا ظاہر کرنا عین فرض انسانی ہے اس غرض سے یہ خامہ فرسائی کی جاتی ہے اسیواسطے انبیا علیہم السلام بھی اس تقدیری امر سے لاچار ہوکر یہی کہتے ہوئے دُنیا سے رُخصت ہوئے کہ "وما علینا الا البلاغ المبین"

تماشے کی بات ہے کہ تمام اقوام اور سب قومون کی تاریخین پکار پکار کر ان اصحاب کے اوصاف بیان کر رہی ہین کہ انہین کی ذات سے اسلام کی یہ اشاعت ہوئی اور انہین کی شوکت اور صولت نے اسلام کو تمام دُنیا مین جلوہ گر کر دیا۔

غیر قومون کا تو یہ حال ہے اور خاص گھر کے آدمی اُن کی نیک نامی کے نور پر خاک ڈالنا چاہتے ہین اور اُن پر لعن اور سب وشتم کرنا ان لوگون نے ایمان سمجھ رکھا ہے اور اپنے زعم مین اپنے کو مومن دیندار سمجھے ہوئے ہین۔

کوئی قوم دُنیا مین ایسی نظر نہین آتی جسکو عہد خلفا سے فیض نہ پہونچا ہو یہ روشنی حکمت اور انتظام ملکی سیاست مدن کی جو دنیا مین پھیلی ہوئی ہے انہین خلفا کا طفیل ہے جس کا اشارہ مولوی حالی نے کیا ہے۔

گئا اک پہاڑون سے بطحا کے اوٹھی	پڑی چار سو یک بیک دھوم جس کی

(بقیہ صفحہ ۱۳۲) جو شیرازی صاحب پانچوین دفعہ کے متعہ مین خدا کا درجہ بھی لکھدیتے تاکہ کوئی درجہ باقی نہ رہتا اور مذہب نجیتن کی بھی تکمیل ہوجاتی ۱۲

کرک اور دمک دور دور اُسکی پہونچی		جو ٹیگس(۱) پہ گرجی تو گنگا پہ برسی
رہے اوس سے محروم آبی نہ خاکی ہری ہوگئی ساری کھیتی خدا کی		
کیا اُمیون(۲) نے جہان مین اُجالا بتون کو عرب اور عجم سے نکالا		ہوا جس سے اسلام کا بول بالا ہر ایک ڈوبتی ناؤ کو جا سنبھالا
زمانہ مین پھیلائی توحید(۳) مطلق لگی آنے گھر گھر سے آواز حق حق		
ہوا تلغلہ نیکیون کا بدون مین ہوئی آتش افسردہ آتش کدون مین		پڑی کھل بلی کفر کی سرحدون مین لگی خاک سی اُڑنے سب معبدون مین

(۱) آسپین مین ٹیگس سے بڑی کوئی ندی نہین ہے جسکا طول ۵۵۰ میل ہے اور ہندوستان مین گنگا دریا مشہور ہے آسپین یوروپ مین ٹیگس دریا اور ایشیا مین دریائے گنگ نامی دریا ہے جس سے مطلب یہ ہے کہ اسلام ٹیگس سے گنگا تک یعنی آسپین سے ہندوستان تک پھیل گیا۔ اور یہ کیفیت خلفا کی بدولت اسلام کی ہوئی ہے جس سے کوئی شخص انکار نہین کرسکتا۔

(۲) اُمّی اَن پڑھ کو کہتے ہین عرب مین چونکہ قدیم سے تعلیم و تعلّم کا رواج نہ تھا اسواسطے وہان کے باشندون کو اُمّی کہا گیا ہے مولوی شبلی رقم فرماتے ہین کہ اگرچہ قبل اسلام عرب کی قومین رسمی علوم و فنون سے بے بہرہ تھین مگر نظم و نثر انکا مایۂ خمیر تھا اور فصاحت اور بلاغت کے باریک اور دقیق نکتون تک اُنکی نگاہ پہونچتی تھی بازار عکاظ کے پُرجوش مشاعرے اور اُنکے باہمی مباحثے اور نکتہ چینیان اسکی شاہد ہین امرالقیس۔ علقمۃ الفحل کے شاعرانہ نزاع کا ایک عام عورت نے جس خوبی کے ساتھ فیصلہ کیا آج فن انشا کے بڑے ماہر بھی اوس سے عمدہ ریمارک نہین کرسکتے۔ اسکے سوا نسب کے فخر اور رشتہ و قرابت کی پابندی کیوجہ سے اگلے کارنامون کو وہ محفوظ رکھتے تھے"۔

(۳) خلفا رضی اللہ عنہم کے عہد مین عرب۔ شام۔ ایران۔ مصر وغیرہ بڑے بڑے ملک فتح ہوگئے انمین کی سعی اور جہاد سے اقصائے عالم مین دین اسلام بہت جلد برق کیطرح جلوہ افروز ہوا جو شوکت اسلام کو اُن کے عہد فرخ مین ہوئی وہ پھر نصیب نہین ہوئی اسلام نے اِنکے زمانے مین بڑے زور اور قوت کیساتھ ترقی کی اور وہ کسی سے کسی حالتمین نہین دبا قرآنی آیات اسلامی فتوحات کی اُنکی خلافت کی تصدیق کیلئے اعلیٰ ثبوت

ہوا کعبہ آباد سب گھر اُجڑ کر
بجے ایک جا سایۂ دنگل بچھڑ کر

لئے علم و فن اُنسے نصرا(۱)نیون نے | کیا کسب اخلاق روحانیون(۲) نے
ادب اون سے سیکھا صفاہانیون نے | کہا بڑھکے لبیک یزدانیون نے

ہر ایک دل سے رشتہ جہالت کا توڑا
کوئی گھر نہ دنیا مین تاریک چھوڑا

(۱) جس زمانہ مین اسلام کا آفتاب نصف النہار پر تہا یورپ کی قومین جہالت کی تاریکی مین پڑی ہوئی تہین علم پڑہنا گناہ کبیرہ اور قانوناً جرم تہا مذہب کے جھوٹے عقائد اور آبائی رسم نے سبکو جاہل اور وحشی بنا رکہا تہا اسپین کی اسلامی سلطنت اور جنگ صلیب سے مسلمانون کی تہذیب اور تعلیم نے اسی اسپین مین سات سو برس تک مسلمانون کی سلطنت رہی اور جنگ صلیب دو سو برس تک قایم رہی اُس تعلیم اور اہل اسلام کی مجانست نے یوروپین کے خیالات بدل دیئے۔ قرآن نے نہ فقط مذہبی تہذیب سکہلائی بلکہ علم ادب اور تمدن کے آئین اور تاریخ اور شاعری مین بھی اُسنے جان ڈالدی اور فصاحت اور بلاغت کو پررونق کردیا اسلام سے پہلے کو عرب کی قومین علوم وفنون سے بے بہرہ تہین تاہم اُن خانہ بدوش صحرائیون مین علمی مذاق کی جان پائی جاتی تہی نظم ونثر تو اُنکے خمیر مین تہا اور وہ طوطی وبلبل کیطرح فطرتی فصیح اللسان نہ تہے بلکہ فصاحت و بلاغت کے دقیق نکتون کا اون کا روز مرّہ تھا وہ اپنی زبان کے مقابلہ مین دوسرونکو عجمی (گونگا) کہتے تہے کہ بولنا ہمکو ہی آتا ہے باقی ملک کے لوگ گویا بے زبان ہین قرآنمجید کی پراثر آیتون نے شعرا اور خطیبون کی زبانین بند کردین اور چونکہ دوستانہ یا مخالفانہ سرگرمی نے تمام عرب کی دماغی قوتون کا رخ اسلام کی طرف پھیر دیا تھا جس سے پہلے افسانے سب بہول گئے علم الانساب وایام العرب کا زور بہی گھٹ گیا لیکن اسلام نے جسقدر جہینا اُس سے زیادہ اون کو بخشا فصاحت اور بلاغت کے متعلق بہت سے نئے اصول اون کو سکہادیئے زبان نہایت شستہ اور صاف ہوگئی اونٹ اور بکری کے قصون کے علاوہ شعرا کو اخلاق اور تربیت کے بہت سے مضامین ہاتہہ آگئے یہی وجہ ہے کہ حسان جطیئہ ذوالرمہ۔ جریر۔ فرزدق۔ رعوص کے کلام مین جو طلاوت و برجستگی ہے جاہلیت کے رجز و قصائد مین اسکا سراغ نہین ملتا ۱۲ منہ

ارسطو[1] کے مُردہ فنون کو جلایا			فلاطون[2] کو پھر زندہ کرکے دکھایا
ہر ایک شہر قریہ کو یونان بنایا			مزہ علم و حکمت[3] کا سبکو چکھایا

کیا بہ طرف پرانہ چشم جہان سے	
جگایا زمانہ کو خواب گران سے	

(۱) ارسطو یونان کے نہایت مشہور حکیمون سے ہے سکندر اعظم کا استاد اور افلاطون کا شاگرد ہے حضرت عیسیٰؑ سے تین سو بائیس برس پہلے ۶۳ برس کی عمر مین مرا۔

(۲) افلاطون اتھنز دار الخلافہ یونان کا رہنے والا سقراط کا شاگرد ہے یہ بھی نہایت مشہور حکیم ہے ۸۱ برس کی عمر مین حضرت عیسیٰؑ سے ۳۴۸ برس پہلے مرا۔

(۳) امیر معاویہؓ نے اثال نامی عیسائی طبیب سے یونانی زبان کی کتابون کو عربی مین ترجمہ کرایا اور سلطنت عباسیہ کے دوسرے خلیفہ ابو جعفر منصور کے وقت مین تو ایک ذخیرہ یونانی فلسفہ کے ترجمون کا ہوگیا (دیکھو نامہ دانشوران ناصری)

امیر معاویہؓ کے پوتے خالد بن یزید نے مریانس نام ایک راہب سے کیمیا اور طب پڑھی تھی اور اُسنے یونانی زبان کو جمع کیا تھا اور اُسنے ترجمے کرائے تھے۔

اوس کے عہد کا مشہور مترجم اصطفن تھا سنہ ۱۳۲ ہجری مین منصور عباسی نے روم سے فلسفہ کی کتابین ترجمے کرا کے منگوائین منصور کا شوق علمی دیکھکر دور دور سے مترجمین اور حکما اوس کے دربار مین آنے لگے۔ خلفا عباسیہ نے یونان کے باقی کتب خانہ کا ترجمہ کرا کے عالم مین پھیلایا حق یہ ہے کہ ارسطو اور فلاطون کی تصانیف کو انہین خلفا نے از سر نو تازہ اور پر رونق کیا۔ ہارون رشید اور مامون رشید نے اعلی درجہ کا اہتمام فلسفہ کے ترجمون کا کیا اور یونان۔ مصر وغیرہ دور دور مقامات سے کتابین اور اُسکے مبصر طلب کئے حنین بن اسحاق اور ثابت بن قرہ اور حبش بن حنین اور دیگر نامور مترجمون مین سے ہر ایک کی ماہانہ تنخواہ پانسو اشرفیان تھین اس تنخواہ سے اُنکی قدر دانی کا اندازہ ظاہر ہے۔ (دیکھو تاریخ التواریخ جلد اول) ہیئت الحکمت کا انتظام اسی طرح سے ترقی کے ساتھ دو سو برس تک رہا اور اتنی مدت کی پیہم تلاش اور جست و جو مین یونان اور روم کا کوئی علمی خزانہ ایسا باقی نہین رہا جو اہل عرب کی آنکھون سے پوشیدہ رہا ہو اور اس عرصہ مین مسلمان فلاسفرون کا ایک بڑا گروہ تیار ہوگیا۔ اسحاق۔ ابو محشر۔ محمد بن موسیٰ۔ احمد سرخسی۔ ابو نصر فارابی وغیرہ حکما کی تازہ اختراعات اور خاص تصنیفات نے فلسفہ

ہر ایک میکدہ[۱] سے بھر اجا کے ساغر	ہر ایک گھاٹ سے آئے سیراب ہو کر
گرے مثل پروانہ ہر روشنی پر	گرہ مین لیا باندہ حکم پیمبر

کہ حکمت کو اک گم شدہ لعل سمجھو
جہان پاؤ اپنا اُسے مال سمجھو[۲]

ہر اک علم کے فن کے جو یا ہوئے وہ	ہر اک کام مین سب سے بالا ہوئے وہ
فلاحت مین بے مثل و یکتا ہوئے وہ	زراعت مین مشہور دُنیا ہوئے وہ

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳۶ - کو فلاطون اور ارسطو کی اطاعت سے آزاد کر دیا تھا تاہم خلفا کا دربار ایک مدت تک ہر ملت اور مذہب کے فلاسفرون سے بہرا رہا جو اپنے ذاتی شوق یا بعض اوقات خلفا کی فرمایش سے تصنیفات کے علاوہ دوسری زبانون سے ترجمے بھی کرتے تھے - راضی باللہ کے عہد خلافت ۳۲۰ھ ہجری مین متی بن یونس منطق کا بڑا عالم مشہور ہوا اور ارسطو کی بعض کتابین ترجمہ کین (دیکھو مختصر الدولی) ہنری نوبس صاحب ہسٹری اف فلاسفی مین لکھتے ہین کہ "سوین صدی عیسوی مین یحیٰی بن عدی اور عیسی بن زراع نے نئے ترجمے کئے اور پہلے ترجمون کی اصلاح کی اسیطرح محمد بن یحیٰی خورجانی جو ۳۴۰ھ ہجری مین تھا اور ابو الفرج المتوفی نے ۳۳۵ھ ہجری مین سریانی وغیرہ سے نئے ترجمے کئے اور شرح لکھین - ابو ایمان بیرونی جو بو علی سینا کا معاصر اور فلسفہ و ہیئت مین اسکا حریف مقابل تھا ہندون کے علوم کے شوق مین ہندوستان گیا اور برسون رہکر فلسفہ وغیرہ کی تحصیل کی اور سنسکرت مین ایسی واقفیت حاصل کی تھی کہ ہندون کو فلسفہ یونان کے مسائل اُنکی زبان مین سکھائے اور اسطرح ہندون کی شاگردی کے حق سے بھی ادا ہو گیا -

محمد بن اسماعیل منوی نے بھی ہیئت و نجوم سیکھنے کے لئے ہندوستان کا سفر اختیار کیا اور یہان رہکر علوم و فنون کی تحصیل کی (دیکھو مسلمانون کی گذشتہ تعلیم)

(۱) اس ہند مین ہر میکدہ سے ساغر بھرنے اور ہر گھاٹ سے سیراب ہونے اور ہر روشنی پر پروانہ کی طرح گرنے سے یہ مراد ہے کہ وہ ہر موقع سے علم و حکمت حاصل کرتے تھے -

(۲) حدیث ذیل کی طرف اشارہ ہے "الحکمت ضالۃ المومن حیث وجدھا فھو احق بھا" - ۱۲

ہر ایک مُلک (۱) مین پہلی اونکی عمارت
ہر ایک قوم نے اُنسے سیکھی تجارت

کیا جاکے آباد ہر مُلک ویران
مہیّا کئے سب کے راحت کے سامان
خطرناک تھے جو پہاڑ اور بیابان
اونہین کر دیا رشک صحن گلستان

بہار اب جو دُنیا مین آئی ہوئی ہے
یہ سب پودہ اونہین کی لگائی ہوئی ہے

ایسے بزرگ جنکا یہ کچھ پرتوہ تمام دُنیا پر پھیلا ہوا ہے اگلے اور پچھلے اظہار منت کے ساتھ اون کے تقدم و نسق عدل و انصاف اور جہانداری کی داد دیتے چلے آتے ہین کیا وہ اسی قابل ہین کہ اونکو دائرۂ اسلام سے خارج کیا جائے اور اون کی قبرون کی ہڈیان نکالنے کی فکر ہر دم رہے۔

کیا ایسے ہی عقیدہ کے لوگون کو خداوند تعالیٰ اپنی رحمت مین لے گا اور ایسے ہی خیال کے آدمیون کو مومن اور مجمان اہل بیت مین شمار کریگا لاواللہ ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کین رہ کہ تو میروی بترکستان

حیرت کا مقام ہے کہ لاکھون آدمیون نے ان خلفا کو دیکھا اور اُنکی رزم اور بزم مین شامل رہے اور امامون کے بھی طریقے نماز۔ روزہ وغیرہ کو برسون مشاہدہ کیا مگر اب اوس مین اسقدر تفاوت ہوگیا ہے کہ ایک فریق اون کا طریقہ کچھ اور دوسرا کچھ بتلاتا ہے ایک فریق کہتا ہے کہ وہ نماز اسطرح سے پڑھتے تھے روزہ یون رکھتے تھے

(۱) عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت مین جو ملک فتح ہوتا وہ اپنے غلامون کو واسطے آبادی ویرانون کے اور زراعت کے لئے بھیجدیتے جو ویرانون کو آباد کرتے اور بنجر زمینون کو زراعت اور باغبانی سے گلزار کرتے اور اشیا تجارتی ایک ملک سے دوسرے ملک مین لے جاتے عرب کے ویران جنگل انہین خلفا نے آباد کئے اور جہان درندے رہتے تھے اونکو رشک گلزار بنا دیا تجارت اور فلاحت مین اعلیٰ درجہ کی ترقی ان خلفا کے عہد مین ہوئی (دیکھو تاریخ الخلفا و روضۃ الصفا وغیرہ)

وضو اسطرح کرتے تھے عقائد اسطرح کے رکھتے تھے دوسرا فریق اُسکے خلاف بیان کرتا ہے اور پہلے کی تردید مین دفتر سیاہ کرتا ہے۔

شکر ہے کہ کلام اللہ پر کسی کی دسترس نہین ہے اور وہ خدائی حفاظت مین ہے جسکے باعث اسلام ہنوز روے زمین پر کہین اپنی اصلی حالت مین اور کہین بدلی ہوئی شکل مین نظر آتا ہے ورنہ اسلام کا کبھی کا خاتمہ ہوگیا ہوتا اور تاریخون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا کہ اسلام روے زمین پر کبھی تھا۔

یہ کارروائی اُن محدثین کی ہے جنھون نے جھوٹی حدیثین وضع کرکے اپنی اور غیرون کی عاقبت خراب کی ہے جس سے جھوٹ کا سچ سے علیحدہ کرنا مشکل ہو رہا ہے۔

اسکا سہل علاج یہ ہے کہ یہ تلاش کرنی چاہیے کہ یہ طریقہ اسلام کے کس فریق نے اختیار کیا اور کس فرقہ کے علما نے مغالطہ دینے کی غرض سے اپنا مذہب اپنی تصنیفات اور تالیفات مین چھپایا اور اس فریب دہی کو مُطلق گناہ نہین سمجھا حالانکہ یہ موقع تقیہ کا بھی نہین تھا پس جن مصنفون اور مؤلفون نے ایسا ناشائستہ طریقہ دنیات مین اختیار کیا ہے یا فرضی قصّے گھڑے ہین وہی لوگ مُرید عبداللہ بن سبا کے اور وہی فرقہ اسلام سے خارج ہے اور اُنکا ایک حرف بھی اعتماد کے لایق نہین ہے جسقدر اُنکی تصنیف اور تالیف ہے سب بھاڑ مین جھونک دینے کے قابل ہے اور جو کچھ وہ قرآن و حدیث کی تفسیر ائمہ اہل بیت کے حوالے سے کرتے ہین محض بہتان اور صریح افترا ہے اور ایسی کتابین بکثرت موجود ہین جنکا ملنا ہر ملک مین آسان ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ سبائیون نے اسلام کو خراب اور برباد کرنے کی غرض سے اپنی احادیث اور روایات کی اوٹ آئمہ اہل بیت کی لی کیونکہ امامون نے کوئی تالیف اور تصنیف نہین کی نہ قرآن کی تفسیر لکھی اور نہ احادیث کو جمع کیا پس اپنے مطلب کی باتین آئمہ کے حوالہ سے ظاہر کردین چنانچہ کلینی اور بحار۔ حیات القلوب۔ بصاہر الدرجات۔ کافی تہذیب ایسی ہی کتابین ہین جنکے محدث ابن بابویہ وشہر آشوب وہشامین وغیرہ ہین جنھون نے احادیث خود وضع کین اور ائمہ کے سر دھرین۔

عجیب بات ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام زرارہ بن اعین کو دوزخی

فرمائین اور محمدؐ بن یعقوب کلینی اُسی سے حدیثین لین۔
ہشام بن سے سخت ناراضی اور بیزاری کا امام صاحب اظہار کرین اور اہل تشیعہ انہین کو سرمایہ نجات کا قرار دین۔
ابن بابویہ اور ابن قتیبہ اور ابن مسکان کو خود محققین شیعہ کذاب اور وضاع تحریر کرین مگر اُن کی احادیث کہ قرآن سے زیادہ فصل سمجھین اور اُن کے خرمن کی با قر مجلسی و شریف مرتضیٰ خوشہ چینی کرین اور ایسے کذاب اور فاسقین کو غفران مآب اور علیہ الرحمت سے یاد کرین۔
ابن سبا یہودی کو اسلام کا دشمن کل اہل تشیعہ تسلیم کرین اور اُسکے اقوال اور افعال کو سر اور آنکھو پر رکھین۔
اک قصہ حنیفہ احقر کی نظر سے گذرا جسمین اُسکے مصنف اصلی رضی شیعی نے ایک قصہ فرضی خلاف واقعہ تصنیف کرکے اہل تشیعہ کو مغالطہ دیا ہے کہ خلیفہ ہارون رشید کے زمانہ مین ایک خواجہ کے یہان ایک کنیز حُسنیٰ تھی جسنے امام جعفر صادق علیہ السلام سے تعلیم پائی تھی گردش زمانہ سے خواجہ مُفلس ہوگیا تو حُسنیٰ نے خواجہ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ خلیفہ کے دربار مین جاکر عرض کرے کہ میرے یہان ایک کنیز حُسنیٰ نام ہے جسکو مین ایک لاکھ دینار مین فروخت کرتا ہون اور وہ ایسی عالمہ ہے کہ بادشاہی عُلما اور قاضی القضات کو مباحثہ مین لاجواب کردیگی بعد مباحثہ ثمن کنیز کا مین حقدار ہون چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بحکم خلیفہ امام شافعی اور امام ابو یوسف اور ابراہیم سے مناظرہ حُسنیٰ کا ہوا جسنے حضرت امیر علیہ السلام کے فضائل اصحاب ثلثہ پر سطرحی ثابت کردیئے کہ سب لاجواب اور ساکت ہوگئے خلیفہ حُسنیٰ سے بہت خوش ہوا اور قیمت مقررہ سے زیادہ اوسکو انعام دیا۔
یہ ایسی بے پر کی اُسکے مُصنف نے اُڑائی ہے جسکی تکذیب خود وہ کتاب ہی کرتی ہے حلیمہ سعدیہ جو حضور کی دایہ تھین اِس قصہ کے ضمن مین اونکا بھی مذکور ہے کہ حجاج بن یوسف سے حلیمہ سعدیہ کا مناظرہ ہوا اور حلیمہ سعدیہ نے حجاج کو فضیلت حضرت امیر علیہ السلام مین نہایت معقول کیا "وچہ خوش چرا نہ باشد" کجا حلیمہ سعدیہ کا زمانہ اور کجا حجاج بن یوسف کا عہد واقعی "دروغ گورا حافظہ نہ باشد"۔

حلیمہ سعدیہ کا حضور علیہ السلام کی بعثت کے پانے مین بھی محققین کا اختلاف ہے نہ کہ مروانیون کی سلطنت اور حجاج کی کوفہ کی حکومت۔

مناقب مرتضوی مؤلفہ ملا کشفی شیعی مین مؤلف نے اپنا مذہب سُنی جتلایا ہے اور دیباچہ مین لکھتے ہین کہ ایک مجمع مین مناقب مرتضوی کا درس ہو رہا تھا جو کہین سے ایک شیعہ صاحب آگئے اور اُنہون نے مناقب سنکر کہا کہ الحمد للہ جو آج مینے سنیون کے جلسے مین مناقب حضرت امیر علیہ السلام کے سُنے اسکا یہ طعن مجھکو ناگوار گذرا اور مینے اوس سے کہا کہ کیا اہل تسنن حضرت امیر علیہ السلام کو نہین مانتے یا اہل بیت کے مخالف ہین اوسکے جواب مین شیعہ نے کہا کہ مینے تو یہ دیکھا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کے نام سے سُنیون کا رنگ فق ہو جاتا ہے اس سے مجھکو نہایت غیرت آئی اور باقتضاے جوش مذہبی اہل سنت مینے مناقب مرتضوی کو جمع کیا تاکہ یہ الزام سنیون پر نہ رہے اور شیعہ اسطرح کا طعن اہل تسنن پر نہ کرین۔

ہر چند مجھکو میرے بھائی نے منع کیا کہ مورد اہل طعن تسنن ہوگا مگر مین نے کچھ پرواہ نہین کی۔

اِس کتاب مین جو مناقب حضرت امیر علیہ السلام کے اِس رکابیہ مذہب نے لکھے ہین وہ سب وہی ہین جو شیعون نے وضع کئے ہین اور جو بوجہ تصنع غلط اور مردود ہین۔

اِسی طرح سے بہت سی کتابین سیر اور حدیث کی بعض حضرات نے تالیف کی ہین جنہین اپنا مذہب سُنی ظاہر کیا ہے۔

بعضے سُنی مذہب تکر کسی مدرسہ کے مدرس ہو گئے اور چند روز شاگردونکو معتقد کرکے

(۱) قال ابن المطهر حلی فی کتاب منهج الکرامة کان مدرسی الشافعیة فی زمانا حیث توفی اوصی بان یتولی امره فی غسله تجهیزه بعض المومنین وان یدفن فی مشهد الکاظم علیه السلام یعنی ابن مطہر حلی اپنی کتاب منہج الکرامۃ مین لکھتے ہین کہ اکثر مدرس شافعی مذہب کے ہمارے زمانہ مین جب وفات پاتے تھے تو یہ وصیت کرتے تھے کہ ہمکو غسل اور تجہیز تکفین اہل تشیعہ کرین اور امام کاظمؑ کے مشہد مین دفن کر دین ۱۲

کتابونمین اہل تسنن کی تحریف کر کے تشریف لیگئے۔

اور بعض نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ تمام عمر سُنیون کے شامل اپنا مذہب رکھا اور بروقت انتقال استاد و مرض مین ہذیان ظاہر کر کے بکنے لگے اور حاضرین سے کہا کہ اسوقت مین سخت مصیبت مین مبتلا تھا فرشتے چارون طرف سے میرے گرد مارتے تھے کہ تو نے تمام عمر خلفاء ثلثہ کی محبت مین بسر کی ہے اور وہ مخالف دین تھے سو مین اب اس عقیدہ سے توبہ کرتا ہون اور تمکو وصیت کئے جاتا ہون کہ مذہب شیعہ حق ہے۔

ایک اور تماشہ کی بات ہے کہ اکثر ایسی تصنیفات مناظرہ کی کنیزک یا اپنی عورت یا دختر کے نام سے شایع کرتے ہین تاکہ عام لوگ یہ جانین کہ اہل تشیعہ کی کنیزک اور مستورات بھی ایسی عالمہ ہین مگر نقل مشہور ہے کہ "عاقلان خود میدانند" وہ باعث فضیحت کا عوام مین ہوتا ہے چنانچہ ایک ذات شریف نے اپنی بی بی مسماۃ جعفری کے نام سے فی زمانا ایک کتاب تحقیق جعفری تالیف کر کے اپنی رسوائی کی ہے۔

اس جعفری پرستیون مین سے کوئی رسالہ شوہر جعفری نکل آیا تو حضرت کو نیچا دیکھنا پڑیگا۔

شریف مرتضیٰ نے یوحنا کا قصہ وضع کر کے اپنے شیعون کو مغالطہ مین ڈالا ہے کہ یوحنا مدرسہ نظامیہ مین گیا اور اہل تسنن کے بڑے بڑے دستار بندون کو لاجواب کر کے مذہب شیعہ کی تصدیق اونسے کرائی۔

ان ذات شریف نے یوحنا کا نام فتوح شام مین اور مدرسہ نظامیہ کا کہین سے سُن پایا ہے یہ خبر نہین کہ یوحنا کے زمانہ اور نظامیہ سے کوئی نسبت ہی نہین ہے اور کوئی دوسرا یوحنا نامی اسلامی تواریخ مین نام و نشان کو بھی نہین ہے۔

علامہ باقر مجلسی صاحب نے تو وہ غضب ڈھایا ہے جسکی انتہا نہین ان حضرت کی تالیف اُس سے زیادہ غیر معتبر ہے جسقدر کہ اہل تشیعہ کو اُنکا اعتبار ہے۔

شیعون نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے جیسے آجکل کے قادریہ چشتیہ۔ سالاریہ کے دعویدارون نے کہ عملدرآمد اُنکا اُن بزرگوارون کے خلاف ہے جنکے سلسلہ مین وہ اپنے کو بتلاتے ہین بھنگ اور چرس اور گانجھا انکی غذا۔ ناچ رنگ انکا مجاہدہ اور مراقبہ۔ جنڈیان لیکر

خود پوجین اور غیرون سے پرستش کرائین اور دعوی تصوف کا کرین یہی حال ہمارے اس ترائیہ فرقہ کا ہے کہ نماز روزہ۔ حج۔ زکواۃ سے اور اُس نفس کشی اور اجتہاد سے جو طریقہ اہل بیت عظام کا تھا مطلق غرض نہین مسجدین دیکھو کہ ویران پڑی ہین کوئی اُنمین جھاڑو دینے والا بھی نہین ہے قرآن کا حافظ زیارت کرنے کو بھی نہین ملتا عیاشی اور فسق و فجور مین مشغول اگر کچھ لکھ پڑھ لیا ہی تو ناسخ اور آتش کے دیوان مین مصروف۔ اور جو دینیات کی طرف کسی صاحب کا میلان ہے تو مرثیون کے ڈھیر کے ڈھیر بڑی احتیاط سے بجائے قرآن و حدیث کے رکھے ہوئے ہین یا حیات القلوب۔ انارۃ البصائر۔ عبقات۔ سواء السبیل نہر المصائب جیسی کتابین کہ جنمین تبرّا کی ترغیب نفاق کا سبق ہر ہر ورق پر ہے موجود ہین اِدہر مرثیون مین ذاکر صاحب نے دبیر و انیس کے سحر طراز مضامین سے محبت اہل بیت کا جوش دلایا اُدہر واعظ صاحب نے تبرّا کا وعظ سُنایا جسنے اوس جوش کو بھڑکایا وہ کینہ دیرینہ جو زخم کہنہ تھا نئے زخم کی طرح اُبل آیا قاتلان امام ہمام پر تو بس نہین چلا سُنیون کے آزردہ کرنے اور ایذا دہی کیواسطے لگے اصحاب کبار کو لعن و طعن کرنے۔ کہ یہ بنیاد انہین کی رکھی ہوئی تھی جس سے اہل بیت پر یہ کچھ ظلم اور جور و ستم ہوئے یہ خبر نہین کہ بانی اس کل فساد اور فتنہ کا ابن سبا ہے۔

نتیجہ اس وعظ اور مرثیہ خوانی کا بجز نفاق قومی اور ممنوعات شرعیہ کے اور کچھ نہین ہے عشرہ کیا آیا گویا رمضان کا مہینا آگیا محفلین ہوتی ہین مرثیے پڑھے جاتے ہین تعزیہ (ضریح شریف) منبر کے سامنے امام باڑہ مین موجود ہے۔

اہل بیت عظام کی تحاتو نان کا رونا پیٹنا اور نوحہ وزاری کا حال بر ملا ہندو مسلمانون کے روبرو بیان ہو رہا ہے اور اس افشا کو سعادت دارین سمجھا جا رہا ہے۔

اِسکو عبادت اور موجب ثواب تصور کرنا انہین لوگون کا کام ہے جنکو انسانی فرائض سے آگاہی نہین ہے۔ اور دین کے اُصول سے محض بے خبر ہین۔

امام موسیٰ کاظمؑ تو یون حضرت امیرؑ کے حوالہ سے فرمائین کہ "انما شیعتنا من اطاع اللہ وعمل اعمالنا یعنی ہمارے گروہ مین وہ ہے جو خدا کی اطاعت کرے اور ہمارے طریقہ پر چلے اور یہان عمل اوسکے خلاف ہو رہا ہے۔ حضرت امام حسین ع

کے بعد بہت سے امام ہوئے کوئی مرثیہ کسی امام نے نہین لکھا نہ عشرہ کی تقریب کی نہ ایسی مجلسون مین وہ شریک ہوئے۔

اسی وجہ سے اسلامی فریق کا یہ مقولہ ہے کہ "الشیعۃ نسوان ھذہ الامۃ" یعنی شیعہ اس امت کی عورتین ہین کیونکہ عورتین اکثر اوہام باطلہ اور رسوم ناقصہ کی پابند ہوا کرتی ہین اور قسم قسم کی بدعتین اور مہینون اور دنون کو سعد و نحس گمان کیا کرتی ہین یہی حال شیعون کا ہے کہ ماہ محرم کو منحوس سمجھتے ہین اور عشرہ کی تقریب ہر سال اسطرح سے کرتے ہین کہ گویا یہ وہی ایام ہین جو اوس واقعہ کے تھے عشرہ مین مہدی رچانا دُلدُل بنانا تعزیہ تیار کرکے اوسکو امام حُسین سمجھنا کسی کو علمدار مقرر کرنا ایک بہروپیون کا سانگ ہے۔ کونسی بدعت اور شرک کی بات ہے جو عشرہ مین نہین ہوتی۔

یہ نہین خیال کرتے کہ وہ ایک واقعہ تھا جو ہوگیا اب ہر سال اُن تایخون کو وہی تاریخین سمجھنا اور اُسوقت گذشتہ کو وہی وقت خیال کرنا وہم باطل نہین ہے تو اور کیا ہے اور ظاہر مین یہی عورت کی وضع اہل تشیعہ کو مرغوب ہے ڈاڑہی کا صفایا کرکے عورتون کی صورت بناتے ہین نازک اور باریک اور رنگین کپڑے پہنتے ہین زنانی بولیان بولتے ہین۔

واجد علیشاہ جو شیعون کے سرتاج تھے ہمیشہ زنانی وضع رکھتے تھے جان صاحب مشاعرہ مین زنانہ دوپٹہ اوڑھکر اپنی زنانی غزل سُناتے تھے اور لکھنؤ مین اسوقت تک ہزارون چھوکرے زنانہ لباس مین پھرتے ہین۔

ایسے ہی شیعون نے عید(۱) بابا شجاع اور عید(۲) غدیر مقرر کرلی ہین جس کو ہر سال کرتے ہین۔

افسوس کہ اسلام رسوم اور بت پرستی اور بدعات کے دفعیہ کے واسطے نازل

(۱) یہ عید حضرت عمرؓ کے واقعہ کی خوشی مین شیعہ کرتے ہین۔

(۲) یہ عید حدیث خم غدیر کی خوشی مین ہے کہ حضرت نے حج الوداع مین حضرت امیرؓ کو خلیفہ مقرر کیا تھا۔ (دیکھو انارۃ البصائر)

ہوا تھا اور اب اُسی اسلام کو دعویدار بت پرستی اور بدعات کا رواج دیرہے ہین۔ اور اُسکو اقتضاء اسلام سمجھ رہے ہین اور اس مین ہم شیعون کو کیا الزام دین ہمارے فریق مین ایک فرقہ پیرزادون کا ہے جو اپنے کو صوفیہ کہتے ہین اونہون نے حرام کو حلال کر لیا ہے نہی عن المنکر اُنکے تردیک عین عبادت ہے قبرون کی علانیہ پرستش کرائین منتین اور مُرادین مُردون سے مانگین قبرون کا طواف مثل خانہ کعبہ کے زائرون سے کرائین روشنی چراغان ہے رات کا دن کر دکھائین سجدہ کرنا اور قبر کو بوسہ دینا عین عبادت بتلائین نقالون اور طوائف کے ناچ کو حسن عمل تصور کرین اور لُطف یہ ہے کہ پاس سے ایک پیسہ خرچ نہ ہو اور جو کچھ وہان لُطف ارباب نشاط کا اُڑائین وہ سب داخل عبادت سمجھا جائے اور اُس محفل کو نہایت تعظیم اور تکریم سے کلام مجید کی سورتون اور فاتحہ سے برخاست کرین ایسے ایسے شرک اور گناہ کے سزاوار اور پھر ویسے ہی متقی اور پرہیزگار۔ کونسا کبیرہ گناہ ہے جو ان بزرگوارون سے وہان سرزد نہین ہوتا اور کیا کیا نازیبا اور ناگفتہ بہ امور پیرون کے مزارون پر نہین ہوتے۔

اس پارسا فرقہ نے جو ظاہری جامہ پارسائی (ٹھگائی) کا زیب تن کر رکھا ہے جب دیکھا کہ رنڈیون کے ناچ مجرے کے واسطے روپیہ چاہیے اور پھر مُرید جو تعویذ گنڈے پر لگے ہوئے ہین اور اُنہین کی بدولت گذر ہوتی ہے جو دیکھہ لین تو فوراً لینے کو دینے پڑ جائین اسواسطے اِن پیران طریقت نے یہ طریقہ نکالا کہ حظ نفس بھی ہو اور کمائی مین بھی کمی نہ پڑے اِن حضرات کی شان مین مولانا حالی نے خوب کہا ہے۔

کرے غیر گر بُت کی پوجا تو کافر		جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر		کواکب مین مانے کرشمہ تو کافر

مگر مومنو پر کشادہ ہین راہین
پرستش کرین شوق سے جسکی چاہین

نبی[1] کو جو چاہین خدا کر دکھائین		امامون[2] کا رتبہ نبی سے بڑھائین

(۱) چنانچہ کہتے ہین کہ حدیث ہے "انا احمد بلا میم" انا عرب بلا عین نعوذ باللہ
(۲) ملا باقر مجلسی حیات القلوب مین رقم طراز ہین "کہ حضرت صادق علیہ السلام فرمود کہ پروردگار کعبہ سوگند میخورد

مزارون پہ و نرات نذرین چڑہائین		شہید و تسے جاجا کے مانگین دُعائین
نہ توحید مین کچہہ خلل اس سی آئے نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے		
وہ دین جس سی توحید پہیلی جہان مین رہا شرک باقی نہ وہم و گمان مین		ہوا جلوہ گر حق زمین و زمان مین وہ بدلا گیا آکے ہندوستان مین
ہمیشہ سے اسلام تھا جسپہ نازان وہ دولت بھی کہو بیٹھے آخر مسلمان		

بانی اس تقریب عشرہ کا مُختار ثقفی ہے جس نے واسطے گرویدگی اور اجتماع لشکر کے سب سے پہلے شیون اور ماتم حضرت امام حُسینؓ کا کیا اور غرض اُسکی اس پیرایہ دینداری سے اپنی مطلب براری تھی کہ سلطنت حاصل کرون ورنہ وہ قطعی امامت حسینؓ کا مُنکر تھا اور امیر معاویہؓ سے سازش کرکے حضرت امام حسنؓ کے قتل پر آمادہ ہو گیا تھا اسی وجہ سے حضرت امام حسنؓ نے مصالحت کو غنیمت

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴۵) کہ اگر من در میان موسیٰ و خضر نبودم ہر آئینہ خبر میدادم ایشانرا کہ من از ہردو داناترم و خبر میدادم ایشانرا بانچہ در دست ایشان نبود"

"ومن ذالک ما رواہ ابن بابویہ مرفوعاً لولا علیؑ لما خلقت اللہ النبیین والملائکۃ

یعنی جو علی علمانہ ہوتے تو خدا نبیون اور فرشتون کو پیدا نہ کرتا۔

حسن بن کیش ابی ذرؓ سے روایت کرتے ہین "قال نظر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی علی ابن ابی طالب وقال ھذا خیر الاولین والاخرین من اھل السموٰت و الارضین"

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کو دیکھکر فرمایا کہ یہ سب اولین اور آخرین آسمانون اور زمینون سے بہتر ہے پر قصہ حنفیہ مین حلیمہ سعدیہ اور حجاج بن یوسف کا مناظرہ لکھا ہے جسمین حلیمہ سعدیہ نے حجاج کو کہا کہ مین حضرت علیؓ کو آدمؑ اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور سلیمانؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰ علیہم السلام پر فضیلت دیتی ہون خلفا ثلثہ کی تو کیا حقیقت ہے۔ گو یہ پیغمبر اولوالعزم ہین مگر انکے مدارج حضرت علیؓ کے کہین زیادہ ہین۔

سمجھا اور خلافت امیر معاویہؓ کے حوالے کر دی۔

جب یہ مختار اس حیلہ سے سلطنت حاصل کر چکا تو اسنے اپنے خبیث عقیدہ کا اظہار کیا جس کے سبب مسلمان اس سے بدگمان ہوگئے اور اسکو مصعب بن زبیرؓ داماد امام حسین علیہ السلام نے قتل کیا۔

سب سے زیادہ نقصان یہ ہے کہ یہ بدعت باعث نفاق قوم ہے اور اس مین ہیت سی دولت مسلمانون کی بیجا طور سے برباد ہوتی ہے لڑائی اور فساد کی آگ ہر طرف بھڑکتی ہے کہین تعزیہ کے آگے ہونے پر کہین ماتم داری اور تعزیہ کے نکالنے پر غیر قومون سے تکرار اور فساد ہوتا ہے پھر مقدمات عدالتون مین دائر ہوتے ہین جس مین ہزار ہا روپیہ بارود کی طرح اڑتا ہے دین کے نقصان کے قطع نظر دنیا کے کسقدر نقصان اس رسم مین واقع ہوتے ہین اور ہر سال یہ تقریب اسی خراب طریقہ سے وقوع مین آتی ہے جس سے حکام بھی مسلمانون کے اس مذہبی رسم سے خوفناک رہتے ہین۔

وہ قوم جس سے ہمارا جولی دامن کا ساتھ ہے ہم کو خون خوار نگاہ سے دیکھتی ہے اور در اصل یہ رسم مذہب اسلام کے برخلاف اور عین بدعت ہے۔

جسقدر روپیہ ہر سال عشرہ کی تقریب مین ہمارے بھائی مسلمان خرچ کرتے ہین کاش اگر ایک سال بھی وہ اس روپیہ کو کسی قومی اصلاح مین صرف کرتے تو اُس سے بے شمار فوائد قوم کو حاصل ہوتے۔

کیا ہم کو شارع اسلام نے یہی ہدایت کی تھی کہ اپنے مال و دولت کو اس طرح سے برباد کرین اور کیا اسی طریقہ کے واسطے نبی آخر الزمان صلعم نے ہمارے لئے ثقل اصغر (اہلبیت) کو چھوڑا تھا اور آل اطہار کا یہی شیوہ تھا۔

یہ شاعری کا مذاق اور یہ زبان کی فصاحت اور بلاغت کیا ائمہ کے زمانہ مین تھین تھی یا مرزا دبیر اور انیس جیسے بے نظیر شاعر اُسوقت مین موجود نہ تھے مگر ہان یہ آزادی پہلے زمانہ مین نہ تھی اب جسکو دیکھو خود رو اور مختار ہے دینی دباؤ تو کہان تھا ہر متنفس مطلق العنان ہے ادہر یہ آزادی اور اُسپر مفلسی۔

علمار قوم نے جب گذر کی صورت نہ دیکھی اور امیرونکو نشاط و عشرت پسند پایا تو اُن کے

دل بہلانیکے لئے ایسے ایسے مشغلے ایجاد کئے۔

علے العموم اسلام کے کل فریق کا یہی عالم ہے اگر ایک ہی گروہ اس بلا مین مبتلا ہو تو اوس کا تدارک کیا جائے کڑوڑون کا کیا بندوبست ہو سکتا ہے اور پھر کسی طرح کی دہ عت ہی نہین ایسے وقت مین مسلمانون کو اپنے دین کی مدد خود کرنی چاہئے تھی مگر وہ بجائے امداد کے اوس کے خراب کرنے کے درپے ہو رہے ہین مسلمانون کو جہان دیکھو نہایت ہی خراب حالتین ہین اور مسلمان مسلمان کو کافر کہتا ہے۔

پہلے مسلمان دیگر فرقون کو اپنے مذہب مین لیتے تھے اور اب کے مسلمان مسلمانون کو دین سے خارج کرتے ہین دولت مند ہماری قوم مین دیکھنے کو بھی نہین ملتے اور جو گنے چنے موجود ہین جن کو خدا سلامت رکھے اونکو اول تو اپنے مشغلات لایعنی سے فرصت نہین جو وہ اسطرف توجہ کرین کہ زمانہ کا کیا حال ہو رہا ہے اور کس طرز پر زمانہ چل رہا ہے دوسرے اگر دینداری کیجانب کسقدر میلان ذوق رکھتے ہین تو اُن کی حالت علماء اسلام نے خراب کردی ہے جنسے اُن کے خیالات ہی اصل کی جانب رجوع نہین ہوتے جیسا کہ خواجہ حالی نے اپنے مسدس مین فرمایا ہے۔

غنی ہم مین ہین جو کہ ارباب ہمت		مُسلّم ہے عالم مین جنکی سخاوت
اگر ہے مشایخ سے اونکو عقیدت		تو ہے پیرزادون پہ وقف اُنکی دولت
نکمّے ہین و نرات وان عیش کرتے		
پہ نوکر ہین جتنے وہ بھوکے ہین مرتے		
عمل واعظون کے اگر قول پر ہے		تو بخشش کی اُمید بے صرف زر ہے
نماز اور روزہ کی عادت اگر ہے		تو روز حساب اُنکو پھر کیسکا ڈر ہے
اگر شہر مین کوئی مسجد بنا دی		
تو فردوس مین نیو اپنی جما دی		
عمارت کی بنیاد ایسی اُٹھانی		نہ نکلے کہین ملک مین جسکا ثانی
تماشون مین ثروت بڑون کی اُڑانی		نمائش مین دولت خدا کی لُٹانی
چھٹی بیاہ مین کرنے لاکھون کا سامان		

یہ ہین اُنکے ارمان یہ ہین اُنکی خوشیان

مگر دین برحق کا بوسیدہ ایوان
زمانہ مین ہے جو کوئی دن کا مہمان
تزلزل مین مدت سے ہین جسکے ارکان
نہ پائینگے ڈھونڈا جسے پھر مسلمان

عزیزون نے اوس سے توجہ اُٹھالی
عمارت کا ہے اوس کے اللہ والی

پڑی ہین سب اجڑی ہوئی خانقاہین
وہ درویش وسلطان کی امیدگاہین
کہلین تہین جہان علم باطن کی راہین
فرشتون کی پڑتی تہین جنپر نگاہین

کہان ہین وہ جذب الٰہی کے بندے
کہان ہین وہ اللہ کے پاک بندے

وہ علم شریعت کے ماہر کدہر ہین
وہ اخبار دین کے مبصر کدہر ہین
اصولی کدہر ہین مناظر کدہر ہین
محدث کہان ہین مفسر کدہر ہین

وہ مجلس جو کل سربسر تھی چراغان
چراغ اب کہین ٹمٹماتا نہین وہان

مدارس وہ تعلیم دین کے کہان ہین
مراحل وہ علم ویقین کے کہان ہین

(۱) سنہ ۴۳۳ ہجری مین تمام ممالک اسلامی مین درس وتدریس کا ایک عظیم الشان سلسلہ قایم ہوگیا تہا بغداد۔ کوفہ۔ بصرہ۔ بخارہ مین خلیفہ مامون رشید نے اعلی درجہ کے مدرسے جاری کردیئے تہے نظامیہ جسکو نظام الملک وزیر الملک شاہ آل سلجوق نے قایم کیا تہا یونیورسٹی تھا جسکے ماتحت نیشاپور ہرات۔ موصل۔ اصفہان کے بڑے بڑے کالج تھے تیس لاکھ روپیہ اُسکے صرف کے لئے خزانہ شاہی سے مقرر تھا اور دسوان حصہ اپنی کُل جاگیرات کا وزیر نے اُس کے واسطے وقف کردیا تہا شیخ سعدیؒ اسی مدرسہ کے آخری زمانہ کے طالب علم تھے دوسو برس تک کوئی ایسا شخص نظامیہ کا پروفیسر نہین رہا جو اپنے زمانہ مین یکتا ورسن ویگانۂ دہر نہ سمجہا جاتا ہو نظامیہ کی پروفیسری سے بڑہکر کوئی منصب قابل اعزاز کے نہین سمجہا جاتا تہا۔

خوارزم کا بڑا کالج امام فخرالدین رازی کی پروفیسری سے ممتاز تھا خاص بغداد مین نظامیہ کے سوا تین بڑے کالج موجود تھے جنکے بلند ایوانات اور وسعت عمارت کی نسبت علامہ ابن جبیر کا

وہ ارکان شرع متین کے کہان ہین		وہ وارث رسول امین کے کہان ہین
	رہا کوئی امت کا ملجا نہ ماوا نہ قاضی نہ مفتی نہ صوفی نہ ملا	

(نوٹ بقیہ صفحہ ۱۴۹) بیان ہے کہ ہر ایک بجاے خود ایک مستقل شہر معلوم ہوتا ہے ۵۷۰ ہجری مین بھی بغداد مین مدرسہ تاجیہ۔ متوفیہ۔ کمالیہ۔ فخریہ۔ مستنصریہ اعلیٰ درجہ کے کالج تھے جنکے آثار تک موجود ہین۔

مستنصریہ بڑی شان و شوکت سے کھولا گیا تھا ایکسو ساٹھ اونٹون پر کتابین شاہی خزانہ سے لدکر اوس کے واسطے آئی تھین دو سو اڑتالیس طلبہ ایکدم سے بورڈنگ مین داخل ہوئے جنکو لفظاً سے زیادہ وظیفہ ملتا تھا مدرسہ کے احاطے مین ایک ہسپتال اور مزملہ تھا جس سے گرمیون مین پانی ٹھنڈا ہوتا تھا طلبہ کے لئے مکان۔ فرش۔ خوراک۔ روغن۔ کاغذ۔ قلم۔ دوات وغیرہ مدرسہ سے ملتا تھا اُن کے دسترخوانون پر معمولی کھانے کے سوا شیرینی اور میوہ بھی چنا جاتا تھا اسکے علاوہ ایک اشرفی ماہوار الگ وظیفہ کے طور پر ہر ایک طالب علم کو ملتی تھی سیکڑون دیہات اور مواضع مدرسہ کے لئے وقف تھے۔ مدرسہ کے دروازہ پر ایک نہایت عجیب اور بیش قیمت گھڑی رکھی ہوئی تھی۔

یہ مدرسے اکثر مذہبی مدرسے تھے دارالعلوم نظامیہ خاص شافعیون کے لئے مستنصریہ وغیرہ مین چارون مذہب کا درس ہوتا تھا۔

وُزرا۔ حُکام۔ فوجی افسر۔ اہل منصب ہر طبقے کے لوگ تعلیم پاتے تھے وزارت کے کثیر الاشغال وقت مین بھی بوعلی سینا کی خدمت مین مستعد طلبہ کا ایک گروہ حاضر رہتا تھا اہل کمال کے زمرے مین سیکڑون گذرے ہین جو ایک ایک فن کے امام تھے اور دوسرے فنون مین معمولی طالب علم کا بھی درجہ رکھتے تھے اُمرا اور اہل منصب کا گروہ عموماً تعلیم یافتہ تھا تمام ملک مین لیاقت اور شہرت پیدا کرنیکا ایک عام جوش پھیل گیا تھا تصنیفات مین زور طبع کے ساتھ تحقیق اور احتیاط کا لحاظ اسلئے زیادہ کرنا پڑتا تھا کہ جن قدردانون کے سامنے پیش کرنا ہے وہ خود صاحب نظر اور نکتہ چین ہین۔

مُدرسین کی تنخواہ یومیہ پچاس ساٹھ اسی اور سو روپیہ مقرر تھی جس سے وہ ماہانہ تنخواہ مین اشرفیان پاتے تھے اور تنخواہ کا حساب یکروزہ پر تھا۔

کہان ہین وہ دینی کتابون کے دفتر	کہان ہین وہ علم الٰہی کے منظر
چلی ایسی اس بزم مین باد صرصر	بجھین مشعلین نور حق کی سراسر
رہا کوئی سامان نہ مجلس مین باقی	
صراحی نہ طنبور مطرب نہ ساقی	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۵۰) سلاطین عثمانیہ نے سیکڑون مدرسے اور کالج اور یونیورسٹی قایم کئے۔

سلاطین مراکو عبدالمومن تے فن سپہگری کی تعلیم کے لئے مدرسہ حربیہ جاری کیا جسمین علوم کے سوا سپہگری سکھلائی جاتی تہی وہ چاہتا تہا کہ لایق لایق گورنر ملکون کے لئے اور فائق گروہ قضاۃ شہرونکی منتظم پیدا ہون بلکہ بڑے بڑے جنرل اور جنگ آور اُسکے اسکول سے تعلیم پاکر نکلین۔

ان کالج اور اسکولون مین ایک ہی عمر کے لڑکے شریف خاندانون سے جمع کئے گئے تہے جنکی تعداد تین ہزار تھی اور ایسے معلوم ہوتے تہے کہ گویا ایک ہی دن پیدا ہوئے ہین یہ لڑکے حافظ اور طالبین کہلاتے تہے ہفتہ مین ایک دن بادشاہ انکا پڑہا ہوا (آموختہ) خود سنتا تہا اور ایک دن اُنکی گھوڑ دوڑ۔ نیزہ بازی۔ شہسواری اور ہتیارون کے کرتب وغیرہ کا تماشہ دیکہتا تہا اور تیسرے دن اُنکی تیراندازی اور چوتھے دن اُنکی شناوری کی اوستادیان ملاحظہ فرماتا تہا یہ سب وہ مدرسے تہے جو ممالک اسلامیہ مین قایم ہوئے یورپ مین بہی اونہون نے خاص خاص شہرون مین رصد خانے۔ صنعت گاہین اور مدرسے قایم کئے خود آسپین مین سلطنت اسلامی بڑی شان وشکوہ سے اپنا جلوہ دکہلا رہی تہی جسمین مدرسے اور کالج ہر قسم کے جاری تہے۔

اسی طرح سلطان صلاح الدین نے اسکندریہ۔ قاہرہ۔ بیت المقدس۔ دمشق وغیرہ مین مدرسے قایم کئے تہے اور بے انتہا آمدنی اُن مدرسون کے مصارف کے لئے وقف کردی تہی سلطان صلاح الدین کے عہد مین علما کی تنخواہ کم سے کم پندرہ لاکہ روپیہ سالانہ تہی عام حکم تہا کہ جو طالب علم باہر سے آئے اُسکو مکان۔ خوراک۔ حمام۔ ہسپتال سب کچہ سلطنت کیطرف سے مہیا ملے۔ سلطان صلاح الدین کا تمام خاندان اس قسم کی فیاضیون مین نامور تہا سلاطین امرا اور اعیان دولت بلکہ خواتین مین بہی یہ جوش پہیل گیا تہا اور یہ بات نہایت ذلت کی سمجہی جاتی تہی کہ کوئی دولت مند شخص مرے اور کوئی علمی یادگار دُنیا مین نہ چہوڑ جائے۔

(منقول از لکچر مولوی شبلی)

بہت لوگ بنکر ہوا خواہ امّت
سفیہون سے منوا کے اپنی فضیلت
سدا گانو ورگا نو نوبت بہ نوبت
پڑے پھرتے ہین کرتے تحصیل دولت

یہ ٹھہرے ہین اسلام کے رہنما اب
لقب انکا ہے وارث انبیا اب

بہت لوگ پیرون کی اولاد بنکر
نہین ذات والا مین کچھہ جنکے جوہر
بڑا فخر ہے جنکو لے دے کے اسپر
کہ تھے اُنکے اسلاف مقبول داور

کرشمے ہین جا جا کے جھوٹے دکھاتے
مُریدون کو ہین لوٹتے اور کھاتے

یہ ہین جادہ پیماے راہ طریقت
مقام اون کا ہے ماورائے شریعت
اونہین پر ہے ختم آج کشف وکرامت
اُنہین کے ہے قبضہ مین بندونکی قسمت

یہی ہین مراد اور یہی ہین مُرید اب
یہی ہین جُنید(۱) اور یہی بایزید اب

بڑھے جس سے نفرت وہ تحریر کرنی
جگر جس سے شق ہو وہ تقریر کرنی
گنہگار بندون کی تحقیر کرنی
مُسلمان بھائی کی تکفیر کرنی

یہ ہے عالمون کا ہمارے طریقہ
یہ ہے ہادیون کا ہمارے سلیقہ

کوئی مسئلہ پوچھنے اُن سے جائے
تو گردن پہ بار گران لیکے آئے
اگر بدنصیبی سے شک اُسمین لائے
تو قطعی خطاب اہل دوزخ کا پائے

اگر اعتراض اُسکے مُنکے زبان سے
تو آنا سلامت ہے دشوار وہان سے

کبھی وہ گلے کی رگین ہین پھلاتے
کبھی جھاگ پر جھاگ ہین مونہہ پہ لاتے
کبھی خوک اور سگ ہین اوسکو بناتے
کبھی مارنے کو عصا ہین اُٹھاتے

(۱) حضرت جنید بغدادی اور بایزید بسطامی تیسری صدی ہجری کے مشہور عرفا اور کاملین سے ہین۔

ستون چشم بد و رہین آپ دین کی
نمونہ ہین خلق رسولؐ امین کی

شریعت کے احکام تھے وہ گوارا
کہ شیدا تھے جس پر یہود و نصاریٰ
گواہ اُنکی نرمی کا قرآن ہی سارا
خود "الدین یسرٌ" نبی نے پکارا

مگر یہان کیا ایسا دشوار اُن کو
کہ مومن سمجھنے لگے بار اُن کو

جہان مختلف ہون روایات باہم
نہون سیدہی سادی روایت ہی خوش ہم
جسے عقل رکھے نہ ہرگز مسلّم
اُسے ہر روایت سے سمجھین مقدم

سب اِس مین گرفتار چھوٹی بڑی ہین
سمجھ پر ہماری یہ پتھر پڑے ہین

اب ہم پھر اُسی سلسلہ ابن سبا کو شروع کرتے ہین جسکو بہت دور چھوڑ آئے ہین ناظرین مین سے جنکو ہماری گزارش مین احتمال ہو اُنسے اُمید ہے کہ وہ تحقیق فرمائین جہانتک تحقیق کرینگے زیادہ زیادہ تصدیق پائین گے اور سر مو تفاوت ملاحظہ نفرمائین گے۔

جب خلافت کے اختلاف مین اُس بے دین نے مسلمانون کو مختلف پایا تب وہ توحید کے مسئلہ کے خراب کرنے کے درپے ہوا تاکہ توحید کا زعم جو اہل اسلام کو ہے یہ بھی باقی نہ رہے اپنے معتقدین سے یہ اظہار کیا کہ حضرت امیر علیہ السلام سے وہ وہ باتین ظہور مین آتی ہین جو مقدور بشر نہین اور یہانتک اِس مین مبالغہ کیا کہ اپنے معتقدین کو بجائے کلمہ طیّب کے یہ کلمہ ورد زبان کرا دیا "انّ علیًا ھوالا للہ ولا الہ الّا ھو"

چونکہ اولیا اللہ کو غلبہ عشق الٰہی مین عالم محویت کا ہوتا ہے جس مین اون کو اپنی جسم کی بھی سُدہ نہین رہتی ایسی حالت مین وہ لوگ حضرت امیرؑ کی زبان سے مثل "انا حی لا یموت" "اللہ باعثٌ من فی القبور" "انا مقیم القیامۃ"

کے سُن چکے تھے فوراً بھک گئے اور ابن سبا کے فریب مین آگئے۔
حضرت امیر علیہ السلام نے یہ سُنکر اوس کے احراق کا حکم دیا مگر وُہ مدائن کی طرف بھاگ گیا اور بعض لکھتے ہین کہ اُس کو آپنے زندہ جلوا دیا۔ (دیکھو نزہتہ اثنا عشریہ جلد ۱) ۔گو وہ بھاگ گیا یا فی النار کیا گیا مگر اوس نے اسلام کے خراب اور برباد کرنے کو اپنے بہت سے مُرید آذربائیجان اور عراق کی جانب منتشر کر دیئے جنھون نے ایسے ہی وعظون سے لوگون کو گمراہ اور بددین کر دیا یہان حضرت امیرؑ کو رات دِنکی لڑائیون سے جو خارجیون اور باغیون سے درپیش تھین اُس فرقہ کے استیصال کا موقع نہ ملا اور یہ فرقہ اہل تشیعہ مین شیعہ غالیہ کے نام سے خراسان و مصر مین پھیل گیا۔
یہ سب مصائب فرقہ اعلیٰ کو جھیلنے پڑے وہی باغیون سے اور وہی خارجیون سے مقابل ہوئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہ کے مناقب قرآن و حدیث سے انتخاب کر کے اونکو ڈرایا جنکو بعد مین اہل تشیعہ نے اپنی کتابون مین حاشیہ چڑہا کر درج کیا ہے دوسری طرف غلات اور تبرائیہ کی سرکوبی کیغرض کہ اس فریب خوردہ اور مُغالطہ زدہ فرقہ کو زبان اور قلم اور تلوار سے حتی الامکان سرزنش کی گئی لیکن وہ زیادہ زیادہ بہکتے ہی رہے۔

کون سُنتا ہے کہانی میری
اور پھر وُہ بھی زبانی میری

غالیہ اور خارجیہ تو نام کو رہ گئے مگر تبرائیہ اکثر جگہہ موجود ہین۔
غالیہ بعض سرحدی قومین ہین اور زنجبار اور مسقط مین خارجی بکثرت ہین اور سندھ کے میمن اور گجرات کے بوہرے اور دکن کے مہدویہ بسائیہ مذہب رکھتے ہین اور شمالی ہند مین زیادہ تر دو ہی فریق ہین جو دعوی اثنا عشریہ کا کرتے ہین اور انہین کو امامیہ کہتے ہین تفضیلیہ اور تبرائیہ۔
تفضیلیہ تو کم ہین مگر تبرائیہ زیادہ ہین جیسے وحید الدین مؤلف حدیقہ نے بظاہر اپنا مذہب تفضیلیہ ظاہر کیا ہے اور تبرا و متعہ سے نفرت کی ہے جسکی بہت سے شیعون

نے داد دی ہے اور بہت سے حضرات شیعہ نے اپنی تقریظین اوس مین درج کرائی ہین۔

ایران مین بھی وہان کے بادشاہ کی صوابدید رائے سے تبرّا مین کسی قدر کمی ہوگئی ہے اور بعض حضرات مذہب تفضیلیہ رکھتے ہین جس کی تقلید ہندوستان کے شیعون کو کرنی لازمی ہے کیونکہ روئے زمین پر طہران اہل تشیعہ کا کعبہ ہی۔

آدمیون کی طبائع مختلف فطرتی ہین دین کا معاملہ تو نہایت ہی پیچیدہ اور پوشیدہ ہے دُنیا کے معاملات مین بھی اتفاق نہین ہوتا کمیٹی اور کونسلون کو دیکھو کہ اُن مین کیسے اختلاف ہوتے ہین پارلیمنٹ کے ممبروں کی رایون مین ہمیشہ اختلاف رہتا ہے۔

ابوالفضل نے اکبر بادشاہ کے عہد کی تاریخ اکبرنامہ لکھی ہے اور ابوالفضل اور اکبر کی ولادت اور وفات مین تھوڑا ہی تفاوت ہے اور جو واقعات اوس نے درج کئے ہین وہ اکبر کے سامنے کے اور اپنے دیکھے ہوئے اور سُنے ہوئے بھی مثل دیکھے ہوئے کے ہین مگر اس طبعی اختلاف سے مجبور ہوکر وہ لکھتا ہی۔ کہ چشم دید حالات بیان کرنے والون کی باتون مین جو عجیب و غریب اختلاف پائے جاتے ہین اُس سے بعض وقت سخت مشکل پیش آتی ہے اور نہایت حیرت ہوتی ہے کہ ابھی تک زمانہ بہت نہین گذرا کامون کے کرنے والے زندہ بادشاہ موجود اور واقعات خود میری یاد مین ہوئے اور اس قدر اختلاف اور پریشانیان واقع ہوتی ہین۔

اس سے ظاہر کہ اختلاف اقتضائے فطرت ہے ایسے وقت مین کہ ہر ایک معاملہ کی تاریخ اور ہر ایک واقع کا دفتر موجود تھا وہ اختلاف سے محفوظ نہین رہا تو حضور علیہ السلام کے واقعات جنکے دفتر سے اور ہی نظرین تہین اور ہر ایک واقعہ اپنا طرز جُداگانہ رکھتا تھا اور صحابہ ملکون مین منتشر تھے احادیث مین کیسے اختلاف نہوتا یہی سبب ہے کہ ایک کہتا ہے کہ حضور علیہ السلام آمین بالجہر کہتے تھے رفع یدین کرتے تھے وتر ایک رکعت اور تراویح آٹھ رکعت پڑہتے تھے دوسرا سکی تردید کرتا ہے جنکو پہلا فریق استدلال لاتا ہے۔

ظاہری اور علانیہ کامون مین جس مین کسی کا ذاتی مفاد نہین ہے یہ کچھہ اختلاف موجود ہے تو خاص اندرونی معاملات مین جو کچھہ اختلاف ہو وہ تہوڑا ہے صحابہؓ کی خلافت کوئی پردہ مین نہین ہوئی ایک ہی شہر اور ایک ہی مقام پر اُنہین گروہ صحابہ کے روبرو وجہر وقت حضوری مین شرفیاب تھے سب کی موجودگی مین علانیہ وہ خلیفہ ہوئے جس سے کوئی انکار نہین کرسکتا اسلامی اسد اللہ اور سیف اللہ اور امین الامۃ وغیرہ وغیرہ حاضر تھے اور یہ خطاب اونکو خدا کے گہر کے دیئے ہوئے تھے اور یہ وہ بہادر اور جوانمرد فدائی اسلام تھے جنہون نے روم و ایران کے بہادرون کو ریوڑ کے گلہ کی مثال اپنے آگے رکھ لیا تہا اور جنکی دم شمشیر نے ایک دریا دین کا دُنیا مین بہا دیا تھا ان مین سے ایک نے بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلافت کے دست برد سے نہین روکا اور ایک دو گھنٹہ بھی یہ اہم اور اُصولی مُقدمہ زیر تجویز نہین رہا ہر ایک نے بسر و چشم بیعت کی سبقت کو مذہبی فخر اور سعادت دارین سمجھا۔

ہر سہ خلفا کی خلافت کا یہی حال گذرا ہے پردہ کی بات ایسی معاملات مین مشاہدہ کے روبرو کوئی وقعت نہین رکھتی۔ "شنیدہ کے بود مانند دیدہ"

طبری کا مورخ جو اختلاف تحریر کرتا ہے یہ اختلاف ایسا ہی ہے جیسا کہ پارلیمنٹ کے ممبرون کی رایون کا اختلاف کہ اُصول تو سب کا ایک ہوتا ہے اور رائین مختلف اور ہر ایک کی خواہش اور نیت یہی ہوتی ہے کہ جو امر مُفید اور بہتر ہو اُسی پر عملی کارروائی کی جائے اور جب وہ ایک امر طے ہو کر مقرر ہو جاتا ہے تو اُسی قرارداد پر سب سعی کرنے لگتے ہین مثلاً ایک کی رائے یہ ہوتی ہے کہ ہم بادشاہ ہین دولت لشکر سب ہمارے پاس ہے پھر ہم بادشاہ ہو کر کابلی ٹہانون سے کیون ڈرین اور تلوار کے زور سے اُن وحشیون کو شائستہ کیون نہ بنائین تاکہ ہمارا رعب و داب روئے زمین کے بادشاہون کے دلون مین نہ نشین ہو جائے اور ابھی تو ہم بادشاہ ہی کہلاتے ہین افغانستان کے مفتوح کرنے سے شہنشاہی کے معزز خطاب کے ساتھ دُنیا کے نام آور بادشاہون مین شمار کئے جائین گے اور اولوالعزمی سلطنت

کے لئے لازمی ہے "ہمت بلند دار کہ نزد خدا و خلق باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو"
اور ایک طرح سے ہم کو افغانستان پر استحقاق بھی حاصل ہے کہ وہ مغلیہ خاندان کے
تحت مین تھا اور مغلیہ خاندان کی سلطنت ہمارے قبضۂ اقتدار مین آئی ہے پھر ہم
با این ہمہ جاہ و حشم کیون در گذر کرین اور بادشاہ ہو کر نامرد بنین۔
دوسرا کہتا ہے کہ افغانستان کا نام مت لو اور ہندوستان کی سلطنت کو غنیمت
سمجھو یہ زمانہ جہالت کا نہین ہے کابل کے پٹھانون سے ہم کو کئی مرتبہ تجربہ ہو چکا
ہے وہ ملک ہمارے قابو کا نہین ہے وہ ہمیشہ سے آزاد رہا ہے اور وہان کے زن و
مرد کے خون مین آزادی بھری ہوئی ہے وہان غیر مذہب کی سلطنت ہرگز قائم
نہین رہ سکتی بہت برسون کے تجربہ اور کروڑون روپیہ خرچ کرنے سے ہمکو یہ سبق
ملا ہے کہ کابل کی جانب رُخ نہ کرنا چاہئے اور اوسکو بجالہ چھوڑنے اور وہان کے
امیر اور سرحدی اقوام کے ساتھ سلوک اور احسان کرنے مین ہی ہمارا فائدہ ہے اور
مغلیہ خاندان کے بادشاہ تو وہین کے باشندے تھے اور اون کے آباؤ اجداد کا اُس
ملک پر حق تھا اور رعایا کے ہم مذہب بھی تھے جس سے وہ اُس ملک پر فرمانروائی
کر سکے ہم ابھی ہندوستان مین بھی اجنبی ہین اور رُوس ہمارے بہت قریب آلگا
ہے اور وہ ہماری تاک مین ہے اور ہندوستان پر اوس کا قدیم سے دانت ہے
پس ہم کو ہندوستان کی حفاظت کرنی چاہئے اور افغانیون کی وحشت کو تدابیر
کے لشکر سے دفع کرنا مناسب ہے ایسے ملک پر سلطنت کرنا وہین کی قوم کے
آدمیون کا کام ہے زیادہ دوڑنے والا ہمیشہ گرا کرتا ہے۔

چرا کارکند عاقل کہ باز آید پشیمانی	

ہمنے علی طور سے حکمت عملی کے ساتھ سلطنت اور اقتدار حاصل کیا ہے پس کسی
حالت مین اپنی پالیسی ہم کو چھوڑنی نہین چاہئے۔

قناعت کند ہر کہ نیک اختر ست کہ جا ہا سپر باید انداختن"	قناعت بہر حال اولیٰ تر ست نہ ہر جائے مرکب توان تاختن

اگر خلافت کے یہ معنی جو شیعون کے تہ نشین خاطر ہین کسی کے خیال مین

بھی ہوتے تو حضرت ابو بکرؓ اس سہولت اور آسانی سے مسند خلافت پر جلوہ افروز ہرگز نہ ہوتے بنی ہاشم اُسی دم تلوارین نکالکر مدینہ کو میدان کربلا بنا دیتے وہ شجاعت کے نشہ مین سرشار تھے تلوار اور نیزون کے سایہ مین اُنھون نے جنم لیا تھا لڑائی اور نبرد گاہ کو وہ اپنی جولانگاہ سمجھتے تھے ایک ایک بہادر رُستم اور اسفندیار تھا دین پر جان و مال قربان کرنا وہ حیات ابدی جانتے تھے وہ اگر ایک بار بھی حضرت امیر علیہ السلام کی خلافت بلا فصل کا اشارہ حضور علیہ السلام سے سُن پاتے تو اِدھر کی دُنیا اُدھر ہو جاتی وہ تو بے لڑے مرے شیخین کا پیچھا بھی نہ چھوڑتے واحد علیشاہ کی طرح سلطنت اسلامی کو اس طرح سے حوالہ نہ کرتے۔

اور اگر حضور علیہ السلام ایک بار بھی یہ ارشاد فرماتے کہ میرے بعد میرا جانشین علیؓ ہے تو اسلام کا خاتمہ حضور علیہ السلام ہی کے روبرو ہو گیا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بعد نبی علیہ السلام خلیفہ بنائے جاتے تو اوس مین یہہ احتمال بھی ممکن تھا کیونکہ وہ بڑے جتھے والے صحابی تھے کہ انہین نبی امیہ مین سے امیر معاویہؓ نے جو اُن سے بدرجہا کمتر تھے حضرت امیر علیہ السلام سے خلافت مین حصہ لے لیا اور جناب امام حسن رضی اللہ عنہ سے تو خلافت کی فارغخطی کرالی اور ایک دن بھی حضرت امیر کو آرام سے خلافت نہ کرنے دی سو حضرت عثمان کی دولتمندی اور زور کے سبب یہ گمان ہو سکتا تھا کہ بنی امیہ کے خوف سے سب نے سکوت کیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک مفلس آدمی نہ ایسے بڑے جتھے والے تھے نہ اسد اللہ اور سیف اللہ کے لقب سے ممتاز تھے بلکہ بقول آپ کے جہاد سے بھاگ جایا کرتے تھے اُنسے ایسے بڑے بڑے سورما کیسے دب جاتے اور خلافت غصب کرتے ہوئے دم بھی نہ مارتے۔

درحقیقت یہ خلافت بسبب عظمت اور صدیقیت کے حضرت ابو بکرؓ کو حسب مرضی خدا و رسول دی گئی ہے یہ سوءظنی کے خیالات خیالات فاسدہ ہین اور عبداللہ بن سبا کی بنا فاسد پر یہ خیالات بدگمانی کے قایم کئے گئے ہین۔

اب یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ شیوہ کسنے اختیار کیا ہے کہ اپنے مذہب کو پوشیدہ رکھکے

دوسرے فریق مین شامل ہوگئے اور جو چاہا حسب مراد مقصد مضمون تالیف یا تصنیف کردیا یا کتابون مین تحریف کردی۔

حضرات! جن صحابہ کو آپ دشمن اہل بیت اور مخالف اسلام سمجھتے ہین وہی محب خالص اہل بیت اور حامی اسلام ہین جس اُستاد کامل نے اونکو تعلیم دینی دی تھی اُس کے اور خداوند تعالیٰ کے درمیان صرف ایک ہی واسطہ حضرت جبریل علیہ السلام کا ہے اس شان اور عظمت کو کون پہنچ سکتا ہے مگر اسی کے واسطے آنکھین روشن چاہئین جو بصارت سے دور ہین اُن کو وُہ نور الٰہی نظر نہین آسکتا خلفا نے انوار الٰہی سے فیض اُٹھایا ہے اور اون کے روشن دلون پر جلوہ انوار الٰہی کا پڑا ہے لیکن آپ کے دلون پر تو یہ نقش ہو رہا ہے اور آپ کے مجتہدین نے تو حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے یہی معنی قرار کیے ہین کہ حضور علیہ السلام نے اس حدیث سے خم غدیر مین حضرت امیر علیہ السلام کو خلیفہ اور اپنا جانشین مقرر فرمایا تھا۔ جسکا خلافت صحابہ نے کیا جیسا کہ عبقات الانوار مین جناب مولوی میر حامد حسین صاحب نے تحریر فرمایا ہے اور نہایت عرق ریزی سے سات جلدین اسی بیان مین مرتب کی ہین (۱) حالانکہ یہ حدیث اول تو فرقہ اعلیٰ اسلام کے نزدیک معتبر نہین ہے دوم اگر اس کو صحیح تسلیم کیا جائے جیسا کہ علی العموم اکثر علما اسکو صحیح کہتے ہین تب بھی اس سے خلافت حضرت امیر علیہ السلام کا مطلب نہین نکلتا کیونکہ پوری حدیث یہ ہے من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ اگر پہلے جملہ سے خلافت کا مطلب آپ نکالین گے تو دوسرے جملہ "اللھم وال الخ" کے معنی خبط ہو جائین گے اور یہ جملہ صاف ظاہر کر رہا ہے کہ حضور فرماتے ہین کہ جسکا مین دوست ہون اوسکا علیؑ دوست ہے اے اللہ دوست رکھ اُس کو جو علی کو دوست رکھے اور دُشمن رکھ اوس کو جو علی سے دُشمنی رکھے۔

اگر اس بیان سے خلافت مقصود ہوتی تو اس طرح سے ارشاد نہ ہوتا بلکہ یون فرماتے

(۱) بعض کہتے ہین کہ دو سو جلدین اس کتاب کی اس غرض سے لکھی ہین کہ سنیون مین سے کوئی جواب کا قصد نہ کرے ۱۲

کہ الٰہی مومن رکھہ اوسکو جو علیؓ کی اطاعت کرے اور ملعون کر اوس کو جو علی رضی اللہ عنہ سے مخالفت کرے۔

کچھہ سمجھہ مین نہین آتا کہ جناب میر صاحب نے اسقدر جانفشانی اس عقدہ کے انکشاف کے لئے کیون فرمائی ہے وہ حدیث خود اپنے معنی اپنے ساتھہ رکھتی ہے اس سردردی کی کیا ضرورت تھی کہ میر صاحب ورق کے ورق اوس کے تواتر مین سیاہ کرتے چلے جاتے ہین اور کہین مولیٰ کے معنی کی شرح مین جُز کے جز رقم کئے گئے ہین یہ حدیث اسقدر تفسیر کی محتاج نہین ہے سوائے طوالت اور خود نمائی کے کوئی نتیجہ میر صاحب کی عبقات سے برآمد نہین ہوتا اور کوئی بھی کلیہ قرین قیاس نہین نکلتا جسقدر دلائل اپنے رقم فرمائے ہین سب قیاس مع الفارق ہین البتہ اہل تشیعہ جو علوم سے ناآشنا ہین اپنے زعم مین فخر کرسکتے ہین کہ اللہ غنی اتنا بڑا عالم جیّد جس نے ایک حدیث پر سات جلدین لکھہ ڈالین اور یہ خبر نہین کہ "ہمان آش درکاسہ"۔

ہدایت کا انحصار علم پر ہرگز نہین ہے خداوند کریم کے کرم و فضل پر ہے جیسا کہ فرمایا ہے "وما تشاؤن الّا ان یشاء اللہ ان اللہ کان علیما حکیما یدخل من یشاء فی رحمتہ"

یعنی تم نہین چاہتے ہو مگر اللہ جو علم و حکمت والا ہے وہ اپنی رحمت سی جسکو چاہتا ہے داخل اسلام کرتا ہے۔

ابوجہل اور ابولہب بے علم نہ تھے ابوجہل تو اسلام مین اُس کا لقب ہوا ہے ابوالفضل اوسکا اصلی نام تھا اور گو وہ علامہ اور کوئی بڑے فاضل نہون مگر دوسرے ملک والون سے تو ہزار درجہ بہتر کلام الٰہی کو وہ سمجھہ سکتے تھے کٹے اور لڑے اور مرے مگر اسلام کے روشن آفتاب کے نور کو وہ نہ دیکھہ سکے تعصب اور تقلید آبائی نے اُن کی آنکھین اندھی کر رکھی تھین اور یہ خداوند تعالیٰ کی قدرت ہے جس مین کسی کا دخل نہین۔

	"گے باچنین گوہر خانہ خیز چو بوطالبے راکنی سنگریز"	

تعصب آنکھون کو اندھا دل کو بے بہرہ کر دیتا ہے علامہ عصر مجتہد زمان باقر مجلسی

جنکی تصنیفات کو ہمارا بزرگ فرقہ شیعہ وحی سمجھتا ہے ابن بابکے اوتارہین مجتہد صاحب نے جو حدیثین کلینی اور ابن بابویہ اور ابن الحدید وغیرہ منفرداً وضع کرتے چلے آئے ہین اُن کے جمع کرنے مین بڑا اہتمام کیا ہے اور جب جناب والا نے شیعون کے دلو پر اپنا قابو کر لیا تو ایسی بے پر کی اُڑائی کہ صدہا جگہہ یہی رقم فرمایا ہے کہ "بسند معتبر روایت میکند" یا "در روایت معتبر آمدہ"

انکا مبلغ علم جب کچھہ کہرا کھوٹا ہے اُس کو صرافان بلند نظر کے روبرو ہم آگے پیش کرین گے۔

تعصب نے اسلام مین تفرقہ ڈالا اور مذہب واحد کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جو ہر چہار طرف منتشر ہو رہے ہین وہ علما جنکے ہاتھون مین شریعت کی باگ ہے تعصب مین ڈوبے ہوئے ہین اور یہ تعصب وہ بلائے بد ہے جس کا عکس مولوی حالی نے اس طرح اُتارا ہے۔

تعصب[1] کہ ہے دشمن نوع انسان — بھرے گھر کئے سیکڑون جنے ویران

ہوئی[2] بزم نمرود جس سے پریشان — کیا جسنے فرعون کو نذر طوفان

گیا جوش مین بو لہب جسکی کھویا

ابو جہل کا جسنے بیڑا ڈبویا

وہ یہان اک عجب بہیس مین جلوہ گر ہے — چھپا جسکے پردے مین اوس کا ضرر ہے

بھرا زہر جس جام مین سر بسر ہے — وہ آب بقا ہم کو آتا نظر ہے

تعصب کو اک جزو دین سمجھے ہین ہم

جہنم کو خلد برین سمجھے ہین ہم

(۱) تعصب اصل مین بیجا حمایت کرنے کو کہتے ہین مگر چونکہ بیجا مخالفت اُس کو لازم ہے اسلئے دو تو پر تعصب کا اطلاق ہوتا ہے۔

(۲) نمرود حضرت ابراہیمؑ کی مخالفت سے اور فرعون حضرت موسیٰؑ کے عناد سے اور بولہب اور ابو جہل ہمارے نبی علیہ السلام کی دشمنی سے ایسے برباد ہوے کہ اُن کی تباہی اور بربادی آجتک ضرب المثل ہے۔

ہمین واعظون نے یہ تعلیم دی ہی — کہ جو کام دینی ہے یا دُنیوی ہی
مخالف کی ریس اُسمین کرنی بُری ہی — نشان غیرت دین حق کا یہی ہی

نہ ٹھیک اُسکی ہرگز کوئی بات سمجھو
وہ دن کو کہے دن تو تم رات سمجھو

قدم گر رہ راست پر اوس کا پاؤ — تو تم سیدھے رستہ سے کترا کے جاؤ
پڑے اُسمین جو دقتین وہ اُٹھاؤ — لگین جسقدر ٹھوکرین اُسمین کھاؤ

جو نکلے جماز اوس کا بچکر بہنور سے
تو تم ڈالدو ناؤ اندر بہنور کے

اگر مسخ (۱) ہو جائے صورت تمہاری — بہایم مین ملجائے سیرت تمہاری
بدل جائے بالکل طبیعت تمہاری — سراسر بگڑ جائے حالت تمہاری

تو سمجھو کہ ہے حق کی اک شان یہ بھی
ہے اک جلوۂ نور ایمان یہ بھی

نہ اوضاع مین تم سے نسبت کسیکو — نہ اخلاق مین تم پہ سبقت کسیکو
نہ حاصل یہ کہانون مین لذت کسیکو — نہ پیدا یہ پوشش یہ زینت کسیکو

تمہین فضل ہر علم مین بر ملا ہے
تمہاری جہالت مین بھی اک ادا ہے

کوئی چیز سمجھو نہ اپنی بُری تم — رہو بات کو اپنی کرتے بڑی تم
حمایت مین ہو جبکہ اسلام کی تم — تو ہو ہر بدی اور گنہ سے بری تم

بدی سے نہین مومنون کو مضرت
تمہارے گنہ اور نہ اورون کی طاعت

مخالف کا اپنے اگر نام لیجے — تو ذکر اوسکا ذلت سے خواری سے کیجے
کبھی بھولکر طرح اس مین نہ دیجے — قیامت کو دیکھوگے اسکے نتیجے

گنہ ہون سے ہوتے ہو گویا مبرّا

(۱) اہل تشیعہ اس سے عبرت حاصل کرین ۱۲

مخالف پہ کرتے ہو جب تم تبرّا (۱)

نہ سُنی ہین اور جعفری ہین ہو الفت | نہ نعمانی و شافعی ہین ہو ملّت
وہابی سے صوفی کی کم ہو نہ نفرت | مقلد کرے نا مقلد پہ لعنت

رہے اہل قبلہ مین جنگ ایسی باہم
کہ دین خدا پر ہنسے سارا عالم

کرے کوئی اصلاح کا گر ارادہ | تو شیطان سے اوس کو سمجھو زیادہ
جسے ایسے مفسد سے ہی استفادہ | رہ حق سے ہی برطرف اوس کا جادہ

شریعت کو کرتے ہین برباد دونون
ہین مرد و شاگرد اوستاد دونون

عجیب بات ہی کہ جناب سیدہ رضی اللہ عنہا خفیہ فرمانے پر فدک کے ہبہ کا دعوی علانیہ خلیفہ اوّل کے روبرو پیش کرین اور جناب امیر علیہ السلام ایسے اعلان پر جسی کہ یہ حدیث خم غدیر کی لاکھہ سے زیادہ آدمیون نے بلاواسطہ اپنے نبی معظم سے اپنے کانون سُنی بروقت خلافت دم بخود ہو کر بیٹھہ رہین اور شکایت تک بھی زبان پر نہ لائین اور پھر اُنہین کے ساتھہ جنکو آپ حریف اور غاصب کہتے ہین شیر و شکر ہو کر رہین اور اُنہین کے ساتھہ نماز جمعہ اور جماعت کی ادا کرین اور ہر معاملہ مین مُشیر خاص اور مثل مُرید با اخلاص کے عملدرآمد فرمائین حتی کہ اپنی صاحبزادی ام کلثوم کو عقد مین خلیفہ دوم کے دیکر کل اشتباہات کا دفعیہ از خود کرین۔

حق یہ ہے کہ اعلیٰ فرقہ جو خلافت خلفا کا استدلال اِس آیت سے لاتا ہے وہ بہت دُرست ہی "وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من

(۱) ابو جعفر طوسی کا قول ہے کہ خلفا پر تبرا کرنے سے ستر نیکیان اوس کے نامۂ اعمال مین لکھی جاتی ہین اور ستر گناہ ساقط ہوتے ہین اور ستر درجہ بہشت کے بڑھا دیئے جاتے ہین۔

بعد خوفهم امنا یعبدوننی ولا یشرکون بی شیئا ط ومن کفر بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون ط

اس بزرگ آیت کے معانی مین اہل تشیعہ بہت چکراتے ہین اور اپنے مطالب کے خلاف ہونے سے چشم پوشی اور اعتراض کرتے ہین اور ان آیات بینات سے کل موضوعات کلینی اور بابویہ اور شہر آشوب اور ہذیانات باقر مجلسی ردا اور باطل اور ہیچ منثور ا ہو گئے کیا صاف اور موافق عہد خلفا کے یہ روشن آیت کافی ہدایت ہی جسکا ترجمہ یہ ہی کہ وعدہ دیچکا ہے اللہ تم صحابہؓ مین سے بعض کے لیے جو ایمان لائے ہین اور وہ اعمال نیک کرتے ہین کیا انکو خلیفہ (بادشاہ) زمین کا بنا دیگا جیسا کہ اوسنے پہلے بھی ایماندارون کو بادشاہ بنایا ہے اور اون کے خلیفہ ہونے کی حالت مین وہ دین اسلام جسکو خاص انہون کے لئے پسند کیا گیا ہے خوب ہی جاویگا اور اُنکے اس خوف کو جو فی الحال لاحق ہو رہا ہی امن سے بدل دیا جاویگا یعنی نہایت اطمینان کے ساتھ وہ خلافت کرین گے اور اُس خلافت پانیسے اُنکا ایسا حال ہوگا کہ وہ اخلاص کیساتہ میری ہی عبادت کرینگے اور میری عبادت مین کسی نوع سے کسی کو بھی شریک نہین کرین گے اور اس خلافت کے انعام کا جو کوئی بعد مین منکر ہوا اور اُس نے ہماری اس اعلےٰ درجہ کی نعمت کی ناشکری کی اور اس خلافت کو بُرا سمجھا تو وہی لوگ فاسق ہین۔

سبحان اللہ والحمد للہ کیا شان اعلیٰ اور افضل خلفاء اربعہ کی ہے اور اُسی کے ثبوت ایک آیت مین کن کن نشانات اور علامات کے ساتھ دیئے ہین جو اندہا آدمی بھی سنکر تسلیم خم ہو جائے اور فوراً یقین کے ساتھ اسکا مخاطب انہین خلفا کو کہے اور جو اوسکو تامل بھی ہو تو حضرت امیر علیہ السلام ہی کی نسبت کچھ سکوت کرے کیونکہ جناب والا کو واقعی اپنی خلافت مین اطمینان نہین ہوا اور ہر سہ خلفا نے تو اس شان و شکوہ اور امن کے ساتھ خلافت کی ہے جسکا جواب نہین اول علامت تو یہ ظاہر فرمائی کہ تمہین صحابہ مین سے ہم ایسے خلیفہ کرین گے دوسرے یہ ارشاد ہوا کہ وہ صحابہ ایماندار اور نیک بندے ہونگے تیسرے وہ دین اسلام پر میری مرضی کے موافق آخر دم تک قایم رہینگے چوتھے وہ کسی بادشاہ یا شہنشاہ سے نہین دبین گے پانچوین میری عبادت مین مستعد اور مشغول رہین گے اور

کسیطرح کا شرک نہین کرینگے۔

پہراسی کے بعد یہی ارشاد فرمادیا کہ جو اس خلافت کو بُرا سمجھیگا وُہی فاسق ہی۔

اہل تشیعہ کو اگر خدا کا خوف ہوتو وہ کبھی بھی خلفا کی شان مین گستاخی اور بے ادبی نہ کرین اور خدا کے فرمان کے سوا کسی مکار حیلہ باز کے دام فریب مین نہ آئین۔ مگر وہ خدا کے حکم اور اس صاف فرمان کا کچھ بھی خیال نہین کرتے۔

کوئی صاحب تو یہ معنی اس آیت کو لگاتے ہین کہ اس وعدہ کے موعود جناب امیر علیہ السلام ہین اور کوئی امیر علیہ السلام اور آئمہ کو اور کوئی صرف امام آخر الزمان کو اسکا موعود بتلاتا ہی جب اس معنی کے ناموزون ہونے کا حال علماء اعلے فرقہ نے ظاہر کیا اور اُس کی قباحت دکھلادی تو اب جناب امام مہدی علیہ السلام کو ہی فرماتے ہین اور اس کی پروا نہین کرتے کہ کم کی ضمیر جمع حاضر کی ہے اور الذین مین جمع کی ضمیر ہے اور وعدہ حاضرین سے کیا جاتا ہے نہ مستقبلین سے اگر اللہ جل شانہ کی غرض حضرت امام مہدی علیہ السلام سے ہوتی تو جمع کا ارشاد نہ ہوتا نہ حاضر کی ضمیر سے خطاب کیا جاتا کیونکہ قرآن کی بلاغت بے نظیر ہے۔

اس لئے ہم اس سے بھی قطع نظر کرتے ہین کیونکہ ہر ایک فریق اپنے اپنے علما کا اعتبار کرتا ہے امام الائمہ جناب امیر علیہ السلام جو قرآن ناطق ہین وہ جسکو اس آیت کا موعود فرماتے ہین اور اوس کا بیان شیعون کی معتبر کتاب نہج البلاغت مین لکھا ہی وہ ہم پیش کرتے ہین۔

جسوقت کوفہ کے عامل عبداللہ بن عطفان کا خط وہان کی بغاوت کا جزیرہ گرد کی جانب سے تہا جناب عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپنے مشرکین کا ہجوم زیادہ دیکھکر خود عزم کیا کہ نہاوند جاوین اور مشرکین سے مقابلہ کرین اسکا مشورہ حضرت امیر علیہ السلام اور حضرت عثمان اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے کیا تو حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ ان ھذا الامر لم یکن نصرہ ولا خذلانہ بکثرۃ ولا بقلۃ وھو دین اللہ الذی اظھرہ وجندہ الذی اعزہ حتی بلغ ما بلغ وطلع حیث ما طلع ونحن علی موعود من اللہ واللہ منجز وعدہ وناصر جندہ کما قال اللہ تعالی

عزوجل وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصلحت ليستخلفنهم في
الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذي
ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا والله منجز وعده ونصر
جنده ومكان القيم في الاسلام مكان النظام من الخرز فان انقطع
النظام تفرق الدر وذب متفرق لم يجتمع والعرب اليوم وان كانوا
قليلا فهم كثيرون بالاسلام عزيزون بالاجتماع فكن قطبا واستدر
الرحى بالعرب واصلهم دونك نار الحرب فانك ان شخصت من هذه
الارض تنقضت عليك الحرب من اطرافها واقطارها حتى يكون
ما تدع وراءك من العورات اهم اليك مما بين يديك وكان
قد ان الاعاجم ان تنظروا اليك غدا يقولوا هذا اصل العرب
قطعتموه استرحتم فيكون ذلك اشد تكلبهم عليك وطمعهم
فيك فاما ما ذكرت من مسير القوم الى قتال المسلمين فان الله
سبحانه هو اكره لمسيرهم منك وهو قدر على تغيير ما يكره واما ما ذكرت
من عددهم فانا لم نكن نقاتل فيما مضى بالكثرة وانما كنا نقاتل بالنصر والمعونة"

انتهى بلفظه المقدسة

یعنی یہ دین بدون مدد الٰہی کے نہین ہوا اور مدد مین امد کی کمی زیادتی نہین ہی یہہ
دین خدا کا دین ہی جسکو اوس نے غالب کیا ہے اور اُسی کا یہ لشکر ہے جسکو اوسنے یہ عزت
دی ہی یہانتک کہ پہنچا اُس حد کو کہ پہنچا اور جلوہ گر ہوا جہانتک کہ جلوہ گر ہوا اور ہم اللہ کے وعدہ پر ہین اور
اللہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا ہے اور وہی اپنے لشکر کا مددگار ہے جیسا کہ اوس نے
فرمایا ہے کہ وعدہ کیا ہی اللہ نے تم مین سے بعض کے لئے کہ ہم اونکو خلیفہ بنائین گے

زمین مین جیسا کہ ہمنے پہلونکو خلیفہ بنایا ہے اور اُنکے دین کو ہم خوب جمائین گے جسکو ہمنے اونکے لئے پسند کیا ہے اور اُنکے خوف کو امن سے بدل دینگے اور وہ میری ہی عبادت کرینگے جس مین کسی کو شریک نہین کرینگے اور دار الخلافت اسلام مین اُس ڈورہ کی مثال ہے جس مین نگینے پروئے ہین اور اُس ڈورے سے اُن نگینون کی پائداری ہوتی ہے پس اگر وہ ڈورہ ٹوٹ جائے تو سب نگینے بکھر جائین پھر شاید ہے کہ جمع ہون اور قوم عرب اگرچہ کم ہے مگر پھر بھی وہ بہت ہی اور اسلام کے زور سے غالب ہی اور اجتماع اُسکا غلبہ کے ساتھ ہی پس قطب کیطرح ایک جگہہ (مدینہ مین) قیام رکھئے اور عرب کے قاعدہ کے موافق چکّی کو زور دیجئے اور فوج کو روانہ کر دیجئے یہ کہ آپ اِس لڑائی کی آگ مین پڑین اور جو آپنے لشکر کے ہمراہ ارادہ تشریف لیجانے کا کیا ہی ملک عرب ہر چہار طرف سے فساد پر آمادہ ہوجائیگا پھر وہ حالت ہو کہ عورتون کو چھوڑنا پڑے یہ انجام اپکی پیش رو کا ہوگا اور عجمی جب آپکو یہان نہ دیکھین گے تو یہ کہین گے کہ یہ عرب کی جڑ ہے اگر اسکو کاٹ لو تو آرام پاؤ پس اِس سے اُنکو اور زیادہ جرأت اور دلیری ہوجائے گی اور اُنکی طمع آپکی جانب زیادہ ہوجائے گی اور یہ جو آپنے مسلمانون کے قتل کرنے کو عمیون کی روانگی کا ذکر کیا سو یہ روانگی اُنکی آپ سے زیادہ خدا کو ناپسند ہی اور اُسکو اُنکے تغیر پر قدرت ہے جو اوسکو ناگوار ہو اور جو کچھ آپنے اُنکے شمار سے فرمایا سو ہمنے کبھی کثرت پر آجتک لڑائی نہین کی بلکہ ہمنے ہمیشہ خدا کی مدد اور قوت پر لڑائی کی ہے۔

یہ تفسیر اِس آیت کی ہم نے اہل تشیعہ کی کتاب نہج البلاغت سے نقل کی ہے جو حضرت امیر علیہ السلام نے ارشاد فرمائی ہی۔

حضرات شیعہ اپنے اوّل درجہ کے امام کے مقابلہ مین کیا فرمائینگے اگر اسمین وہ کچھہ بھی چون وچرا کرینگے تو اپنے ہی مذہب کے مخالف ہونگے۔

اِس رائے صائب سے چند نتائج برآمد ہوئے۔

اوّل یہ کہ جناب امیر علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ یہ دین الٰہی ہے جسکا خدا مددگار ہے اور اُسی کی امداد و نصرت سے اِس دین کو ترقی ہوئی ہے صاف ظاہر کرتا ہے کہ جو دین خلیفہ اوّل و دوم کا تھا وہی دین الٰہی اور وہی امیر علیہ السلام کا تھا اور اُسی

دین کی امداد منجانب اللہ ہو رہی تھی پس اعلیٰ فرقہ کا مذہب عین مذہب امیر علیہ السلام کا ہے فہو المراد۔

دوم حضرت امیر علیہ السلام اس موقع پر اللہ کے اُس وعدہ کو ظاہر فرماتے ہین جو وعدہ اللہ جل وعلیٰ نے اصحاب کی خلافت کے بارہ مین اس آیت مین کیا ہے کہ یہ وہی وقت ہی جسکا وعدہ ہوچکا ہے جس سے مذہب شیعت کا بُطلان مثل آفتاب روشن ہی۔

سوم یہ کیا عمدہ موقع امیر علیہ السلام کو خلیفہ دوم کے خلافت سی علیحدہ کرنے کا ہاتھ آیا تھا کہ حضرت عمرؓ فارس کی جانب تشریف فرما ہوتے اور پیچھے آپ اپنی ولایت اور خلافت پر قابض اور متصرف ہوجاتے پھر اگر حضرت عمرؓ فتح یاب بھی ہو کر واپس آتے تو کیا کر سکتے تھے۔ اور یہ بھی نہ ہوتا تو حضرت امیر علیہ السلام کی مخالفت کا مفہوم تو ظاہر ہوجاتا ورنہ مُدعی سُست گواہ چُست کی مثل صادق آتی ہے کہ اوس طرف کی تو قول وفعل سے یہ کچھ متابعت اور رضامندی پائی جاتی ہے اور یہ لوگ اوس کے خلاف باتین بناتے ہین نہج البلاغت کا اہل تشیعہ کے یہان اُسی قدر اعتبار ہی جسقدر سُنیون کے نزدیک صحیح بخاری کا۔ مگر افسوس کہ اہل تشیعہ اپنی معتبر کتابون پر بھی عمل نہین کرتے اور ایسی مشتبہ اور مسلمہ خلافت کے خلاف مین ہر دم مستعد ہین۔

کاش اہل تشیعہ حضرت امیر علیہ السلام کے فرمانے کا اتنا بھی خیال رکھتے جتنا کہ وہ مُلا باقر مجلسی کا اعتبار کرتے ہین مگر مشکل تو یہ ہے کہ وہ امامون کے بالکل مخالف ہین اور پھر اپنے کو امامیہ کہتے ہین جیسے کہ آجکل کے اہل حدیث جو اپنے کو عامل بالحدیث ظاہر کرتے ہین اور عمل اُنکا خلاف حدیث ہی جنکی قلعی ہم انشاء اللہ جلد دوم مین کھولین گے۔ اور کسی قدر اس جلد مین بھی تذکرہ کرینگے۔

اسلام بھی ایک بحر ذخار ہے بیسیون مذہب اس مین سے نکلے اور تمام دُنیا اسکی دُشمن ہوگئی اور ہو رہی ہے مگر اصل اسلام نے رنگ نہین بدلا یہ کبھی یہودی اور کبھی عیسائی اور کبھی محمدی اور کبھی شیعۂ علی اور کبھی سنت والجماعت کے نام سے موسوم ہوا مگر اس ایک فرقہ نے اپنی وضع اور طرز کو اور خاص سچے اسلام کو نہین

چھوڑا وہ سچے مُسلمان جو یہودی کہلاتے تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ارشاد سے عیسائی ہوگئے اور وہ مسلمان جو عیسائی لباس مین تھے حضور علیہ السلام کو دیکھتے ہی سر تسلیم خم ہوگئے وہ پاک بندے جو اس سبائیہ اور ظاہریہ مذہب کے مُقابلہ مین اپنے کو شیعہ علی کہتے تھے اُن کے التباس کی نوع دیکھکر فوراً علیحدہ ہوگئے اور سُنت والجماعت کہلانے لگے مگر دستور ہے کہ شریفون کی وضع جب رذیل اختیار کرلیتے ہین تو شریفون کو اپنی وضع چھوڑنی پڑتی ہے اب وہابیون نے جو عبدالوہاب نجدی کے پیرو کار ہین اپنا لقب سُنت والجماعت رکھ لیا تو یہ لقب بھی اہل تسنن کو غالباً چھوڑنا پڑیگا۔

اعلےٰ فرقہ جو دُنیا مین سب سے اعلےٰ اور افضل ہے سب مصائب ان بھکے ہوئے فریب خوردہ کے اُنکو جھیلنے پڑتے ہین اور اسلامی دُنیا پر جو نظر ڈالی جاتی ہے تو سب سے زیادہ اقتدار اور غلبہ اسی مذہب تقلیدی کو ہے اور اسی کی ترقی اور تموج سب جگہہ ہر ایک مُلک مین بڑہا ہوا ہے اور یہ سب کی سرکوبی بھی کرتا چلا جاتا ہے اور اپنی وضع کو نہین چھوڑتا باوجودیکہ اسپر ہزار ہا صدمے پڑے اور دُشمنون نے اُسکی جڑ اُکھاڑنی اور نام ونشان اس کا صفحۂ عالم سے مٹنے مین کوئی کمی نہین کی لیکن بعنایت الٰہی اسکا بال بھی ٹیڑھا نہین ہُوا اہل تشیعہ اسمین سے نکلے اور بڑی بڑی خونریزیان اور معرکہ آرایان اونھون نے کین خارجی ناصبی معتزلی جبری قدری وغیرہ وغیرہ بیسیون فرقے اسی مذہب سُنت والجماعت سے نکلے جو سب خاک مین ملکر رہگئے اور اب تیرھوین صدی کے آخیر مین وہابیون نے بہت سر اُٹھایا ہے جنکے دام فریب مین دو قسم کے لوگ زیادہ پھنسے ہین ایک تو مسلم دوسرے جاہل ناخواندے جنکے آباؤ اجداد کو دین اسلام کی واقفیت نہ تھی اور اب وہ اُردو کے رسالے اور کتابین دیکھکر گویا ابھی مسلمان ہوئے ہین اور دین اسلام کو اُنھون نے ایک تماشہ اور مشغلہ بنا رکھا ہے مگر یاد رہے کہ یہ بادہوائی زور کوئی روز کا ہے اسلام کا محافظ اللہ جل شانہ ہے ایسے ایسے دُشمنون کے مٹانے سے خدائی نور ہرگز نہین مٹ سکتا ہے جسقدر اختلاف مین یہ لوگ پڑینگے اُسی قدر اپنی عاقبت خراب کرینگے جیسا اہل تشیعہ نے خلافت کے مقدمہ مین دھوکا کھایا ہے اور وہ اُس جال مین پھنسے ہوئے زندگی سے مایوس ہوچکے ہین اسی طرح سے امامت کے مسئلہ مین

یہ لوگ چکرا گئے اُنھون نے بھی ظاہری باتون پر وثوق کرکے اسلام کو چھوڑ دیا اور آج اُنکی یہ کیفیت ہو کہ توحید اور رسالت اور دیگر عقائد مین اون کے ایسا فرق آگیا ہو کہ سب فرقے اسلام کے بالاتفاق اونکو اسلام سے خارج کرتے ہین وہی طریقہ اس فرقہ وہابیہ نے اختیار کیا ہے اور جو چال وہ چلے تھے وہی چال یہ چل رہے ہین بظاہر اپنی جماعت بڑہانے اور نمایش دکہلانے کی غرض سے نماز اور وعظ کا بہت اہتمام ہو رہا ہو مگر یہ خیال مطلق نہین ہے کہ ہمنے جو اصول اختیار کیا ہے اُس سے اسلام کو کسدرجہ نقصان پہونچے گا اور نتیجہ آخیر یہی ہوگا کہ جیسے اہل تشیعہ خلفا پر تبرا کو عبادت جانتے ہین اسی طرح سے یا ربعہ امام کے تبرا کو واجب سمجھین گے اور یہ کیفیت ابھی ہو رہی ہے کہ آئمہ اربعہ کے نام سے نفرت اور اُنکے طریقہ پر چلنے اور عمل کرنے کو بدعت کہتے ہین آیندہ یہ حال ہوگا کہ جب کوئی دوسرے فرقہ کا آدمی اُنکے مذہب مین داخل کیا جائے گا تو اوس سے یہ بھی تبرا کہلا کر اعتماد کیا کرین گے کیونکہ اُنکے مذہب کا اُصول ہی یہ قرار پایا ہو کہ اِس وقت اُنکے مذہب کی علی کا رروائی اسلام کے موافق ہے لیکن یہ عمل چندروزہ ہے ابتدا مین شیعون کا بھی یہی حال تھا کہ وہ صحابہ کو بزرگ اور اشرف سمجھتے تھے لیکن خلافت کو تسلیم نہین کرتے تھے اور نماز روزہ وغیرہ مین بہت محنت اور تشدد کرتے تھے جسکی اب یہ نوبت ہوگئی ہے کہ بجائے قرآن کے مرثیہ اور بجائے نماز کے تبرا کا عمل ہے کوئی ہم کو تبلا دے کہ اہل تشیعہ کی کسی حدیث مین بھی یہ لکھا ہے کہ نماز اور قرآن چھوڑ کر یہ عمل کرو مگر چونکہ اُنکا اصول ہی ایسا تھا جس سے نوبت یہانتک پہنچ گئی اب اگرچہ غیر مقلدیہ کہتے ہین کہ ہم اہون کو بُرا نہین کہتے اور ہمارے نزدیک بھی وہ بزرگ ہین اور جو کوئی ہم مین سے اونکو برا کہے وہ جہوٹا رافضی ہے لیکن یہ نہین جانتے کہ جس حالت مین آپ علانیۃً اعلان کر رہے ہین کہ اب فقہ کی کوئی ضرورت نہین ہے حدیث موجود ہے پہلے حدیثون کا انضباط نہین ہوا تھا جس سے فقہ کی کتابون کی ضرورت تھی اِس سے جو تعلق امامون کی بزرگی کا ہو وہ شکست ہوگیا تو پھر کوئی اونکو بزرگ ہی کیون سمجھیگا جس اوستاد سے آپنے تعلیم نہین پائی اور اُسکی اُستادی کے آپ قائل نہین تو آپکے دل مین اُسکی عظمت کیون ہونے لگی ہے اذا قات الشرط ما قات المشروط

اور یہ ایک سخت مغالطہ دینا ہے اور گمراہی کا وعظ کہ اب حدیثین موجود ہین فقہ کی کوئی ضرورت نہین کل کو ایسے قرآن طبع ہوجائین گے جنکے حاشیون پر مسائل درج ہون گے تو اُسوقت اُس قرآن کو پڑھنے والے بھی یہ اعلان کرین گے کہ پہلے ایسے قرآن نہ تھے جس کے سبب حدیث کی ضرورت تھی اب ان قرآنون کے روبرو کیہہ ضرورت حدیثون کے مطالعہ کرنے کی نہین ہے اور کتاب اللہ سے زیادہ ظاہر ہے کہ کوئی کتاب اعلیٰ اور افضل نہین ہے جیساکہ "افضل الکلام کلام اللہ" صحیح حدیث ہے۔

مقلدین کا یہ مذہب ہرگز نہین ہے کہ احادیث کو ترک کرو اور صرف فقہ پر قناعت کرو وہ تو فقہ سے زیادہ حدیث کے عاشق ہین اور نہ وہ امام کی عصمت کے قائل ہین مگر مستند علما کے روبرو گوشتی واعظ اور خود غرض عالم کے قول کو گوزشتر سمجھتے ہین اور غیر مقلدین اُن کے دام تذویر مین پھنسے ہوئے ہین۔ جو بدعت کے معنی بھی نہین جانتے اور مغز کلام کو مطلق نہین سمجھتے اور پھر قرآن اور حدیث کا دم بھرتے ہین اُنکی مثال وہی ہے "کمثل الحمار یحمل اسفارا" اُن بزرگوارون سے یہان ہم اتنا ہی عرض کرتے ہین کہ وہ محدثین کی حالات کو خوب ملاحظہ کرین اور جہانتک اُنکو خداوند تعالیٰ توفیق دے متقدمین کی کتابین دیکھین اور پھر اُنکو دیکھکر وہ یہ غور کرین کہ یہ محدثین اور متقدمین کا گروہ جسکا اسلام مین اعتبار ہے مقلد تھا یا غیر مقلد اس پر تامل کرنے سے اُنکو خود معلوم ہوجائیگا کہ سوائے ابن حزم کے جسکی تقلید عیدانوہاب نجدی نے کی باقی کل گروہ محدثین کا مقلد ہے خود امام بخاری طبقہ شافعیہ مین ہین جنکو کئی لاکھ حدیثین ازبر تھین پھر ایسا اعلیٰ درجہ کا محدث جس حالت مین مقلد ہے تو اس تقلید کو بدعت کہنا حماقت اور ضلالت اور جہالت کے سوا اور کیا تصور کیا جائے۔

ابتدا شیعت مین علما شیعہ بھی صحابہ کرام کی عظمت کے قائل تھے اسی وجہ سے اُن کے متقدمین کی کتابون مین صحابہؓ کے فضائل موجود ہین جیساکہ علی بن حسین اردبیلی شیعی اپنی کتاب کشف الغمہ مین حضرت صدیق اکبرؓ کے فضائل مین لکھتے ہین۔

"انہ سُئِلَ الامام ابو جعفر علیہ السلام عن حلیۃ السیف ھل یجوز فقال نعم قد حلی ابوبکر صدیق سیفہ بالفضۃ فقال الراوی تقول ھکذا (صدیق) فوثب الامام عن مکانہ فقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق

فمن لم یقل له الصدیق فلا صدق الله قوله فی الدنیا والاخرہ"
یعنی کسی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے تلوار کے قبضہ پر چاندی لگانے کا مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ جائز ہے کیونکہ جناب ابوبکر صدیق بھی چاندی کی قبضہ کی تلوار رکھتے تھے اسپر سائل شیعی نے متعجب ہو کر کہا کہ آپ صدیق کا لفظ اُنکی نسبت فرماتے ہین یہ سُنکر امام عالی مقام اپنی جگہہ سے اُچھل پڑے اور تین مرتبہ فرمایا کہ ہان صدیق ہان صدیق ہان صدیق مین تو کہتا ہون جو کوئی اونکو صدیق نہ کہے اللہ اُسکے قول کو دُنیا و آخرت مین سچا نہ کرے۔

اب صدیق کے منصب کی فضیلت کو بھی ملاحظہ فرمایئے خود اللہ میان فرماتے ہین کسی ایسے ویسے کی سند نہین پیش کرتا ہون پروردگار عالم کا ارشاد ہی جو آپ کے نزدیک بھی مسلّم ہے "فاولئك مع الذین انعم الله علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئك رفیقاً" یہ وہ لوگ ہین جنکو اللہ نے نوازا ہے پیغمبرون سے اور صدیقون سے اور شہیدون سے اور صالحون سے اور یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہین "ما المسیح ابن مریم الا رسول و امه صدیقه" نہین مسیح بیٹا مریم کا مگر وہ رسول ہے اور اُسکی مان صدیقہ ہے" والذین امنوا بالله ورسله اولئك هم الصدیقون" جو لوگ خدا اور اوس کے رسول پر ایمان لائے ہین وہی صدیق ہین۔

امام معصوم علیہ السلام جس شخص کی صدیقیت کی اسقدر جوش سے تاکید فرماتے ہین اور مُنکر کے لئے بددُعا کرتے ہین اور اس کلمہ خاص کا حضرت ابوبکرؓ کے واسطے کہنا عام امت پر واجب اور فرض ہونا ظاہر فرماتے ہین جو لوگ کہ دعویٰ اتباع امام علیہ السلام کا کرتے ہین وہ خود قیاس کرلین کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت یہہ گستاخی اور یہ بیزاری جیسی کہ ہمارے بزرگ فرقہ کو ذات بابرکات سے ہی کیا نتیجہ پیدا کرے گی ہماری تمامین اپنے امام کے فرمانیکو کیسے ٹالدینگے۔

یہان توتقیہ کا بھی گمان نہین ہوسکتا کیونکہ سائل شیعہ تھا کوئی سُنی شمشیر بدست نہین تھا اور حضرت ابوبکر کی خلافت کا زمانہ بھی نہین تھا غرضکہ صدیق ہونا تو کلام

امام ہمام سے یقینی ثابت ہوگیا اور اس منصب کی عظمت اللہ جل جلالہ نے آشکارا فرمائی کہ نبوت کے بعد اگر کوئی درجہ ہی تو صدیقیت کا ہی ہے۔

حضرات! جن بزرگان برگزیدہ کی جانب سے آپ کو اسقدر جہ بدگمانی ہی کہ ہر دم اور ہر لحظہ انکو آپ دشمن خدا و رسول کا یقین فرماتے ہین انکے واسطے اللہ میان کا یہ ارشاد ہی "اولئك هم الفائزون" یعنی وہی مراد کو پہنچنے والے ہین۔

"رضی اللہ عنهم و رضوا عنه" اللہ اُن سے راضی ہوگیا ہی اور وہ اللہ سے راضی ہین گویا دنیا مین ہی عاقبت کے مقدمات کا راضی نامہ فریقین کا پیش ہوگیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے مواخذہ سے بھی یہ صحابہؓ بری ہین "ولكن الله حبب اليكم الايمان وزينه فى قلوبكم وكره اليكم الكفر والفسوق والعصيان اولئك هم الراشدون"

مگر اللہ نے تمہارے دلون مین ایمان کی محبت ڈالدی اور تمکو ایمان اچھا لگا اور بُرا لگا تم کو کفر اور گناہ اور نافرمانی اور یہ لوگ ہدایت والے ہین یہ کیفیت انہین صحابہؓ کی ہوئی ہے جو کفر سے بیزار رہے اور اسلام کی محبت مین اپنا گھر بار اور عزیز و اقارب چھوڑ کر سخت مصیبت اور سختی کیوقت مین حضور علیہ السلام کے ساتھ ہوگئے یہی خلفاء راشدین ہین "محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم تراهم ركعا سجدا يبتغون فضلا من الله ورضوانا سيماهم فى وجوههم من اثر السجود ذلك مثلهم فى التورات ومثلهم فى الانجيل"

محمد رسول اللہ کے ساتھ وہ لوگ ہین جو کافرونپر بہت ہی سختی کرنے والے اور اپنے باہم نہایت رحم دل ہین اے رسول تم دیکھتے ہو انکو رکوع اور سجدون مین اللہ کی ہی مہربانی اور اُسکی مرضی کے خواہشمند ہین اُنکی پیشانیون پر سجدون کے نشان ہین اسی طرح سے اُنکا ذکر توریت مین اور اسی طرح سے انجیل مین کیا گیا ہی۔ سبحان اللہ سبحان اللہ کس خوبی سے اصحاب کی برگزیدگی اور اُنکے مدارج کا حال صاف صاف بیان فرمایا ہی اس سے زیادہ اور کونسی روشن دلیل صحابہؓ کی عظمت اور قبولیت کی ہوگی جنکے ایسے اوصاف اللہ جل شانہ

بیان فرماوے اون کے مدارج کا کیا ٹھکانا ہے اس آیت کے سامنے اہل تشیعہ کو دم زنی کا موقع تک نہین ہی اگر وہ ذرا بھی عقل رہبری کرے تو ابن سبا کے دام فریب سے نکلنے کیواسطے یہی ایک آیت کافی ووافی ہی۔

مقام افسوس ہی کہ کلام اللہ اور ائمہ مجتہدین یہ کچھ اوصاف ان اصحابؓ کے برملا پکار رہی ہین مگر ہمارے بھائی شیعون کی آنکھون کے سامنے اور بیچ ایسی دیوار حائل ہوگئی ہے کہ وہ ذرا بھی نہین دیکھتے اور ابن سبا کی تقلید کے روبرو خدا و رسول اور ائمہ کا کہنا کچھ نہین سنتے۔

جناب اخوند صاحب جنہون نے احادیث کے وضع کرنے مین ملکہ حاصل کیا ہے اردبیلی کی روایت کی تردید کی غرض سے یا بنظر مغالطہ مقلدین و حفظ ماتقدم اپنی کتاب حیات القلوب مین تحریر فرماتے ہین۔

بسند معتبر از عبداللہ بن سنان منقول ست کہ گفت حضرت صادق علیہ السلام انگشتر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را بمن نمود وحلقہ آن از نقرہ بود ونگین سیاہ بود ودر روایت معتبر منقول ست ازان حضرت صادق علیہ السلام کہ فرمود کہ حلیہ سیف آنحضرت از نقرہ بود وبسند معتبر از حضرت امام رضاؑ منقول ست کہ ذوالفقار حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ را جبرئیل از آسمان آوردہ بود وحلیہ آن از نقرہ بود۔

مجتہد صاحب کی یہ تو عادت ہی کہ وہ جو روایت لیتے ہین سند معتبر سند سے لیتے ہین مگر غیر سے حوالہ کسی کتاب یا سند کا نہین دیتے۔

غرض مجتہد صاحب کی اس بیان اور حاشیہ بندی سے تردید بیان اردبیلی کی ہے کیونکہ جب اردبیلی کی اس روایت سے اہل تسنن استدلال کرنے لگے تو ملاجی کا اور تو کچھ بس نہین چلا ملا کی دوڑ مسجد تک اپنی کتاب مین یہ روایت دل سے گھڑ کے لکھدی کہ انگشتری کا حلقہ چاندی کا تھا اور ذوالفقار کا حلیہ بھی چاندی کا تھا تاکہ ہمارے مُریدار دبیلی کی روایت کو جھوٹا سمجھکر سُنیون کو یہ جواب دیسکین کہ امام صاحب حضرت رسول اللہ صلعم کی سُنت کو چھوڑ کر ابوبکر صدیقؓ کی مثال کیون دیتے۔

شاید اخوند صاحب کو دھوکا ہوا جو عبداللہ بن سبا کا نام لکھتے لکھتے عبداللہ بن سنان

لکھدیا نہین نہین ملا صاحب نے بڑی صنعت سے اپنے پیر صفائی کا حوالہ دیا ہے
دراصل یہ روایت عبداللہ بن سبا کی ہی نون رسم الخط کہو یا تخیس کی نفی کا ہی جو یہ تبلارہا
ہے کہ عبداللہ بن سنان راوی اس روایت کا نہین عبداللہ بن سبا ہی۔
چونکہ ملا صاحب نے عبداللہ بن سنان بیچارہ کے ذمہ اس روایت وضعی کا بہتان لگایا
ہے اسواسطے اُس کی صفائی کا ہم کو ثبوت دینا پڑا اگر اخوند صاحب عبداللہ بن سبا
کا حوالہ دیتے تو ہم دم نہ مارتے کیونکہ وہ تو بانی ہی اس مذہب کا تھا۔
اخوند صاحب کی اس تردید سے آدربیلی کی روایت رد نہین ہوسکتی کیونکہ اردبیلی
متقدمین شیعہ سے ہی اور دین کے معاملہ مین متقدمین کا اعتبار رہی پس کشف الغمہ کے مقابلہ
مین حیات القلوب ہرگز قابل اعتبار نہین علاوہ ازین اس روایت اور اس راوی کی
ملاجی نے سند نہین بیانکی۔ بے سند کا کیسے اعتبار کیا جائے۔
اہل تشیعہ کی عادت ہی کہ جہان اُنپر بوچھار پڑتی ہے اپنے محدثین تک کے بیان
کے منحرف ہوجاتے ہین جیسا کہ قرآن کی نسبت جایجا تحفتہ الاشعریہ مین مولوی
عمار علی صاحب جنہون نے سید محمد کو ہدف ملامت اس تالیف کا بنایا ہی تحریر فرماتے
ہین کہ اہل تشیعہ کا یہ مذہب نہین ہی کہ قرآن مین تحریف یا کمی زیادتی ہوئی ہے مگر مولوی
صاحب کو بروقت تحریر جواب ہدیۃ الشیعہ یہ خیال نہین ہوا کہ مجتہد صاحب جو ہمارے
قبلہ وکعبہ ہین کیا تحریر فرماگئے ہین اور یہ وہ مجتہد صاحب ہین جنکی فضیلت سب اہل
تشیعہ کے نزدیک مسلم ہی مین اوس کے خلاف لکھون گا تو مقابل کے حریف مجھکو
کیا کہین گے اگر مولوی صاحب کو ہمارا خیال نہین تھا تو خیر اپنے اخوند صاحب کا
تو خیال کیا ہوتا لیکن کیا کرین موقع پر دباؤ آپڑا فوراً پھر گئے اور اپنے محدث کلینی کو
بھی جھوٹا کردیا کہ وہ صاف لکھتے ہین کہ دو حصہ قرآن کم کردیا گیا ہے اس روایت
کلینی کو شاذ اور احاد فرماتے ہین لیکن مولوی صاحب ملا باقر مجلسی کی حیات القلوب
کا کیا جواب دینگے کیا کیا جائے کہ مولوی عمار علی صاحب دار الجزا مین تشریف
لے گئے ورنہ حضرت سے دریافت کرتے کہ آپ کو سچا تصور کرین یا کلینی اور یا قر
مجلسی کو۔

ملا باقر صاحب حیات القلوب کی جلد سوم میں یوں ارشاد فرماتے ہیں "حضرت فرمود بدرستیکہ خدا بسوئے من فرستاد یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یعنی اے رسول برسان آنچہ نازل شدہ است بسوئے تو از جانب پروردگار تو یعنی در ولایت تو با علی" "وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ یعنی اگر نکنی پس نرسانیدہ رسالت خدا را حضرت فرمود کہ اگر نرسانیدم بانچہ مامور شدہ بودم بآن از ولایت تو ہر آئینہ حبط می شد عمل من و ہر کہ خدا را ملاقات بغیر ولایت تو علی کند پس بتحقیق حبط میشود عملہائے او۔ در روز قیامت دور خواہد بود از رحمت خدا و انچہ میگویم در حق تو گفتہ پروردگار من ست کہ در حق تو فرستادہ است بسوئے من"

"وکلینی بسند معتبر روایت کردہ است کہ حضرت صادق علیہ السلام این آیت را تلاوت فرمود فاذکروا آلاء اللہ لعلکم تفلحون یعنی پس بیاد آورید نعمتہائے خدا را شاید رستگار شوید پس حضرت فرمود میدانید الا خدا چیست راوی گفت نہ حضرت فرمود کہ مراد عظیم ترین نعمتہائے خدا ست بر خلق و آن ولایت ست"

"وایضاً کلینی و ابن ماہیار از حضرت باقر علیہ السلام روایت کردہ است کہ این آیت چنین نازل شد۔ فابی اکثر الناس بولایۃ علی الا کفورا۔

یعنی ابا کردند اکثر مردم انکار ولایت علی را و فرمود کہ این آیت چنین نازل شدہ است وقل الحق من ربکم فی ولایۃ علی ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظالمین آل محمد نارا احاط بھم سرادقھا"

یعنی بگو کہ حق و قول درست از جانب پروردگار شما ست در ولایت علی بن ابی طالب علیہ السلام پس ہر کہ خواہد ایمان بیاورد و ہر کہ خواہد کافر شود ما آمادہ کردہ ایم از برائے ستمگاران آل محمد آتش را کہ احاطہ کردہ است بایشان پردہائے آن و بسند دیگر روایت کردہ است "تفسیر قرات از باقر علیہ السلام قولہ تعالے۔ فاستمسک بالذی اوحی الیک انک علی صراط مستقیم پس چنگ زن آنچہ وحی کردہ شدہ است بسوئے تو بدرستیکہ تو بر راہ راستی۔ حضرت فرمود کہ یعنی بر ولایت علی بن ابی طالب۔ و علی صراط مستقیم ست و در سورہ حجر حق تعالیٰ میفرماید ہذا صراط علی مستقیم و در اکثر قرات علی بفتح لام و یاے مشدد ہ است

وگفتہ اند کہ یعنی توحید خدا راہی ست کہ برمن لازم ست رعایت آن و در بعضی از قرآت شاذہ علیٌ بکسر لام و رفع یا بتنوین خواندہ اند یعنی این راہ بلند ست و در ظرائف از حسن بصری رض روایت کردہ است کہ او بکسر لام و تشدید مکسورہ میخواندہ است و میگفتہ است کہ مراد این است کہ این راہ علی بن ابی طالب ست و راہ او و دین او مستقیم ست و واضح ست و کجی در آن نیست پس متابعت کنید و متمسک شوید باو و کلینی این قرات را خواندہ از حضرت صادق روایت کردہ است"

اب مین عرض کرتا ہون کہ یہان ملا جی نے جو خلافت بلافصل کے معنی مین بہت سی یعنی یعنی کی ہے اور کاف تفسیر کے ہوتے ہوئے بھی اس یعنی بے معنی کو نہین چہوڑا اس سے خلافت بلافصل کا معنی تو نہین نکلتا البتہ اخوند صاحب کے علم کی حقیقت خوب معلوم ہوتی ہے کہ ملا صاحب اس علم و فضل کے ہین اور کلام اللہ پر اس قدر عبور رکہتے ہین۔

ملا صاحب نے جو آیت "یا ایہا الرسول بلغ" کی تفسیر فرمائی ہے اسوجہ سے اُن کے مرید اس آیت کو خلافت کے بارہ مین نازل ہونے کا اعتقاد رکہتے ہین مگر اس آیت کے ربط سے بے خبر ہین کہ یہ آیت واسطے اشاعت اسلام کے نازل ہوئی ہے کہ کفار مشرکین اور یہود و نصاریٰ پر تبلیغ رسالت کرا ور انسے کسی قسم کا خوف مت کر خدا نگہبان ہے ایسی تاویل رکیک اہل علم کی شان سے بعید ہی جسکا ابطال خود اخوند صاحب کی تحریر سے عیان ہے کیونکہ اخوند صاحب فرماتے ہین کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے علیؑ اگر مین تیری ولایت کے اظہار مین کسی قسم کی کمی کرونگا تو میرے اعمال برباد ہو جائین گے اس سے ظاہر کہ یہ ایک اہم کام تھا اور اسی اہم کام کے انصرام کے لئے آپ کو رسالت دے کر بہیجا گیا تھا اور یہی اہل تشیعہ کا عقیدہ ہی جیسا کہ ایک قصیدہ کسی شیعہ نے خواجہ شمس الدین تبریزی کے نام سے تصنیف کر کے اپنے مذہب بسائیہ۔ غالیہ۔ زندیقیہ کا ظاہر کیا ہے وہ اصل قصیدہ نزہتہ اثنا عشریہ مین درج ہی جسکا دل چاہے دیکہہ لے اُسکا ایک شعر ذیل مین ہم بھی نقل کرتے ہین۔

جبریل کہ آمد زبر خالق بیچون	در پیش محمدؐ شد و مقصود علی بود

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اصل امامت ہی اور نبوت اُس کی فرع اور صدقہ ہی اسیواسطے اہل تشیعہ اُسکے لئے جان فدا کر رہے ہین۔

اگرچہ ملا صاحب نے نہ معلوم کس دباؤ سے برابر کے درجہ مین نبوت کو رکھا ہے چنانچہ حیات القلوب مین آپ فرماتے ہین (دیکھو جلد سوم) کہ در احادیث بسیار خواہد آمد کہ آئمہ ما صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین متوسط ملائکہ و روح القدس استفادہ علوم از خداوند حی قیوم می نمودند و فرقے چند در احادیث میان نبی و امام مذکورست کہ بعد ازین انشاء اللہ خواہد شد و حق اینست کہ در کمالات و شرائط صفات فرقے میان پیمبر و امام نیست بغیر انچہ در اخبار مذکور خواہد شد و از برائے تعظیم حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آن کہ آنجناب خاتم انبیا صلعم باشد منع اطلاق اسم نبی و آنچہ مرادف اینست بر آن حضرت کردہ اند"۔

و معلوم ست کہ ہر فائدہ کہ بر وجود رسول و نبی مرتب میشود بر وجود امام مرتب ست از دفع فساد و حفظ شریعت و منع مردم از جور و معاصی"

اخوند صاحب کے طرز تحریر اور عقیدہ کو بہ نظر انصاف ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ امام کا رتبہ اخوند صاحب کے نزدیک کس درجہ بلند ہے یہ جملہ اخوند صاحب کا "و انچہ میگویم در حق تو گفتہ پروردگار من ست کہ در حق تو فرستادہ است بسوئے من" اور علی صراط مستقیم کو اخوند صاحب تفسیر فرات کے حوالہ سے "علی صراط مستقیم فرماتے ہین جسکا الزام حسن بصری رضی اللہ عنہ کے ذمہ لگاتے ہین پہلے جملہ اور دوسری آیت کے معنی مطابق بیان صاحب حیات القلوب کے نبوت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب امیر علیہ السلام کے واسطے سے ہوگئی کیونکہ بقول ملا صاحب آنحضرت کو کلمہ فاستمسک سے تاکید فرمائی جاتی ہے کہ علی راہ مستقیم پر ہے تو اے نبی تم اُس کے طریقہ کو اختیار کرو اس سے نبوت کا وہ اصول جو اسلام کا ہے باطل ہوگیا اور رسالت جز و امامت ہوگئی اور جو عقیدہ شعر بالا کا ہے وہی عقیدہ مجتہد صاحب کا ہے پس اہل تشیعہ کے نزدیک رسالت کوئی چیز نہین حضرت علی کی امامت اصل رسالت کی ہے یہ تراش اگرچہ اخوند صاحب نے خلافت کے واسطے تراشا ہی مگر اسکے نتائج پر غور نہین کیا کہ اسلام ہی

ہاتھہ سے جاتا ہے اور اس انتخاب سے اخوند صاحب کا جو مجتہدی کا بھی ظاہر ہو گیا کہ جنکو اہل تشیعہ کے علما علامہ اور خاتم المحدثین کے القابون سے سرفراز کرتے ہین وہ قرآن اور عربی زبان کو اسقدر سمجھتے ہین اور ایسے بے تکے معنی لگاتے ہین کہ مائتہ عامل کا مبتدی بھی تسلیم نہ کرے۔

"یہ ولایت علی" جو قرانی آیات مین اخوند صاحب نے داخل کی ہے اس سے کلام کی کیا صورت ہو گئی ہے اور کس درجہ فصاحت اور بلاغت سے کلام جدا ہو گیا ہے جسکی بلاغت بالاتفاق بے نظیر ہے۔

"ھذا صراط علیّ مستقیم" کا "ھذا صراطٌ علی مستقیم" پڑھنا اور اس پر عقیدہ رکھنا اہل تشیعہ ہی کا ظرف ہے کہ حروف جار کو کھینچکر اسم بناتے ہین اور فصاحت سے کلام کو گراتے ہین۔

ملا صاحب جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو امام اور حضور علیہ السلام نبی آخر الزمان کو مقتدی بناتے ہین اور فرماتے ہین کہ خداوند تعالیٰ حضور کو ارشاد کرتا ہے کہ علیؓ راہ مستقیم پر ہے اے نبیؐ تم علیؓ کے راستہ کی پیروی کرو۔

سبحان اللہ کیا اچھا عقیدہ اور کیا عمدہ مذہب ہے توحید کو اسطرح سے ہاتھ سے کھویا اور رسالت کو یون ترک کیا اور مومن کے مومن بنے رہے ایک خلافت کے فروعی مسئلہ پر دین و ایمان سب قربان کر دیا۔ ع

برین دین و آئین بباید گریست

خداوند جل و علی شانہ کو "ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ" سے ظاہری باتون پر عمل کر کے علیحدہ کیا امامت کے روبرو نبوت کو ہیچ سمجھہ لیا۔

گر دونون جہان کے کام سے ہم نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

اِن مجتہد صاحب کی تمام تالیفات کے معارضہ اور تناقض اور غلط بیانی کیلئے ایک دفتر چاہئے امامت کی اسی جلد مین آپ فرماتے ہین۔

(۱) شیعون کے نزدیک خدائے تعالیٰ خیر و شر کا فاعل نہین ہے اور سنیون کے عقیدہ مین فاعل حقیقی نیک و بد کا وہی ہے اور وہ عقیدہ مجوس کا ہے۔ ۱۲

"بعضے از محققان گفتہ اند کہ امام شخصے ست کہ حاکم باشد بر خلق از جانب حق تعالیٰ بے واسطہ آدمی نقل میکند و امام بواسطہ آدمی کہ آن پیغمبر ست مولف گوید کہ این تعریف نیز مشکل ست زیرا کہ بسیارے از پیغمبران غیر اولوالعزم تابع انبیاء اولوالعزم بودہ اند در شریعت ایشان عمل می نمودند و بخلق می رسانیدند"۔

یہان تو مجتہد صاحب اہل تحقیق کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہین کہ امام بواسطہ نبی کے خلق پر حاکم ہے یہ امامت گویا نبی کی خلافت ہی اور اوپر فرما چکے ہین کہ ائمہ ماصلوات اللہ علیہم اجمعین بتوسط ملائکہ و روح القدس استفادہ علوم از خداوند حی قیوم می نمودند" جس حالت مین ائمہ کا یہ منصب ہی کہ وہ اللہ جل شانہٗ سے بواسطہ روح القدس علم حاصل کرتے تو انکو نبی کی کیا حاجت ہے اور پیغمبر اور امام مین کیا فرق رہا کیونکہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہی "قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ" کہ اے نبی لوگون سے کہدو کہ مین تم جیسا ایک آدمی ہون صرف تمہارے اور میرے درمیان فرق یہ ہے کہ مجھپر وحی نازل ہوتی ہے یعنی مینے یہ تعلیم خاص خداوند تعالیٰ سے پائی ہے اور جو کچھ مین حکم دیتا ہون یہ سب خدا کی طرف سے ہے اور تم لوگ آدمیون کے کہنے پر عمل کرتے ہو۔

پس آنحضرت صلعم کو جو فضیلت ہی وہ اس وحی کے باعث ہی اور یہ وحی وہ موہبت عظمیٰ ہے کہ سوائے رسولون کے کسی کو یہ منصب نصیب نہین ہوا۔

امام کا لفظ ایک عام لفظ ہے جیسا کہ ہادی کا لفظ ہے قرآن مجید مین جو ابراہیم علیہ السلام کی شان مین آیت "انی جاعلک للناس اماما" نازل ہوئی ہے اُس کے ظاہری معنی پر اہل تشیعہ نے قیاس کرلیا اور حقیقت پر کچھ نظر نہین کی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس سے اعلےٰ منصب نبوت کا حاصل تھا جب اظہار کعبہ کی تعمیر کے وقت اس غرض سے ہی کہ سب لوگ اسکا طواف کرینگے اور مناسک حج کے بجا لائینگے اور قیامت تک تم ہی پیشوا سب کے رہوگے تمہاری ہی پیروی سب دیندار کرینگے اور تمہاری ہی اولاد مین جملہ انبیا اور مرسلین ہون گے چنانچہ اسوقت تک حضرت ابراہیم علیہ السلام پیشوا اور امام سب مسلمانون کے ہین اور خداوند

جل وعلیٰ شانہٗ نے کعبہ کی تعمیر کی خدمت مین یہ مژدہ آپ کو سُنایا کہ آپ کی رسالت نسلاً بعد نسلاً رہے گی اور یہ منصب امامت آپ کے لئے دائمی ہے اور آپکا ہی دین قیامت تک رہے گا اگر یہان لفظ نبی یا رسول کا فرماتے تو ہرگز موزون نہ ہوتا کیونکہ نبوت ختم ہونے والی تھی اور امامت ہمیشہ کے لئے ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ کلمہ فرمایا جو سب کو شامل ہے کیونکہ امام کا لفظ ایک عام لفظ ہے جس مین ہر قسم کے پیشوا سے مراد ہو سکتی ہے جیسے نبی اور قاضی اور خلیفہ اور مفتی اور حدیث کی روایت کرنیوالے اور علم دین سکھانے والے۔ سو یہ لفظ جامع ہے جو سب کو شامل ہے اگر یہ خیال ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد مین سب نبی نہین ہوئے تو اوسکا فیصلہ بھی خود اللہ تعالیٰ نے کر دیا ہے کہ یہ مژدہ سُنکر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ "قال ومن ذریتی" یعنی میری اولاد بھی اس حکم مین شامل ہے تو خطاب ہوا کہ "لا ینال عھدی الظالمین" کہ میرا یہ عہد ظالمون کے لئے نہین ہے البتہ جو اِن صالح ہون گے وہ اس منصب سے سرفراز کئے جائین گے چنانچہ ایسا ہی ظہور مین آیا اور آرہا ہے اہل تشیعہ امام کے معنی خلیفہ کے سمجھ گئے یہ خبر نہین کہ خلافت کے ساتھہ قید سلطنت کی لگی ہوئی ہے اور قرآن مجید مین بیان کہین یہ لفظ آیا ہے وہان "فی الارض" فرمایا ہے جیسا کہ "انی جاعل فی الارض خلیفہ" مین زمین مین ایک نائب مقرر کرنے والا ہون اور "ولیستخلفنھم فی الارض" ہم بیشک اونکو زمین مین خلیفہ کرین گے اسکے آگے ملا صاحب اسی جلد مین ارشاد فرماتے ہین "در بصائر بسند معتبر روایت کردہ است کہ عمران از حضرت صادق علیہ السلام پرسید کہ فدای تو شوم بما خبر رسیدہ است کہ ملائکہ بر شما نازل می شوند حضرت فرمود بلے والله نازل می شوند بر ما و بر روے فرشہائے ما راہ می روند مگر کتاب خود را نخواندہ کہ میفرماید "ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وبشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاءکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون"

فارسی تو اکثر صاحب سمجھ سکتے ہین قرآنی آیت کا ترجمہ عرض کئے دیتا ہون۔ بیشک جن لوگون نے اقرار کیا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور اُسی اقرار پر وہ جمے رہے اُنپر فرشتے نازل ہون گے وقت موت کے اور اُنسے کہین گے کہ تم کوئی خوف (اس موت) کا مت کرو اور نہ (عزیز و اقارب کی مفارقت کا) غم کھاؤ اور خوش خبری سُنو اُس بہشت کی جسکا تم کو وعدہ تھا ہم تمہارے دوست ہین دُنیا و آخرت مین اور تمہارے لئے وہان سب کچھ ہے اور جو تمکو خواہش ہو وہی تمکو دیا جاوے گا۔ اور دوسری جلد مین حیات القلوب کی یون فرماتے ہین "وکلینی بسند معتبر از حضرت امام محمد باقر روایت کردہ است کہ در شبے کہ حضرت رسول بریاض جنت رحلت نمود بر اہلبیت آنحضرت دراز ترین شبہا گذشت وحالتے بر ایشان گذشت کہ نمیدانستند کہ زیر آسمانند یا بر روئے زمین اندز یرا کہ حضرت رسول از برائے خدا با نزدیکان و دوران دشمنی کردہ بود و از ایشان بسیار کسے کشتہ بود و از انتقام کافران و منافقان ترسان بود پس حق تعالیٰ درین حال ملکے را فرستاد و بروایت دیگر جبریل را فرستاد کہ او را نمی دیدند و صدائے او را می شنیدند و گفت اسلام علیکم اہل البیت و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ"

اور پھر اسی جلد مین آپ رقم فرماتے ہین "وبسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از آنحضرت پرسیدند از معنی محدث بودن سلمانؓ۔ فرمود کہ ملک در گوشش سخن میگفت و در حدیث معتبر دیگر فرمود کہ ملک بزرگوارے با او سخن میگفت راوی گفت کہ ہرگاہ سلمان چنین باشد پس حضرت امیر المومنین چگونہ خواہد بود حضرت فرمود کہ پے کار خود باش و باینہا کارے مدار"

آخری فقرہ کو ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ کس عقیدہ کو ظاہر کر رہا ہی نبوت کا درجہ گو کسی قدر اعلیٰ اور افضل ہو مگر خداوند تعالیٰ کی قدرت اور جلال کے روبرو بے حقیقت ہے اہل تشیعہ نے جب اس امامت کے روبرو خدا کے درجہ کا ہی لحاظ نہین کیا تو نبی کس شمار مین اون کے نزدیک ہین چنانچہ قاآنی نے جو قصیدہ حضرت علی بن موسی الرضا کی شان مین لکھا ہے وہ ملاحظہ ہو جسکے تین شعر ہم بھی یہان نقل کرتے ہین۔"

مہین نوبادۂ آدم مہین پیرایۂ عالم چو خیر المرسلین محرم بخلوت گاہ اوادنیٰ	

یہان توحضور علیہ السلام کا درجہ امام صاحب کو بخشا آگے امام صاحب کی شان مین فرماتی ہین۔

توئی غالب توئی قاہر توئی باطن توئی ظاہر توئی تاہی توئی اخر توئی داور توئی دارا	

توئی برنفع وضر قادر توئی برخیر وشر قاہر
توئی بر دبود دآمر توئی برنیک وبد دانا

تقیہ کے جواز مین تیسری جلد مین ہے "لایستوی الحسنۃ ولا السیئۃ" یعنی برابر نیست نکوئی وبدی از حضرت امام موسیٰ منقول ست کہ مائم حسنہ ونبی امیہ اند سیئہ زیرا کہ ایشان منشاء جمیع نیکیہا اند ونبی امیہ منبع جمیع بدیہا اند ودر روایت دیگر وارد شدہ است کہ حسنہ تقیہ است وسیئہ فاش کردن ست راز از ائمہ علیہم السلام"

اور پھر اسی جلد مین ہے کہ "در حدیث معتبر منقول ست کہ حضرت صادق علیہ السلام فرمود کہ بپروردگار کعبہ سوگند میخورم کہ اگر من دریہان موسیٰ وخضری بودم ہر آئینہ خبر میدادم ایشانرا کہ من از ہر دو داناترم وخبر میدادم ایشانرا بانچہ در دست ایشان نبود زیرا کہ بموسیٰ وخضر علم گذشتہ داده بودند وعلم آیندہ رانہ داشتند وحق تعالیٰ بحضرت رسول صلی اللہ علیہ السلام علم گذشتہ وآیندہ راتا روز قیامت داد وآن علم بما رسیدہ است"

یہان ملا صاحب نے ملائک کا اہل بیت پر نازل ہونا اور آئمہ کو علم غیب کا ہونا علی الاعلان ظاہر فرمادیا اور یہ آئمہ کے عقیدہ کے خلاف ہے کیونکہ انکا عقیدہ قرآن کے خلاف محال خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔

"ماتدری نفس ماذا تکسب غدا" یعنی یہ کوئی نہین جانتا کہ کل کو وہ کیا کریگا۔

"قل لا یعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا اللہ" کہدو اے نبی صلعم کہ زمین اور آسمان والے غیب کو نہین جانتے مگر اللہ جانتا ہے اور اصحاب کہف کی

غار مین سونے کی مدت کی نسبت فرماتا ہے۔

"قل اللہ اعلم بما لبثوا لہ غیب السمٰوٰت والارض ابصر بہ واسمع مالھم من دونہ من ولی"

کہدے اے پیغمبر اصحاب کہف کے غار مین سونے کی مدت کو اللہ ہی خوب جانتا ہے اور اُسی کے پاس ہے کہ آسمانون اور زمین کی پوشیدہ چیزونکا علم۔ کیا ہی بینا اور کیا ہی شنوا ہے اس کے سوا اُنکے لئے کوئی کارساز نہین۔ اخوند صاحب تو انبیا سے بھی آئمہ کا علم بڑھا رہے ہین اور ائمہ کو شریعت کے بھی کلی علوم سے انکار ہے جسکا اقرار شیعون کی معتبر کتابین کر رہی ہین ابو جعفر طوسی کی شرح تجرید دیکھو "اما مسئلۃ الجدۃ والکلالۃ فلیست بدعا من المجتھدین ویحتون عن مدارک الاحکام ویسألون مزاحاط بھا علما ولھذا رجع علیؑ فی بیع امہات الاولاد الی قول عمر فھذا لایدل علیؑ عدم علمہ" کہ یہ نہ سمجھنا کہ ابوبکر کو علم نہین تھا جس سے انہون نے مسئلہ جدہ اور کلالہ(۱) کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا بلکہ مجتہدون کا تحقیق اور دلیل کرنے کا کام ہے جیسا کہ حضرت علیؑ نے ام ولد کا مسئلہ حضرت عمرؓ سے رجوع کیا۔

اسی مین یہ محقق فرماتے ہین کہ ایک روایت اور ہے کہ "روی عبد اللہ بن شریان علیا سئل عن مسئلۃ فقال لا علم لی بھا ثم قال دابر وھا علی کیدی سئلت عملا اعلم" یعنی حضرت علیؓ سے کسی نے کوئی مسئلہ پوچھا تو آپنے فرمایا کہ مجھکو معلوم نہین اور پھر فرمایا کہ مین افسوس کرتا ہون کہ اس اگ کو کیسے بجھاؤن کہ مجھسے وہ بات دریافت کی جس کو مین نہین جانتا ہون "روی صاحب قرب الاسناد من الامامیۃ عن اسمٰعیل بن جابر انہ قال قلت لابی عبد اللہ السلام فی طعام اھل الکتاب فقال لاتاکلہ ثم سکت ثم قال لاتاکلہ ثم سکت ثم قال

(۱) کلالہ کوئی مرد مرجاے اور نہ اُس کے اولاد ہو اور نہ مان باپ صرف ایک یا زیادہ سہیر یا بھائی ہون تو بہن کو اُس کے ترکہ کا آدھا اور جو بہن پہلے مرجائے تو بھائی کل ترکہ کا وارث ہوگا۔ قرآن مین یہ مسئلہ کھولدیا گیا ہے۔

قال لا تاکلہ ولا تترکہ الا تنزھا ان فی انتیم الخمر ولحم الخنزیر"

امامیہ مین سی اسماعیل بن جابر سے روایت ہے کہ مینے امام جعفر صادقؑ سے اہل کتاب کے ساتھ کھانا کھانے کا مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے منع فرمایا اور پھر سکوت کیا پھر فرمایا کہ مت کھاؤ پھر سکوت کیا پھر فرمایا کہ مت کھاؤ پھر سکوت کیا اور پھر فرمایا کہ مت کھاؤ اور مت چھوڑو کھانا مگر ازروے احتیاط کے مگر سور اور شراب اون کی ظرف مین نہ ہووے۔

ان روایات سی ظاہر کہ آئمہ کو علم غیب کیسا جملہ مسائل کے علم مین بھی دعوی کلی واقفیت اور علمیت کا نہین تہا۔

اوپر جو بحث قرآن کی درج کی گئی ہے اوس کے ملاحظہ سے ناظرین کو واضح ہوگا کہ مولوی عمار علی صاحب نے جو کلام مجید کی تحریف اور تنقیص سے اہل تشیعہ کی بریت کی ہے وہ مخالف علمار شیعہ ہے جناب مجتہد زمان ملا باقر مجلسی معتبر روایتون سے قرآن کی تحریف اور کمی کا ثبوت دیتے ہین اور مولوی عمار علی صاحب اوس کے خلاف فرماتے ہین سب سے زیادہ رونا تو اسی بات کا ہے کہ اہل تشیعہ ایک حالت پر قایم نہین رہتے یہ مجتہد صاحب اور دیگر علما مثل علامہ رضی کے آئمہ کو انبیا پر فضیلت دیتی ہین اور ان سب کے پیرو مرشد کلینی حدیث کرتے ہین کہ جو انبیا پر امامون کو فضیلت دے وہ گمراہ ہے "روی الکلینی عن ھشام الاحول عن زید بن علی ان الانبیاء افضل من الائمۃ وان من فضل الائمۃ علی الانبیاء فھو ضال" کلینی ہشام بن احول کے حوالہ سے زید بن علیؓ سے روایت کرتے ہین کہ انبیا امامون سے افضل ہین اور جو کوئی اسکے سوا کچھ اور کہے وہ گمراہ ہے۔

ہمارے بہائی شیعہ اُس حصہ مین مناظرہ حلیمہ سعدیہ اور حجاج بن یوسف کا ملاحظہ کرین جو اُنکی کتاب مین درج ہے کہ جب حلیمہ سعدیہ نے حجاج بن یوسف سے سبب اُسکے عتاب اور غضب کا دریافت کیا اور حجاج نے کہا کہ مینے سنا ہے کہ تم حضرت علیؓ کو شیخین پر فضیلت دیتی ہو تو اسپر حلیمہ نے جوابدیا کہ شیخین کی کیا حقیقت ہے مین جناب مرتضی علیہ السلام کو حضرت آدم و نوح اور ابراہیم اور سلیمان اور موسی و عیسی علیہم السلام پر فضیلت دیتی ہون یہ سُنکر حجاج نے برافروختہ ہوکر کہا کہ اگر اسکا ثبوت جلد نہ دوگی تو بخدا حلیمہ تمہارے

ابھی اسی وقت ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالون گا کہ تم پیغمبران الوالعزم پر علی کو فضیلت دیتی ہو تب حلیمہ سعدیہ نے قرآن مجید سے ان انبیا پر حضرت علیؑ کی فضیلت ثابت کر دی جسکو حجاج نے تسلیم کر لیا اور وہ حلیمہ سعدیہ کے دلائل سے بہت خوش ہوا اور ہزار دینار اور سالانہ تنخواہ حلیمہ سعدیہ کو عطا فرما کر رخصت کیا۔

اب اس قصہ اور کلینی کی حدیث کا موازنہ کرنا چاہیئے کہ علامہ رضی تو آیتون سے ثبوت افضلیت ائمہ کا انبیا علیہم السلام پر دیتے ہین اور یہ محدث فرماتے ہین کہ جو امامون کو انبیا پر فضیلت دے وہ گمراہ ہے اس صورت مین کسکا قول صحیح اور کس کا غلط تصور کیا جائے اور کسکو بُرا اور کسکو بھلا کہا جائے۔

کلینی کی روایت سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ کونسا فرقہ گمراہ حدیث کلینی کے موافق ہے اور اس حدیث کا مصداق سوائے شیعون کے کوئی فرقہ اسلام کا نہین ہے۔ وہ بزرگ صحابی جنکو اللہ جل جلالہٗ قرآن مجید مین صحابی فرماتا ہے اُسکو اہل تشیعہ اسلام سے خارج اور اہل بیت کا دشمن بتلاتے ہین اگر بہ نظر انصاف تعصب کی چادر پھینک کر قرآنی آیات پر جو شان مین صحابہ رضی اللہ عنہم کی نازل ہوئی ہین نظر ڈالتے تو یہی حضرات ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اعلیٰ درجہ کے صحابی اللہ میان کے فرمان سے نظر آتے ہین اور اس فضیلت کو خداوند تعالیٰ نے کیسی عمدہ اور اعلیٰ نظیر کے ساتھہ ظاہر فرمایا ہے کہ جسکی کسی صورت سے بھی تردید نہین ہو سکتی اور کوئی حیلہ حوالہ پیش نہین جا سکتا ہے قرآن کی آیت علے الاعلان پکار رہی ہے کہ یہ ابوبکر رضی اللہ عنہٗ صحابی ہے وہ بزرگ آیت یہ ہے۔

"الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا"

یعنی اگر تم رسول کی مدد نہ کروگے تو کیا ہے خود اللہ نے اوسکی مدد کی ہے جب کہ اوسکو کافرون نے نکالدیا تھا کہ اُسکے ہمراہ صرف ایک ہی تھا جبکہ وہ دونون غار مین تھے اور وہ اپنے رفیق سے (حضرت ابوبکرؓ) کہتا تھا کہ کچھہ غم نہ کرو ہمارے ساتھہ اللہ ہے۔

لصاحبہ جسکے معنی صحابی کے ہین اس مقدس آیت مین موجود ہے یہ حضرت صدیق اکبر کی ہی شان ہے کہ جنکے واسطے یہ اعلیٰ خطاب خداوند کریم نے عطا فرمایا ہے اسی واسطے اسلامی فرقے انکو اول درجہ کا صحابی کہتے ہین اور اسی وجہ سے بعد حضور علیہ السلام کے کل مہاجرین اور انصار نے بالاتفاق انکو خلیفہ مقرر کیا کسی نے بھی انکی خلافت سے اختلاف نہین کیا مگر اوس وقت شیعون کے مذہب کا نام ونشان تک نہین تھا سب مسلمان ایک ہی عقیدہ اور طریقے کے تھے اختلاف کا ذکر تک نہین تھا اون کے دل نور ایمان سے روشن تھے اور وہ نور اُن کے چہرون سے جھلکتا تھا اس آیت کے معنی مین شیعون سے اور تو کچھ بن نہین پڑا بیہودہ تاویلین کرنے لگے کہ ابوبکر خوف سے کفار کے ڈرتے تھے مگر سُنی بھی ایسے اُنکے پیچھے پڑگئے ہین کہ وہ خوب ہی اُنکی قلعی کھولتے ہین جسقدر اُنھون نے اس آیت کی تاویل کی اُسیقدر مونہہ کی کھائی اور اُنکی ہیچ مدانی اور کم علمی کا اظہار ہوا کیونکہ کلام عرب مین خوف کے مقام پر لاتخف بولا جاتا ہے اور حزن کا کلمہ غم اور فراق کے مقام مین استعمال کرتے ہین حضرت ابوبکر جو عاشق رسول اللہ تھے حضرت کی تکلیف اور عزیز واقارب سے علیحدگی کا غم کرتے تھے نہ اپنی جان کا خوف تھا اگر وہ ڈرتے ہوتے تو اللہ تعالیٰ "لاتحزن" نفرماتا "لاتخف" فرماتا اہل تشیعہ بجاے اس تاویل رکیک کے اگر یہ کہتے کہ آیت مین تحریف ہوئی ہے اصل مین "لا تخف ان اللہ معنا" تھا جیسا کہ باقر مجلسی فرماتے ہین کہ اس آیت مین سے "ویلک" اڑادیا تو یہ تاویل قرآن کے ادب نہ سمجھنے والون کے نزدیک کسی قدر موزون تھی کیونکہ جس حالت مین شیعہ قرآن کی تحریف کے قائل ہین تو یہان بھی کیون نہ کہا کہ سُنیون نے لاتخف کا لاتحزن بنالیا ہے ایسا کرنے سے اُن کی لاعلمی کا اظہار بھی نہ ہوتا اور تاویل بھی درست سمجھی جاتی اور اتو کوئی بات بنائے نہین بنتی قرآن خود اُن کے بیان کی تکذیب کرتا ہے موسیٰ علیہ السلام عصا کے اژدہا ہونے سے ڈرے اور بھاگے تو خداوند تعالیٰ نے فرمایا "اقبل ولاتخف انک لا یخاف لدی المرسلون"

کہ موسیٰ آگے آ اور ڈر مت رسول میرے پاس نہین ڈرا کرتے پھر جب

قبطی کو مار کر بہاگے تو اُسکا اظہار بھی اسی طرح کے کلمے سے فرمایا، فخرج منہا خائفاً موسیٰ مصر سے ڈرتے ہوئے نکلے ان دونون مقام پر موسیٰ علیہ السلام کو اپنی جان کا خوف تھا نہ کسی دوسرے کا غم اور یعقوب علیہ السلام کی گریہ وزاری جو یوسف علیہ السلام کے فراق مین تھی یون اظہار فرماتے ہین کہ یعقوب علیہ السلام کے بیٹون نے اُن کے شدید غم والم کو دیکھکر کہا کہ تم یوسف علیہ السلام کو یاد کرتے کرتے مرجاؤ گے تو حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ"

کہ مین اپنے اللہ سے اپنی پریشانی اور غم کا اظہار کرتا ہون اسکے سوا دوسرے موقعہ پر بھی یہ دونون کلمے علیحدہ علیحدہ معنی مین آئے ہین۔

طرفہ یہ ہے کہ شیعہ یہ کہتے ہین کہ حضرت ابوبکرؓ کو اسواسطے حضور علیہ السلام اپنے ہمراہ لے گئے کہ آنحضرت کو یہ خوف ہوا کہ وہ قریش کو آپ کے تشریف لے جانے سے مطلع نہ کردین یہ کتنی بڑی حماقت اور سفاہت کا جواب ہے اتنا نہین سمجھتے کہ حضور علیہ السلام نے اِس راز مخفی کو خود حضرت ابوبکرؓ سے ظاہر کیا اگر حضور علیہ السلام اُن کو ایسا سمجھتے تو کبھی خبر تک نہ دیتے اور اگر حضرت ابوبکر کفار سے ملاوٹ رکھتے تو آپ کو کیا خوف تھا ملاوٹ والے کو اپنی طرف کے آدمیون کا خوف نہین ہوا کرتا ہے اور واقف کرنا ہوتا تو اِس حالت مین بھی غار مین سے بھی بول اُٹھتے اوسوقت تک تو حضرت رسول اللہ کے پاس سوائے حضرت ابوبکر کے کوئی دوسرا نہین تھا کوئی بھی عقل کا دُشمن اِس بات کو تسلیم نہین کرسکتا ہے کہ جس کی دُشمنی اور منافقیت ظاہر ہو اوس کو اپنے نہائی اور پرخطر سفر مین کوئی ساتھ رکھے ہزارون آدمی جس کی جان کے دُشمن ہون اور تلوار خنجر لئے اوس کے قتل کے لئے پھرتے ہون اور وہ محض بیکس ہو اور ایسی جان جو کہون مین ایسے جانی دشمن کو اپنے راز سے مطلع کرے اور اُسکو اپنی رفاقت مین لے اور اُسی کے گھر سے پوشیدہ ہوکر نکلے اور اُس کے زن وفرزند اور خادم اور غلام وغیرہ تک کو آگاہ کردے اور لطف یہ کہ یہ ہجرت از روی وحی تھی جس مین غار مین پوشیدہ رہنا اور حضرت ابوبکرؓ کو ہمراہ لینا بھی بموجب حکم الٰہی تھا۔

اب ایک طرف اُس بیان باقر مجلسی کو اور دوسری طرف علماء شیعہ کے اقوال کو میزان عدالتین رکھکر توزین کیجئے کہ ملا جی تو حیات القلوب مین وہی مُرغی کی ایک ٹانگ بتلا رہے ہین کہ ابوبکرؓ

غار ثور مین کفار کے آگاہ کرنے کو جب آہ وزاری کرنے لگے تو آنحضرت صلعم نے بیخیال اس کی کہ غار پر قریش تلوارین لئے پھرتے تھے کوئی اُن کے رونے کی آواز نہ سُن پائے غصہ ہوکر ابوبکرؓ کو کہا کہ "ویلك لا تحزن" کہ تو خراب حال ہوا سوقت مت رو اور علماء شیعہ یہ پکار رہے ہین کہ آنحضرت صلعم اسواسطے اپنے ہمراہ کہ لے گئے کہ کہین یہ ہجرت کی حال سے قریش کو واقف نہ کردین ایک دوسرے کے متناقض بیان ہین ایک پلٹرتا زمین اور دوسرا آسمان مین جاتا ہے اور مطلب شیعہ کا یہ ہے کہ یہ رفاقت جو اعلیٰ درجہ کی فضیلت مشہور ہو گئی ہے اور تمام دُنیا مین یارغار کی کہاوت ضرب المثل ہے اسکو کسی طرح سے نقص کے ساتھ ظاہر کرنا چاہیے مگر خاک ڈالنے سے چاند ماند نہین ہوسکتا ہے اور حجت بالغہ کے سامنے کوئی عذر پیش نہین جاسکتا وہ کسی صورت سے اس واقعہ کو جھٹلا نہین سکتے۔

مُلا عبداللہ مشہدی مولف اظہار الحق ناچار ہوکر یون اظہار الحق مین اس حق کا اظہار کرتے ہین "کہ نفس الامر این ست کہ این احتمال بغایت بعید ست وعجب چیست کہ خلیفہ اول را کہ نسبت پدر زنے بہم رسانیدہ بود وسبقت در اسلام بر بسیارے از مردم داشت واکثر اوقات ملازم صُحبت شریف حضرت رسالت پناہی می بود اختیار کردہ باشد برائے ہمراہ داشتن والفت نیز بصحبت او داشتہ باشند اور قاضی نوراللہ شستری مجالس المومنین مین یون رقم طراز ہین کہ ہم اس بات سے انکار نہین کرتے کہ حضرت علیؑ کا آنحضرتؐ کے بستر پر سونا عبادت اور فضیلت ہے مگر رفاقت ابوبکر کی اُس سے بہت بڑھکر ہے کیونکہ حاضر کا

(۱) قال المفسر نیشاپوری انا لا ننکر ان اضطجاع علی علیؑ علی فراشہ طاعۃ و فضیلۃ الا ان صحبۃ ابی بکر اعظم لان الحاضر اعلیٰ من الغائب ولان علیا ما تحمل المحنۃ الا لیلۃ واحدۃ وابوبکر مکث فی الغار ایاما فانہ اختار اعلیا للقوم علی فراشہ لانہ کان صغیرا لم یظہر منہ دعوۃ بالدلیل والحجۃ ولا جہادا بالسیف والسنان بخلاف ابی بکر فانہ دعا حینئذ جماعۃ الی اللہ وقد ذب عن الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالنفس والمال وکان غضب الکفار علی ابی بکر اشد من غضبہم علی وبہذا لم یقصد وعلیا بضرب والم لما عرفوا ان المضطجع ھو"

غایب کا درجہ اعلیٰ ہے کسلیئے کہ علیؓ نے ایک رات ہی محنت اُٹھائی اور ابوبکر غار مین کئی دن رہے اور آنحضرت نے اس وجہ سے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سلایا کہ وہ خورد سال تہے اور اُنکی طرف سے خلقت کو دلیل اور حجّت ظاہر کرنا اور جہاد تلوار اور نیزہ سے کرنا بھی ظاہر نہین ہوا تھا برخلاف ابوبکرؓ کے کہ اُنہون نے واقعی ایک جماعت کو دین کی دعوت کی اور اپنے جان و مال سے حفاظت رسول اللہ کی کی جس سے کفار کا غضب ابوبکر پر بہت سخت تہا بہ نسبت حضرت علیؓ کے اسی باعث سے اُنہون نے حضرت علی کی مار پیٹ کرنے اور ایذا دینے کا باوجود شناخت کے قصد نہین کیا اور وہ سوتے رہے انتہی۔

اس بیان سے تمام اقوال اور ادہام شیعون کے باطل ہو گئے اور ہماری جانب سے خود اُن کے مجتہد علامہ نے اونکے دلائل کو ہبا منشورا کر دیا "یرید اللہ ان یحق الحق و یبطل الباطل ولو کرہ المجرمون اللہ تو یہی چاہتا ہی کہ حق کو ثابت رکہے اور باطل کو باطل کر دے اگرچہ وہ گنہگارونکو کیسا ہی بُرا لگے۔

حضرات! یہ وہ جانباز اور عاشق رسول اور صدیق صحابی تہے کہ اُنہون نے اپنی جان و مال سے اللہ کے رسول کی اُسوقت نصرت کی ہے کہ جسوقت اہل مکہ اور سرداران قریش آنحضرت صلعم کو نہایت تحقیر اور خونخوار نگاہ سے دیکہتے تہے اور طرح بطرح کی ایذائین دیتے تہے ایک دفعہ ایک اعرابی نے گردن مبارک کو گھونٹا یہانتک کہ نزدیک تہا کہ آنکھین آپ کی باہر نکل پڑین ابوبکر صدیقؓ اوسکو اُسی وقت لپٹ گئے اور آنحضرت سے اوسکو علیحدہ کیا اسپر کفار نے سر اور ڈاڑہی صدیق اکبر کی پکڑکے خوب زدوکوب کیا سر پر زخم آیا اور ریش ڈاڑہی کے کسوٹ لئے اور ابوبکر زخمی اور مضروب بیہوش ہو کر گر پڑے مگر اُسوقت مین بہی زبان سے یہی نکلتا تہا "اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم" کیا تم قتل کرتے ہو اُس شخص کو کہ جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پروردگار کی طرف سے کھلے ہوئے نشانات (معجزے) اپنی تصدیق کے لے کر آیا ہے یہہ کیسا مدلل جواب تہا۔ اُسوقت کہ مکہ مین کفر پہیلا ہوا تہا اور وہان کے باشندونکو آدمی کا قتل کرنا ایک

تنکے توڑنے کی برابر تھا جو لوگ مسلمان ہوئے تھے وہ بھی اسلام کو خوف کے سبب چھپاتے تھے ایسے وقت مین حضرت صدیق اکبرؓ کا ہی زہرہ تھا کہ اپنے گھر کے صحن مین نماز اور قرآن باواز بلند خوش الحانی سے پڑھتے تھے اور قرآن پڑھکر بہت روتے تھے ایک تو عرب کا لحن اور پھر کلام مجید کا پڑھنا وہان کے اہل زبان ایسے بے نظیر کلام کو سنکر کیسے مفتون نہ ہوتے جس مین وہ باتین تھین جنکو انھون نے کبھی اپنے اباواجداد سے بھی نہین سُنا تھا کلام الٰہی نے جادو سے زیادہ اُنپر اثر کیا حتیٰ کہ عورتین اور بچے اور عرب کی باندیان جو مفسدانہ خیالات سے آزاد تھین بطور تماشہ کے سُن کر محو تماشا ہوگئین اور سردار قریش یہ حال دیکھکر نقش حیرت بنگئے جب کچھہ بس نہین چلا تو ابن دغنہ کو جسکی حمایت مین حضرت صدیق تھے اس حال سے واقف کیا کہ ہماری عورتین اور بچے اس کلام کے سُننے سے بے تاب اور از خود رفتہ ہوئے جاتے ہین یا تو ابو بکرؓ کو یہان سے نکالدے یا اوسکو نماز اور قرآن پڑھنے سے منع کرے

ناچار ابن دغنہ کو حضرت صدیقؓ سے یہ حال ظاہر کرنا پڑا تو آپنے ابن دغنہ کو یہ جواب دیا کہ "حسبی اللہ ونعم الوکیل" مجھکو تیری حمایت کی کوئی ضرورت نہین ہے یہان رنگ ہی اور ہے وُہ شرک کے تعلقات توحید نے بالکل قطع کر دیئے اے ابن دغنہ تو کس خیال مین ہے اور تو کیا سمجھتا ہے وہ ابو بکر اب وہ ابو بکر نہین ہے جو آدمیون پر نظر کرے میرا تعلق تو اصلی مالک سے ہو گیا ہے اب مجھکو تجھسے کچھہ بھی سروکار نہین "صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ ونحن لہ عابدون" یہ اللہ کا رنگ ہے اور اللہ کے رنگ سے کسکا رنگ بہتر ہو سکتا ہے اب ہم تو اُسی کی پوجا کرنے والے ہین اے ابن دغنہ اب یہان حمایت ہی اور ہے اور اس کو وہ مصائب کے مقابلہ مین تم جیسے ناچیز بندون کی امداد سے کیا کام چلسکتا ہے۔ "لکم دینکم ولی دین" تم اپنے رستہ اور مین اپنے رستہ۔

اہل قریش یہ باتین سُنکر بہت ہی برافروختہ ہوئے اور مسلمان صحابہؓ جو ہر طرح محتاج اور بیکس تھے اُنکو قسم قسم کی اذیتین اور تکلیفین دینے لگے لوہے کے بھاری بھاری زرہین پہنا کر اونکو دھوپ مین ڈھلاتے تھے اور حضرت بلالؓ کی تو نہایت ہی بُری گت کرتے

تھی گردن مین رسّی ڈالکر چھوکرے مکہ کی گلی گلی مین اونکو گھسیٹتے پھرتے تھے اُنکا آقا اُمیّہ بن خلف بڑا ظالم اور حضرت رسول اللہ کا دلی دُشمن تھا وہ بلالؓ کو مسلمان ہونے کی وجہ سے گرمی کے دنون مین جلتے ہوئے سنگریزون پر لٹاکر اوپر سے بھاری پتھر پیٹ اور چھاتی پر رکھوا دیتا تھا اور مکہ کے باہر جو ٹیلے والی زمین ہے وہان لے جاکر دھوپ مین تپاکر کے گرم ریتے پر لٹاتا اور گرم سنگریزون پر اپنے خادمون سے اونکو گھسواتا اور پھر وہ لکڑیون سے مار کر مجروح کرتے مگر وہ اس حالت مین بھی اللہ اللہ ہی پکارتے تھے حضرت ابوبکرؓ کے پاس ایک غلام تھا نسطاس۔ وہ بڑا قابل اور کماؤ شخص تھا دس ہزار درہم اُس کی ملکیت مین تھے اور اپنے ذاتی لونڈی غلام بھی رکھتا تھا حضرت ابوبکرؓ کی ترغیب سے اُسنے جب اسلام لانے سے انکار کیا تھا اُسوقت سے وہ اُنکی دِل سے اُتر گیا تھا ایک دن اُمیہ حضرت بلالؓ کو دھوپ مین اُسی طرح سے مار پیٹ کر رہا تھا جو حضرت ابوبکر وہان آگئے اور اُمیہ سے کہا ظالم خدا سے ڈر ایک مسلمان بندے کو اس طرح سے عذاب مت دے اُسنے جواب دیا کہ اگر تمکو اسکا ترس آتا ہی تو اسکو تم اپنے گھر لیجاؤ تمہین تو اسکو بگاڑا ہے۔

یہہ سنکر آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ مین نے خریدا اُمیہ نے کہا کہ نسطاس کے بدلے آپ نے کہا ہان نسطاس کے بدلے وہ نہایت متعجب اور خوش ہوا نسطاس کو لے کر حضرت بلالؓ کو جناب صدیق اکبرؓ کی سپرد کر دیا اور امیہ نے کہا کہ یہ عجب احمق شخص ہے جسنے اپنا ایسا لائق اور سنجیدہ غلام ایک نکمے اور ناقابل کی معاوضہ مین مجھکو دیدیا مین کتنے بڑے نفع مین رہا مگر اسکو یہ خبر نہ تھی کہ "قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری"۔

حضرت ابوبکرؓ نے بلالؓ کو اپنے مکان پر لاتے ہی آزاد کر دیا اور اُنکے سوا چھہ اور باندی غلام اسی طرح سے حضرت ابوبکرؓ نے اُن کے مالکون سے خرید کر کے آزاد کئے۔

ایک دن آپ کے باپ نے کہا کہ یہ ہمارے نکمے نکمے غلام کیون خریدتے ہو یہ کیا کام دین گے تو آپ نے باپ کو کہا کہ مین انکو اپنے کام کے لئے نہین خریدتا

ہون یہہ خدا کیواسطے خرید کرتا ہون۔

حضرت امام حسنؓ فرماتے ہین کہ حضرت مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے کہ سبقت کی مجھسے ابوبکرؓ نے چار چیزمین کہ نہ حاصل ہوئین مجھکو اوّل افشائے اسلام کہ ابوبکرؓ نے اسلام کو علانیہ ظاہر کیا اور مینے بسبب خوف اپنے باپ کے پوشیدہ رکھا۔

دوم تقدم ہجرت کہ ابوبکرؓ حضور علیہ السلام کے ہمراہ ہجرت فرماہوئے اور مین مکہ مین رہا۔

سوم۔ مصاحبت نماز چہارم۔ اقامت صلواۃ واظہار صلواۃ کہ مین پہاڑ کی کہو مین نماز پڑہتا تھا اور ابوبکر صدیقؓ علانیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہمراہ نماز ادا کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کی ترغیب سے حضرت عثمانؓ۔ زبیرؓ۔ زید بن حارثہؓ عبدالرحمٰنؓ بن عوف۔ سعدؓ بن وقاص۔ طلحہ بن عبداللہ اسلام لائے جنکی شجاعت اور جانفشانی سے اسلام نے بے نظیر ترقی حاصل کی اور انہین بہادرون کی فتوحات ایسی حیرت انگیز معجزانہ ہوئین کہ تھوڑے ہی عرصہ مین اسلام بہت سے برزخیز اور شاداب ممالک مین پہیل گیا اور تمام دُنیا مین اسلامی فتوحات کے نعرے بلند ہوگئے اور ہزارون کوس تک دشت وجبل تکبیر کے نعرون سے گونج اُٹھے اور مُلک در مُلک اسلام کے پہریرے اور خدائی دین کے جھنڈے نصب ہوگئے۔

کمال تو یہ ہے کہ جو ممالک حضرت ابوبکرؓ اور عمر فاروقؓ کے وقت مین اسلامی قبضہ کے اندر آئے آجتک باوجود گذرنے تیرہ سو برس کے اقتدار کے ساتھہ بدستور تحت اسلام ہین۔

اسلامی دُنیا مین اول وہ شخص کہ جسنے ممالک غیر کو فتح کیا اور عرب کے ملک سے باہر اسلام کی روشنی پہیلائی وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کی ہی ذات عالی صفات ہے اور انہین کی تقلید ان کے جانشینون نے کی نتیجہ انہین بزرگ اور اعلیٰ خلیفہ کی پیش روی کا تھا کہ اسلام نے چند سال مین دُنیا کو گھیر لیا اور شرک وکفر کی جگہہ توحید کے نور نے عالم کو منور کر دیا۔

اِس کے بعد جو ملک قبضۂ اسلام مین آئے اور وہان کی قومین کفر چھوڑ کر جوق جوق داخل اسلام ہوئین اور جسقدر اسلام نے ترقی کی اور جہان تک اب زمانہ کے واعظ دعوت اسلام دیتے اور اسلام کی اشاعت ملک در ملک کرتے پھرتے ہین اور جسقدر قیامت تک کرین گے اُس کے بانی خاص ابو بکر صدیقؓ ہین اور اس ثواب مین اُنکا حصہ خدا کے یہان لگا ہوا ہے۔

اسلام کی بنیاد کا پتھر قایم کرنے والا خدا کا پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس عمارت کو بلند اور وسیع اور تکمیل کو پہنچانے والے یہی صحابہ ہین جنسے اہل تشیعہ کو سخت عناد ہے ان الذین فتنوا المومنین والمومنات ثم لم یتوبوا فلھم عذاب جھنم ولھم عذاب الحریق۔

سر ولیم میور صاحب اپنی کتاب "ارلی خلافت" مین لکھتے ہین۔

"آخری دم تک ابو بکرؓ کے دل و دماغ کی صفائی اور طاقت کا مطلع مکدّر نہ ہونے پایا جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہین اُنھون نے اس زندگی کے آخری دن یاریابی دی اور معاملات کی باریک صورت کو جانچ کر عمرؓ کو حکم فرمایا کہ جسقدر جلد ممکن ہو سکے ایک دستہ فوج تیار کر کے جانب عراق روانہ کرین"۔

"بیماری کی حالت مین زندگی کی بے ثباتی اور ناپایدار نیت کے متعلق ان اشعار کا مضمون اُنکی زبان پر جاری رہا"۔

کون ایسا ہے یہان جو حشمت و مال و قیام	اپنے وارث کو نہین جاتا ہے چھوڑا بنجام کار
ایکدن اُس شخص کا بھی مال لوٹا جائے گا	جسنے ہو کر لیے دھرک کی ہے بہت سی لوٹ مار
لوٹ کر آجائیگا اکدن سفر سے بالضرور	گر مسافر نے سفر کوئی کیا ہے اختیار
موت کے رستہ سے لیکن لوٹنا ممکن نہین	سخت جان فرسا ہے اور ہیبت بہ رہ رہگذار

ایک شخص جو آپ کے بستر مرگ کے پاس بیٹھا ہوا تھا زمانہ جاہلیت کے ایک شاعر کے کچھ اشعار مناسب حال پڑھنے لگا آپ ناراض ہوئے اور فرمانے لگے کہ ایسا مت کہو بلکہ یون کہو وجاءت سکرۃ الموت بالحق ذالک ما کنت منہ تحید"

آخری کام جو اُنھون نے کیا وہ یہ تھا کہ عمرؓ کو اپنے پاس بُلایا اور اُنھین ایک طول طویل

نصیحت کی اور فرمایا کہ یہ میری آخری وصیت ہے کہ درشتی اور سختی کو نرمی اور بیت کے ساتھ ملائے رکھنا تھوڑی دیر کے بعد اُنپر غشی کا عالم طاری ہونے لگا اور تزع کے وقت کو قریب پہنچتا دیکھکر ان الفاظ کو زبان پر لاکر جان بحق تسلیم ہوئے۔ "یا اللہ ایسا کر کہ مین سچا مومن مرون" یا اللہ مجھے اُن لوگون کے گروہ مین اُٹھا جنکو تو نے برکت بخشی ہے"۔

ابوبکرؓ نے دو برس اور تین مہینے ۹ روز حکومت کے بعد ۲۲۔ اگست ۶۳۴ء کو رحلت فرمائی آپ کی خواہش کے بموجب غسل میت اُنہین اُن کی بی بی اسما اور آپ کے بیٹے عبدالرحمن نے دیا تکفین آپ کی اُنہین کپڑون مین ہوئی جو وفات کے وقت وہ پہنے ہوئے تھے کیونکہ اُنہون نے فرمایا تھا کہ نئے کپڑے زندون کے لئے موزون ہین اور پُرانے کپڑے جسم بے جان کیلئے جسے کرموں کا طعمہ ہونا ہے۔

جن اصحابؓ نے رسول اکرمؐ کے جنازہ کو کندھا دیا وہی ابوبکرؓ کے جنازہ بردار تھے اُنہین اُسی مزار مین دفن کیا جسمین رسول اللہ ارام فرماتے۔

خلیفہ مغفور کا سر اپنے آقا کے بازو کے برابر تکیہ زن تھا عمرؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی جنازہ کو بہت دور جانا نہین تھا صرف مسجد نبوی کا صحن طے کرنا تھا کیونکہ ابوبکرؓ نے اُسی مکان مین انتقال فرمایا جو رسول اللہ نے اُنکے رہنے کے لئے اپنے مکان کے سامنے تجویز فرمایا تھا اور جہان سے مسجد نبوی کے کشادہ صحن پر نگاہ پڑتی تھی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ کا اکثر حصہ اسی مکان مین بسر کیا رسول اللہ کی وفات کے بعد چھ مہینے تو البتہ پہلے کی طرح زیادہ تر سنح مین انکا قیام رہا جو مدینہ کے نواح مین واقع ہے یہان پر انکا مکان ایک سادہ سا مکان تھا جو کھجور کے تختون سے پٹا تھا اس مکان مین وہ اپنی بی بی حبیبہ کے اعزہ و اقارب کے ساتھ رہتے تھے حبیبہ سے آپ کی شادی اُسوقت ہوئی جب کہ وہ مدینہ مین تشریف لائے تھے آپ کی وفات پر آپ کی یہ بی بی حمل سے تھین اور کچھ تھوڑے عرصہ بعد ان کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔

ہر صبح ابوبکرؓ سوار ہو کر یا پیادہ مسجد نبوی کیطرف جہان رسول اللہ اپنی حین حیات مین فرمارواے تشریف لیجاتے تھے تاکہ امور مملکت کو انجام دین اور اُن کی غیر حاضری مین عمرؓ اُن کے قایم مقام ہوتے تھے ہان جمعہ کے دن جبکہ کوئی خطبہ یا وعظ کہنا

ہوتا تھا تو وہ دوپہر تک گھر میں رہتے تھے اِس دن وہ اپنے سر اور ڈاڑھی کو خضاب لگاتے تھے اور لباس کے پہننے میں ذرا زیادہ احتیاط اور صفائی کو مدنظر رکھتے تھے۔

اِس سیدھے سادے مکان میں اپنی اوّل عمر کی سادگی اور روکھی پھیکی طرز زندگی کو مرعی رکھا گھر کی بکریوں کے لئے چارہ آپ خود لاتے تھے اور اُن کا دودھ آپ خود دوہتے تھے۔

اوّل اوّل تو آپنے اپنے خانگی اخراجات کی کفالت کے لئے تجارت کا سلسلہ جاری رکھا مگر جب آپ کو معلوم ہوا کہ ایسا کرنے سے انتظام سلطنت میں فرق آتا ہے تو آپنے اور سب کاموں کو چھوڑ دینا اور اپنے گھر کے خرچ کے لئے چھ ہزار درم سالانہ کی رقم قبول کرنا منظور فرمالیا۔

چونکہ سخ مسجد نبوی سے بہت فاصلہ پر واقع تھا اور مسجد نبوی میں رسول اللہ کے زمانہ سے سلطنت کے امور طے ہوتے چلے آتے تھے اسلئے آپ نے یہاں نقل مکان کرلیا اور ساتھ ہی بیت المال کو بھی یہیں لے آئے اسلام کا بیت المال اُن دنوں میں نہایت سادہ سا ہوتا تھا نہ تو اُس کے لئے پہرہ اور چوکیدار کی ضرورت ہوتی تھی نہ حساب کے دفتر کی احتیاج۔ خراج کی آمدنی غربا میں تقسیم کردی جاتی تھی یا سامان جنگ اور اسلح پر صرف ہوتی تھی مال غنیمت اور سونا چاندی خواہ وہ گانو سے آتا خواہ اور کہیں سے آتی ہی یا آنے کے بعد دوسری صبح کو تقسیم کردیا جاتا تھا اِس تقسیم میں سب کا حصہ برابر ہوتا تھا تو مسلم اور دیرینہ مسلم ذکور و اناث غلام و احرار سب مساوی حصہ کے مستحق تھے بیت المال اسلام پر ہر مومن عرب کا ایک سا دعویٰ ہوتا تھا جب کوئی یہ کہتا کہ اسلام پہلے قبول کرنے کے باعث مجھے ترجیح حاصل ہے اور اسلئے مجھے زیادہ حصہ ملنا چاہئے تو ابوبکرؓ فرماتے کہ یہ اللہ کا کام ہے اور وہی اُن لوگوں کو جنہوں نے ترجیح حاصل کی ہے دوسری دُنیا میں نیک اجر عطا فرمائیگا یہاں انعام و اکرام محض موجودہ زندگی سے علاقہ رکھتے ہیں۔

آپ کی وفات پر عمرؓ نے بیت المال کو کھلوایا تو معلوم ہوا کہ صرف ایک دینار باقی

ہے جو شاید باتفاق تہلیلون مین سے گر پڑا تھا دیکھکر سب کے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے اور اُنہون نے آپ کے لئے دُعار مغفرت مانگی اور برکت بھیجی آپنے بیت المال مین سے جو کچھ بطور وظیفہ لیا تھا اُسے بھی آپ کی کاتش نے روانہ رکھا لہذا وفات کے وقت آپنے حکم صادر فرمایا کہ بعض حصص اراضی جو میری ملکیت سے ہین فروخت کی جائین اور جو قیمت وصول ہو اوا اُسمین سے بقدر اس روپیہ کے جو مینے بیت المال مین سے لیا ہے بیت المال مین واپس داخل کر دیا جائے۔

ابو بکرؓ کی طبیعت نہایت ہی حلیم اور نرم واقع ہوئی تھی عمرؓ کا قول تھا کہ ایسا اور کوئی شخص نہین جسپر لوگ اپنی جان اس شوق سے نثار کر دین گے جیسی ابو بکرؓ پر۔ آپ یہانتک نرم دل تھے کہ لوگون نے اِنکو ٹھنڈی سانس بھرنے والے کا خطاب دے رکھا تھا۔ باستثنار ایک دفعہ کے جبکہ آپنے ایک مفسد قرآن کو آگ مین جلوا دیا اور جسکا آپکو ہمیشہ افسوس رہا اور کوئی بے رحمی آپسے کبھی ظہور مین نہین آئی۔

ابو بکرؓ کی زندگی دربار مین بھی ایسی سادگی اور قناعت کے رنگ مین رنگی ہوئی تھی جیسے حضرت محمدؐ کی۔ آپ کے دربار پر یہ مصرع صادق آتا تھا۔ گیرو دار حاجب و دربان درین درگاہ نیست۔

تزک اور احتشام اور عظمت و شان جو دربارون کے ساتھ لازمی طور پر وابستہ ہوا کرتی ہین اُنکے دربار مین نام کو نہین امور مملکت کے طے کرنے مین وہ نہایت مستعد اور سرگرم تھے وہ اکثر راتون کو اکیلے نکل جایا کرتے تاکہ محتاجون اور ستم رسیدون کی حاجت برآری اور شنوائی کرین اور عمرؓ نے ایک دفعہ اُنہین ایک اندہی غریب بیوہ کا پرسان حال پایا جسکی حاجت براری کیلئے خود تشریف لائے تھے۔

محکمہ عدالت عمرؓ کی سپرد کیا گیا مگر سال بھر کے عرصہ مین مشکل سے دو مدعی بھی مقدمہ کی لئے نہین آئے ریاست کے منبر پر الفاظ "نعم القادر اللہ" کندہ تھے خط و کتابت کا کام علیؓ کی سپرد تھا اور ابو بکرؓ زیدؓ (رسول اللہ کے میر منشی اور جامع قرآن) اور عثمانؓ سے یا کسی اور اہل قلم سے جو وقت پر پاس ہوتا تھا مدد لیا کرتے اعلیٰ عہدون اور اعلیٰ فوجی خدمتون کے لئے اپنے نائبون کے انتخاب مین آپنے کبھی طرفداری یا رعایت کو مدنظر نہین رکھا

اور چال و چلن کے اندازہ لگانے مین آپکی رائے ہمیشہ سلیم اور صائب ہوتی تھی۔

ابوبکرؓ مین عزیمت اور استقلال کی کچھ کمی نہین ہوتی تھی اُسامہؓ کے زیر کمان فوج روانہ کرنا اور مشرک قومون کے برخلاف مدینہ کو محفوظ رکھنا اور وہ بھی ایسی حالت مین کہ آپ تن تنہا تھے اور چارون طرف گویا ایک کالی گھٹا چھا رہی تھی اُس جرات اور عزم کا شاہد ہے جو فتنہ و فساد کی آگ بجھانے اور بغاوت کے فرو کرنے مین بہ نسبت کسی بات کے زیادہ کارآمد ثابت ہوا۔

ابوبکرؓ کی قوت کار کا راز وہ ایمان راسخ تھا جو آپ حضرت محمدؐ پر لائے تھے آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے خلیفۃ اللہ مت کہو مین رسول خدا کا خلیفہ ہون آپ کو ہمیشہ یہی سوال مدنظر رہتا تھا کہ حضرت محمدؐ کا کیا حکم تھا یا اسوقت وہ ہوتے تو کیا کرتے اِس سوال کے جواب پر عمل کرتے وقت وہ سر مو تجاوز نہ فرماتے تھے اور اسطرح پر شرک اور بُت پرستی کو پامال کر دیا اور اسلام کی بنیاد استوار قایم فرمائی۔

آپکا عہد مختصر تھا مگر رسول اللہ کے بعد کوئی اور ایسا نہین ہُوا جسکا اسلام کو اِتنے زیادہ ممنون اور مرہون احسان ہونا چاہیے۔

چونکہ ابوبکرؓ کے دِل مین رسول اکرم کا اعتقاد نہایت راسخ طور پر متمکن تھا اور یہی عقیدہ خود رسول اکرم کے خلوص اور سچائی کی ایک زبردست شہادت ہے لہذا اپنے آپ کی جہات وصفات کے تذکرہ کے لئے کچھ جگہہ زیادہ وقف کی ہے اگر حضرت محمدؐ کو ابتدا سے اپنے کذاب ہونے کا یقین ہوتا تو وہ کبھی ایسے شخص کو دوست اور عقیدتمند نہ بنا سکتے جو نہ صرف دانا اور رہوشمند تھا بلکہ سادہ مزاج اور صفائی پسند بھی تھا۔

ابوبکرؓ کو نفسانی عظمت و شوکت کا کبھی خیال نہین آیا انہین شاہانہ اقتدار حاصل تھا اور وہ بالکل خود مختار تھے مگر وہ اِس طاقت اور اقتدار کو صرف اسلام کی بہتری اور کافۂ انام کے فائدہ پہنچانے مین عمل مین لایا کئے۔ اِن کی ہوشمندی اِس امر کی مقتضی نہ تھی کہ خود فریب کھالین اور وہ خود ایسے متدین تھے کہ کسی کو دہوکا نہ دے سکتے تھے۔

یہ تحریر ایک اعلیٰ درجہ کے انگریز کی ہے جسکو ہمنے نقل کیا ہے اور انکی علمی لیاقت اور اعلیٰ منصب سے تمام ہندوستان واقف ہے کہ یہ ممالک مغربی و شمالی کے

لفٹنٹ گورنر تھے اور اکثر آپنے اسپیچون مین عربی فارسی کے جملے اور اشعار بھی کہدیا کرتے تھے۔

حضرات! یہ تحریر تو کسی سُنی اور جانب دار ابوبکرؓ کی نہین ہے عیسائی عالم کسقدر زور سے صداقت اور ایمانداری حضرت صدیق اکبرؓ کی ظاہر کر رہا ہے مخالف تو اسطرح سے اُنکی شیفتگی اسلام ظاہر کرین اور خود مُسلمان اُنکی اہانت اور تحقیر کو اُصول ایمان کا قرار دین جسکا نہایت ہی افسوس ہے اور اُنکی نسبت سوائے اسکے اور کیا کہا جائے کہ وہ بہک گئے ہین اور دُشمنان اسلام نے اُنکی عقل پر پردہ ڈالدیا ہے "فاغشینھم فھم لایبصرون"

باقی خلفا کا حال جو صاحب بہادر موصوف نے تحریر کیا ہے اُسکی نقل ہم باقی جلدون مین علی الترتیب کرینگے انشاء اللہ العزیز۔

اگر شیعون کی کتابون کے سوا دُنیا کا تمام دفتر خدانخواستہ محو ہوجائے تو جیسے برہما جی مہادیو جی اور سری کرشن جی کے معتقدین کی کتابین دُنیا سے جاتی رہین اور اُن کے مخالفین کی رہگئین اسی طرح سے یہی حال اسلام کا ہوجائے کہ اصلیت کا پتہ تک نہین لگے۔

زمانہ تو یہی پکار رہا ہے کہ ایک روز ضرور ایسا ہوگا اور جیسی زمانہ کی عادت قدیم سے ہے اور اسلام جسطرح سے ابتداسے شایع ضایع ہوتا رہا ہے کیا آگے کو نہ ہوگا بیشک ہوکر رہے گا طبایع کی مخالفتین سلطنتون کے انقلاب مذہبون کو بدلتے رہے ہین وہی ابراہیمی اور وُہی یہودی اور وُہی عیسائی اور وہی محمدی مذہب ہے جسکا نام اسلام ہے مگر اُن کے باہم ہمیشہ تلوار چلتی رہی ہے اور اسقدر کٹے اور لڑے اور مرے ہین جسکی انتہا نہین خداوند تعالیٰ فرماتا ہے

"شرع لکم من الدین ما وصّی بہ نوحًا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ۔"

لوگو اُسنے تمہارے لئے دین کا وہی رستہ ٹھہرایا ہے جسپر چلنے کا اُسنے نوحؑ کو حکم دیا تھا اور اے محمد صلعم تمہاری طرف بھی ہمنے اُسی طریقہ کی وحی کی ہے اور اُسی دین کا ہمنے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو بھی حکم دیا تھا کہ اسی دین کو قایم رکھنا اور اس مین تفرقہ

ثلاثہ۔

اگلے صحیفے اور کتابین آسمانی تو گئی گذری ہوئین توریت۔ زبور۔ انجیل قدیمی کتابین ہین جو موسیٰ علیہ السلام سے ابتک اہل کتاب کے ہاتھ مین ہین وہ بھی اصلی نہین صرف انکے ترجمے ہین اور ترجم اہل زبان کے اختیار مین ہین ان ترجمون نے اصلی کتابون کو دنیا سے اُٹھا دیا اور اُن مین تحریف کا موقع حریفون کو ملگیا اب جو اہل کتاب نماز پڑھتے ہین اُن مین بھی آیتون کے ترجمے ہی پڑھے جاتے ہین۔

یہی سلوک زمانہ ہمارے کلام مجید کے ساتھ کر رہا ہے معاش کی تنگی اور سلطنت کی درہمی نے عربی زبان کی ضرورت بالکل اُٹھادی اور آیندہ کو دنیوی ضرورت اسقدر مجبور کریگی کہ علی العموم مسلمان بادشاہ وقت کی زبان کے سوا اپنے دینی علوم کو عربی زبان مین دیکھنے کے بھی نہین ابھی یہ حال ہو رہا ہے کہ فی ہزار مین ایک بھی عالم علوم عربی کا نہین ہے اُردو زبان کی بدولت مذہب کی واقفیت حاصل ہوتی ہے اُردو بھی ہمیشہ نہین رہے گی اسی مین روز بروز ہزارون الفاظ انگریزی زبان کے گھستے چلے جاتے ہین فارسی خط کی جگہ انگریزی خط رائج ہوجائیگا اور عنقریب فارسی کتابت کا سلسلہ بھی مُلک سے مثل دفتر فارسی کے اُٹھ جائیگا اُس وقت قرآن مجید مین تحریف خود بخود ہوجائے گی اسی وقت مین کہ فی الجملہ عربی کی کتابین عربی کے عالم اور خاص اصلی کلام مجید جیسا نازل ہوا تھا ویسا ہی بحیثیہ موجود ہے مگر لوگون کو موقع الفاظ کی تبدیلی کا نہین ملا تو انھون نے اُس کے معانی اور مطالب مین ہی تحریف شروع کردی ہمارے قومی ریفارمر سرسید احمد خانصاحب بہادر بالقابہ کی تفسیر کا ملاحظہ کرو کہ جناب والا نے کل شریعت کے بدلنے کا ہی عزم کیا ہے اور وہ مطالب آیتون کے گھڑے ہین کہ جس کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آجتک کلام مجید کے مفہوم کو بلکہ اسلام کے منشا کو نہ کسی پیغمبر اور نبی نے سمجھا اور نہ صحابہ نے۔ خاص سید صاحب کے ولہی یہ اسرار الٰہی منکشف ہوئے ہین۔

اسوقت کے مسلمان تو جناب والا کی علمی لیاقت سے واقف ہین اور اُن کو عالم نہین سمجھتے اور نہ اُن کے ملاحظہ کیواسطے یہ تفسیر ہے۔ لیکن چونکہ اعلیٰ درجہ کی ناموری اور اعزاز سید صاحب نے حاصل کیا ہے آیندہ زمانہ مین جب کہ خدانخواستہ علوم دینی کا

درس عربی مین نہ رہے گا سید صاحب بھی امام غزالی اور امام رازی کے لقب سے مسلمانون مین پکارے جائین گے کیونکہ سید صاحب کی ذات عالی سے مسلمانون کی ترقی کا ایک ایسا سرچشمہ قایم ہوا ہے جو بعنایت الٰہی صدہا برس تک اگر مسلمانون کی قسمت یاور رہی قایم رہے گا اُس کے ساتھ ہمیشہ سید صاحب کا نام احترام سے پکارا جائیگا اور یہ مخالفت کرنے والے اور تفسیر کے سمجھنے والے عدم آباد مین ہون گے ان کی مخالفانہ تحریر بھی اُن کے ساتھ ہی زیر زمین ہو جائے گی۔

جیسا کہ اس تفسیر کی نسبت سرسید کی بدنیتی کا خیال ہمارے علما کو ہے وہ خیال میرا نہین ہے اور مین ایسے بزرگ عالی ہمت ریفارمر کو ریفارمر ہی سمجھتا ہون اور اسلام اور مسلمانون کا سچا خیرخواہ گمان کرتا ہون جیسا کہ پیشتر اس کتاب مین ذکر کیا گیا ہے مگر فکر ہر کس بقدر ہمت اوست جسقدر اور جیسی کچھ عربی کی مہارت سید صاحب کو تھی ویسی ہی اُنہون نے اپنے خیالات کے موافق تفسیر لکھی گھوڑا اپنی موافق اور اونٹ اور ہاتھی اپنی قوت کے موافق بار اُٹھاتے ہین اور ریل اپنے زور موجب۔

اونٹ اور ہاتھی کا بوجھ گھوڑا اور ریل کا بار اونٹ اور ہاتھی سے نہین اُٹھ سکتا۔

واقعی سید صاحب نے بڑا مغالطہ تفسیر لکھنے مین کھایا اور اسی سے قوم اُنکی مخالف ہو گئی اور یہ ایک پختہ سند سرسید کی بدعقیدگی کی قوم کے اُن علما کے ہاتھ آگئے جو ابتدا سے اُنکے سخت مخالف تھے۔

جو اُصول سرسید نے تفسیر لکھنے کے قایم کئے ہین افسوس کہ اُنپر بھی وہ قایم نہین رہے اور اُنکے سمجھنے مین بھی اونکو ویسا ہی مغالطہ ہوا ہے جیسا تفسیر کے لکھنے مین۔

آپ لکھتے ہین کہ "پھر مینے اُنہین اُصول پر ایک تفسیر قرآن مجید کی لکھنی شروع کی جو اس وقت سورہ نحل تک ہو چکی ہے اُس تفسیر کے چھپنے اور مشتہر ہونے پر لوگون نے مخالفت کی اور اُس کی تردید مین کتابین لکھین مین نے اُنپر کچھ التفات نہین کیا اور نہ دیکھا کیونکہ مین سمجھتا تھا کہ اُنہون نے کیا لکھا ہوگا۔ (دیکھو تحریر فی اصول التفسیر)

یہ خیال سید صاحب کا تفسیر لکھنے کے خیال سے بھی زیادہ اُنکو مغالطہ مین ڈالنے والا تھا کہ "مین سمجھتا تھا کہ اُنہون نے کیا لکھا ہوگا" میرا خیال ہے کہ اگر سرسید سرسری نگاہ سے

بھی تفسیر کی تردیدون کو ملاحظہ فرماتے تو بیشک اور ضرور وہ اپنی غلطی کا اعلان کرتے اور آیندہ تفسیر کے خیال سے بھی باز رہتے۔

زیادہ تر افسوس اسی امر کا ہے کہ اُنہون نے اپنی تفسیر کے جوابونکو ایک وہمی خیال سے دیکھا تک نہین اور اپنی تحقیقات کے بہروسہ رہے۔

بڑا اُصول آپکا یہ ہے کہ ورک آف گاڈ (خدا کا فعل جسکو فطرت کہتے ہین) اور ورڈ آف گاڈ (خدا کا قول جسکو کلام اللہ کہتے ہین) مطابق ہونے چاہیین ان مین مخالفت ناممکن ہے جیسا کہ آپ اسی رسالہ تحریر فی اُصول التفسیر مین رقم فرماتے ہین کہ "یہ نہین ہوسکتا کہ سورج خلاف قانون جس طرح وہ چلتا ہُوا دکھائی دیتا ہے کسی کے لئے چلنے سے ٹھہر جائے اور چاند اپنی منزلین طے کرتا ہُوا جسطرح ہلال ہوا تھا پھر ہلال نہ ہو نہ یہ ہوسکتا ہے کہ سورج اور چاند ٹکرا جائین" یہ ہوسکتا ہے کہ رات دن گڈمڈ ہوجائین اور جبکہ یہ ثابت ہوگیا ہے کہ سورج کا چلنا زمین کی حرکت سے دکھائی دیتا ہے تو اسی آیت رو الشمس تجری لمستقر لها ذالك تقدیر العزیز العلیم سے لازم آتا ہے کہ یہ بھی نہین ہوسکتا کہ زمین حرکت کرنے سے کسی وقت کسی کے واسطے ٹھہر جاوے ایسا ہونا خلاف قانون فطرت کے ہے اور وہ ایسا ہی ناممکن ہے جیسے کہ قولی وعدہ کے برخلاف ہونا ناممکن ہے"۔

اِس مین سرسید نے یہ غور نہین کیا کہ جیسے خداوند تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ "لا تبدیل لخلق اللہ" یعنی فطرت اللہ نہین بدلے گی ویسا ہی اوسکا یہ فرمان ہے اذا اراد شیئًا ان یقول لہ کن فیکون" وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو یہ فرما دیتا ہے کہ ہوجا بس وہ اُسیوقت اُسکے ارادہ موافق ہوجاتا ہے پھر فرماتے ہین وما امرنا واحدۃ کلمح بالبصر" کہ ہمارا حکم تو ایک پلک جھپکانے مین ہوجاتا ہے اوپر جو "لا تبدیل لخلق اللہ" فرمایا ہے وہ اسکا قانون فطرت کے لئے ہے اور فطرت کا وہ خالق ہے اِس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی فطرت کے بدلنے سدلنے کا کسی کو اختیار نہین اور تمام مخلوقات اور کُل کائنات اِسکے تابع ہے مگر وہ اِس سے منزہ اور پاک ہے اُس کی قدرت لانتہا اور غیر محدود ہے اِس آیت مین خداوند تعالیٰ نے اپنی قدرت کا اظہار نہین کیا بلکہ مخلوقات کے لئے جو قانون اوس نے قایم کیا ہے

اوسکا اعلان ہے۔

اسی واسطے جابجا "ان اللہ علی کل شئ قدیر" سے اپنے قدرت کا اظہار فرمایا ہے کہ کسی کو سر سید کی طرح دہو کا نہو۔

ایسے اشتباہ اور دہریہ اور ملحدانہ خیالات کا دفعیہ کلام مجید مین نہایت عمدگی اور لطافت سے کیا گیا ہے جسکی تفصیل دفترون مین بھی نہین آسکتی۔

ایک چھوٹی سورہ مین جہان بہشت دوزخ کا ذکر فرمایا ہے کہ وجوہ یومئذ خاشعة عاملة ناصبة تصلیٰ نارا حامیة تسقیٰ من عین انیة لیس لهم طعام الا من ضریع لا یسمن ولا یغنی من جوع وجوہ یومئذ ناعمة لسعیها راضیة فی جنة عالیة لا تسمع فیها لاغیة فیها عین جاریة فیها سرر مرفوعة واکواب موضوعة ونمارق مصفوفة وزرابی مبثوثة"

یہان اول دوزخیون اور دوزخ کی تکالیف کا اور بعد مین بہشت اور بہشتیون کے عیش اور لطف کو بیان فرماکر کیسا ملحدون اور دہریون کو لاجواب کیا ہے کہ اگر وہ بہشت اور دوزخ کے وجود مین رد و قدح کرین تو وہ افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت والی السماء کیف رفعت والی الجبال کیف نصبت والی الارض کیف سطحت"

تم یہ نہین دیکھتے ہو کہ ہمنے اونٹو نکو کیسا عجیب بنایا ہے یہ بھی ارضی اور خاکی مخلوق ہی اور جسقدر حیوانات ہین سب خاکی ہین مگر باوجود ایک ہی مادہ کے دیکھو کسقدر بیشمار جانور مختلف قسم کے ہمنے اسی زمین پر بنائے ہین جنکو دیکھکر تمہاری عقلین چکر کہاتی ہین اور ہمارے جسقدر کام ہین سب ہی حیرت انگیز اور تعجب خیز ہین نمونہ کے طور تمثیلاً اونٹ کو تمہارے پیش نظر کیا جاتا ہے ورنہ ہر جانور مین ہماری لاانتہا قدرت کے نشان ہویدا ہین اگر کوئی دہریہ فلسفی یہ خیال کرے کہ اونٹ اور دیگر جانورون مین توالد تناسل ہے تو یہ بتاؤ کہ پہلا اونٹ جسکی یہ نسل ہے کیسے بنا تھا پھر اگر یہ خیال گذرے کہ آفتاب کی تپش سے بخارات پیدا ہوکر بارش ہوتی ہے اور زمین کے اجزا سے پانی کا خلط ملط ہوکر غلہ اور چارہ اُس خمیر سے بنتا ہے جسکو حیوانات کہاتے ہین اسی طرح درندون کے یا اجسام کے گڈمڈ یا انہان سے حیوانات

بنگئے ہین جیسے گوبر مین کیڑے بنجاتے ہین اور پانی مین خود بخود کیڑے پیدا ہوجاتے ہین تو یہ خاصہ ہی عناصر کا ہے جیسے یہ اجسام بنے ہین اسی طرح سے اونٹ بنا ہوگا تو اچھا آسمان کی طرف دیکھو کہ وہ تو زمین کے اجزا سے کچھ نہین لیتا اور کیسا تنو سا تمہارے سر پر نیلگون تنا ہوا ہے اور کیسے کیسے نورانی اجسام چھوٹے بڑے اجرام سے جگمگا رہا ہے یہ کسنے بنایا ہے اور جو اسکی نسبت بھی انتہاسے نظر کمکر یہ عذر کروکہ ہم کو اوسکی کیفیت کچھ معلوم نہین اور انسانی طاقت سے اُسکا ادراک محال ہے تو اچھا پہاڑون کو دیکھو یہ تو تمہارے پیش نظر ہین اور مثل زمین کے اونپر چڑھتے ہو اور اونکو کاٹتے ہو اور اُنپر رہتے ہو اور جو اس مین بھی وہی حجت پیش کروکہ ریت کے ٹیلے ہزارون برس پڑے رہنے سے آفتاب کی تمازت اور بارش کے پانی اور زمین کی حرارت سے گارہ ہوکر سخت کنکر ہوکر مثل اوسکے پککر پہاڑ بن جاتے ہین تو زمین کو دیکھو جو اجسام اور پہاڑون کی اصل ہے یہ کہان سے آگئی اور کیسے بن گئی اس مین نہ کسی فلسفی کی عقل کام دیسکتی ہے اور نہ اور کوئی حجت پیش جاسکتی ہے یہہ تو محض ہماری ہی قدرت ہے۔

معجزات مین سرسید صاحب دلیل بالا پیش کرکے اون کا وقوع بموجب فطرت ظاہر کرتے ہین اور جابجا تفسیر کے علاوہ تہذیب الاخلاق وغیرہ مین بھی یہی حجت معجزات مین پیش کی ہے کہ خلاف فطرت کا خیال معجزات مین اہل اسلام کا غلط ہے نہ حضرت موسیٰؑ کے عصا سے بحر قلزم شق ہوا نہ حضرت مریم سے بدون باپ کے حضرت عیسیٰؑ تولد ہوئے نہ حضرت مسیح علیہ السلام نے کسی مُردہ کو زندہ کیا یہ سب خیال باطل اور خلاف فطرت ہے جو نہین ہوسکتا بحر قلزم مین جذر و مد ہوا تھا جس سے بنی اسرائیل صاف نکلگئے اور فرعونیون کے عبور کے وقت دریا اپنی اصلی حالت مین تھا جس سے وہ غرق ہوگئے جس طرح سے حضرت فاطمہ کی نسل نبی فاطمہ مشہور ہوگئی ہے اسیطرح سے عیسیٰؑ بن مریم مشہور ہوگئے گویا یہ خیال بدون باپ کے پیدا ہونے کا بعد عرصہ دراز کے لوگون کا ہوگیا یا لوگون نے گھڑ لیا۔ علیٰ ہذا۔

سرسید کی اس ہزلیات کا جواب عمدہ دلائل سے علما اسلام نے دیا ہے جسکی نقل کی یہان ضرورت نہین مولوی حاجی امداد علی صاحب مرحوم ڈپٹی کلکٹر بہادر اور مولوی حاجی علی بخش خان صاحب جج اور مولوی محمد علی صاحب بجھرانوی کی تصانیف جو سرسید کے مقابل

برابر رہے ہین ملاحظہ کرو یہان مین اپنے ناقص خیالات کے موافق معجزات کی نسبت کچھہ گزارش کرنا چاہتا ہون اوس کے ملاحظہ سے ناظرین کو سرسید کی قابلیت اور اُن کے مغالطہ کا اندازہ ہوجائیگا۔

خداوند تعالیٰ نے انسانکو علم شریعت عطا فرمایا اور کسیقدر علم حقیقت سے بھی اوسکو حصّہ دیا مگر اسرار الٰہی کسی پر ظاہر نہین کئے جیسا کہ محی الدین بن عربی نے فتوحات مین رقم فرمایا ہے کہ شب معراج مین باری تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو علم شریعت تعلیم فرماکر ارشاد فرمایا کہ اپنی طاقت کے موافق اسکی تعلیم کرو اور علم حقیقت کے واسطے یہ ارشاد ہوا کہ جو اسکا اہل ہو اوسکو اسکی تعلیم دی جائے مگر اسرار الٰہی کو تو ہم پوشیدہ ہی رکھنا چاہتے ہین یہ کسی پر ظاہر نہین کیا جاسکتا اسی واسطے جب روح کی ماہیت کا سوال کیا گیا تو یہی فرمایا کہ "وقل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا"

اے پیغمبر یہ کہدو کہ روح میرے پروردگار کا حکم ہے اور ہمنے تمکو علم مین سے تھوڑا سا حصّہ دیا ہے اسی طرح سے جب حضرت زکریا علیہ السلام نے عرض کیا کہ مین بوڑھا ہوگیا اور میرے سر کے بال تمام سفید ہوگئے اور میری تو ہڈیان بھی اب کمزور ہوگئی ہین میری بی بی قدیمی بانجھ ہے ایسی حالت مین میرے بیٹا کیسے ہوگا تو اوس کے جواب مین یہی ارشاد ہوا "کذالک اللہ یخلق ما یشاء" کہ اسیطرح سے اللہ جیسے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے کوئی تردد کی بات نہین ایسا ہی عذر حضرت مریم علیہا السلام نے کیا تھا "قالت انّی یکون لی غلمٌ ولم یمسسنی بشرٌ ولم اک بغیًا" کہ میرے بیٹا کیسے ہوگا کہ آجتک کسی آدمی نے مجکو ہاتھ تک نہین لگایا اور نہ مین بدکار ہون تو اسکے جواب مین یہی اونکو حضرت جبریل علیہ السلام نے یہی فرمایا "کذالک۔ قال ربک ھو علی ھین" کہ اسی طرح سے یعنی بدون آدمی کے ہوگا تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ یہ پیدا کرنا بے باپ کے مجھپر بہت آسان ہے انمین سے کسی کو بھی اُس حقیقت سے کہ روح کی اصلیت کیا ہے اور زکریا علیہ السلا کے بڑھاپے مین اُنکی بانجھ بیوی سے اور حضرت مریمؑ باکرہ سے بدون شوہر کے کسطرح سے بیٹا ہوگا آگاہ نہین کیا۔

ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کو اژدہا اور کف دست کو بیضا کرکے

دکھلا دیا مگر اسکی ماہیت کچھہ نہین تبلائی کہ عصا کا اژدہا اور ہاتھہ مین بیضا کیسے ہوگیا۔
خداوند تعالیٰ سبحان ہے اور سبحان کے معنی ہی یہ ہین کہ نرالا یعنی فطرت سے الگ
جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ قاعدہ فطرت سے جسپر اوسنے مخلوقات کو پیدا کیا ہے علیحدہ
ہے جیسے کوئی کاریگر کوئی کل یا کوئی صنعت ایجاد کرے تو اُس کل اور صنعت سے اُس
کاریگر کی ذات علیحدہ ہی رہے گی اسی طرح خدا کی ذات مخلوق کے اوصاف سے
مبرّہ اور منزہ ہے اسی واسطے اِس اسم کی بڑی شان ہے اور یہ بھی اسم ذات ہے
اور نماز مین اللہ اکبر کے بعد جو تکبیر ہوتی ہے سب سے پہلے یہی نام خداوند تقدس و
تعالیٰ کا پکارا جاتا ہے اور ہر رکوع اور سجود مین بھی یہی نام اعلیٰ عظمت کے ساتھہ لیا
جاتا ہے جسکا مفہوم یہی ہے کہ بندے اُس کو مخلوقات کے اوصاف سے ممتاز سمجھے
اور اُس کے اوصاف مین کسی کو شریک نہ کرین "سبحان اللہ عما یصفون"
یہان یہ اشتباہ گزر سکتا ہے کہ جس حالت مین خداوند تعالیٰ ہر طرح سے قادر ہے
اور معجزات اوسنے مخلوقات کے دکھلانے اور اپنی کمال قدرت اور عظمت ظاہر کرنے
کے واسطے ظاہر کئے ہین تو وہ مطابق فطرت ہی ہونے چاہئین اور خلاف عادت
اون کے وقوع مین آنیسے تو اُس کی قدرت اور عظمت ظاہر نہین ہوسکتی اور وہ اصول
بھی ورک آف گاڈ اور ورڈ آف گاڈ کا شکست ہوتا ہے بلکہ اوس کی کمال قدرت
اور عظمت اسی مین ہے کہ وہ موافق فطرت کرکے دکھلائے جسکو دیکھکر بڑے بڑے
فلسفی عاجز ہوجائین جیسے اوسنے کلام مجید کو انسانی زبان مین اُسی طرز بلیغ اور فصیح عبارت
مین با محاورہ نازل فرمایا جسکا جواب نہ ہوسکا اور ایک سطر بھی کوئی اوسکے مقابل نہ لکھہ
سکا تو اسکا ہم یہ جواب دینگے کہ آپکو یہ کیسے معلوم ہوا کہ انبیا اور رسولون کے معجزے خلاف
فطرت واقع ہوئے اُس کی حقیقت تو خدا نے کسی کو تبلائی ہی نہین بسبب اصل دریافت
نہ ہونیکے معجزات کو خرق عادت کہتے ہین۔
ایسا سمجھنے کے واسطے ناظرین باتمکین کے لئے ایک کافی دلیل پیش ہے وہ یہہ
کہ جسوقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ "کیف تحی الموتے"
خداوندا تو مردونکو کیسے زندہ کرتا ہے تو ارشاد ہوا "فخذ اربعۃ من الطیر

فصرھن الیك ثم اجعل علی کل جبل منھن جزءً ثم ادعھن یاتینك سعیاً واعلم ان اللہ عزیز حکیم"

فرمایا کہ تم چار پرند لو اور اُنکو اپنے پاس منگواؤ اور اُن کے ٹکڑے کرکے ایک ایک ٹکڑا پہاڑ پر رکھدو پھر اونکو بلاؤ تو وہ آپسے آپ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے چلے آئین گے اور یہ ہماری قدرت کا تماشہ دیکھکر جانتے رہو کہ اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

اس مین حضرت ابراہیمؑ نے مُردہ پرند زندہ تو دکھلائے مگر زندگی کی حقیقت کچھ بھی نہین معلوم ہوئی اور پھر نہ کہا کہ "کیف تحیے الموتے" اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مُردے کا زندہ دکھلانے کو خداوند تعالیٰ نے یہ تدبیر بتلائی کہ چار پرند ونکو مار کر اون کے ٹکڑے کرکے متفرق جگہہ پہاڑ پر رکھدو اور پھر اُنکو بلاؤ تو وہ زندہ ہوکر دوڑتے ہوئے تمہارے پاس چلے آئین گے پس اس حکمت کو وہی جانتا ہے کہ اون کے ٹکڑے کرکے اونکو پہاڑ پر رکھنے اور بلانے مین کیا حکمت تھی ویسے ہی کسی مُردہ جانور کو معاً زندہ کرکے دکھلا دیا ہوتا اسقدر تکلف کی کیا ضرورت تھی مگر "وفعل الحکیم لایخلوا عن الحکمۃ" اسکا کوئی فعل حکمت سے خالی نہین ہم کو اُس حکمت کے علم نہ ہونے سے یہ نہین خیال کرنا چاہیے کہ یہہ امر اُس کے قول یا فعل کے خلاف ہے یہ تو محض ہماری عقل اور علم کی کوتاہی ہے اور ہم کو اسرار الٰہی سے بالکل حصہ نہین دیا گیا اور نہ کوئی پیغمبر اور نبی خدا کے کنہہ کو پہونچا پھر ہماری تو کیا حقیقت ہے۔

	کہ خاصان درین رہ فرس راندہ اند بلا اصھی از تنگ فرو ماندہ اند	

۱۲ اس مین یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ چار پرند جنکو اپنے پاس رکھنے اور بلانے کا حکم دیا گیا اور پہر اونکو ٹکڑے ٹکڑے کرکے پہاڑ پر رکھنے کا ارشاد ہوا تا کہ ابراہیم علیہ السلام کو معلوم ہو جاوے کہ جنے پرندونکو مار کر اور ٹکڑے ٹکڑے کرکے رکھدیا تھا وہ خود بخود اللہ کے حکم سے زندہ ہوگئے اگر مردہ جانور زندہ کرکے دکھلایا جاتا تو اُس مین شبہہ رہتا کہ شاید وہ مرا نہین تھا جس سے ایسا کیا گیا تا کہ کلی یقین اور عین الیقین ہو جائے کیونکہ انبیا علیہم السلام جو خلق کی ہدایت کے واسطے مبعوث ہوے ہین اونکو ایسے مشاہدات اوجو

سرسید نے سورہ یٰسین کی ان ابتدائی آیات پر تو نظر کی کہ والشمس تجری الخ مگر آخیر سورہ کی آیت پر کچھ غور نہین کیا جسمین وہ فرماتا ہے کہ ہماری یہ قدرت ہے "اذا اردنا شیئا ان یقول لہ کن فیکون" کہ جسوقت وہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو یہی کہدیتا ہے کہ ہوجا پس وہ معاً اُسکی مرضی کیموافق ہوجاتا ہی بیشک کلام اللہ انسانی زبان اور عرب کے محاورہ مین نازل ہوا ہے اور وہ اعلیٰ درجہ کا معجزہ ہے لیکن خداوند تعالیٰ زبان اور کلام سے بھی پاک ہے اور اُسنے بار بار قرآن مجید مین تکرار فرمایا ہے کہ یہ ہمارا ہی کلام ہے اور ہم نے ہی اسکو اپنی بارگاہ عالی سے لوح محفوظ پر سے نازل فرمایا ہے لیکن اس کی حقیقت نہین تبلائی کہ بے الہ اوسکا یہ کلام کیسے ہوگیا یہی کیفیت جملہ معجزات کی ہے کہ ہماری نظرون مین تو وہ عجیب نظر آتے ہین مگر معلوم نہین کہ خداوند تعالیٰ نے کس حکمت سے اونکا وقوع اور ظہور کیا ہے اسی واسطے معجزات کو خرق عادت کہتے ہین

اس تفسیر کے لکھنے مین ایک ہی مسئلہ مین نہین بلکہ تمام وکمال تفسیر مین سرسید نے غلطیان کی ہین جناب مولوی محمد علی صاحب مرحوم بچہرایونی نے ایک لفظ بھی اس تفسیر کا غلطی سے باقی نہین رکھا۔

مگر مین تو یہی کہون گا کہ اگر سرسید اس جواب کو ملاحظہ فرماتے تو چونکہ اُنکے مزاج مین اعلیٰ درجہ کا انصاف تھا اور وہ مخلص مسلمان تھے ضرور اپنی تفسیر کی غلطیون کا اقبال کرتے اور آیندہ کو اس عزم کو بھی فسخ کردیتے مگر وہ نازندگی اسی خیال مین رہے کہ میری تحقیقات اور خیالات کے روبروان ملانون کی کیا حقیقت ہے اور وہ اسکے مقابلہ مین کیا لکھین گے جیسا کہ اُنہون نے اصول التفسیر کے دیباچہ مین لکھا ہے کہ "مینے اُنپر کچھ التفات نہین کیا اور نہ دیکھا کیونکہ مین سمجھتا تھا کہ اونہون نے کیا لکھا ہوگا۔

(بقیہ صفحہ ۲۰۷) سے کرائے جاتے ہین تاکہ اونکا ایمان عین الیقین کے درجہ پر ہوجاوے اور کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہ رہے اسواسطے جب حضرت ابراہیمؑ نے یہ عرض کیا رب ارنی کیف تحیی الموتی تو ارشاد ہوا "اولم تؤمن" کہ کیا تجھکو یقین اسکا نہین ہے تو اونہون نے عرض کیا بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی کہ یقین کیون نہین ہے مگر مین اپنے دل کا اطمینان چاہتا ہون جسپر اونکو مشاہدہ کرایا گیا۔ ۱۲

ایسا خیال ایسے دانشمند اور محقق سے نہایت بعید ہے مگر آخر بشر تھے خطا کھا گئے۔

دراصل اس تفسیر نے سرسید کی لیاقت اور اُس تحقیقات کو جسمین اُنکی تمام زندگی صرف ہوئی بٹہ لگا دیا اگر وہ نہ لکھتے اور اس خیال سے دُور رہتے تو نہایت ہی اچھا ہوتا اور اسقدر اُنکی مخالفت مین قوم تشدد نکرتی۔

سب سے اوّل (۱) پہلی جلد مین بڑی بھاری غلطی ملائکہ کے وجود مین کی ہے کہ اُن کے خارجی وجود سے اسی طرح انکار کیا ہے جیسے مخالفین اسلام کلام مجید کے من جانب اللہ اور کلام اللہ ہونے سے انکاری ہین اور اُنکو قوائے روحانی قرار دیا ہے اور تحت تفسیر آیت "اجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء" کے یہ لکھا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے قوائے روحانی کا اظہار اس پیرایہ مین کیا ہے جیسا کہ آپ رقم فرماتے ہین "جن فرشتون کا قرآن مین ذکر ہے اُنکا کوئی اصلی وجود نہین ہو سکتا بلکہ خدا کی بے انتہا قدرتون کے ظہور کو اور اُن قویٰ کو جو خدا نے اپنی تمام مخلوق مین مختلف قسم کے پیدا کئے ہین ملک یا ملائکہ کہا ہے جنمین سے ایک شیطان یا ابلیس بھی ہے" "انسان ایک مجموعہ قوائے ملکوتی اور قوائے بہمی کا ہے" الخ پھر آگے لکھتے ہین "کہ (۲) فرشتے خدا سے مباحثہ نہین کر سکتے بلکہ اُس کا حکم بجا لاتے ہین "لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون یعنی خدا کے آگے بڑھکر بات نہین کرتے اور جو وہ کہتا ہے وہی کرتے ہین" الخ اس قصہ مین چار فریق بیان ہوئے ہین ایک خدا۔ دوسرے فرشتے (یعنی قوائے ملکوتی) تیسرے ابلیس یا شیطان (یعنی قوائے بہمی) چوتھے آدم (یعنی انسان جو مجموعہ ان قوائے کا ہے اور جسمین عورت و مرد دونون شامل ہین) مقصود قصہ کا انسانی فطرت کی زبان حال سے انسان کی فطرت کا بیان کرنا ہے۔

خدا جو سب کا پیدا کرنے والا ہے گویا قوائے ملکوتی کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ مین ایک مخلوق یعنی انسان کثیف مادہ سے پیدا کرنے کو ہون مگر وہی میرا نائب

(۱) اس غلطی کا نمبر نمبر (۲) کی غلطی سے بعد کا ہے مگر سخت ہونے کی وجہ سے ہم نے اسکو مقدم کیا ہے ۱۲۔

(۲) اس تحریر سے فرشتون کا وجود خارجا ثابت ہوتا ہے۔ ۱۲

ہونے کے لایق ہے جب مین اوسکو پیدا کر چکون تو تم سب اُس کو سجدہ کرنا"
انتہی۔

اسکے بعد خدا تعالیٰ نے اُن قوائے متضادہ کی جنسے انسان مرکب ہی اسطرح فطرت بتائی ہے کہ قوائے ملکوتی اطاعت پذیر و فرمانبردار ہونے کی قابلیت رکھتے ہین الاخذ قوائے بہیمہ نہایت سرکش اور نافرمانبردار ہین اُنھین کو قابو مین لانا اور فرمانبردار کرنا انسان کا انسان ہونا ہے"۔

"پھر جو فطرتی تضاد اُن دونون قسم کے قوی مین ہے اوس کے اظہار کے لئے قوائے بہیمہ کو بطور ایک سخت دشمن کے قرار دیا ہے اور اُسکی زبان حال سے اُسکی فطرت بیان کی ہے کہ مین ہمیشہ جبتک انسان زندہ ہے یا قیامت تک یعنی جبتک اُسکی اولاد رہیگی اوسکو بہکاتا اور راہ راست پر سے بھٹکاتا رہون گا۔ یہ الفاظ کہ مین انسان کو دائین بائین آگے پیچھے غرضکہ ہر چہار طرف سے گھیر ونگا صاف صاف اُن قوائے بہیمہ کی فطرت کا اظہار کرتے ہین جو انسان مین ہے" الی آخرہ۔

"دوسری غلطی بہشت اور دوزخ کی بابت ہے جیسا کہ آپ فرماتے ہین کہ "یہ سمجھنا کہ جنت مثل ایک باغ کے پیدا کی ہوئی ہے اُس مین سنگ مرمر کے اور موتی کے جڑاؤ محل ہین باغ مین شاداب و سرسبز درخت ہین و دودھ۔ شراب شہد کی ندیان بہ رہی ہین ہر قسم کا میوہ کھانے کو موجود ہے ساقی و ساقنین نہایت خوبصورت چاندی کے کنگن پہنے ہوئے جو ہمارے یہان کی گھوسنین پہنتی ہین شراب پلا رہی ہین ایک جنتی ایک حور کے گلے مین ہاتھ ڈالے پڑا ہے ایک نے ران پر سر دھرا ہے ایک پہلو سے لپٹا رہا ہے ایک نے لب جان بخش کا بوسہ لیا ہے کوئی کسی کو نہ مین کچھ کر رہا ہے کوئی کسی کو نہ مین کچھہ ایسا بیہودہ پن ہے جسپر تعجب ہوتا ہے اگر شیخ بھی ہو تو بے مبالغہ ہمارے خرابات اس سے ہزار درجہ بہتر ہین" انتہی۔

ایسی ایسی تحریفات سے یہ تفسیر پر ہے اور مضامین کو اس خوبی اور دلچسپی سے نہ فشین کیا ہے کہ جو شخص علم تفسیر سے واقفیت نہ رکھتا ہو وہ فوراً ہی اس مغالطہ مین آجائے اور یہی سمجھے کہ اعلیٰ درجہ کی تحقیقات کی یہ تفسیر لکھی گئی ہے۔

سرسید مرحوم کو وہ سوجھی ہے کہ ابتدا سے آفرینش سے آج تک بھی کسی کے وہم اور خیال مین بھی یہ مضامین نہین آئے نہ ارسطو کی رائے اسطرف گئی اور نہ فلاطون کو یہہ سمجھہ پڑی۔

اب اُن نقصون کا بھی ملاحظہ ہو۔ جو اس تفسیر سے پیدا ہوتے ہین۔

(۱) جو معنی قرآنی آیات کے سرسید نے گھڑے ہین وہ نہ کسی نبی اور پیغمبر نے بیان کئے نہ کسی امام اور مفسر نے اگر اسپر یقین کیا جائے تو یہ سمجھا جائے گا کہ پیغمبر کہ جن پر کلام الٰہی نازل ہُوا وہ بھی کلام الٰہی کا مطلب نہین سمجھے اور اب آخیر زمانہ مین سرسید نے ہی اصلی مطلب کلام الٰہی کا دریافت کیا۔

(۲) ان مطالب سے تمام شریعت درہم برہم ہوئی جاتی ہے اور جیسے بہشت دوزخ اور ملائکہ اور انسان اور شیطان کا مفہوم بھی وہ نہین ہے جو آجتک کل اہل کتاب تسلیم کئے ہوئے ہین تو باقی عقائد اور اُصول بھی اور ہی سمجھنے چاہئین نہ جزا و سزا اور توحید و رسالت کا وہ مطلب ہے نہ صلوٰۃ اور نہ روزہ اور حج نہ زکوٰۃ کا وہ منشا جو قرآن مین اور دیگر کتب آسمانی مین بتلایا گیا ہے خدا کا منشا ہی ان چیزون سے دوسرا ہے۔

(۳) سرسید نے خود تفسیر لکھنے مین یہ اصول قایم کیا ہے کہ کلام الٰہی انسانی زبان مین ہی اُسکو انسانی کلام کیموافق سمجھنا چاہیئے جیسا کہ آپ شروع تفسیر مین لکھتے ہین "قرآن مجید جیسا کہ ہم یقین کرتے ہین بیشک خدا کا کلام ہے مگر وہ انسانون کی زبان مین اور انسانون کے محاورہ بات چیت مین بولا گیا ہے پس جسطرح کہ ایک انسان دوسرے انسان سے بات کرتا ہے اور اپنی گفتگو مین مجاز و استعارہ و کنایہ کا استعمال کرتا ہے اور بعضی دفعہ عام مشہور بات کو بطور استدلال کے لاتا ہے اور کبھی مخاطب کی وسعت علم و عقل و فہم کے مطابق طرز کلام اختیار کرتا ہے کبھی محال امر کو محال بات پر تعلیق کرتا ہے کبھی مزاحاً کوئی بات کہتا ہے اسی طرح قرآن کو بھی سمجھنا چاہیئے اور انھین اصولون پر اسکے معنی قرار دینے لازم ہین"۔

اس اُصول کی پابندی سید صاحب نے بروقت تفسیر لکھنے کے نہین کی کلام مین ہر ایک فصیح اور بلیغ کے جہان مجاز یا استعارہ ہوتا ہے تو اسکا قرینہ علانیہ

یا کنایہ ضرور ہوا کرتا ہے اور یہ علم بیان کا اصول ہے اور قاعدہ صرف و نحو مین بھی اسکو کلام کا اصول قرار دیا ہے اور خداوند تعالیٰ نے بھی جہان کہین مجاز یا تشبیہا فرمایا ہے تو اس اصول کو ترک نہین کیا اور اُسکا قرینہ بتلا دیا ہے جس سے لوگو تکو شبہ نہین پڑے ایسا کوئی کلام کسی عالم یا شاعر کا نہین ہے کہ جہان کوئی قرینہ مجاز یا تشبیہ و استعارہ کا نہین ہے اور وہان مجاز یا استعارہ لیا گیا ہو بہشت۔ دوزخ کے بیان اور ملائکہ اور شیطان کے وجود مین کہین بھی کوئی قرینہ مجاز کا نہین ہے پھر اُس کے معنی تمثیلاً یا تشبیہاً کیسے سمجھے جائین ایسا سمجھنا تو تمام دُنیا کے اہل زبان کے خلاف ہے اور خود سید صاحب کے اُصول سے بھی برعکس ہے۔ فافہم۔

(۴) ملائکہ کو سید صاحب قوائے ملکوتی اور شیطان کو قوائے بہیمہ انسان کے قرار دیتے ہین اور یہ قوائے گویا انسان کے جسم مین موجود ہین خارجی وجود نہین رکھتے لیکن اس بات پر سید صاحب نے غور نہین کیا کہ جسوقت خداوند تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا کہ "انی جاعلٌ فی الارض خلیفہ" کہ مین زمین پر اپنا نائب کرنے والا ہون اُسوقت تو آدم کا وجود بھی نہین تھا پھر جسکے قویٰ سرسید تجویز کرتے ہین جب وہی نہ تھا تو قویٰ کہان سے آئے اور یہ جو آپ فرماتے ہین کہ قرآن مجید سے فرشتونکا ایسا وجود جیسا کہ مسلمانون نے اعتقاد کر رکھا ہے ثابت نہین ہوتا" محض غلط ہے قرآنمجید کی سورہ فاطر مین صاف طور سے خداوند تعالیٰ اُنکے وجود کو اُسی طرح بیان فرما رہا ہے جیسا کہ مسلمانون نے اعتقاد کر رکھا ہے "الحمد للہ الذی فاطر السمٰوٰت والارض جاعل الملٰئکۃ رسلاً اولی اجنحۃ مثنٰی وثلث ورٰبع یزید فی الخلق ما یشآء ان اللہ علٰی کل شیءٍ قدیر"۔

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو آسمانون اور زمین کا بنانے والا ہے فرشتون کو اوسنے پیغامبر بنایا جنکے دو دو تین تین چار چار بازو ہین پیدایش مین جو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے بیشک اللہ ہر بات پر قادر ہے۔

اِسمین نہ کوئی مجاز یا استعارہ ہے نہ کسی قسم کا کوئی کنایہ ہے صاف تشریح فرشتون کے وجود اور کام کی ہے اگر بقول سرسید وہ انسانی قویٰ ہوتے تو قویٰ پیغامبری

کا کام نہین دیسکتے اور نہ قویٰ کے بازو ہو سکتے ہین۔

(۵) سرسید فرماتے ہین کہ شیطان نے مردود ہوکر یہ کہا کہ مین انسان کے دائین اور بائین جانب سے گھسکر اُسکو اغوا کرونگا اور شیطان کو سرسید قویٰ بہیمہ قرار دیتے ہین جو انسان کے اندر ہے تو جس حالت مین وہ قوت انسان کے اندر ہی موجود ہی تو اندر کی قوت نے یہ کیسے کہا کہ مین اوسکو دائین اور بائین جانب سے گھسکر اوسکو بہکاؤنگا اس سے صاف ظاہر ہے کہ خارج مین اوسکا وجود ہے کیونکہ خارجی چیز ہی اندر گھس سکتی ہے گھسی ہوئی چیز کے لئے ایسا بیان اہل ہذیان کا ہی ہو سکتا ہے نہ ایسے بڑے حکیم علیم و قدیر کا۔

(۶) بہشت کے نعمائے کا جو مذاق سرسید نے اُڑایا ہے اور اس آیت سے استدلال کیا ہے "فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون کہ کوئی نہین جانتا کہ جنتیون کے لئے کونسی ٹھنڈک آنکھ کی پوشیدہ کر رکھی ہے جسکا بدلہ ہے جو وہ اچھے عمل کرتے تھے اور یہان ایک حدیث کا بھی سید صاحب نے حوالہ دیا ہے "اَعْدَدْتُ لعبادی الصالحین ما لا عین رأت ولا اُذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر" تیار کی ہے مینے اپنے نیک بندون کے لئے وہ چیز نہ کسی آنکھ نے دیکھی اور نہ کان نے سُنی اور نہ کسی آدمی کے دل مین اُسکا خیال گذرا ہے۔

یہ استدلال سرسید کا بمقابلہ آیات محکمات کے جو ہزارون سے بھی زیادہ ہین کیسے صحیح مانا جائے اور اس آیت اور حدیث سے تو زیادہ تقویت اُسی عقیدہ کی ہوتی ہے جسکی نسبت سید صاحب فرماتے ہین کہ "ایسا بیہودہ پن ہے جسپر تعجب ہوتا ہے" کیونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کچھ قرآن مین جابجا بہشت کے نعما کا ذکر کیا گیا ہی وہ تو جنتیون کو دیا ہی جائیگا مگر اوس کے علاوہ ایک راحت اور بہی ہے جسکو قرۃ اعین سے تعبیر کیا ہے اور وہ ایسی راحت ہے کہ آجتک نہ آنکھ نے دیکھا اور نہ کان نے سُنا اور نہ کسی کو اوسکا وہم اور گمان گذرا یہ لُطف گویا مزید برآن ہے اس سے نفی اُن نعما کی نہین ہو سکتی اکثر دعوتون مین اور امیرون کی مہمانی مین معمولی مدارات اور کھانے

کھلانے مین یا اپنے کسی عزیز کے لئے کوئی خاص چیز جسکا اوسکو وہم گمان بھی نہین ہوا کرتا ہے تیار کرایا کرتے ہین اور بعد سب طرح کی خاطر و تواضع وغیرہ کے یا پہلے ہی سے کہدیا کرتے ہین کہ ایک چیز ایسی عمدہ ہم نے آپکے لئے تیار کی ہے یا منگائی ہے جسکو آپ دیکھکر نہایت خوش ہوگے اور اُس کا کبھی خیال بھی آپکو نہین آیا ہوگا تو اُس سے باقی لوازمات اور اشیا کی نفی کوئی نہین خیال کیا کرتا۔

پس جب یہ کلام انسانی محاورہ مین ہے تو پھر سرسید اُسکے مطالب انسانی بول چال کے خلاف ایک ایسے پیرایہ مین کیون لئے جاتے ہین جسکے سمجھنے اور دریافت کرنے سے عقل انسانی عاری ہے اپنے اُس اُصول کو یہان کیون ترک کرتے ہین۔

(۷) یہ جو فرماتے ہین کہ ایسے بہشت سے ہمارے خرابات ہی ہزار درجے بہتر ہین اگر کوئی جاہل کم عقل دہقانی ایسا لکھتا تو اُسکا کچھ تعجب نہ ہوتا سرسید سا دانشمند عقل کل جہاندیدہ متمدن سے تو ایسی تحریر نہایت ہی بعید و دور از علم و عقل ہے جو دنیوی سامان اور تمدن سے بخوبی واقفیت رکھتا ہے اور ایک اعلیٰ درجہ کی قوم کا سرپرست اور ریفارمر ہے اور اُسنے قوم کی خیرخواہی مین اپنے کو اس مُلک مین بے نظیر ثابت کیا ہے اصل یہ ہے کہ بڑے آدمیون کو اپنی طبیعت کی جولانی مین کچھ خوف بھی نہین رہا کرتا حتیٰ کہ وہ آزادی کے زور مین خدا سے بھی نڈر ہوجاتے ہین۔

طرز معاشرت جسکو دُنیوی برتاؤ کہتے ہین ہر انسان کے لئے لازمی ہے اور بقدر اپنے حوصلہ اور وسعت کے ہر متنفس خواہ وہ کسی مذہب کا ہو اپنی معاشرت کا انتظام کرتا ہے نہ اس سے پیغمبر محترز رہے نہ بادشاہ اور امیر مگر اُس طرز معاشرت کو کیسے بیہودہ پن اور فحش نہین قرار دیا اگر یہ طرز نہ ہوتا تو دُنیا کا سلسلہ بھی نچلتا بادشاہ اور امیر اور پیغمبر اور ہر طرح کے پارسا اور پیشوائے مذہب پابند معاشرت اور مباشرت رہے ہین کوئی اس سے کراہت اور فسق سمجھکر مستثنیٰ نہین رہا بیہودہ پن اور خلاف تہذیب وہ امور ہین جو طرز معاشرت معروفہ کے خلاف ہین ہر ایک شخص اپنے زمانہ مین اپنی عورتون سے ہر قسم کی دل لگی اور خوش طبعی کرتا ہے کوئی اسکو بیہودہ اور احمق نہین کہتا کوئی مہذب اس تہذیب سے آزاد نہین اور لوازم انسانی تہذیب مین داخل

ہین پس اگر دار الجزا ہین انسانکو حیات ابدی دیجاویگی تو اوسکے لوازم بھی تکلیف و راحت کی اوس کے واسطے لازمی ہین زندگی کیساتھہ زندگی کا سامان ہوجاتا ہے تو جہان ہے اور زندگی نہین تو سترۃ اعین اور نارٌ حامیۃ سب برابر ہے۔

سرسید کی تحقیقات اور خیالات ابتدا سے مختلف رہے ہین ایک تصنیف دوسری تصنیف کے خلاف عمر کے موافق بدلتی رہی ہے پہلے آپ سکون زمین کے قائل تھے جسپر بڑے شد و مد سے ایک رسالہ ابطال حرکت زمین کے نام سے آپنے لکھہ ڈالا اُسکے بعد جب آپکو اسکی حقیقت معلوم ہوئی تو پھر بعد کی تصنیفات مین اپنی غلطی کا اعتراف کیا اسی طرح سے تبیین الکلام جو آپنے ولایت جانیسے پیشتر تصنیف کی تھی اُس مین جن باتون اسلامی کو اعلیٰ درجہ کی براہین سے ثابت کیا ہے اس تفسیر مین اوس کے خلاف درج فرمایا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ سرسید کی تحقیقات ناکافی ہے اور قابل اعتبار نہین کیونکہ کیسا ہی سچا آدمی ہو جہان ایک مرتبہ بھی اُس کی خلاف بیانی پائی گئی اُسپر اعتبار نہین کیا جاسکتا۔

کاش سرسید مذہبی بحث نہ چھیڑتے اور اس جھگڑے مین نہ پڑتے اور مسلمانون کی معاش کی ترقی کے لئے صرف اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہی کی جانب حتی الامکان سعی کرتے اور ان الزامون سے جو قیامت تک اون کے نامہ اعمال مین قایم رہین گے محفوظ اور محترز رہتے مگر اونہون نے اپنی کج رائی سے شریعت اسلامی کے بدلنے کی کوشش بھی اُسی طرح سے کی جیسے ترقی تعلیم کی۔

کلام مجید کو اونہون نے معمّا اور چیستان بنا دیا اور جہان تک اُنکی عقل نے رسائی کی اُس مین تحریف کی۔ اور دعویٰ یہ کہ قرآن مین تاویل کو آپ کفر قرار دیتے ہین۔

شکر ہے کہ علماء اسلام اُنکو ہیچمدان جانتے ہین اور علی العموم کوئی اُنکو عالم نہین سمجھتا جس سی اُنکی تحریر کی وہ وقعت نہین ہے جیسی کسی عالم کی ہونی چاہیئے چنانچہ ایجوکیشنل کانگریس کے ایک جلسہ مین جناب شمس العلما مولوی نذیر احمد خان صاحب بہادر نے برملا سر اجلاس کہا کہ مسلمانون کی ترقی تعلیم کی نسبت جو خیالات سید احمد خان صاحب کے ہین اُسمین مین اُنکا مقلد ہون مگر اون کے مذہبی عقائد کی نسبت مین سب کے سامنے برملا کہتا

ہون اور سرسید احمد خان صاحب بھی سُنتے ہین کہ "انا بَرِی" مین اون سے بالکل علیحدہ ہون یہ جلسہ جس مین یہ لیکچر مولوی صاحب ممدوح نے دیا تھا شاید علیگڈھ مین ہوا تھا جو شایع ہوگیا ہے اور ہمارے پاس بھی موجود ہے مگر اسوقت موجود نہین ہے

جناب والا کی عربی دانی کا بھی اظہار کرنا اس موقع پر ضرور ہے سورۂ بقر کی آیت ۲۲ کا ترجمہ صفحہ ۳۴ پر آپنے یہ کیا ہے کہ "اعدّت للکافرین" جو تیار ہے کافرون کے لئے" میزان منشعب کے پڑھنے والے بھی جانتے ہین کہ اُعدّت کا صیغہ ماضی مجہول مونث ہے جسکے معنی ہین تیار کی گئی ہے آپنے ماضی قریب معروف کے معنی ترجمہ مین اپنی جانب سے لگائے ہین پھر اس آیت کی تفسیر مین صفحہ ۴۰ پر آپنے ایک جملہ لکھا ہے کہ "الجنۃ والنار مخلوقتین" یعنی بہشت اور دوزخ دونون پیدا ہوچکے ہین اس جملہ مین پہلے سے زیادہ نحوی غلطی کی ہے جو نحو میر کا پڑھنے والا بھی نہین کرسکتا کیونکہ "الجنۃ والنار" مبتدا ہے اور مخلوقتین اُسکی خبر ہے مبتدا کی خبر ہمیشہ مرفوع ہوتی ہے آپنے رفعی حالت کو چھوڑ کر نصبی حالت کے موافق خبر کو مبتدا کے رکھا ہے اگر نحو میر کی بھی واقفیت سرسید کو ہوتی تو اس جملہ کو یون لکھتے کہ "الجنۃ والنار مخلوقتان" کیونکہ حالت رفعی تثنیہ کی الف کیساتھ ہوتی ہے نہ ی کیساتھ۔

اسی طرح سے سورۂ مذکور کی آیت ۶۱ مین "ان تذبحوا بقرۃ" کا ترجمہ کیا ہے کہ ایک بیل کو ذبح کرڈالو" حالانکہ یہان (بقرہ) کے معنی سب مفسرین اور محدثین نے گائے کے لئے ہین اور خدا نے بھی گائے کے واسطے ہی حکم دیا ہے کیونکہ آگے جو ضمائر ہین وہ مؤنث ہین جیسا کہ فرمایا ہے "قالوا ادع لنا ربّک یبین لنا ما ھی" کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ خداوند تعالیٰ سے التجا کرو کہ وہ ظاہر کرے کہ وہ گائے کیسی ہو میزان الصرف کے پڑھنے والے بھی جانتے ہین کہ "ھی" کی ضمیر مونث ہے اگر بیل ہوتا تو "ھو" کے ساتھ خطاب ہوتا پھر اس سے زیادہ لطف یہ ہے کہ اسکے بعد یہ ارشاد ہے کہ انّھا بقرۃ لا فارض ولا بکر اگر انّھا کی مونث ضمیر پر نظر سرسید کی نہین گئی تھی اور یہ اُنکے نزدیک

مضمر امر تھا (بکر) سے تو خیال کیا ہوتا کہ بکر کا لفظ مادہ کے لئے ہوسکتا ہے نہ نر کے لئے یہان (بکر) کے معنی آپنے بچہ کے لئے ہین اور یہ ترجمہ اختیار کیا ہے کہ ایک بیل ہے نہ بڑہا نہ بچا"

اس کے اخیر تک جسقدر ضمائر (بقرہ) کی جانب آئی ہین سب مونث ہین لیکن حضرت نے کسی ایک ضمیر کی جانب بھی التفات نہین کیا صرف اس وہمی خیال سے کہ "ولا ذلول تثیر الارض ولا تسقی الحرث" جو آیا ہے کہ "نہ سدہا ہوا زمین جوتنے کو اور نہ کھیتی مین پانی دینے کو" سو ضرور بیل ہوگا کیونکہ یہ کام گائے کا نہین ہے اور اسکی جناب والا کو باایں ہمہ سیاحی و تاریخ دانی یہ واقفیت نہین کہ وہان گائے کو بھی زراعت اور چرس مین چلانے کا رواج تھا اور اب بھی اکثر ملکون مین ہے جیسا کہ ہندوستان مین گائے اور بھینس سے اکثر مقامون پر بنجارے لادنے کا کام لیتے ہین اور نہ آسمانی کتاب توریت[1] کا سرسید نے لحاظ رکھا کہ اوس مین صاف گائے لکھا ہے۔

یہ مانا کہ (بقرہ) اسم جنس ہے اور وہ نر اور مادہ دونو کو شامل ہے مگر ضمائر جس حالت مین مونث کی ہین تو وہ مونث ہی سمجھا جائیگا نہ مذکر اور جسقدر لفظ اوسکے واسطے کلام پاک مین آئے ہین وہ سب مونث ہین جو ترجمہ سرسید صاحب نے کیا ہے وہ بھی غلط ہی علاوہ ضمائر کے (صفراء) (تسر) (تثیر) (تسقی) (مسلمۃ) یہ سب صیغے تانیث کے ہین جنکا ترجمہ سرسید نے اپنی جانب سے مذکر کیا ہے اور اس سے ثابت ہوگیا کہ وہ گائے تھی بیل نہ تھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو بیان توریت مین اس گائے کا ہے اونہین الفاظ

(۱) توریت باب ۱۹ ورس ۲ بنی اسرائیل کو کہہ کہ ایک لال گائے جو بے داغ اور بے عیب ہو اور جسپر کبھی جوا نہ رکھا گیا ہو تجھ پاس لاوین" ۳- اُس شہر کے بزرگ ایک بچھیا لین جس سے ہنوز کچھہ خدمت نہ لی گئی ہو اور جوئے کے تلے نہ آئی ہو۔ ۴- وہان اُس وادی مین اُس بچھیا کی گردن کاٹین" ۔ سفر استثنا۔ باب ۔ توریت کتاب۔ اصحاح۔ ب درس ۔" اب تم ایک نئی گاڑی بناؤ اور دو دودہ والی گائین جو جوئے تلے نہ آئی ہون لو اور اُن گائونکو گاڑی مین جوتو اور اُن کے بچونکو گھر مین اُنکے پیچھے رہنے دو (۸) اور خداوند کا صندوق لیکے اُس گاڑی پر رکھو"۔

اور مطالب سے کلام اللہ مین اُسکا بیان ہے۔

یہ ایک مشتے نمونہ از خروارے ناظرین کے ملاحظہ کے لئے پیش کیا ہے ورنہ اس تفسیر مین صدہا غلطیان اس قسم کی ہین۔

جس شخص کو لغت عرب اور صرف و نحو کے ابتدائی قواعد کی بھی واقفیت نہ ہو وہ کس طرح سے تفسیر قرآن کے قابل ہو سکتا ہے اور کب اُسکی تحریر وقعت کی نگاہ سے دیکھی جا سکتی ہے۔

ایسا شخص جسقدر غلطیان کرے اور مغالطے کھاے تھوڑے ہین۔

جن کتابون کے حوالے سرسید نے دیئے ہین اُنکے ترجمون مین بھی ایسی ہی غلطیان کی ہین گو یہ تفسیر کیسے ہی ناواقف اور غیر مستند شخص کی لکھی ہوئی ہے مگر یہ ممکن نہین کہ اُردو انگریزی خوان مسلمان جو اسوقت نئی روشنی کے چراغ ہین اسکو اپنا دستور العمل نہ بنائین اور واقعی یہ اون کے مذاق کے موافق ہے اور غالباً اسیوجہ سے سرسید نے یہ تکلیف گوارا کی ہے اور فلسفیانہ اصول کو مقدم رکھا ہے ایک تو سرسید سا نامور اور سربرآوردہ معزز اور محترم شخص کہ جسنے خفتہ مسلمانون کو بیدار کیا اس کا مصنف ہے دوسرے تفسیر کا نیا طرز اور اُس کے مضامین کی دلچسپی اور دل آویزی اور فلسفیانہ خیالات اسدرجہ کے ہین کہ جس سے نئی روشنی کے مسلمان جنکو عربی سے مَس نہین ہے مغالطہ مین نہین پڑینگے اور یہ اُنکی پسندیدگی اور قبولیت کا باعث ہوگی گو اسلام سے کیسی ہی برخلاف ہو۔

مگر یہ خیال کبھی نہین کرنا چاہئے کہ سرسید مرحوم نے اسلام کو نقصان پہنچانے یا اسلام مین فلسفیانہ عقاید پھیلانے کی غرض سے تفسیر لکھی بلکہ عین خلوص اور حسن عقیدت اور حفاظت دین کے جوش سے کمال حزم اور دوراندیشی نے ایسی تفسیر لاجواب کے لکھنے پر آمادہ کیا اسکی تصدیق عنقریب زمانہ کر دکھایگا اور دکھا رہا ہے جیسے وہ زمانہ کے تیور دیکھکر ایک اعلیٰ درجہ کے کالج کے لئے برانگیختہ ہوگئے ایسے ہی اسلام کی حفاظت کے لئے ایک آہنی حصار کی بنیاد وہ قایم کرگئے جس طرح سے کالج ایک نمونہ اُنکی جانفشانی اور سرگرمی کا ہے ایسے ہی یہ تفسیر لکھکر

ظاہر کر دیا کہ آیندہ زمانہ کے واسطے دین اسلام اسطرح سے قایم رہسکتا ہے۔
جسوقت اس عاقبت بین نامور نے کالج کی بنیاد کا پتھر لارڈ لٹن کے بہارک ہاتھون سے رکھوایا تو طلبہ کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اگر تم اس کالج مین تعلیم پاکر آسمان کے تارے ہوجاؤ اور اسلام چھوڑ بیٹھو تو تمارا وہ عروج سب ہیچ اور یہ محنت سراسر رائیگان ہے جس سے ظاہر کہ اسی وقت یہ خیال اُن کے پیش نظر تھا کہ یہ کالج ایک دن یونیورسٹی ہوگا اور اسکے طلبہ فلاسفر ہونگے۔ جنکے دین کا جنہا ان اور اسلام پر قایم رہنا ان مروجہ تفاسیر سے دشوار ہے اُن کے خیالات کی اصلاح کیواسطے بجز اسکے وہ اور کیا کر سکتے تھے۔
جون جون زمانہ گزرتا جاتا ہے سرسید مرحوم کی کوشش ثمر آور ہوتی جاتی ہے اور روز بروز وہ تنفر جو ذات عالی سے اہل اسلام کو تھا خود بخود دور ہوتا جاتا ہے اور قوم سمجھنے لگی ہے کہ سرسید کا وجود اہل اسلام کے لئے ابر رحمت تھا۔
ذیل مین ایک مضمون اسلامی اخبار وکیل امرتسر سے نقل کیا جاتا ہے جس کے ملاحظہ سے ناظرین کو میری گزارش کی تصدیق ہوگی وہو ہذا۔

سرسید کی تفسیر قرآن

نمبر ۴۲ جلد ۱۱ ۵ جولائی ۱۹۰۵ء

گھٹا سر پہ ادبار کی چھا رہی ہے فلاکت سمان اپنا دکھلا رہی ہے

زیادہ عرصہ نہین گزرا کہ ہندوستان کے مسلمانون کی حالت مذکورہ بالا شعر کے مطابق ہو رہی تھی لیکن خدا کا شکر ہے کہ مسلمانون کی حالت اب ایسی نہین ہے یہ ترقی کے میدان مین کسیقدر چل نکلے ہین منجملہ اور وجوہات کے مسلمانون کی اس ترقی کا بڑا سبب سرسید کے لکچر ہین آرٹکلس مفید کتابون کے اردو ترجمے اور ان سب کا ثمر شیرین محمدن اینگلو اورینٹل کالج علیگڈھ ہے آپنے مسلمانون کا تعصب دور کرنے کی غرض سے دفتر کا دفتر لکھ ڈالا جسکا بڑا اور ضروری حصہ تفسیر قرآن ہے۔

اس تفسیر مین آپنے جمہور مسلمین سے چند باتون مین اختلاف کیا ہے اور اسیوجہ سے اکثر اصحاب اسکی نسبت بُری رائے قایم کرتے ہین چنانچہ وہ مقبول عام بھی نہین لیکن آپنے جو اختلاف کیا ہے وہ بھی مذہب ہی کی حمایت مین کیا ہے یعنی انگریزی تعلیم نے جو بقول مولوی نذیر احمد صاحب شرط زندگی قرار پاگئی ہے اور کوئی مسلمان جو عزت و آبرو اور خوشحالی سے زندگی بسر کرنا چاہتا ہو اُس سے مستغنی نہین غرضکہ انگریزی تعلیم نے جو مسلمانون کے لئے نئی بھی نیا اثر پیدا کیا لوگون کے مذاق اور خیالات مین انقلاب عظیم پیدا کر دیا ہے اور مذاہب کی حالت کو مشکوک ہوا لگی ہے۔

اب وہ زمانہ نہین رہا جبکہ بزرگان دین کے فرمودہ کو لوگ چپکے سے تسلیم کر لیا کرتے تھے اب تو ہر مذہبی امر مین دلیل مانگی جاتی ہے اور دلیل بھی مشاہدات اور واقعات نفس الامری کی بناپر۔ ایسے پرآشوب زمانہ مین جبکہ فلسفیانہ شکوک انگریزی تعلیم کیوجہ سے بہت سے دلون مین پیدا ہو گئے تھے ضرور تھا کہ یا تو قرآن کے جملہ جملہ حرف حرف لفظ لفظ کو واقعات کے مطابق کر دکھایا جاتا یا شکی طبیعتون کو قرآن کیطرف سے شک مین رہنے دیا جاتا جسکے دوسرے معنی یہ ہوے کہ مسلمان کفر و اسلام کے بیچ مین پڑے جھولین۔

فلسفیانہ شکوک نئے نہین ہین بلکہ خود نزول قرآن کے وقت اس قسم کے اعتراض ہوا کرتے تھے لیکن اب ایک تو مناظرہ اور استدلال کا رنگ بدلا ہوا ہے دوسرے خود فلسفہ نے ہر ایک شاخ مین بے انتہا ترقی کی ہے نوایجاد الات کے ذریعہ سے آسمان کے چپہ چپہ کو کھوند مارا ہے اور اُسکے تقریباً کل حالات سے واقفیت حاصل کی ہے پس فلسفیانہ شکوک جو اس زمانہ کے نئے فلسفہ کی بنا پر کئے جائینگے وہ بھی ضرور نئے ہونگے ہمارا علم کلام ان اعتراضات کے جوابات سے عاجز نہین بلکہ ساکت ہو رہا ہے۔

زمانہ معترض پیدا کر رہا تھا مگر جواب دینے والا کوئی کھڑا نہین ہوتا تھا ان حالات کو دیکھتے ہوے سرسید نے ان نئے اعتراضات کے نئے جوابات

سوچے اور اُن اعتراضات وجوابات کا نام تفسیر رکھا۔

سرسید نہ تو علوم عربیہ کے ماہر تھے اور نہ انگریزی ہی مین ٹکسالی استعداد رکھتے تھے لیکن تھا کیا زمانہ کی ہَوا کا رُخ خوب پہچانتے تھے ایک طرف اجمالی طور پر علوم جدیدہ سے واقف تو دوسری طرف صدق دِلسے اسلام کے معتقد۔

انہون نے اپنی منفرد رائے کے بوتہ پر قران اور علم جدیدہ کی تطبیق کر دی تاکہ انگریزی خوان مسلمان اسلام کی طرف سے شک مین نہ پڑنے پائین علوم جدیدہ کے سیلاب نے نہ صرف اسلام بلکہ تمام مذاہب کی مینخین ڈہیلی کر ڈالی ہین سرسید نے اپنے زعم مین تفسیر جیسی اُنسے ہو سکی لکھ کر رخنہ بندی کر دی لیکن اگر کسی مسلمان کو یہ رخنہ بندی کمزور معلوم ہو تو اوسکا فرض اسلامی ہے کہ اس سے بہتر مضبوط اور پائدار رخنہ بندی خود کر دے نہ کہ سرسید کی رخنہ بندی کو ہٹا ہٹا کر اسلام کو علوم جدیدہ کے ہاتھون نقصان پہنچنے دے۔

محمد عبداللہ خان

ازخورجہ ضلع بلند شہر

جب سے حضور علیہ السلام نے دُنیا مین اسلام کی اشاعت فرمائی اُسوقت سے ایسا وقت اسلام پر کبھی نہین آیا۔

جہان اسلامی سلطنتین قایم ہین اور خداوند کریم اونکو قایم رکھے وہان پھر بھی ایک قسم کا انسداد اور شرع کی پابندی ہے لیکن جہان سلطنت غیر مذاہب کی ہین اور وہان کسی قسم کا کوئی خوف مذہبی پابندی کا نہین ہے اور شریعت ایک دریائے ناپیدا کنار ہے ہر ایک شخص آزادی سے اپنے مفید مقاصد خواہ وہ کیسا ہی اسلام سے دور ہو مطلب نکالتا ہے باوجودیکہ کمال دوراندیشی اور دینداری اور اعلیٰ درجہ کی ماہیت قرآن وحدیث سے حامیان مذہب نے جو تابعی اور تبع تابعین کہلاتے ہین شریعت کا ایسا انتظام کر دیا تھا کہ جسمین کسی مفسد اور خودرائے کو رخنہ کا موقع نملے اور اسلام اُسی طریقہ پر جو طریق نبوی ہے جاری رہے مگر اس ازادی نے اُن بندشون کو توڑ دیا خودغرضی اور نفسانیت سے بہت زور کے ساتھ اُس مین نکتہ چینی شروع کر دی ایسے پرآشوب زمانہ

ہین مسلمانون کو چاہیئے کہ اپنے مذہب کی خود حفاظت کرین اور اپنے فہم اور تحقیقات پر معزور نہ ہوکر خود رائی کو دخل نہ دین۔

اہل تشیعہ کیطرح اگر یہ بھی چکے مین آگئے تو یہی حالت انکی ہوجائیگی۔ اہل تشیعہ جن کو علی العموم مسلمان دین اسلام سے خارج اور گمراہ یقین کرتے ہین اپنے ناقص اور نہایت کمزور دلایل پر کیسے جمے ہوئے ہین اور کسقدر انکو اپنے عقائد پر وثوق ہے انہون نے اپنا نماز روزہ تک علیحدہ کرلیا اور بجز قرآن مجید کے اور کوئی کتاب اونکی اور ہماری متفق علیہ نہین ہے اور قرآن کو بھی وہ عقیدۃً نہین مانتے مجبوراً اوسکو تسلیم کئے ہوئے ہین اگر اُسکی ایک آیت بھی وہ بنا سکتے تو کبھی کا دوسرا قرآن اونہون نے تیار کرکے دکھلا دیا ہوتا اوس کی بے نظیر فصاحت اور معجز بلاغت نے عاجز کر رکھا ہے جس سے لاچار ہین۔

کسقدر سمجھی کی بات ہے کہ جس باپ نے ایک خادم[1] خدمت کے لئے اپنی بیٹی کو نہین دیا جسکے ہاتھون مین چکی پیسنے سے گھٹے اور روٹی پکانے سے آبلے پڑ گئے تھے اور جسکے کپڑے راکھ اور دھوئین سے کالے رہتے تھے وہ کئے لاکھ روپیہ کی جائداد جو خدائی مال تھا اوسکو عنایت[2] کرجاتا اور سلطنت اُسکے شوہر اور اوسکی اولاد کے لئے ہمیشہ کے لئے لکھ جاتا اور پھر وہ پیغمبر اور خدا کہلاتا۔

اگر اہل تشیعہ کو ذرا بھی سمجھ ہوتی اور وہ دین اسلام اور رسالت کے اُصول کو نظرانداز

(۱) علل الشرائع مین حضرت امیرؑ سے مروی ہے کہ "فاطمہ کو پیغمبر خدا سب سے زیادہ چاہتے تھے اور وہ ہمارے گھر کا کام خود کرتی تھین حتیٰ کہ پانی کے گھڑے اٹھانے سے سینہ مبارک پر نشان پڑ گیا تھا اور یہانتک چکی پیسی کہ ہاتھون کی کمال سخت ہوگئی تھی اور گھر مین جھاڑو دیتی اور روٹی پکانے سے کپڑے گرد آلودہ اور سیاہ ہوجاتے تھے مینے ایک دفعہ کہا کہ اپنے باپ سے ایک غلام خدمت کے لئے مانگو وہ رسول علیہ السلام کی خدمت مین گئین تو آپکو لوگون سے بات چیت کرتے دیکھ کر شرم کے باعث واپس چلی آئین دوسرے روز حضور علیہ السلام نے خود تشریف لاکر دریافت حال کیا تو حضرت امیرؑ نے عرض کیا کہ یہ آپ سے خادم مانگنے گئی تھین تب آپنے تسبیح بتلا دی" ۱۲ منقول از آیات بینات جلد ۳

نہ کرتے تو مسئلہ خلافت اور فدک کا نام تک بھی نہ لیتے اور جسقدر اُنکی تائید مین راویون کی روایتین ہین اُن سب کو فی النار کر دیتے اصل یہ ہے کہ ہدایت اور ضلالت خدا کی جانب سے ہے "یضل بہ کثیراً ویھدی بہ کثیرا"

کفار مکہ جنمین چالیس برس حضور علیہ السلام اسطرح سے رہے کہ نہ اُن کے مذہبی امور مین دست اندازی کی اور نہ کبھی دوسرے مذہب کی ہدایت اور یہ وہ اچھی طرح سے جانتے تھے کہ یہ اُمّی محض ہین اور سب سے آزاد رہتے ہین نہ کسی جلسہ مین جاتے ہین نہ کسی عالم یا شاعر یا ساحر سے صحبت رکھتے ہین پھر ایسا فصیح و بلیغ کلام ممتنع اور محال جو بیکبار گی بلا تعلیم و تربیت پائی بڑے بڑے نامی فصحا اور بلغائے عرب کے روبرو علانیہ بیان کر رہا ہے جس مین یہ کمال کبھی دیکھنے مین بھی نہین آیا کیسے جھوٹا اور دغاباز ہو سکتا ہے اور پھر یہہ دعویٰ کہ "ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ" اگر تم کو اس مین شک ہو جو ہم نے اپنے بندہ محمد صلعم پر اُتارا ہے تو تم ایک سورۃ ہی ایسی بنا لاؤ ایسا دعویٰ خدا ہی کر سکتا ہے نہ بندہ اور جب خدا کا کوئی کام بندہ سے نہین ہو سکتا تو اُس کا سا قول بھی کب بندہ بنا سکتا ہے یہی سبب ہے کہ اس تیرہ سو برس کے عرصہ مین کسی بڑے شاعر عالم فصیح و بلیغ سے ایک سطر بھی قرآن مجید کے مقابلہ مین نہین لکھی گئی جس سے مثل آفتاب روشن ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔

بقیہ صفحہ ۲۲۲ (۲) کافی مین زرارہ بن اعین امام باقرؑ سے روایت کرتے ہین کہ جناب امیرؑ کی غنیمت مین حضرت فاطمہؑ نے دو کنگن چاندی کے بنائے اور ایک پردہ اپنے دروازہ پر لٹکایا جب حضرت صلعم باہر سے تشریف لائے حضرت فاطمہؑ دیکھہ کر دو ڑین حضورؐ نے پردہ اور کنگن دیکھا تو ناخوش ہو کر واپس چلے گئے حضرت فاطمہؑ نے یہ ایما سمجھکر دونون کنگن اور پردہ اُتار کر حسنینؑ کو دیکر حضورؐ کی خدمت مین بھیجا اور فرمایا کہ عرض کرو کہ آپ کے پیچھے ہمنے ان کنگنون کے سوا اور کچھہ نہین بنایا ہے اب یہہ آپ کی خدمت مین حاضر ہین آپ جو چاہین سو کرین یہ سُن کر آپ بہت خوش ہوئے اور کنگن اور پردہ کے اُسی وقت ٹکڑے کر کے اصحاب صفہ کو تقسیم کر دیئے ۱۲ منہ

جسوقت عرب مین اسلام کا چرچا شروع ہُوا تو سب زن و مرد امیر و غریب ہمہ جان و دل اسی جانب رجوع ہو گئے تھے ہر ایک مجمع اور جلسہ مین سوائے اس ذکر کے کوئی تذکرہ نہ تھا بزرگان قریش جو پشتون سے شرک و بت پرستی کرتے کرتے کفر مین غرق تھے اُنکو یہ مذہب اور اس پیغمبر کا کلام بالکل عجیب معلوم ہوتا تھا وہ مشاعرے اور شعر گوئی کا فخر جسکے واسطے بڑے بڑے جلسے اور میلے ہوتے تھے قرآن نے ایک لخت اُٹھا دیئے اور جب سے اب تک پھر کسی نے اُنکا نام بھی نہین لیا۔

کلام مجید کے مقابلہ کی بہت کچھ کوششین کی گئین اور اعلیٰ درجہ کے جو نامی فصیح اور بلیغ اور ادیب تھے اُنھون نے بہت کچھ جد بلیغ کی مگر وہ ایک جملہ بھی ایک آیت کے مقابلہ مین نہ بنا سکے اور نہ کسی نے یہ کہا کہ محمد صلعم یہ کلام خود بنا لیتے ہین یا کسی اُستاد کا بنایا ہوا ہے جو ہمکو سُنا دیتے ہین اونھون نے بھی کہا تو یہ ہی کہا "ان ھذا الا سحر مبین"

وہ قریش جو نبی علیہ السلام کے رشتہ دار اور کنبہ کے لوگ تھے اور آپ کے حال کے ہر دم نگران تھے بخوبی جانتے تھے کہ یہ امی محض ہے اور کوئی عالم یا شاعر اسکا ہم صلاح نہین ہے اور یہ خود اعلیٰ درجہ کا صادق اور امین ہے جسنے آجتک اپنی عمر مین کبھی کوئی جھوٹ نہین بولا مگر با این ہمہ وہ ایمان نہ لائے۔ حالانکہ اپنے قرابتی اور رشتہ دار کی بات ہر ایک قبیلہ اور کنبے والے تسلیم کیا کرتے ہین اور اوس کے حامی ہو جایا کرتے ہین۔ اور جسکی قسمت مین یہ دولت تھی وہ فوراً بول اُٹھے "ھذا من عند اللہ" "ما ھذا قول البشر"

پھر لطف یہ ہے کہ کلام مجید نے کفار کے لتاڑنے اور اُن کے ذلیل اور رسوا کرنے اور اُن کی جڑ کاٹنے مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا اور اسکا بہت ہی بڑا اہتمام نہایت شدت سے کیا گیا ہے جیسے زہریلے زخم کفار کے جگر پر کلام مجید نے لگائے ویسے نہ کسی تلوار سے لگ سکتے ہین نہ خنجر آبدار سے شمشیر اور خنجر کا زخم تو جسم ہی کو کاٹتا ہے اور اُس سے جسم کی ہی تکلیف اور درد پہنچتا ہے کلام کا زخم تو اس غضب کا ہے اور پھر خدا کے کلام کا جو جگر کے ٹکڑے کرے اور روح کو ہی صدمہ پہنچائے کما قال امیر رضی اللہ عنہ

"جراحات السنان لہ التیام		ولا یلتام ما جرح اللسان"	

نیزے کے زخم بھر جایا کرتے ہین اور زبان کے زخم نہین بھرا کرتے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مخالفین اسلام کسدر جہ قرآن کے خلاف مین کد و کاوش کرتے ہونگے اور اس کلام سے کیسی کچھ اُن کی جان پر بنی ہوگی نبی علیہ السلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے نکالنے کے وہ درپے ہوئے اُنکے قتل کا اہتمام کیا اُنسے لڑائی کی ٹھانی اور زن و مرد اور کل کفار مکہ ایک جرار لشکر لے کر مدینہ پر جا چڑھے ہے اور نہایت غیظ اور غضب سے لڑے اور مرے مگر قرآن کے مقابلہ مین کسی نامی شاعر اور فصیح عرب سے ایک جملہ بھی نہ بنا اور اُس اُمّی کے روبرو سوائے دم بخود رہنے کے کچھ بھی نہ بن پڑا۔

وہ بڑے شقی ازلی تھے جو ایسے کلام معجز اور ایسے اولوالعزم نبی سے گریز ہی کرتے رہے اُنکے دلو نپر اور آنکھو نپر خداوند تعالیٰ نے ایک پردہ ڈالدیا تھا جس سے اُنکو جمال محمدی نظر ہی نہین آتا تھا اور شیطان نے اُنکو اُن کے طریقے آبائی پر رجھا دیا تھا پھر وہ کیسے ایمان لاتے۔

یہان پر ایک یہ سوال ہو سکتا ہے جیسا کہ اکثر مخالفین اسلام کیا کہتے ہین کہ جس حالت مین خدا ہی گمراہ کرتا ہے تو پھر مواخذہ کیون ہے خود ہی چور سے چوری کرائے اور آپ ہی اوسکو گرفتار کرے یہ خدا کے شایان نہین یہ تو سراسر ظلم کا طریقہ ہے۔ اور اسی بنا پر ہمارے بھائی شیعہ خداوند تعالیٰ کو فاعل حقیقی خیر و شر کا نہین سمجھتے۔

اہل تشیعہ مثل دیگر مسائل اسلام کے اس مین بھی چکرا گئے اور انھون نے اپنے دلسے یہ اعتقاد کیا کہ خداوند تعالیٰ فاعل خیر ہے فاعل شر نہین فاعل شر شیطان ہے حق سبحانہٗ تعالیٰ شر سے پاک ہے مگر انھون نے جیسے رسالت اور خلافت اور کلام مجید کی حقیقت کو دریافت نہین کیا اور ظاہری باتون کو معتمد سمجھکر اُن کے معتقد ہو گئے اور سخت مغالطہ مین پڑ گئے ایسے ہی اس مسئلہ کی تہ کو بھی نہین سمجھتے اور نہ یہ خیال کیا کہ خداوند تعالیٰ کی خدائی مین اس سے کسقدر نقصان واقع ہوتا ہے اور یہ عقیدہ فاعل خیر اور شر کا مجوسیون کا ہے جو سراسر شرک ہے خداوند تعالیٰ تو یہ فرماوے کہ ہم ہی مارتے ہین ہم ہی جلاتے ہین ہم ہی برساتے ہین ہم ہی قحط اور وباڈالتے ہین ہم ہی عزت دیتے ہین اور ہم ہی ذلت ہم ہی نقصان کے مالک ہین ہم ہی نفع رسان

ہین ہم ہی سمندرونمین جہاز چلاتی ہین اور ہم ہی جہاز ڈبوتی ہین نہ کوئی اُسکو کچھہ دیسکتا ہو نہ کوئی کسی سے لیسکتا ہے ہمارے اختیارات مین کسی کو دم مارنے تک کا اختیار نہین ایک ذرّہ اور ایک پتّہ بدون ہمارے حکم کے حرکت نہین کرسکتا اور بندون کا یہ حال ہے کہ وہ اُسکو خیر کا مالک اور دوسرونکو شر کا مختار گمان کرتے ہین گویا شر کا مختار اُس کی آدہی سے زیادہ خدائی کا مالک ہے کیونکہ نیکی کم اور بدی زیادہ دُنیا مین ہوتی ہے جسکا یہ مطلب ہے کہ خدا تو یہی چاہتا ہے کہ بندے نیکی کرین اور بدی سے محفوظ رہین لیکن فاعل شر کے روبرو اُسکی پیش نہین جاتی جو بندے مرتکب جرائم کے ہوتے ہین فاعل شر فاعل خیر سے بھی زیادہ قدرت والا ہے اس سے توحید کا عقیدہ بالکل باطل ہوگیا یہ نہین سمجھتے کہ اُسنے انسان کے لئے دونون راستہ کھول دیئے ہین جیسا کہ وہ فرماتا ہے "وھدیناہ النجدین" یعنی ہمنے انسان کو دونون راستے دکھلا دیئے ہین نیکی کا بھی اور بدی کا بھی۔ اس دُنیا کے انتظام کے واسطے جیسی ضرورت پانی کی ہو ویسی ہی آگ کی اور ہر ایک کی خاصیت جداگانہ ایک دوسری کے خلاف ہے جسکی تمیز ہر انسان کو فطرتی قاعدہ سے دیگئی ہے ہر ایک کا کانشنس سمجھہ سکتا ہے کہ پانی کا خاصہ تر کرنے کا اور آگ کا خاصہ جلانے کا ہے اب اگر کوئی شخص اپنا ہاتھہ پانی مین ڈالے یا آگ مین اور اُس کا ہاتھہ پانی مین ڈالنے سے تر ہو جائے اور آگ مین ڈالنے سے جلنے لگے اور اس پر وہ یہ کہے کہ میرا ہاتھہ کیون پانی مین ڈالنے سے بھیگ گیا اور آگ سے کیون جلنے لگا تو سب لوگ ایسے آدمی کو نادان کہین گے اور اُسکو قصوروار ٹھہرائینگے اور اُس کے ہاتھہ کا بھیگنا یا آگ سے جلنا واجبی امر حسب قاعدہ خیال کرینگے اور آگ اور پانی کے خالق کو بُرا کہینگے یہی حال گنہگار کا ہے کہ وہ جس جرم کا مرتکب ہوا ہے اچھی طرحسے جانتا ہے کہ یہ گناہ ہے اور اس کے ارتکاب سے مین مجرم قرار دیا جاؤنگا اور سزاوار ہونگا پھر وہ اُس گناہ کا مرتکب ہوا اور اُسکو سزا دی جائے اور وہ سزا دینے والو نکو الزام دے کہ اُنھون نے ہی مجھسے یہ جُرم کرایا کہ مجھکو اپنے ملک مین رکھا اور یہ گناہ کا سامان مہیّا کیا جس سے مجھکو گناہ کا موقع ہُوا تو وہ شخص احمق ہے اور اُسکا یہ سمجھنا محض اُسکی حماقت اور سراسر جہالت ہے۔

غرض کہ گناہ کا خاصہ ہی سزا ہے جیسا آگ کا خاصہ جلانے کا تھا ویسا ہی گناہ کا خاصہ

سزا کا ہے۔

شورگر بارود بناتا ہے جس مین بھڑکنے اور فوراً مشتعل ہونے کا مادہ ہے اور وہ ایک ضرورت عالم کے واسطے شورگر بناتا ہے اب اگر کوئی شخص اُس سے اپنا مکان اڑادے یا اپنا ہاتھ مونہ جلادے تو یہ اُسی کا قصور ہوگا نہ شورگر کا جسنے وہ بارود بنائی ہے۔

پس جیسے وہ شورگر بارود بنانے سے قصوروار اور قابل الزام نہین ہے اسی طرح نافرمان اور سرکش بندے اپنے اعمال بد کی سزا بروز جزا پائین تو خداوند تعالیٰ پر اسکا کچھ الزام نہین ہے اور سراسر انصاف ہے اسکا جواب ایک اور بھی ہے وہ یہ کہ خداوند تعالیٰ خالق اور مالک زمین و آسمان اور مافیہا کا ہے اور مالک کو اپنے ملک مین ہر طرحسے تصرف کرنے کا اختیار ہے "یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید"۔ جو خدا چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے "تمام دُنیا اُسی کا مال ہے اور اُسی کا حق ہے خواہ وہ سب کو نہال کردے خواہ برباد کردے تو وہ مالک ہے جو چاہے سو کرے اُس کو سزاوار ہے اور اُسکا عین انصاف ہے اُس کے کسی فعل سے ظلم کا ہونا ممکن ہی نہین کیونکہ وہان کسی دوسرے کے حق کا وجود ہی نہین جسمین تصرف کرنے سے ظلم کا اطلاق ہوسکے "لا یسئل عما یفعل و ھم یسئلون"، نہین پوچھیگا کوئی اُس سے جو وہ کرتا ہے اور وہ پوچھے جائینگے۔

اسلام کے مسائل آسان اور عقل کیموافق اسقدر جو ہین کہ جسکا جواب نہین اور دُنیا مین جسقدر مذاہب شایع ہین اسقدر آسان اور سریع الفہم کسی کے عقائد نہین اور جن مسائل مین پیچیدگی ہے اُسکی بھی انتہا نہین مگر وہ مسائل دیگر مذاہب مین اسلام سے زیادہ پیچیدہ ہین ان پیچیدہ مسائل کے سمجھنے مین جو عقل سلیم اور فہم کامل رکھتے ہین اُنکے نزدیک تو کچھ دقت نہین ہے لیکن کجرائے اور کم فہم جنکو اصول شریعت اور نفس اسلام سے بہرہ نہین ہے اور اکثر غرض اور خواہشات نفسانی کے پابند ہین وہ اُن مسائل مین غوطے کھاتے ہین اور نفس الامر اسلام سے دور ہوتے چلے جاتے ہین۔

اختلاف تو تقدیری ہے جو کسی طرحسے ٹل نہین سکتا جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ولو شاء ربك لجعل الناس امة واحدة ولا یزالون مختلفین

الا من رحم ربك ط ولذالك خلقهم ط وتمّت كلمة ربك لاملئن جهنم من الجنة والناس اجمعين ط

اے پیغمبر صلعم اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو لوگونکو ایک ہی مت کا کر دیتا لیکن لوگ ہمیشہ اختلاف ہی کرتے رہینگے مگر جسپر تمہارا پروردگار فضل کرے اور اسی لئے تو اُنکو پیدا کیا ہے اور اسی اختلاف سے تو تمہارے پروردگار کا فرمودہ پورا ہوکر رہے گا کہ ہم کیا جنّات اور کیا بنی آدم سب سے دوزخ بھر دینگے۔

خداوند تعالیٰ نے جو آدمیونکو مختلف طبائع پیدا کیا ہے اسکا سبب خاص یہی ہے جیسا کہ اُسنے فرمایا ہے اگر آدمی فطرتی طور سے مختلف طبیعتین نرکھتے تو اسقدر اختلاف ظہور مین نہ آتے یہی باعث ہے کہ دُنیا کے کسی امر مین اسقدر پیچیدگیان اور اُلجھاؤنہین ہین جسقدر مذہب مین ہین مذہب کی جو بات ہے وہ پیچیدہ ہے کہتے ہین کہ دین کے لئے رسالت کی کیا ضرورت ہے ہر ایک آدمی کا کانشنس یعنی قوت ممیزہ جو نیک و بد کا امتیاز کرتی ہے انسان کے لئے رسالت کا کام دیرہا ہے اور وہی آدمی کا قدرتی پیغمبر اور رہبر ہے لیکن یہ خیال بالکل ایک مغالطہ ہے کیونکہ انسان کا کانشنس مختلف ہے وہ ایک مستقل حالت مین نہین رہتا شیر علی کا کانشنس بکری کو ذبح کرکے اُسکا کھانا پسند کرتا ہے رامداس کا کانشنس اُسکو مہاپاپ اور جیو ہتیا خیال کرتا ہے اور وہ ہر ایک جاندار کا خواہ وہ شیر اور سانپ ہی کیون نہو محفوظ رکھنا اُصول ایمان سمجھتا ہے پھر وہی کانشنس ہے کہ رامداس کو شیر خان بناتا ہے اور جو کام شیر خان کرتا ہے وہی رامداس سے کراتا ہے اور رامداس کو اپنی پہلی حالت سے ندامت دلاتا ہے غرضکہ ایک قوت دو مختلف اثر رکھتی ہے پھر اُسپر کیسے اعتماد ہوسکتا ہے جس چیز مین یہ کچھ انقلاب اور تغیر اور تبدل ہے وہ پیغمبری کا کام نہین دیسکتی۔ پیغمبری کے لایق وہی ذات ہے جو روحانی تعلیم مین غلطی سے محفوظ ہو اور نا وسکو سہو و نہ خطا کا مرتکب جو بات کہے وہ خدا کے حکم سے کہے اور جو کام کرے خدا کی مرضی کا کرے اور مزاج مین قدرتی استقلال ہو جو کبھی کسی حالت مین نہ بدلے۔

شیعہ کہتے ہین کہ امامت اصل اصول ہے اور رسالت اُسکی فرع ہے امامت کی ہی اظہار اور اعلان کے لئے رسالت عطا کی گئی جسکا ذکر مفصل معہ اگلی کتابون کے بیشتر اس

کتاب مین ہو چکا ہے۔

اہل حدیث جنکو اُنکے مخالف وہابی کہتے ہین وہ امامت کو بالکل اُڑاتے ہین اور اُسکو بدعت اور ضلالت سمجھتے ہین اور اُس کے دفعیہ اور مٹانے کی بڑے زور سے کوشش کر رہے ہین اور مقلدین کو مشرک اور بدعتی کہتے ہین حتیٰ کہ مکہ اور مدینہ والونکو اور اپنے سوا تمام مسلمانون کو جو تقلید کے پابند ہین گمراہ کہتے ہین۔

استدلال اُنکا بھی کلام اللہ اور حدیث سے ہی ہے مگر زیادہ لطف یہ ہے کہ شیعون اور سُنیون کے درمیان تو متفق علیہ صرف قرآن ہے اور یہان کلام اللہ کے سوا جو احادیث کی کتابین ہین جنکو صحاح ستہ کہتے ہین وہ دونون کے نزدیک معتبر اور قابل سند ہین اور دونون فریق ان کتابون کے پابند ہین اور اُنکی پابندی کو اپنا ایمان سمجھتے ہین۔

اس تیرہوین صدی مین دو فرقے اسلام کے فریق سے نئے پیدا ہوئے۔ ایک وہابی دوسرا نیچری پہلے نے شروع صدی مین اور دوسرے نے آخر صدی مین ظہور کیا۔

اول کا بانی عبدالوہاب نجدی دوسرے کے بانی سرسید احمد خان بہادر ہوئے بارہوین صدی سے پہلے پہلے ان فرقون کا نام ونشان تک نہ تھا۔

تیرہوین صدی تو گذر گئی مگر یہ دونون فرقے اپنے یادگار چھوڑ گئی۔ فرقہ نیچری کو تو کچھ غلو نہین ہے وہ مسلمانون کو ترقی دینے اور زمانہ کے موافق کرنے کے لئے کوشش مین لگے ہوئے ہین اور تعصب سے آزاد ہین وہ سب کو ایک نگاہ سے دیکھتے ہین اور دل سے یہ چاہتے ہین کہ کسی طرح سے مسلمانونکو عروج ہو اور افلاس دور ہو مگر فرقہ وہابیہ نہایت جوش مین ہے اور وہ بہت زور سے اپنی جمعیت کے بڑہانے کے اہتمام مین جد بلیغ کر رہا ہے اور جو طریقہ اشاعت مذہب کا اہل تشیعہ نے اختیار کیا تھا اُسی کا ابتدا سے یہ فریق کر رہا ہے اسی واسطے نماز۔ روزہ اور جمعہ جماعت اور وعظ و درس کا اہتمام بہت ہی کوشش سے ہو رہا ہے۔

اس فرقہ کا دلی منشا یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو اپنی جمعیت بڑہائی جاے اس اجتماع سے اُنکی یہ غرض نہین ہے کہ وہ کوئی سلطنت حاصل کرین یا اپنی قوم کو جو اُنکو بُرا سمجھتی ہے مغلوب کرلین بلکہ اُنکا یہ خیال ہے کہ کل مقلدین گمراہ ہین اُنکو ہدایت پر لانا چاہیے یا مرون بالمعروف

وینھون عن المنکر، کے مصداق وہ اپنے کو سمجھتے ہین اور توحید کے پھیلانے اور شرک بدعت کے مٹانے کی کوشش کرتے ہین اور اس مین وہ نہایت ہی زور دیتے ہین وہ کہتے ہین کہ تقلید ائمہ محض بدعت ہے خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول یعنی خدا کے فرمان کی جو کلام مجید ہے اور رسول کے حکم کی جسکو حدیث کہتے ہین فرمانبرداری کرو اور پھر دوسری جگہ یہ ارشاد ہے "یا ایھا الذین اٰمنوا ما اٰتیکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا"

کہ اے ایمان دارو جو تم کو رسول دے اُس کو لے لو اور جس کو وہ منع کرے اُس سے باز رہو پس سوائے قرآن اور حدیث کے کسی کی اطاعت کا حکم نہین دیا گیا اب جو مقلدین حنفی اور شافعی اور مالکی اور حنبلی مذاہب مین محدود ہو رہے ہین یہ اُنکی زیادتی اور صریح گمراہی ہے اور یہ تقسیم بعد مین ہوئی ہے جس سے یہ بدعت ہے اور مذہب مین جو کوئی نئی وضع اختراع کرے جو پیغمبر علیہ السلام اور صحابہؓ کے زمانہ مین نہ تھی وہی بدعت ہے جیسا کہ آن حضرت صلعم نے فرمایا ہے "شر الامور محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار"

یعنی نئے کام سب برے ہین اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ مین لیجانے والی ہے۔

اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے وہ مقلدین پر ایسے ایسے الزام بھی لگاتے ہین جنکے مقلدین بھی دشمن ہین جیسے عوام جو تعزیہ اور گور پرستی اور پیر پرستی کرتے ہین اور وہ نام کے مسلمان ہین اور اسلام سے اُنکو کوئی بہرہ نہین ہے جس نظر سے غیر مقلد اُنکو دیکھتے ہین اُس سے زیادہ اُنکی تحقیر مقلدین کرتے ہین اور اُن کے کسی امام کا یہ اصول نہین ہے کہ ائمہ نے اپنے اجتہادی مسائل کی بنیاد اسطرح کے شرک و بدعت پر رکھی اُنھون نے اس مکروہات سے اسلام کو جہانتک اُنکی قوت انسانی نے یاوری کی ہے پاک وصاف کیا ہے اور اُنکا ایک مسئلہ بھی ایسا نہین ہے کہ جس سے کنایتاً بھی بدعت اور شرک کا احتمال ہو سکے۔

البتہ جس طرح سے ہندوستان کے مسلمان ہندؤن کی مخالطت سے شرک و بت پرستی

مین مبتلا ہو گئے اسی طرح شیعون کی صحبت نے اُنکو مرتکب بدعات سیئہ کا کر دیا۔
جہانگیر بادشاہ کے وقت مین نورجہان بیگم کے بااختیار ہونے سے اہل تشیعہ کو ہندوستان کی سلطنت مین اعزاز اور باریابی کا موقع ملگیا گو شاہجہان اور عالمگیر کی زیردست سلطنتون مین وہ قابو یافتہ نہین ہوئے مگر اُنکے بعد تو وہ خود مختار اور بادشاہون کے بھی افسر ہو گئے اور مسلمانون کا طرز ہی بدلگیا۔

فرخ سیر سے محمد شاہ رنگیلے کے زمانون نے نہ صرف ہندوستان سے اسلام کی سلطنت کو تہ و بالا کیا بلکہ اسلام کو اپنی بدوضعی اور غفلت سے مسلمانون نے سخت صدمہ پہنچایا۔

شاعری کی قدردانی نے ایرانیون کے واسطے ہندوستان کا دروازہ کھول دیا تھا اُسنے عاشقانہ خیالات کا نشہ سب کو پلا دیا اور جام و ساقی کا بجاے نماز روزہ کے دور دورہ ہو گیا بجز اہل نشاط اور طبی علم کے کسی علم و ہنرمند کی قدر نہ رہی یک قلم جنگی اور فوجی مہمات کی صفون سے نکلکر جوق جوق اور فوج فوج مسلمان شطرنج کی بساط پر جمگئے بادشاہ اور ارکین سلطنت کو بجاے اخبار فتح و ظفر کے کشت و مات کے مژدے دیئے جانیلگے جسکو وہ فتح کا نقارہ سمجھتے تھے۔

روز نوروز اور جشن مین ہندوستان کی دولت لٹتی تھی جسکا کوئی باز پرس کرنے والا تک نہین تھا۔

فی العوم امیرانہ طرز یہ سمجھا جاتا تھا کہ روزمرہ یا ران جلسہ کے ساتھ شراب کے دور چل رہے ہین محفل رقص اور ارباب و نشاط ہر شب گرم ہے عمدہ گویے نامی طوائف زیب محفل ہین اور ہر بہار طرفے واہ واہ کی صدا بلند ہے۔

غیر اقوام پردیسی جو گھات چارون طرف لگا رہے تھے اور وہ ان مخلون کے بکھیرنے اور پریشان کرنے کے منصوبے گانٹھ رہے تھے یہان خواب و خرگوش مین اُسکا کسی کو خیال تک نہین تھا۔

فن سپہ گری جسپر مدار سلطنت کا ہے اُسکا نام ہی نام رہگیا تھا ریشمی اور زنانہ پوشاک بجاے خود اور زرہ کے زیب تن تھی اور فوجی لباس جو اسلام کا تمغہ تھا وہ نظر نہین

حقیر اور بے توقیر ہو گیا تھا۔

یہ طرز زندگی امرا کا دیکھ کر جو نئے صوفی جو پارسائی کا جامہ رکھتے تھے آپے سے باہر ہو گئے اور اُنھون نے حال و قال کا وہ حال کر دیا کہ جس کو دیکھ کر مان سین اور بیجو باورہ بھی رشک کرین اگر امیرو ملکے یہان طوائف کے جلسے تھے تو ان پارساؤ نکی محفلین قوالون سے گرم رہتی تھین۔

علمار دین یہ شیطانی طرز دیکھ کر روپوش ہو گئے جنکا کوئی پرسان حال نہ تھا اور جو نئے فریبی مکار خود غرضون نے بادشاہ اور اُمرا کی خوشامد اور اپنے مقاصد کی غرض سے دین مین رخنہ اندازی اور بدعتین قسم قسم کی شروع کر دین جن کا علی العموم رواج ہو گیا اور اون بدعتونکو مسلمان دینی علم رآمد اور سُنّت سمجھنے لگے دینی علوم یک لخت جاتے رہے۔

وہ مُسلمان وخدا کے سوا دوسرے کو سر جھکانا کفر سمجھتے تھے اُنکی اولاد قبرونکو سجدے کرنے لگی جن حرکات ناشائستہ کو اُنکے آبا و اجداد دیکھ نہین سکتے تھے اُنکو علانیہ کرکے وہ تفاخر اور مسرّت جتلانے لگے اور جب سے ابتک وہ سلسلہ برابر جاری ہے اور ہمارا ویسا ہی حال ہے جسکا نقشہ ہو بہو مولانا حالی نے کھینچ کر قوم کے روبرو پیش کیا ہے۔

ہماری ہر اک بات مین سفلہ پن ہے	کمینون سے بدتر ہمارا چلن ہے
لگا نام آبا کو ہم سے گہن ہے	ہمارا قدم ننگ اہل وطن ہے
بزرگون کی توقیر کھوئی ہے ہمنے	
عرب کی شرافت ڈبوئی ہے ہمنے	
کرین نوکری بھی تو بے عزتی کی	جو روٹی کمائین تو بے حرمتی کی
کہین پائین خدمت تو بے غیرتی کی	قسم کھائیے اُن کی خوش قسمتی کی
امیرون کے بنتے ہین جب یہ مصاحب	
تو جاتے ہین ہو کر حمیّت سے تائب	
کہین اُنکی صحبت مین گانا بجانا	کہین مسخرہ بن کے ہنسانا ہنسانا
کہین پہتیان کھکے انعام پانا	کہین چپیڑ کر گالیان سب سے کھانا

یہ کام اور بھی کرتے ہین پر نہ ایسے
مسلمان بھائی سے بن آئین جیسے

نہ قومیین عزت نہ جلسون مین وقعت
نہ اپنون سے الفت نہ غیرون سے ملت
مزاجون مین سستی دماغون مین نخوت
خیالون مین پستی کمالون سے نفرت

عداوت نہان دوستی آشکارا
غرض کی تواضع غرض کی مدارا

وہ ملت کہ گردون پہ جسکا قدم تہا
ہر ایک کہونٹ مین جسکا بر پا علم تہا
وہ فرقہ جو آفاق مین محترم تہا
وہ اُمت لقب جسکا خیر الامم تہا

نشان اُسکا باقی ہے صرف اسقدر یان
کہ گنتے ہین اپنے کو ہم بہی مسلمان

وگرنہ ہمارے رگون مین لہو مین
ہمارے ارادون مین اور جستجو مین
دلون مین زبانون مین اور گفتگو مین
طبیعت مین فطرت مین عادتین خو مین

نہین کوئی ذرہ نجابت کا باقی
اگر ہے کسی مین تو ہے اتفاقی

امیرون کا عالم نہ پوچھو کہ کیا ہے
خیر اُنکا اور اُنکی طینت جدا ہے
سزاوار ہے اُنکو جو نا سزا ہے
روا ہے اُنہین سب کو جو نا روا ہے

شریعت ہوئی ہے نکو نام اُنسے
بہت فخر کرتا ہے اسلام اُنسے

ہر اک بات پر اُنکی مجلس فدا ہے
ہر اک بول پر وان دُرست اور بجا ہے
نہ گفتار مین اُن کی کوئی خطا ہے
نہ کردار اُن کی کوئی نا سزا ہے

وہ جو کچھہ کہ ہین کہہ سکے کون اُنکو
بنایا ندیمون نے فرعون اُن کو

وہ دولت کہ ہے مایۂ دین و دُنیا
وہ دولت کہ ہے توشۂ راہ عقبیٰ

(۱) خیر الامم سب امتونسے بہتر اُمت یہ اشارہ اس آیت کیطرف ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف

وتنہون عن المنکر،

سلیمانؑ نے کی جبکی حق سے تمنا | بڑھا جس سے آفاق مین نام کسریٰ
کیا جسنے حاتم کو مشہور دوران | کیا جسنے یوسفؑ کو مسجود اخوان
ملا ہے یہ فخر اُس کو اُن کی بدولت | کہ سمجھی گئی ہے وہ اصل شقاوت
کہین ہے وہ سرمایۂ جہل وغفلت | کہین نشۂ بادۂ کبر ونخوت
جہان کے لئے جو کہ آب بقا ہے | وہ اس قوم کے حق مین سمّ ہوا ہے
ادہر مال و دولت نے یان مونہہ دکھایا | اُدہر ساتھہ ساتھہ اُسکے ادبار آیا
پڑا آکے جس گھر پہ ثروت کا سایا | عمل دانسے برکت نے اپنا اُٹھایا
نہین راس یان چار پیسے کسی کو | مبارک نہین جیسے پر چیونٹی کو
سمجھتے ہین سب عیب جن عادتون کو | بہایم کی نسبت ہے جن سیرتون کو
چھپاتے ہین اوباش جن خصلتون کو | نہین کرتے اجلاف جن حرکتون کو
وہ یان اہل دولت کو ہین شیر مادر | نہ خوف خدا ہے نہ شرم پیمبر
طبیعت اگر لہو بازی پہ آئی | تو دولت بہت سی اُسی مین لٹائی
جو کی حضرت عشق نے رہنمائی | تو کردی بہرے گھر کی دم مین صفائی
پہر آخر لگے مانگنے اور کہانے | یونہین ٹکڑے یان ہزارون گھرانے
نہ آغاز پر اپنے غور اُن کو اصلا | نہ انجام کا اپنے کچھہ اُن کو کھٹکا
نہ فکر اُن کو اولاد کی تربیت کا | نہ کچھہ ذلت قوم کی اُن کو پروا

(۱) حضرت سلیمانؑ کی اس دُعا کی طرف اشارہ ہے رب ھب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی،، ایخداوہ سلطنت مجھکو عطا کر کہ میرے بعد بھی کوئی ایسی سلطنت کے لایق نہ ہو۔

نہ حق کوئی دُنیا پہ اُنکا نہ دین پر
خدا کو وہ کیا مونہہ دکھائینگے جاکر

کسی قوم کا جب اُلٹتا ہے دفتر
تو ہوتے ہین مسخ اُن مین پہلے تو نگر
کمال اُن مین رہتے ہین باقی نہ جوہر
نہ عقل اُن کی ہادی نہ دین اُن کا رہبر

نہ دُنیا مین ذلت نہ عزت کی پروا
نہ عقبیٰ مین دوزخ نہ جنت کی پروا

نہ مظلوم کی آہ وزاری سے ڈرنا
نہ مفلوک کے حال پر رحم کرنا
ہواؤ ہوس مین خودی سے گزرنا
تعیش مین جینا نمائش پہ مرنا

سدا خواب غفلت مین بیہوش رہنا
دم نزع تک خود فراموش رہنا

پریشان اگر قحط سے اک جہان ہے
تو بیفکر ہین کیونکہ گھر مین سمان ہے
اگر باغ اُمت مین فصل خزان ہے
تو خوش ہین کہ اپنا چمن گلفشان ہے

نبی نوع انسان کا حق اُنپہ کیا ہے
وہ اِک نوع نوع بشر سے جُدا ہے

کہان بندگان ذلیل اور کہان وہ
بسر کرتے ہین بے غم قوت ونان وہ
پہنتے نہین جز سمور و کتان وہ
مکان رکھتے ہین رشک خلد جنان وہ

نہین چلتے وہ بے سواری قدم بھر
نہین رہتے بے نغمہ وساز دم بھر

کمربستہ ہین لوگ خدمت مین اُنکی
گل ولالہ رہتے ہین صحبت مین اُنکی
نفاست بھری ہے طبیعت مین اُنکی
نزاکت سودا خل ہے عادت مین اُنکی

دواؤن مین مشک اُنکی اُٹھتا ہے ڈھیرون
وہ پوشاک مین عطر ملتے ہین سیرون

یہ ہو سکتے ہین اُنکے ہم جنس کیون کر
نہین چین جنکو زمانہ سے دم بھر
سواری کو گھوڑا نہ خدمت کو نوکر
نہ رہنے کو گھر اور نہ کرنے کو بستر

پہننے کو کپڑا نہ کھانے کو روٹی جو تدبیر اُلٹی تو تقدیر کھوٹی	

اسمین شک نہین کہ مُسلمانون کو اُنکی بے شمار فتوحات اور کثرت دولت نے آخر کار عیش طلب اور راحت پسند کر دیا اور اُس لُطف زندگی مین جفاکشی اور وہ مستعدی اُنسے جاتی رہی وہ اولوالعزمی اور بہادری جسکے وہ ابتدا سے خوگر تھے چھوڑ کر زنانہ مین رہنے لگے اور بزدلی اور بے غیرتی کے خوگر ہو گئے۔

ہندو راجاؤن اور امیرون کی طرح اُنھون نے اپنی اولاد کو علم و ہنر سکھلانا چھوڑ دیا اور امیرانہ طرز اور رسم و رواج کے پابند ہو کر روز بروز جہالت اور غفلت مین پڑ گئے۔

اسلامی ہمیت اور عرب کی غیرت اُنکے دماغون سے کافور ہو گئی ہنود کے میل جول اور ہند کی پر راحت آب و ہوا نے اُنکی طبائع کو بالکل بدل دیا اور سلطنت اور خزانہ رعیت کو اُنھون نے اپنے عیش و راحت کا سرمایہ سمجھ لیا پاسبانی اور جہانبانی کے آئین کو فراموش کر کے کلاہ، پرچم اور زلف پریشان کے پیچ و خم مین وہ گرفتار ہو گئے جسکا انجام یہ ہوا کہ سلطنت کے ساتھہ دین و ایمان بھی وہ بعیت فرنگ اُنکا لے گئے (دیکھو محمد شاہ اور واجد علی شاہ کا زمانہ اور اُسکا مقابلہ کرو اکبر اور بابر کے عہد سے)۔ .....

جب اپنی سلطنت ہاتھون سے جاتی رہی اور ایسی قوم کو اللہ جل شانہٗ نے مسلط کیا جو علم و ہنر کو خون کی طرح اپنے رگون مین بہرے ہوئے تھی اور وہ انتظام اور عقل کے کمال کو پہنچی ہوئی تھی تو مسلمانون نے اُنکے علوم اور ہنر سے نفرت کی اور اُنکی تحصیل کو اپنے دین کی خرابی کا باعث خیال کیا اور بوجہ جہالت یہ خبر نہ تھی کہ یہ علوم اور فنون اور یہ عزیمت اور تہذیب اپنے ہی یہان کی اڑائی ہوئی ہے جسکے نام تک سے اب آشنائی نہین رہی۔

ایسی حالت مین معاش کی تنگی اور افلاس کا غلبہ لازمی تھا مُسلمان بھوکے مرنے لگے کٹ ملاؤن نے مذہبی پیرایہ سے اپنی شکم پُری کیلئے نئی نئی ایجادین شروع

کر دین اور امیرونکو دور پر لگایا۔
کچھ تو قبرون کے مجاور بنے اور اُنھون نے خدا پرستی چھوڑکر قبر پرستی کا رواج دیا اور کچھ مرثیہ خوان اور ذاکر بنگئے جو امیرون کی دلچسپی اور مذاق کا بھی باعث تھا اور وہ اِس لطف اور مزہ کو ثواب اور دینداری گمان کرتے تھے۔
جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ درس وتدریس کا سلسلہ یک قلم اُٹھہ گیا اور قبرون پر قوالون اور طوائف کے رقص وسرود اور عزاداری کے جلسے اُمرا کے یہان ہونے لگے مستحدثہ جو حرمت اللہ تھین اُنکی بے حرمتی کا کسی کو خیال تک نہ تھا اور وہ ویران اور بے سروسامان ہوگئین۔
امیرون نے جمعہ اور جماعت مین حاضر ہونے کو کسرشان سمجھکر ترک کیا قرآن اور حدیث وفقہ دینیات کی تعلیم کو مسجد کے مُلا اور قبر کے مجاورون کا شیوہ جانکر چھوڑا فن سپہ گری تو ظاہر ہے کہ اُن کے خدمتگارون کا پیشہ تھا اوس کو وہ کیون اختیار کرنے لگے تھے۔
جو نمازی جمعہ اور جماعت کے پابند تھے اُنپر آوازے کسے جاتے تھے اور جمعہ جماعت بھی اُنکو مشکل سے ملتی ہے کیونکہ مساجد مین نہ موزن ہے اور نہ امام کا اہتمام ہے نہ فرش اور نہ پانی کا انتظام۔ اگر کوئی خدا کا بندہ مسجد مین جماعت کے شوق سے نماز گزارنے آئے تو اُسکو کئی گھنٹہ اذان اور جماعت کا انتظار کرنا پڑے۔
جس قوم کی خدا کی جانب ایسے کچھ استغنائی ہو اوسپر کیسے خدا کی رحمت نازل ہو سکتی ہے جیسی بے پروائی قوم نے خداوند تعالیٰ سے کی ویسی ہی اُس نے اپنی برکت ان کے سرون سے اُٹھالی اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ
جب تک کوئی قوم اپنی حالت نہ بدلے خداوند تعالیٰ بھی اپنی نعمت اُس قوم سے نہین بدلتا مگر ان اعمال اور طرز معاشرت مسلمانان سے اسلام پر الزام لگاتا اور تقلید ائمہ کو بدعت کا چشمہ قرار دینا نادانی ہے اور غیر مقلدین کا یہ مسودہ جسکا خلاصہ مذکور ہوا ویسا ہی ہے جیسا شیعون نے اپنے اطمینان کے لئے مسودہ گھڑلیا ہے۔
مغالطہ بھی عجیب چیز ہے کہ عالم اور جاہل سب کو برابر اپنے دام فریب مین پھانستا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ خیالات انسانی کی کوئی انتہا نہین ہے اور دلیل کو بہت وسعت

ہے جس طرف آدمی کا خیال رجوع ہوتا ہے اُسی کے دلائل اُس کے پیش نظر ہوجاتے ہین مسلمانون کے باہمی فرقون سے قطع نظر کرو کفار کو دیکھو کہ اُنھون نے انبیا کو نظرون سے دیکھا اور اُن کے معجزات کا بھی مشاہدہ کیا مگر اُن کے خیال یہ ہی رہے کہ یہ بھی ہم جیسے آدمی ہین۔

"قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَکْذِبُوْنَ۔

اِس مضمون کو مولانا روم نے یون ظاہر کیا ہے۔

جملہ عالم زین سبب گمراہ شد		کم کسے زابدال حق آگاہ شد
ہمسری با انبیا برداشتند		انبیارا ہمچو خود پنداشتند

این نفہمیدند انیان از عمی	
ہست فرقے درمیان تا منتہی	

پیغمبرون کو دیکھہ کر وہ شک مین پڑگئے اور مغالطہ مین پہلے سے اباواجداد کے وہ پڑے ہوئے تھے ویسے ہی خیالات اور توہمات اُن کے سدراہ ہوگئے جس سے وہ کُفر سے نہین نکل سکے۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح فرمایا ہے کہ مغالطہ سے ایک عالم گمراہ ہوگیا یہودی عیسائی ایسے ہی مغالطے سے گمراہ ہوئے شیعون کو اُسی مغالطہ نے دین اسلام سے کھویا کہ اصحاب ثلثہ کو آپ ایسا متبرک اور فضل نہ سمجھین انھون نے اہل بیت کے حقوق غصب کئے اور بہت سی بدعتین اُنسے ظہور مین آئین اُنکا طریقہ اسلام کے برخلاف تھا یا ابتدا سے ہی خلوص نیت سے اسلام نہین لائے تھے دُنیوی طمع سے ظاہری اسلام مجبوراً اختیار کرلیا تھا جسوقت رسول اللہ نے انتقال فرمایا اُسی وقت اُنھون نے اپنے جوہر دکھلادیئے اور خلافت دبا بیٹھے حضور علیہ السلام کی تجہیز وتکفین تک کا بھی انتظار نہین کیا یہ غرض کے پابند تھے اور حضرت خاتون جنت جو حضور علیہ السلام کے جگرپارہ اور قرۃ العین تھین اور حضرت امیر علیہ السلام جنکی شان مین لحمک لحمی ودمک دمی فرمایا تھا اُنکا ذرا بھی لحاظ وپاس نہین کیا اور خبر تک اُنکو نہ ہونے دی اور عائشہؓ اور حفصہؓ

نے بھی اپنے پدر بزرگوارون کا ہی ساتھہ دیا امیر علیہ السلام سے عائشہؓ نے سینہ سپر ہوکر جمل کی لڑائی کی اور حضرت امام حسن علیہ السلام کے مرقد کے واسطے روضۂ مطہر کے پاس جگہہ تک نہین دی اور حصہ ہمیشہ مخالف اہل بیت رہین اور عثمانؓ نے قرآن جلادیئے اور اپنی مرضی کا قرآن نقل کراکے اُس کی نقلین مُلکون مین بھیجدین اور اپنی خلافت مین کُل اپنے قرابتیون کو دولت سے مالا مال کردیا انکو بزرگان دین اور رُکن اسلام تصور کرنا بیجا ہے اہل بیت جنکی محبت فرض ہے یہ طریقہ اُس کے خلاف ہے کہ جو اُنکے دشمن ہین اُن کے ساتھہ سُنّی محبت رکھتے ہین دوست کا دُشمن ہمیشہ دُشمن ہوتا ہے اہل بیت سے اعلیٰ اور افضل کسی کا درجہ نہین ہے اور جو قربت اور شجاعت اور علم و فضل امیر علیہ السلام کہے جو مسلّم ہے وہ کسی کو بھی نصیب نہین سو شیعہ حق پر ہین اور حق مذہب جو اہل بیت کا ہے وہ شیعون کو ہی دریافت ہوا ہے اور ہم سب کو حق کی جانب بُلاتے ہین۔ اگرچہ اعلیٰ فرقہ کی کثرت اور اُن کے جتھے کو ہم بخوبی جانتے ہین اور یہ بھی یقین کئے ہوئے ہین کہ جس مذہب پر خلفاء ثلثہ تھے اُسی کی تقلید سُنّی کرتے ہین لیکن اُن کا طریقہ اسلام کے خلاف تھا اُسی خراب طریقہ پر بھیڑون کی طرح اہل تسنن پڑے ہین اسواسطے ہم اُنکو ہر طرح سے فہمائش کرتے ہین کہ اب اُن خلفا کا زمانہ نہین نہ امیر معاویہؓ کی دسترخوان کا ترُقمہ موجود ہے پھر کیون اُن مرتدین کا کلمہ پڑھتے ہو اور اپنی عاقبت خراب کرتے ہو جیسے سب انبیا کے وارث قدیم سے ہوتے چلے آئے ہین اسی طرح سے حضرت امیرؑ کو وارث اور وصی برحق جناب رسول اکرم کا تصور کرو نبوت جسکو امامت کہتے ہین وہ حضرت ابراہیم اور اُنکی اولاد کے واسطے مخصوص ہے جیسا کہ فرمایا ہے "وجعلنا للناس اماما" کہ ابراہیم کو ہمنے لوگون کا امام بنایا "وورث سلیمان لداؤد" کہ داود علیہ السلام کا وارث سلیمانؑ کو کیا اس وراثت کو تو آپ برحق سمجھتے ہین اور ابراہیم علیہ السلام اور اُن کی اولاد مین نبوت کو محصور کرتے ہو لیکن محمد صلعم کی اولاد سے نبوت اور وراثت کو بالکل القط کئے دیتے ہو اور اُس اُصول کو توڑتے ہو جو ابتدا اسلام سے برابر چلا آتا ہے اور کسی نے اُس سے تجاوز نہین کیا سو یہ سراسر گمراہی ہے۔

مذہب کی خوبی اور اُس کی صداقت قلیل و کثیر پر منحصر نہین ہے ہزارون مین

ایک ہی متقی اور ایک ہی بہادر اور ایک ہی عالم اور ایک ہی عاقل ہوتا ہے نیک بندے کم اور بد دُنیا مین زیادہ ہوا کرتے ہین اور خداوند تعالیٰ قرآن مین بھی قلیل ہی آدمی ایمان والے اور شکر والے فرماتا ہے "قلیلا ما یؤمنون"، "قلیل من عبادی الشکور"

دلائل مذکورہ بالا سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد خلافت حضرت علیؑ کو اور فدک جناب خاتون زہراؑ کو دیا جاتا اور ہمیشہ اسلامی سلطنت مین جہان مسلمانون کا بس چلتا وہان بنی فاطمہؑ کو ہی بادشاہ کرنا مسلمانون کا فرض تھا اُن کے سوا کسی دوسرے کا سلطنت مین شرع کی رو سے کوئی حق نہ تھا اور مسلمانون کو سوائے اہل بیت کے کسی دوسرے کے زیر فرمان رہنا ہرگز جائز نہین تھا۔

ہر عاقل اسکو سمجھ سکتا ہے کہ ایسا کرنے سے اسلام کا حضرت کے بعد ہی خاتمہ ہوجاتا برس دن ہی دُنیا مین اسلام کو پورا کرنا مشکل تھا۔ اور جیسا مذہب غرض آلود برہمنون نے ہند مین جاری کیا ہے کہ سب حقوق برہمنون کے ہر ایک امر مین قایم کر دیئے ہین ویسا ہی حال اسلام کا ہوتا۔ تمام دُنیا مین مذہب اسلام خود غرض اور حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا۔

جیسا یہ مسودہ ابن سبا کا ہے ویسا ہی ابن وہاب کا ہے ابن وہاب نے ابن سبا کے مسودہ سے اپنے مسودہ کا اقتباس کیا ہے جیسا وہ سخت مغالطہ اور دھوکا ہے ویسا ہی یہ ہے جسمین بڑے بڑے اہل علم پھنسے ہوئے ہین اور اُسکے واسطے ہمہ جان و مال سعی اور کوشش کر رہے ہین۔

جیسے اہل تشیعہ اپنا مذہب مذہب اہل بیت بتلاتے ہین ویسے ہی غیر مقلد اپنا مذہب اہل حدیث کہتے ہین حالانکہ دُنیا مین نہ کوئی مذہب اہل بیت کے نام سے موسوم ہوا اور نہ اہل حدیث کوئی مذہب کہلایا گروہ اہل بیت اور گروہ اہل حدیث ہمیشہ سے جب سے اسلام نے عرب مین اپنا سکہ جمایا عالم مین مشہور ہے اور اُنکا کوئی مذہب جدا گانہ نہین ہے کیا اہل بیت اور کیا اہل حدیث وہی مذہب رکھتے تھے جسکا اتباع اہل سنت والجماعت کرتے ہین۔ اور وہ مذہب ابتک اُسی ہیئت سے جو صحابہؓ کے وقت مین تھا اسلام کے سرچشمہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین جلوہ گر ہے۔

گو اس تیرہ سو برس کے عرصہ مین صدہا طرح کے انقلاب ہوئے اور یزید پلید اور

مردان شیطان اور حجاج سفاک جیسے حکمران ہوئے مگر مذہب اسلام نے اپنا رُخ ذرا بھی نہین بدلا اور جو لوگ اصلی راستہ سے گمراہ یا اوسکے خلاف ہوئے وہی خسر الدنیا والآخرہ کے مصداق بنے اور ذلیل وخوار ہو کر ایسے مٹے کہ دُنیا مین صرف اُن کے نام ہی باقی ہین اور جو کہین کہین اُنمین سے بعض بعض کے دئے مٹمار ہے ہین تو وہ بھی چراغ سحری ہین۔

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کا مذہب جو خاص اسلام ہے وہ اعلیٰ درجہ کی شان وشوکت اور غلبہ اور وقار سے تمام دُنیا پر فرمانروائی کر رہا ہے۔

کوئی مُلک اور کوئی جزیرہ ایسا نہین ہے جہان اسلام کا جلوہ نہو اور پھر اُن مسلمانون مین سب پر غالب اور کثرت سے وہی مسلمان ہین جنکا مذہب مکہ مدینہ کے مذہب کے موافق ہے اس سے اسی مذہب کے حق ہونے کا یہ نہایت ہی اعلیٰ ثبوت ہے کیونکہ جھوٹ کو یہ فروغ نہین ہو سکتا اور خدا کی مرضی اسی جانب معلوم ہوتی ہے۔

اگرچہ اسلام کے مخالف فرقے بہت بڑی ترقی پر ہین لیکن اُن کی ترقی دنیوی ہے نہ دینی۔ دین کی اُن کے یہ حالت ہے کہ ہزارون لاکھون بلکہ کروڑون اُس دین سے بیزار ہین اور بائیبل کو کلام الٰہی یقین نہین کرتے اور مسلمانون کے کل فرقون مین ایک متنفس بھی ایسا نہین نکل سکتا جو کلام مجید کو کلام الٰہی یقیناً نجانتا ہو۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

پس مسلمانون کو اسلام کی حقانیت کا مقابلہ دین کے فروغ سے کرنا چاہیئے نہ کہ دنیوی عروج اور ترقی سے ورنہ قیاس قیاس مع الفارق ہوگا اور یہی ارشاد خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

"سنریھم ایتنا فی الافاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق"

یہ استدلال دین اسلام کی ترقی سے خداوند تعالیٰ نے کیا ہے کہ ہم اب دکھلاوینگے اپنی نشانیان روئے زمین کے اطراف مین اور لوگون مین یہانتک کہ اُن نشانیون کو دیکھکر لوگون کو خود بخود ظاہر ہو جائیگا کہ یہ دین حق ہے۔ یہ اسلام کی ترقی اور

اُس کی عالم گیر شوکت کی پیشین گوئی ہے کہ تمام دُنیا کو یہ دین مسخر کرلے گا اور جو لوگ اسلام قبول کرین گے وہ خوش حال اور معزز رہین گے اور اُس کے منکر ذلیل و خوار ہو کر فی النار کئے جائین گے سو ان نشانیون کے ظہور کیوقت سب پر دین اسلام کے حق اور منجانب اللہ ہونے کا حال آشکارا ہو جائیگا۔

ماہرین تاریخ کے نزدیک یہ امر طے ہو چکا ہے کہ اسلام اپنی حقانیت کی سبب اطراف عالم مین دائرا و رسائر ہو گیا نہ شمشیر کے زور سے اُس نے عام قبولیت حاصل کی۔

اَب اُس قبولیت کو جو بہ نظر غور دیکھا جاتا ہے تو آجتک وہی ترقی روز افزون اسلام کو حاصل ہے گو خلق خدا غیر مذاہب بادشاہون کے تحت مین بہت سی جگہ ہے لیکن اسلام ہر مُلک اور جزائر مین اپنی حقانیت کا جلوہ دکھلا رہا ہے اور یہہ ترقی اُسی مذہب کو حاصل ہے جسکا نام سُنت والجماعت ہے اور سُنت والجماعت مذہب اربعہ مین محدود ہے جس مین سب سے زیادہ اور اعلیٰ فرقہ حنفی ہے جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا پیرو ہے۔

اِسی کی سلطنت عرب اور شام و روم اور افریقہ اور ایشیا مین اور اسی کا اقتدار یورپ مین ہے اسکے سوا دوسرے فرقے صرف برائے نام ہین پس بڑی دلیل حنفی مذہب کے حق ہونے کی وہی ہے جو باری تعالیٰ نے ارشاد فرمائی ہے جسکی آیت اوپر لکھی گئی کہ آفاق مین مقبول عام ہونا عین دلیل مذہب کے حق ہونے کی ہے اور جس مذہب کی اِس آیت شریفہ مین پیشین گوئی کی گئی ہے وہ مذہب جیسا اپنے سرچشمہ سے جلوہ افروز ہوا تھا اُسی طرز اور انداز سے اسوقت اپنے منبع اور آفاق مین سایہ فگن ہے جسکا حال مثل مہر نیمروز انشاء اللہ آیندہ کی گزارش سے بخوبی روشن ہو جائیگا۔

جس تقلید پر تیرہوین صدی مین نکتہ چینیان اور زبان طعنہ دراز ہین اُسکی نسبت مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ عقد الجید مین یہ رقم فرماتے ہین "اِعْلَمْ اَنَّ فِی الْاَخْذِ بِهٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ مَصْلَحَةً عَظِيْمَةً وَّ فِی الْاِعْرَاضِ عَنْهَا كُلِّهَا

مُفْسِدَةٌ كَبِيرَةٌ نَحْنُ نُبَيِّنُ ذَالِكَ بِوُجُوهٍ اَحَدُهَا اِنَّ الْاُمَّةَ اَجْمَعَتْ
عَلٰى اَنْ يَّعْتَمِدَ وَعَلَى السَّلَفِ فِي مَعْرِفَةِ الشَّرِيْعَةِ قَالتَّابِعُوْنَ اِعْتَمَدُوْا
فِيْ ذَالِكَ عَلَى الصَّحَابَةِ وَتَبَعُ التَّابِعِيْنَ اِعْتَمَدُوْا وَعَلَى التَّابِعِيْنَ
وَهٰكَذَا فِيْ كُلِّ طَبَقَةٍ اِعْتَمَدَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى مَنْ قَبْلَهُمْ وَالْعَقْلُ
يَدُلُّ عَلٰى حُسْنِ ذَالِكَ لِاَنَّ الشَّرِيْعَةَ لَا يُعْرَفُ اِلَّا بِالنَّقْلِ وَالْاِسْتِنْبَاطِ
وَالنَّقْلُ لَا يَسْتَقِيْمُ اِلَّا بِاَنْ يَّاْخُذَ كُلُّ طَبَقَةٍ عَمَّنْ قَبْلَهَا بِالْاِتِّصَالِ
وَلَا بُدَّ فِي الْاِسْتِنْبَاطِ اَنْ يَعْرِفَ مَذَاهِبَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ لِئَلَّا يَخْرُجَ
مِنْ اَقْوَالِهِمْ فَيَخْرُقَ الْاِجْمَاعَ وَيَبْنِيَ عَلَيْهَا وَيَسْتَعِيْنَ فِيْ ذَالِكَ بِمَنْ
يَّسْبِقُهُ لِاَنَّ جَمِيْعَ الصِّنَاعَاتِ كَالصَّرْفِ وَالنَّحْوِ وَالطِّبِّ وَالشِّعْرِ
وَالْحِدَادَةِ وَالنِّجَارَةِ وَالصِّيَاغَةِ لَمْ يَتَيَسَّرْ لِاَحَدٍ اِلَّا بِمُلَازَمَةِ
اَهْلِهَا وَغَيْرُ ذَالِكَ نَادِرٌ بَعِيْدٌ لَمْ يَقَعْ وَاِنْ كَانَ جَائِزًا فِي الْعَقْلِ
وَاِذَا تَعَيَّنَ الْاِعْتِمَادُ عَلٰى اَقَاوِيْلِ السَّلَفِ فَلَا بُدَّ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ
اَقْوَالُهُمُ الَّتِيْ يَعْتَمِدُ عَلَيْهَا مَرْوِيَّةً بِالْاَسَانِيْدِ الصَّحِيْحَةِ اَوْ
مُدَوَّنَةً فِيْ كُتُبٍ مَشْهُوْرَةٍ وَاَنْ يَّكُوْنَ مَحْدُوْمَةً بِاَنْ
يُّبَيِّنَ الرَّاجِحَ مِنْ مُحْتَمَلَاتِهَا وَتُخَصَّصَ عُمُوْمُهَا فِيْ بَعْضِ
الْمَوَاضِعِ وَتُقَيَّدَ مُطْلَقًا فِيْ بَعْضِ الْمَوَاضِعِ وَيُجْمَعَ الْمُخْتَلِفُ
مِنْهَا وَيُبَيَّنَ عِلَلُ اَحْكَامِهَا وَاِلَّا لَمْ يَصِحَّ الْاِعْتِمَادُ عَلَيْهَا۔

"هذه الازمنة المتاخرة بهذه الصفة الاهذه المذاهب الاربعة اللهم الا مذهب الامامية والزيدية وهم اهل البدعة لا يجوز الاعتماد على اقاويلهم۔ وثانيا قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اتبعوا السواد الاعظم ولما اندرست المذاهب الحقة الا هذه الاربعة اتباعها اتباعا لسواد الاعظم والخروج عنها خروجا عن السبي والاعظم۔

وثالثها ان الزمان لما طال وبعد العهد وضيعت الامانات لم

یجز ان یعتمد علی اقوال علماء السوء من القضاۃ الجورۃ والمفتین التابعین لاھوی انفسھم حتی ینبوا ما یقولون الی بعض من اشتھر من السلف ما یصدق والدیانۃ۔ والامانیۃ امّا صریحًا او دلالۃ وحفظ قولہ ذالک ولا علی اقوال من لا ندری ھل جمع شروط الاجتہاد او لا فاذا رایتا العلماء المحققین فی مذاھب السلف عسی ان یصدقوا فی تخریجاتھم علی اقوالھم او استنباطھم فی الکتب والسنۃ۔

شاہ صاحب فرماتے ہین کہ ان چارون مذاہب کے اتباع مین بڑی مصلحت ہے اور ان سے منحرف ہونے مین بڑا ہی مفسدا ہے ہم اس کو کئی طرح سے بیان کرتے ہین۔

اوّل یہ کہ اُمّت اس پر متفق ہے کہ شریعت کی معرفت مین سلف پر اعتماد کیا کرین سو تابعین نے اس معرفت مین صحابہؓ پر اعتماد کیا اور تبع تابعین نے تابعین پر اعتماد کیا اور اسی طور پر ہر ہر طبقہ کے علما نے اپنے سے پہلو نپر اعتماد کیا اور عقل اس امر کو ٹھیک جانتی ہے کیونکہ شریعت بدون نقل اور استنباط کے معلوم نہین ہو سکتی اور نقل نہین درست ہو سکتی مگر یہ کہ ہر طبقہ اپنے سے پہلے متصل طبقہ سے دریافت کرے اور استنباط مین ضرور ہے کہ متقدمین کے مذاہب کو سمجھ لے تاکہ اُن کے اقوال سے باہر نہ ہو جائے نہ اجماع ٹوٹ جاوے اور اُس پر بنا رکھے اور اس مین اپنے سابقین سے استعانت ہووے کیونکہ تمام علوم جیسے صرف و نحو اور طبابت اور شعر اور آہنگری اور درودگری اور زرگری کسی کو بدون خدمت گزاری اہل صناعت کے میسّر نہین ہوئی اور اُس کے علاوہ ناممکن ہے اور واقع نہین ہوئی اور گو عقل کی تجویز مین جائز ہے۔ اور جب سلف کے قول پر اعتماد ٹھہر گیا تو ضرور ہے کہ اُن کے اقوال جن پر اعتماد ضرور ہے صحیح صحیح سندون سے مروی ہون یا مشہور مشہور کتابون مین مندرج ہون اور بحث کئے ہوئے ہون اسطور کہ اُس کی تمام احتمالات مین سے راجح کا اور بعض مواضع مین عام مین سے خاص کا اور بعض مواضع مین مطلق مین سے مقید کا بیان ہوا اور اُس مین سے مختلف کو جمع کیا ہوا اور اُس کے

احکام کی علتون کا بیان ہو ورنہ اُن پر اعتماد صحیح نہ ہوگا اور اس آخری زمانہ مین اس طرح کا مذہب بجز ان چار مذہبون کے اور کوئی مذہب نہین ہے مگر امامیہ و زیدیہ کا مذہب اور وہ دونون بدعتی ہین اُن کے اقوال پر اعتماد کرنا جایز نہین۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ انبوہ کثیر کی پیروی کرو اور چونکہ اور مذاہب حقہ بجز ان چارون کے مٹ مٹا گئے تو انہین کا اتباع سواد اعظم کا اتباع ہے اور اُنسے باہر ہونا سواد اعظم سے باہر ہونا ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ زمانہ دراز ہو گیا اور فاصلہ پڑ گیا اور امانتین جاتی رہین تو اب جائز ہی نہین ہے کہ نکمے علما یعنی ظالم قاضیون اور ہوا و ہوس کے گرفتار مفتیون کے اقوال پر اعتماد کیا جائے یہانتک کہ وہ اپنے اقوال کو سلف مین سے کسی شخص صدق اور دیانت اور امانت مین مشہور کی طرف بصراحت یا بدلالت منسوب کرین اور اُسکا قول محفوظ ہو اور نہ ایسے کے قول پر اعتماد کیا جاتا ہے جسکو ہم نہین جانتے کہ اجتہاد کی شرطین اُسمین جمع ہو گئی ہین یا نہین۔ پھر جب ہم مذاہب سلف کے محققین علما کو دیکھین تو قریب ہے کہ وہ اپنی تخریجات مین سلف کے اقوال سے اپنی استنباط مین کتاب و سنت سے تصدیق کئے جائین اور رہا وہ حال کہ ہم اُن مین یہہ بات نہ دیکھین تو تصدیق دُور ہے۔

شاہ صاحب رحمۃ اللہ کے اس ارشاد کی تشریح ہمارے زمانہ کے محدث اور عالم متبحر جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے سبیل الرشاد مین اس طرح سے کی ہے جو بجنسہ درج ذیل ہے۔

"اوّل جاننا چاہئے کہ تقلید اُسکو کہتے ہین کہ کسی کے قول کو بدون اُس کی دلیل سمجھنے کے قبول و معمول کر لیوے تو سنو کہ تقلید کی دو نوع مین ایک نوع یہ ہے کہ مقلد کے قول پر کوئی حجت شریعہ ہرگز نہ ہو بلکہ مخالف حکم حق تعالیٰ کے ہو محض ظن و تخمین مقلد کا ہو اور اُسکو قبول کر لیوے باوجود مخالفت کے جیسا رسوم جاہلیت پر مشرکین عرب جمے ہوئے تھے اور سوائے "ھذا ما وجدنا علیہ اٰباءنا" کے کوئی دلیل نہ رکھتے تھے اور بمقابلہ قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی آبائی رسوم کو ضروری

جانتے تھے سو یہہ نوع تو شرک ہے باتفاق جملہ علماء امت کے اور جہان قرآن وحدیث واقوال علما مین تقلید کا شرک ہونا وارد ہی یہی نوع مُراد ہے۔

دوسری نوع یہ ہے کہ مومن ناواقف کسی مسئلہ شرعیہ سے اُس مسئلہ کو کسی عالم معتبر سے پوچھے اور عالم اُسکا جواب خواہ صریح نص سے یا اشارہ دلالت سے استنباط کرکے دیوے اور دلیل اُس مسئلہ کی سائل کو نہ بتاوے اور وہ سائل بدون دلیل سمجھنے کے اُسکو قبول کرکے عامل ہو۔

پس یہان ہر اہل عقل پر روشن ہے کہ مسلم نے جو مسئلہ عالم متبحر سے پوچھا ہے تو وجہ یہی ہے کہ وہ یقین رکھتا ہے کہ یہ عالم حکم حق تعالیٰ سے جو اس واقعہ مین ہے ماہر ہے اور مجھکو اُس حکم حق تعالیٰ سے مطلع کرتا ہے ہرگز کوئی حکم خلاف حکم شرع کے نہ بتاویگا بلکہ جو حق ہے وہی بتاویگا ورنہ اگر اوسکو معلوم ہوجاوے کہ یہ عالم خلاف شرع حکم بتاتا ہے تو ہرگز اُس کے پاس بھی نہ جاوے اور نہ اوس کے جواب کو کچھ اصل جانے چنانچہ عوام کا مشاہدہ ہے کہ جس عالم کو صاحب غرض نفسانی جانتے ہین اُس سے مسئلہ ہرگز نہین پوچھتے اور اُس کے مسئلہ کا بھی اعتبار نہین کرتے۔ تو نہ اس سائل کی غرض سوائے حکم حق تعالیٰ کے دریافت کرنے کی ہے اور نہ عالم بجز حکم حق تعالیٰ کے اپنے نزدیک بتاتا ہے تو یہ تقلید حق ہے اور زمانہ صحابہ علیہم الرضوان سے لیکر آج تک اہل علم وایمان مین شایع وذایع ہے اور یہ نوع تقلید بحکم کتاب اللہ تعالیٰ و سُنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض ہے قال اللہ تعالیٰ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون اس آیت مین فاسئلوا صیغہ عام ہے کہ تمام افراد اُمت کو جس کو علم نہ ہو سوال کرنے کا عالم سے حکم بصیغہ امر ہوا ہے جو فرضیت کا ثبوت کرتا ہے اور لفظ اہل الذکر کا اسم جنس ہے کہ واحد اور جمع پر اسکا اطلاق لغت مین ہوتا ہے تو یہ حکم سب کو ہوا کہ جس اہل ذکر سے چاہو پوچھ لو خواہ وہ تمہارا مسئول عنہ واحد ہو ہر ہر مسئلہ مین خواہ متعدد ہون کہ کوئی مسئلہ کسی سے پوچھ لو اور کوئی مسئلہ کسی سے۔

پہلی صورت کو تقلید شخصی کہتے ہین کہ ایک شخص واحد کا مقلد ہوکر سب ضروریات دین اُس سے ہی حل کرے اور دوسری صورت کو تقلید غیر شخصی کہتے ہین کہ اپنی

حل مشکلات دینی کو ایک شخص پر منحصر نہیں کیا بلکہ جس سے چاہا پوچھ لیا دونوں فرد تقلید کی داخل مطلق تقلید میں ہیں جو آیت فاسئلوا الخ سے فرض ہوئی ہے کہ مطلق کے سب افراد فرضیت میں متساوی ہوتے ہیں اور جس کسی فرد پر عمل کرے دوسری فرد پر عمل کرنا واجب نہیں رہتا بلکہ امتثال امر سے فارغ ہو جاتا ہے پس آیت نے مطلق تقلید کو فرض کیا اور عمل کرنے کا دونوں فرد پر جسپر چاہے مختار فرمایا علی ہذا حدیث صحیح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما شفاء العی السوال الحدیث" مطلق سوال کو شفا ناواقف کی فرماتے ہیں خواہ سوال تمام ضروریات کا ایک عالم سے ہو یا متعدد علما سے جس سے دونوع تقلید مطلق مفروض کی معمول و مفروض ہوتی ہیں اور سوا اسکے سب آیات اور احادیث سے بھی اطلاق معلوم ہو کر ہر دو قسم تقلید کی مامور و مفروض ہیں کہ جس پر چاہے عامل ہو کوئی فرد ممنوع نہیں ہو سکتی کیونکہ کوئی عاقل ادنیٰ فہم و عقل والا بھی نہیں کہہ سکتا کہ مفروض مطلق کی کوئی فرد بدعت و شرک و حرام ہو یہ کام تو مجنون لایعقل کا ہے کہ مامور کی افراد کو حرام بتا دے کیونکہ شرک ضد فرض کی ہے پھر فرض کے تحت شرک کس طرح مندرج ہو سکتا ہے کہ یہ محال ہے عقلاً و نقلاً۔ اور بعض بے علم جو کہتے ہیں کہ یہ آیت اہل کتاب سے پوچھنے کے باب میں نازل ہوئی ہے لہٰذا اہل ذکر سے وہی مراد ہیں نہ دیگر علما۔ تو یہ قول انکا محض جہالت ہے قاعدہ دین سے۔ کہ باتفاق تمام امت کے اعتبار عموم الفاظ کا ہوتا ہے نہ خصوص مورد کا۔ تو اگرچہ نزول اسکا سوال اہل کتاب کے باب میں ہے مگر الفاظ بعمومہ سوال جملہ علما کو واجب کرتے ہیں اسیواسطے کسی محدث و مفسر و عالم و فقیہہ و غیرفقیہہ نے اس آیت کو مقصور سوال اہل کتاب پر نہیں کیا۔

بیضاوی میں ہے۔ وفی الآیۃ دلالۃ علی وجوب المراجعۃ الی العلماء فیما لا یعلم انتہی[1]

پس ان جہال کا قول قابل تعویل نہیں کہ محض جہالت ہے اور جاہل کو عالم سے پوچھنا الی قیام القیامہ فرض اس آیت سے ہو گیا ہے۔

(۱) جو بات معلوم نہ ہو اسکو علما سے دریافت کرنا اس آیت کی رو سے واجب ہے ۱۲۔ مؤلف

علی ہذا دوسری آیت "یاایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم"۔

تقلید واطاعت علما کو فرض کرتی ہے کہ لفظ اولی الامر کا بعمومہ خلفا وعلما وفقہا سب کو شامل ہے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عطا اور مجاہد اور ضحاک اور ابوالعالیہ اور حسن بصری وغیرہم صحابہ وتابعین و تبع تابعین نے اولوالامر فقہا وعلما کو ہی فرمایا ہے اور مولوی صدیق حسن خان مرحوم رئیس عاملین بالحدیث اپنی تفسیر میں اور قاضی شوکانی اور ابن اثیر اور بیضاوی اور مدارک وغیرہ تفاسیر میں یہ معنی اولی الامر کے قبول کرتے ہیں۔

پس یہ آیت بھی بعمومہ مطلقاً تقلید کو فرض کرتی ہے بہرحال اتباع علما کا غیر عالم پر فرض ہے اور اتباع و تقلید کے معنی واحد ہیں قال اللہ تعالیٰ اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء الخ

کتاب اللہ منزل من اللہ تعالیٰ ہے اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی منزل من اللہ تعالیٰ ہے حکماً لقولہ تعالیٰ ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ دقال تعالیٰ وما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا۔

اور استنباطات مجتہدین علیہم الرحمۃ کے بھی منزل من اللہ تعالیٰ ہیں کیونکہ جو کچھ اشارات ودلالات اصوص سے مستخرج ہے وہ عین حکم نص کا ہوتا ہے کہ یہ امر مقرر ہے کہ قیاس مُظہر حکم کا ہوتا ہے نہ مثبت حکم کا پس جو کچھ مجتہد نے استنباط فرمایا وہ عین حکم حقتعالےٰ کا ہے پس اس آیت نے سب افراد امت کو حکم کتاب وسُنّتہ کا جو صریح معلوم ہو یا استنباط ہو قبول کرنا فرض کر دیا ہے لہٰذا اس سے کسی اہل ایمان کو انحراف نہیں ہو سکتا اور ظاہر ہے کہ ظاہر کتاب وسنتہ سے سب مسائل معلوم نہیں ہو سکتے ہزار ہا جزئیات مسائل ہیں کہ قیامت تک واقع ہوتے چلے جاتے ہیں اگر حکم قیاس واجتہاد کا نہ ہوتا تو کیونکر جواب واقعات کا دریافت ہو سکتا تمایہ کام ہر ایک عامی کا تو نہیں اسیواسطے حق تعالیٰ فرماتا ہے "ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین

(۱) جیسے کہ فی زمانہ ریلوے اور ڈاک اور تار برقی اور ایگنبوٹ اور بنک وغیرہ جاری ہوئے اگر قیاس

یستنبطونہ منہم الخ قال المفسرون اولوا الامر ھم اھل العلم والبصر و العقول الراجحۃ ا الشوکانی والنواب صدیق حسن خان وفی ھذہ الایۃ اشارۃ الی جواز القیاس وان فی العلم ما یدرک بالنص ومنہ ما یدرک بالاستنباط وھو القیاس علی الکتاب والسنۃ انتہی اور بخاری نے اپنی کتاب مین باب ضبط کیا ہی باین ترجمہ باب من شبہ اصلا معلوما باصل مبین" پس یہی قیاس اور استخراج مسائل ہے کہ تعلیم امت کے واسطے شارع علیہ السلام نے کیا ہے اور ان مسائل کا قبول خود تقلید مجتہد کی ہے پس تقلید مامور مفروض کو شرک کہنا خود مشرک بننا ہوتا ہے کہ بمقابلہ حکم قطعی کے اپنی رائے فاسد سے حکم لگاتا ہے کہ حق تعالیٰ جس کو فرماوے یہہ لوگ اس کو شرک کہتے ہین معاذ اللہ۔

اور وہ جو ذم قیاس مین مشہور ہے کہ اول من قاس ابلیس تو پہلے جواب مین اسکا جواب لکھا گیا ہے مگر اب مکرر لکھتا ہون کہ خوب مستحضر رہے وہ قیاس ابلیس کا خلاف حکم نص قطعی کے معارض حکم قطعی حق تعالیٰ کے تھا کہ جب حق تعالیٰ نے خلق آدم علیہ السلام کی جزوی بقولہ انی جاعل فی الارض خلیفہ اور ملائکہ نے اس پر اپنے شبہات عرض کیے اور جواب حاصل کر کے مطمئن ہو گئے تو قطعاً معلوم ہو چکا تھا کہ خلیفہ کاہل زمین مین پیدا ہو گا اور وہ افضل خلق ہو گا اور بعد پیدا ہونے کے تعلیم اسماء فرما کر ملائکہ پر صاف واضح کر دیا تھا کہ وہ اعلم سب سے ہے پس جب حکم فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو تو یہ حکم محکم قطعی الثبوت قطعی الدلالہ تھا کہ گنجائش مجاز و تاویل کی اس مین باقی نہ تھی قال تعالیٰ واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لادم الخ لہذا جملہ ملائکہ فوراً سجدہ مین گئے مگر ابلیس پلید نے اپنی رائے فاسد سے قیاس باطل بنایا کہ انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین اور فصل کا سجدہ کرنا ادون کو لایق حکمت نہین ہے یہ قیاس باطل بمقابلہ نص تھا اور ایسا قیاس ہر روز قیاس شیطانی اور شرک ہوتا ہے اور ایسے ہی قیاسات کی تقلید شرک ہے نہ وہ قیاس

(بقیہ صفحہ ۴۸ بحاشیہ) اسلام مین حجت نہ ہوتا تو مسلمانون کو مسائل مین بڑی دقت واقع ہوتی اور اسطرح کی ایجادین قیامت تک جاری رہینگی جنکی واسطے قیاس ہی دلیل ہے لمولفہ ۱۲

کہ موافق قاعدہ شرعیہ کے ہو اور استنباط اُس کا نصوص سے کیا جاوے کہ وہ عین محمود و مامور ہے لہذا قیاس علما کو قیاس شیطانی کے مساوی کرنا خود قیاس ابلیس کا ہے تو ہم کہہ سکتے ہین کہ تقلید مفروض کو شرک کہنا قیاس ابلیس کی قسم سے ہے اور یہ قیاس علما مجتہدین کا قیاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نوع مین داخل ہے جیسا حدیث مین وارد ہے کہ کسی عورت نے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ میری بہن مرگئی اور اُس پر دو ماہ کے صیام ہین پس آپنے فرمایا ارایت لوکان علی اختک دین کنت تقضینہ قالت نعم قال فحق اللہ احق الحدیث کہ دین حق تعالیٰ کو دین عباد پر قیاس کرکے فہمائش کر دیا اور قیاس کرنے کا طریق علما اُمّت کو تعلیم فرما دیا۔ پس قیاس علما کا حق اور قیاس ابلیس کا باطل اور تقلید قیاس علما کی فرض اور تقلید قیاس ابلیس کی شرک ہے پس جو شخص قیاس علما کو قیاس ابلیس کہے وہ خود ابلیس ہے اور جو قیاس علما کی تقلید کو حرام شرک کہے وہ خود مشرک ہے اور مخالف ہے حکم حق تعالیٰ کا اور اگر عالم نے سعی اجتہاد مین کی اور خطا ہوگئی تاہم ثواب ہوتا ہے قال علیہ السلام فان اصاب فلہ اجران وان اخطا فلہ اجر واحد الحدیث۔

پس ہر چند عند اللہ محل اختلاف مین حق واحد ہوتا ہے مگر عمل مین سب حق ہوتے ہین جسپر چاہے عمل کرے اور جس عالم سے چاہے پوچھے ایک سے یا متعدد سے دونون حق ہین اور مسئلہ بتا تا ہے دون دلیل کے اور اُسپر عمل کرنا صحابہؓ سے آجتک شایع ہے بلا انکار کہ وہ عین تقلید ہے چند نظیر اُسکی بخاری سے لکھتا ہون فی البخاری قال جابر ابن عبد اللہ اذا ضحک فی الصلوٰۃ اعاد الصلوٰۃ ولم یعد الوضوء وعصر ابن عمر تبسم فخرج منہ دم فلم یتوضا وقال الحسن ان اخذ من شعرہ واظفارہ او خلع خفیہ فلا وضوء علیہ۔ وقال طاوس ومحمد بن علی وعطاء واہل حجاز لیس فی الدم وضوء۔

اور دیگر مسائل بہت اس قسم کے ہین کہ محض قول و فعل علما کے بلا دلیل منقول ہین اور وہ برابر علما محدثین کے نزدیک مقبول و معمول ہین کوئی اوس پر طعن و انکار نہین کرتا۔

پس اس وقت کے مدعیان عمل بالحدیث پر افسوس ہے کہ تمام اُمت کو کافر مشرک بنا کر خود مشرک اور کافر بنتے ہین اور کچھہ خبر نہین ہوتے ایسے ہی لوگون پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا قول(۱) چسپان ہوتا ہے کہ اونکو خوب مشاہدہ تجربہ ان جہلا کا ہوا ہے۔

الحاصل وہ تقلید شرک نوع اول جو قیاس ابلیس کی قسم ہے وہ خواہ شخصی ہو خواہ غیر شخصی بہر دو قسم حرام و شرک ہے بلا ریب اور یہ تقلید نوع ثانی مفروض جو مامور شارع علیہ السلام ہے بہر دو قسم خود کہ شخصی اور غیر شخصی ہے فرض و مامور ہے شرک کو فرض سے تمیز نہ کرنا کام لایعقل کا ہے اور دونون کا حکم یکسان جاننا جہل عن الشرع ہے اور کسی نص مین وارد نہین ہُوا کہ مسئول عنہ سے بادلیل مسئلہ پوچھو بلکہ مطلق سوال کا حکم ہے سب آیات و حدیث کو دیکھہ لیوین پس قید بدلیل پوچھنے کی اپنی طرف سے اضافہ کرنا حکم مطلق حق تعالیٰ کو مقید کرنا یا لرائے اور بعض افراد کو منسوخ کرنا یقیناً فاسد ہے جو سراسر باطل ہے۔

بعض قاصرین کو یہ شبہہ آیہ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون بالبینت والزبر سے ہوا ہے کہ بالبنیات کو فاسئلوا سے تعلق کا خطرہ اُسکو واقع ہوا ہے مگر یہ فی الواقع تحریف معنوی ہے اور اصل مراد کا بدلنا ہے جس کے بیان مین طول ہے اور یہ موقع اُسکا نہین کسی مفسر نے بالبنیات کو فاسئلوا کے متعلق ہونا نہین لکھا حالانکہ جملہ احتمالات تعلق کے ظاہر کئے ہین چنان چہ اہل علم پر کتب تفسیر کو دیکھہ کر واضح ہو جاویگا اور یہ قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر ائمہ علیہم الرحمۃ سے جو مشہور ہے کہ اُنہون نے فرمایا ہے کہ ہمارے قول کو بوجہ مخالفت حدیث کے ترک کر دیا کرو اور اس قول سے غیر مقلدین رد تقلید پر دلیل لاتے ہین تو واضح

(۱) ۲۵ برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کو تارک بن جاتے ہین وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہین ان مین بعض عیسائی ہو جاتے ہین اور بعض لامذہب جو کسی دین اور مذہب کے پابند نہین رہتے اور احکام شرعیہ سے فسق و فجور تو اُس آزادی کا اولی نتیجہ ہے ،، منقول از رسالہ اشاعۃ السنہ مولوی محمد حسین بٹالوی رئیس غیر مقلدین نمبر ۱۰ جلد ۱۱ صفحہ ۳۔

ہو کہ یہ نہایت کم فہمی اِن لوگون کی ہے کیون کہ اوّل بندہ لکھہ چکا ہے کہ جو قیاس مخالف جملہ نصوص کا ہوتا ہے وہ باتفاق فاسد ہے تمام اُمّت کے علما کے نزدیک پس آمہ علیہم الرحمۃ نے اپنے تلامذہ کو جو بڑے عالم متبحر و محدث کامل تھے فرمایا تھا کہ اگر تم کو ہمارے قیاس کا فساد و مخالفت نصوص سے معلوم ہو تو ہمارے قول کو رد کر دینا ہمارا ادب و خیال کچھ مت کرنا تو یہ وجہ تھی کہ مجتہد سے خطا بھی ہو جاتی ہے اور اگر بعد سعی وجود کے خطا ہو گئی تو پھر اُس کو ایک اجر ملتا ہے چنانچہ حدیث سے ثابت ہو چکا اور مجتہد سے خطا بھی اِس طرح ہوتی ہے ورنہ معاذ اللہ جان کر کون متدین خلاف حدیث کے کہتا ہے پس اگر خطا بہ تحقیق معلوم ہو جاوے تو اُس کو رد کرنا ضرور ہے پس اُن کے اِس قول سے یہی ثابت ہوا کہ جس قول مین ہماری خطا معلوم ہو جاوے اُس کی تقلید ست کرنا اور جس مین ہماری خطا ثابت نہ ہو اُس کی تقلید ضرور ہے کیونکہ وہ عین حکم اللہ تعالیٰ کا ہے عند المجتہد اور نیز اُس کے مقلد کے مگر یہ تو نہین فرمایا کسی ایک عالم نے بھی کہ اگر چہ ہمارا قول ایک حدیث کے موافق نہ ہو اور ایک حدیث کے مخالف ہو جب بھی ترک کر دینا کہ یہ تو ہرگز حلال نہین اِس واسطے کہ مجتہد وقت اختلاف احادیث کے کسی وجہ ترجیح سے ایک جانب کو مرجح کر کے حکم فرماتا ہے پس اُس نے جب ایک حدیث کو کسی وجہ سے مرجح کر کے اُس کے موافق فرمایا تو اُس کا رد کرنا عین حدیث کا رد کرنا ہوتا ہے اور یہ کسی متدین کے نزدیک حلال نہین۔ پس اِن لوگون کا اِس قول سے کیا مطلب حاصل ہوتا ہے اِس واسطے کہ اقوال مفتیٰ بہا امام ابو حنیفہ رح کے مثلاً یا دیگر ائمہ علیہم الرحمۃ کے سب ایسے ہی ہین کہ اگر ایک حدیث کے مخالف بظاہر معلوم ہوتے ہین تو دوسری نص کے مطابق ہین تو کسی کو کب گنجائش اُس کے رد کی ہے کہ اُسکا رد تو عین قول خدا تعالیٰ یا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رد ہو گا۔ لہذا یہ لوگ محض کم فہمی کی بات کرتے ہین کہ اِن کو سلیقہ ترجیح کا نہ انکو نظر جملہ نصوص پر محض سُنی سُنائی احادیث یا ترجمہ مشکوٰۃ کو دیکھہ کر عامل بالحدیث ہو گئے تو ایسے جہال کو تو اجازت اپنے قول کے رد کی ائمہ نے نہین دی تھی کہ نہ تمیز ناسخ منسوخ کی رکھتے ہین نہ صحیح و سقیم کی نہ وجہ مخالفت کی خبر نہ وجوہ ترجیحات سے مطلع نہ وجوہ دلالات سے واقف نہ علل نص سے آشنا

نہ محاورات کلام عرب کی فہم کا حوصلہ نہ جملہ مرویات کا احاطہ نہ فہم کتاب و حدیث کا سلیقہ جو عمل بالحدیث کے واسطے ضروری ہے کہ بدون اسکے تقلید واجب ہے کسی عالم کی۔ پس قیامت ہے کہ ایسے نااہل ائمہ کے قول کو اپنی فہم سے ترک کر کے عامل بالحدیث ہون ایسی حالت مین تو خود قرآن و حدیث کے ہی ضمناً وہ رد و مکذب ہو جاتے ہین اور عنادائمہ اور اپنے اجتہاد ناصواب کے زعم مین اپنے ایمان ہی کو سلام کر بیٹھتے ہین چنانچہ مولوی محمد حسین کے کلام سے پہلے ہم نقل کر چکے ہین۔ الحاصل یہ فرمانا ائمہ کا اپنے وقت کے علماء متبحرین حاضرین کو تھا بعد کے بھی علما کو مگر انکو ہی کہ احاطۂ اخبار اور درجۂ اجتہاد و ترجیح رکھتے ہون نہ جہلا کو۔ کہ علم و فہم سے عاری ہون سو اس قول کو بحث عدم جواز تقلید کی لانا کمال سفاہت ہے بلکہ یہ تو حکم تقلید کا ہی فرمایا تھا کہ ہمارے اقوال کی تقلید کرنا کہ جنے عین نصوص کا ہی مطلب ظاہر کیا ہے مگر اہل اجتہاد عالم کو اگر خطا ہماری معلوم ہو جاوے اُس کی تقلید نہ کرے نہ یہ کہ جہلا بھی اپنی فہم ناصواب سے زبان درازی کرین پھر وہ کونسا مسئلہ ہے کہ اُس پر کسی نص سے کوئی صراحت و دلالت اشارہ نہین الا ماشاء اللہ بلکہ سب مسائل پر علماء مقلدین نے بحث و کلام کر کے محقق فرمایا ہے اگرچہ جہلا کو خبر نہین اس قول سے رد تقلید نہین ہوتا بلکہ اثبات تقلید کا ہوتا ہے خداوند تعالیٰ ہدایت فرماوے ایسے کم فہمون کو۔ الحاصل تقلید مطلق جو شخصی اور غیر شخصی دونون کو شامل ہے کتاب و سُنت سے ثابت ہوئی اور کسی کتاب و سنت مین حکم نہین فرمایا کہ عالم سے سوال کا جواب بلا دلیل قبول و معمول نہ کرین اور اس پر صحابہ علیہم الرضوان کے عہد مین معمول آمد رہا کہ سائل نے سوال کیا اور اُسکا جواب حسب حال سائل کے با دلیل یا بلا دلیل دیا گیا اور سائل نے اُسپر عمل کیا۔

حجۃ اللہ البالغہ مین شیخ شیوخنا شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین وکان ابن عباس بعد عصر الاولین فاقضیھم فی کثیر من الاحکام واتبعہ فی ذالک اھل مکۃ ولم یاخذ ما تفرد بہ جمھور اہل اسلام انتہیٰ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مکہ مین اقامت فرمائی تو بہت سے مسائل مین دیگر بعض صحابہ سے خلاف فرمایا اور اُن کے فتاوے کو اہل مکہ نے قبول کر کے عمل کیا تو محل خلاف صحابہ مین ایک

ایک ابن عباس کے قول پر عمل کرنا نہ دیگر اقول پر تقلید شخصی ہے کہ محل اختلاف مین فقط ابن عباس کے اقوال کو معمول رکھا اور فرماتے ہین ثم انھم تفرقوا فی البلاد وصار کل واحد مقتدا ناحیۃ من نواحی وکثرت الوقائع ووارت المسائل فاستفتوا فیھا فاجاب کل واحد حسب ماحفظہ او استنبط وان لم یجد فیما حفظ او استنبط ما یصلح للجواب اجتھد برائیہ الخ اس عبارت سے بھی واضح ہوا کہ صحابہؓ نے جس موضع مین اقامت فرمائی اور کثرت وقایع مین سوال اُنسے کیا گیا تو محفوظ یا مستنبط سے جواب دیا ورنہ اپنے اجتہاد سے حکم دیا تو یہ جوابات اجتہادیہ و مستنبط کا فرمانا اور سائلین کا قبول کرنا تقلید ہے اور اُسی صحابی مقیم بلد سے سب اپنے وقایع کا پوچھنا اور قایع ہونا تقلید شخصی ہے،، اور فرماتے ہین" وکان ابراھیم واصحابہ یرون ان ابن مسعود واصحابہ اثبت الناس فی الفقہ کما قال علقمہ لمسروق ھل احد منھم اثبت من عبد اللہ انتھی۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ابراہیم واصحاب اُن کے عبداللہ ابن مسعود اور اُن کے اصحاب کو رضی اللہ تعالیٰ عنھم محل اختلاف مین مرجع رکھتے تھے اور اُن کے فقہ کے مقابل دوسرون کو نہ مانتے تھے یہ تقلید شخصی نہین تو کیا ہے کہ ایک عالم کو اعلم اور افقہ جانکر اوس کے مقابلہ مین دوسرے کے حکم کو معمول نہ کرے جیسا حنفیہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کو اور شوافع شافعی علیہ الرحمۃ کو مثلاً جانتے ہین اور یہ بھی کتب احادیث سے واضح ہے کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نقل حدیث سے بہت احتیاط اور اجتناب کرتے تھے مگر بحکم من سئل عن علم ثم کتمہ الجم یوم القیمۃ بلجام من نار" الحدیث جواب مسئلہ سے انکار نہ کرتے تھے تو بالضرور جواب اُن کے محض جواب سوال کے ہوتے تھے بلا دلیل جسکو تقلید کہتے ہین اور یا بحجۃ نہین ہوتی تھی اکثر کیونکہ نقل حدیث سے وہ خود ڈرتے تھے۔

سنن ابن ماجہ مین منقول ہے عن عمرو بن میمون قال ما اخطأنی ابن مسعود عشیۃ خمسین الا انتیہ فیہ قال فما سمعتہ یقول منھن قط قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔

الحدیث اور زید بن ارقم سے نقل کیا ہے کہ فرمایا کبرنا ونسینا والحدیث عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شدید اور شعبی فرماتے ہین۔ جالست ابن عمر سنۃ فما سمعتہ یحدث عن رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم۔

ان احادیث سے صحابہؓ کا فتویٰ دینا واقعات مین اور نہ نقل کرنا احادیث کی روایات کو ہر ہر جواب مین جب معلوم ہوگیا تو اب تقلید صحابہ کے قول کی کرنا اور صحابہ کا اُسکو جائز رکھنا اور ہر ہر اہل بلد کا اپنے اپنے صحابی مقیم بلد سے ہی پوچھکر قناعۃ کرنا اگر تقلید شخصی نہین تو کوئی عاقل کہے کہ کیا ہے پھر تقلید شخصی خیر القرون مین نہ ہونے کے نہ معلوم کہ جہال زمانہ کے نزدیک کیا معنی ہون گے مگر ہان اُسوقت مین جیسے شخصی جاری تھی غیر شخصی بھی معمول تہی اسکا انکار کوئی نہین کرسکتا کہ وہ زمانہ خیر وصلاح کا تھا اور ہوائے نفس سے وہ قرون خالی تھے اس غیر شخصی سے نہ کوئی فساد تھا نہ اندیشۂ فساد۔ اور بسبب ہر دو نوع تقلید کے مامور من اللہ تعالیٰ ہونے کی ایک معنی دوسرے سے جاتا جاتا تہا کیونکر کسی پر اعتراض نہ تہا پھر بعد اس کے طبقۂ تابعین اور تبع تابعین مین قیاس واجتہاد کا زور شور وشیوع خوب مثل روز روشن کے سب کو معلوم ہے کہ امام صاحب علیہ الرحمۃ تابعی ہین علی التحقیق اُن کی ولادت ۸۰ھ ہجری مین اور انتقال یکصد وپنجاہ سال مین ہوا اس اثنا مین ان کے استنباطات اور ہزارہا آدمی کا اقتدار اُن کے مسائل کا معلوم ہر خاص وعام کو ہے اور امام مالک علیہ الرحمۃ سنہ ۹۰ ہجری مین پیدا ہوئے اور ایک سو اناسی مین انتقال فرمایا اس درمیان مین اُن کے اجتہاد کا چرچا رہا اور ہزارہا لوگون نے اُن کی تقلید کی اور امام شافعی علیہ الرحمۃ سنہ ۱۵۰ ہجری مین پیدا ہوئے اور دو سو چار مین انتقال فرمایا اس کے درمیان اُن کی تقلید ہزارہا لوگون نے کی اور امام احمد علیہ الرحمۃ سنہ ۱۶۴ھ مین پیدا ہوئے اور دو سو اکتالیس مین انتقال فرمایا ان کی تقلید ہزارہا آدمیون نے کی اور سوا اس کے سفیان ثوری اور ابن ابی لیلیٰ اور اوزاعی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی مجتہد ہوئے اور ہزارہا آدمی اُن کے مقلد ہوئے مگر بالآخر سب مذاہب مندرس ہوکر ہر چہار مذہب عالم مین شایع ہوئے اور آجتک جاری ہین اور کروڑون علما فقہا ومحدثین ان کی تقلید کرتے تہے پس ہر کو بصیرت پر روشن ہوجاتا ہے کہ خیر القرون مین تقلید شخصی اور غیر شخصی دونون بلا نکیر جاری ہین

اور صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے طبقات مین کسینی شخصی کو حرام یا شرک یا مکروہ یا بدعت نہین کہا اور کیون کر ہو سکتا ہے کہ جس امر کو کتاب و سنت فرض و واجب فرمائے اوس کو کوئی اہل حق رد کرے یہہ کام بدون بد دین جاہل کے کوئی نہین کر سکتا۔

جناب شاہ ولی اللہ صاحب قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہین "ان ھذہ المذاھب الاربعۃ المدونۃ المحررۃ قد اجتمعت الامۃ ومن یعتد بہ منھا علی جواز تقلیدھا بوما ھذا وفی ذالک مصالح مالا یخفی لاسیما فی ھذہ الایام التی قصرت الھمم جدا واشربت النفوس الھوی واعجب کل ذی رای برائہ انتہی۔

اس تحریر شاہ صاحب قدس سرہٗ سے مذاہب اربعہ کی حقانیت باجماع اُمّت ثابت ہو گئی اور جو اہل ظاہر کہ ان مذاہب کے عدم جواز کے قائل ہوئے ہین اُنکا غیر معتمد ہونا بھی ظاہر ہوا اور تقلید شخصی ایک مذہب کی ان اربعہ سے موجب مصالح کثیرہ کا ہونا بھی واضح ہوا اور ترک تقلید شخصی سے اس زمانہ مین بسبب انتشار ہوائے نفسانی کے قلوب عوام مین اور بسبب اعجاب ہر شخص عوام کے اپنی رائے ناقص پر باعث مفاسد و تخریب دین کا ہونا ظاہر ہو گیا کیونکہ جیسا کہ عدم تقلید مطلق سے لاابالی ہونا اور تتبع ہوائے نفسانی کا ہونا ہوتا ہے ایسا ہی اربعہ سے ایک معین کو اختیار نہ کرنے مین لازم ہے چنانچہ ابناء زمانہ کا حال مشاہدہ ہے حاجت تحریر کی نہین اور تقلید ایک مذہب کی ان اربعہ سے موجب سد باب فساد اور اصلاح دین حق کا ہے کما لا یخفیٰ۔

اور شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ نے یہہ جو لکھا ہے کہ چار سو سال تک ہجرت سے پابندی ایک مذہب معین کی نہ تھی تو وہ یہ فرماتے ہین کہ اسوقت تک جملہ ناس کا اجماع ایک معین مذہب پر تمام مسائل مین ہو یہ نہ تھا۔

چنانچہ فرماتے ہین اعلم ان الناس کانوا قبل المائۃ الرابعۃ غیر مجتمعین علی التقلید الخالص لمذھب واحد بعینہ الخ تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تقلید بھی تھی اور ایک مذہب کی بھی تقلید کو جائز و معمول کرتی تھی معہذا دوسرے مذہب والے سے بھی مسئلہ دریافت

کر لیتے تھے کہ ہر دو قسم کو جائز و معمول رکھتے تھے اس عبارت سے عدم جواز تقلید شخصی کا ہرگز معلوم نہیں ہو سکتا مہذا ہم کہتے ہیں اگر غیر شخصی کا عملدرآمد ہو تو عدم جواز شخصی کا اُن کے نزدیک کہاں سے ثابت ہو سکتا ہے بہرحال چونکہ وہ زمانہ خیر کا تھا اور نفوس اُس وقت کے مسلمانوں کے ہوائے نفسانی اور اعجاب برائے سے مزکّی تھے تو غیر شخصی پر عملدرآمد کرنے میں کوئی ہرج نہ تھا اور علما کی کثرت ہر جگہ اور عوام کی بھی معلومات اُس وقت کے اکثر علما سے زیادہ تھی لہٰذا وہ چندان محتاج تقلید کے ہر ہر جزئیہ میں نہ ہوتے تھے بلکہ اپنے آباؤ اجداد سے ہی اکثر مسائل سمجھ بوجھے ہوتے تھے اور شیوع مجتہدات مسائل کا بھی اسقدر نہ تھا جسقدر اب ہے تو ایسی حالت میں اُسوقت میں اگر اجتماع جملہ عوام و خواص کا ایک مذہب پر نہ ہوتا یہ کچھ حرج نہیں لاتا ہے اور نہ اندیشہ فتنہ و نزاع کا ہے مہذا سہولت حصول جواب بھی ہر ہر مفتی سے دریافت کرنے میں تھی اور شخصی سے کچھ انکار بھی نہ تھا کہ ہر دو نوع تقلید پر عمل برابر جانا جاتا تھا اور باوجود اس کے عدالاختلاف اعلم و افقہ کیطرف توجہ زیادہ ہوتی تھی پس اس کلام سے عدم جواز شخصی کا ہرگز مفہوم نہیں ہوتا حالانکہ خود شاہ صاحب پس و پیش اس کلام کی تقلید شخصی کا اثبات اور اُس کے متضمن مصالح ہونے کے مُقر ہوتے ہیں پس اس سے عدم جواز تقلید شخصی کا سمجھنا نہایت بلاہت ہے الغرض بعد ثبوت اس امر کے کہ یہ مسئلہ اپنے امام کا خلاف کتاب سُنت کے ہے ترک کرنا ہر مومن کو لازم ہے اور کوئی عامی بعد وضوح اس امر کے اسکا منکر نہیں مگر عوام کو یہ تحقیق ہی کیونکر ہو سکتا ہے سوا اسکے کہ اپنی جہل پر اعتماد کر کے ترجمہ دیکھ کر عالم بنکر معترض ہوں یا کسی عالم زمانہ سے جس کو معتبر جانتا ہے سُنکر جان لیوے تو پھر یہ وہی تقلید ہو گئی جو بزعم اُن کے شرک ہے پس خلاصہ جواب یہ ہوا تقلید ہر دو نوع کتاب و سُنت و فعل صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے ثابت ہے اور بدون ہوائے نفسانی کے خاص لوجہ اللہ تعالیٰ خواص کو عمل ہر دو پر درست ہے اور عوام اہل اعجاب پر غیر شخصی موجب اُن کے اضلال کا ہے بسبب اُن کے فساد طینت کے نہ فی حد ذاتہ کہ وہ مامور بہ ہے لہٰذا شخصی کا ارتکاب اولیٰ ہے اور مصالح عدیدہ پر مشتمل ہے اور

طعن کرنا تقلید مطلق پر یا نوع شخصی پر جہل و ضلال ہے" ختم شد سبیل الرشاد۔

مولانا عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی بجواب اس استفتا کے کہ "کیون ائمہ و علماء ہم مختلف ہوئے کہ کوئی سنیت و جواز کا قائل ہوا اور کوئی ترک و ممنوعیت کا فتوی دینے لگا" فرماتے ہین "کہ زمانہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مین مسائل جزئیہ مدون اور مدلل اور متفرع اور پر دلائل و براہین کے نہ تھے بلکہ عمل صحابہؓ کرام کا محض اور پر ظاہر قول و فعل آنحضرت کے تھا مثلاً ایک صحابہ نے آپ کو ایک وقت وضو مین جملہ اعضاے وضو کو ایک ایک بار دھوتے دیکھا اسپر انہون نے عمل کیا اور دوسرے صحابہ نے دوسرے وقت دو دو بار ہر اعضا کو دھوتے دیکھا انہون نے اسکو اختیار کر لیا کسی صحابہ نے کسی وقت مین تین تین بار دھوتے مشاہدہ کیا وہ اُس کے آخذ اور عامل و راوی ہوے علی ہذا کیفیت اداے نماز مین ہی عمل صحابہ کا مختلف رہا اور روایتین بھی مختلف ہوئین مثلاً ایک صحابی نے آپکو رفع یدین کرتے دیکھا اُسکو مسنون سمجھا اور عمل اور روایت کیا بعضے صحابہؓ نے ترک اس عمل کو مشاہدہ کیا وہ سُنت عدم رفع کے قائل ہوئے ایسی ہی کیفیت اختلاف صحابہؓ کی احادیث قولیہ مین ہوئے مثلاً ایک صحابی نے ایک وقت مین حکم کسی مسئلہ کا پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نظر مصلحت اوسوقت اور اُس شخص کے جو جواب اُسکا دیا اُس سے سائل اور حاضرین مجلس نے اُس پر عمل کیا اور حسب سماع اپنے روایت اُس کی کی دوسرے کسی صحابی نے دوسرے وقت اُسی مسئلہ کا حکم دریافت کیا اور آنحضرت نے بوجہ اس کے کہ وہ حکم سابق منسوخ ہو گیا تھا یا بوجہ کسی مصلحت تبسر و بیان جواز وغیرہ مصالح وقت کے دوسرے طور پر جواب اُسکا بیان فرمایا اس سائل نے اور حضار نے اس قول کو محفوظ رکھا اور روایت کیا بعد وفات آنحضرت کے جب صحابہ کرام بلاد و امصار مین متفرق ہو گئے اور مباشر امر افتا و قضا ہوے جس شہر مین جو صحابہ پہونچے وہان انہون نے حسب سماع و روایت اپنے حکم فتوی دیا۔ اور کبھی صحابہ نے جب تعارض بین الاحادیث پایا حدیث مسموع و استنباط مین اپنے تعارض

پایا تو جس جانب ظن غالب ثبوت کا ہوا اُس پر عمل کیا اسوجہ سے بعضے احادیث کو متروک العمل کر دیا اور بعضے پر عمل لازم سمجھا جیسا کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے بعد سُننے اس امر کے ازواج مطہرات سے کہ صبح کرنا جنب کا بحالت جنابت مفسد صوم نہین ہے آپنے مذہب سابق سے رجوع کیا اور حدیث مسموعہ سابق کو متروک العمل کر دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث مروی فاطمہ بنت قیس کو بحضور عدم وجوب نفقہ و سکنی مطلقہ ثلثہ کے بوجہ مخالفت نص قرآنی کے مردود فرمایا اور بعضی حدیثین جو کسی صحابہ کو نہ پہونچی تھین اور بوجہ درپیشی واقعہ جدیدہ کے حاجت پڑی اور متفحص ہوئے اور بعد تفحص کے دوسرے صحابی سے سُنا تو اُس پر عمل کر لیا اور باوصف کمال جلالت و کثرت محبت اپنے بھی احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقصود اور پر علم اپنے کے رکھا جیسا کہ نصوص نصیب جدہ حضرت ابو بکرؓ نے قول حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کو بہ تصدیق محمد بن سلمہ کے قبول فرمایا اور حسب روایت اُن کی جدہ کو سدس مال دیا اور بعضے صحابہؓ کو جو بعضی احادیث نہ پہونچین تو وہ اُس کے عمل سے معذور رہے اور حسب استنباط اپنے فتوے دیتے رہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عورتون کو وقت غسل کے حکم کھولنے سب بالون کا اور پہونچانے پانی کا نیچے کل بالون کے فرماتے تھے بوجہ اسکے کہ اسبارہ مین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کھولنے چوٹیون کے عورتون کو رخصت دی تھی وہ اُن تک نہ پہونچی تھی چنانچہ اس حال کو سُنکر حضرت عائشہؓ نے انکار فرمایا تھا جیسا کہ صحیح مسلم مین مروی ہے اس قسم کے اختلاف درمیان صحابہ کرامؓ کے بہت تھی اور یہ اختلاف صحابہؓ منجر باختلاف تابعین ہوا اور اختلاف تابعین منجر باختلاف تبع تابعین ہوا اور بوجہ وقوع کثرت اختلاف اور وقائع کے نوبت تدوین کتب و ترتیب ابواب فقہ اور تفریع مسائل علی الاولہ کے پہونچی اور ہر مجتہد نے بقدر وسع اپنے اصول و قواعد واسطے تطبیق بین الاحادیث المختلفہ والاثار المتعارضہ کے قایم کئے اور جسکو جسقدر حدیثین پہونچین اُس پر عمل کیا اور اُس سے استنباط امور غیر منصوصہ کا کیا کئے اور فتوی دیا کئے۔ بوجہ اسی اختلاف کے زمانہ سلف مین تقلید

کسی امام اور مجتہد خاص کی معمول نہ تہی جو شخص عامی ہوتا تہا اُسکو اختیار تہا کہ زمانہ صحابہؓ اور تابعین اور تبع تابعین اور آئمہ مجتہدین مین جس عالم سے چاہتے دریافت مسائل شرعیہ کرکے موافق فتوی اُس کے عمل کرتے کوئی اُسپر انکار نہین کرتا تہا اور اُس کی وجہ یہی تہی کہ یہ اختلاف آئمہ مجتہدین مین منتہی تہا اور یہ اختلاف صحابہ کے اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم یعنی صحابہ ہمارے مثل ستارون کے ہین ہر ایمان و اسلام احکام شرعیہ ہین پس جو شخص اُن صحابہؓ مین سے کسی ایک کی اقتدا کریگا ہدایت پاویگا بنا علیا اتباع کسی صحابی کی خالی از ابتدا تو ہو نہین سکتی لہذا زمانہ سلف مین تخصیص تقلید کسی امام خاص کی نہ تہی اور نہ خود اختلاف ائمہ کا باہم باعث الزام کا ہو سکتا تہا اسواسطے کہ ہر ایک مقتدی اثار صحابہ کا تہا فراخور تفحص اور تلاش اپنے۔ الا بعد انقراض زمانہ مجتہدین اور اندراس مذاہب مجتہدین کے اتفاق علماء صلحا کا اوپر انحصار مذہب اہل سنت کے درمیان آئمہ اربعہ امام ابو حنیفہ و مالک و شافعی و احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے ہوا اور فی زمانتا بہی یہی چار مذہب شایع ہین اور جو مسائل درمیان ان ائمہ اربعہ مختلف فیہا ہین کوئی بلا دلیل نہین ہے بلکہ ہر ایک کے دلائل موجود ہین اور ہر ایک مسئلہ ان ائمہ اربعہ کا متبع اثار صحابہؓ و احادیث نبویہ ہے لہذا ہر چار مذہب مہتدی اور مقتدی ہین کسی پر طعن و تشنیع روا نہین چونکہ حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک ترجیح رفع یدین اور آمین بالجہر کا ثبوت نہین بلکہ بوساطت بعض صحابہؓ عدم رفع یدین اور اسرار آمین کا ثبوت پہونچا امام ہمام نے ترک رفع یدین اور آہین بالجہر کا حکم دیا۔

دوسرے ائمہ کو اثار صحابہؓ و احادیث نبویہ مستبہ رفع یدین و آمین بالجہر پہونچین اور قوی معلوم ہوئین وہ لوگ اُسکی سُنیت کے قائل ہوئے۔

اب اس امر مین آرا علما مختلف ہین کہ تقلید شخصی ایک امام خاص کی واجب ہے یا نہین اس مین دو قول ہین وجوب و ضلالت اور ہر ایک ان دو فریق سے اپنے اپنے اثبات مدعا کے ادلہ شتی قایم کرتے ہین اور بہت سے رسائل اس امر مین تصنیف کئے گئے۔

سائلین سوال ہذا کو کہ عامی ناواقف از اصول شرعیہ ہین چاہیئے کہ اس منازعت سے برطرف رہین اور جیسا کہ سابق سے کتب متداولہ حنفیہ کے مسائل پر عامل ہین رہین رفع یدین اور آمین بالجہر کے جھگڑے مین نہ پڑین۔

پھر دوسرے موقع پر ایک استفتا کے جواب مین تحریر فرماتے ہین صہ جلد اول "اصحاب مذاہب چہ ابوحنیفہ وچہ شافعی وچہ مالک وچہ احمد وچہ غیرایشان تدوین مذاہب واستخراج مسائل خلاف شرع نساختند اولاً اربعہ مستند ہریک ہستند وسبب اختلاف فیما بین شان وقوع اختلاف در فہم معنی آیات واحادیث تاکہ احدے را تعصبے راہ دادہ باشد یا آنکہ قیاس را بر شرع مقدم کردہ باشد حاشا وکلا جملہ ائمہ مہات از تقدیم قیاس مبرا ہستند ونسبت کنندہ این امر بطرف یکے از ایشان کاذب ومفتری ست وانچہ کہ بعضے متعصبین حنفیہ را اصحاب الرائے می نویسند قول ایشان از پایہ اعتبار ساقط است ودرین جا لطیفہ بخیال می گذرد وآن اینکہ الف لام کہ داخل بر رائے ست عہدی ست ومراد ازان رائے دقیق ست پس فی الحقیقت حنیفہ اصحاب الرائے المستدین یعنی اصحاب الرائے الدقیق۔ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی در مجمع موسس فی المعجم المفہرس را قرار این امر می سازند کہ آنچنان کہ در مذہب حنفی قواعد مضبوط ہستند در مذہب ما نہستند۔ پس حق جل شانہ از زبان متعصبین وصف حسن حنفیہ خارج کنانید لیکن او شان مطلبش نفہمیدند۔ الحاصل مذاہب مدونہ مخالف آیات واحادیث اجماع وقیاس نیستند اصل ہر مسئلہ یکے از ین چار ست شاہ ولی اللہ دہلوی در انصاف فی بیان سبب الاختلاف می نویسند "ما عہدنا وا انفقہ لم تکن مسئلۃ من المسائل التی تکلم فیہا من قبلہم وللتی وقعت فما زالوا یجدوا فیہا حدیثا مرفوعا متصلا او مرسلا او موقوفا صحیحا او ضعیفا او حسنا او اثرا من آثار الشیخین او سائر الخلفاء فیعید اللہ لہم العمل بالسنۃ" بارگاہ این امر مہد شد پس میگویم کہ منکر مذاہب اربعہ وبداندہ انما اگر بدین سبب بدمیداند کہ مذاہب اربعہ موافق شرع نہستند آن شخص کافر خواہد شد لانہ اہان الدین واگر در اعتقاد خود می پندارد کہ مذاہب اربعہ خلاف شرع ونصوص ہستند پس آنکس مخطی ست کہ مہد ناانفا بہ نظر تامل باید فہمید کہ ائمہ مجتہدین تحقیق مسائل وتدوین انما چنانکہ ہست نمی کردند تمام عالم متظلم وگمراہ بودے وکسے را اطلاع بر حکم شرع حاصل نشدی چہ بسیارے

از احکام این چنین ہستند کہ از ظاہر نصوص مستنبط می شوند پس بدانستن این مذاہب حسان فراموشی ست و ادعای عوامی اتباع کتب حدیث۔ پس اگر مدعی امتیاز صحیح از حسن و حسن از ضعیف تاسخ از منسوخ میسازد و بر طبق محدثین سابقین بر شرح معانی آثار و احادیث و آیات قدرت دارد وسوائے آن بر جملہ فنون ضروریہ متعلقہ کتب حدیث و غیرہ مہارتے دارد آنکس قابل مدح است و ظاہر ست کہ وجود این چنین کس فی زمانا ہذا مثل وجود عنقاست البتہ در مائۃ ثامنہ بسیار کسان موصوف بصفات مذکورہ یافتہ شدند و بعد آن در مائۃ تاسعہ علامہ جلال الدین سیوطی خاتمۃ الحفاظ شدند و بعد ازان در مائۃ عاشرہ ہم بعضے علما مثل ملا علی قاری و شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ قدم بقدم محدثین شدند مگر بر تبہ او شان نہ رسیدند و بعد ازان تا الآن کسے یافتہ نشد کہ تمیز حدیث صحیح از ضعیف کما حقہ نماید فی زمانہ محدث آنکس را میشمارند کہ صحاح ستہ را درس دہد و توضیح مطالب حدیث عام فہم کردہ دہد فانا للہ وانا الیہ راجعون"

پھر آگے فرماتے ہیں "محدثین زمانہ ہذا کہ خود را مجدد المذہب میدانند و مذاہب حقہ را باطل میشمارند گمراہ کنندہ ہستند"

ملا جیون تفسیر احمدی میں لکھتے ہیں والانصاف ان انحصار المذاہب فی الاربعۃ واتباعہم فضل الٰہی وقبولیۃ من عند اللہ تعالیٰ لا مجال فیہ للتوجیہات والادلۃ

یعنی انصاف یہ ہے کہ مذہب کا انحصار چار میں اور انکا اتباع محض فضل الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی قبولیت ہے اسمیں توجیہات اور دلائل کو کچھ دخل نہیں۔

علامہ طحطاوی نے حاشیہ درمختار میں لکھا ہے "من کان خارجا عن ہذہ الاربعۃ فی ہذہ الزمان فہو من اہل البدعۃ والنار"

یعنی جو شخص فی زمانہ ان مذاہب اربعہ سے خارج ہوا تو وہ بدعتی اور دوزخی ہے

ابن حجر مکی نے فتح المبین میں لکھا ہے "اما فی زماننا فقال ائمتنا لا یجوز تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ الشافعی ومالک وابی حنیفۃ واحمد بن حنبل"

یعنی ہمارے اماموں نے کہا ہے لیکن ہمارے زمانہ میں سوائے ائمہ اربعہ شافعی اور مالک اور ابی حنیفہ اور احمد بن حنبل کے اور کسی کی تقلید جایز نہیں۔

امام الحرمین الجوینی برہان مین لکھتے ہین اجمع المحققون علی ان العوام لیس لھم ان یعملوا بمذھب الصحابۃ بل علیھم ان یتبعوا مذھب الائمۃ الاربعۃ الذین ذکروا اوضاع المسائل واوضحوا طریق النظر"

یعنی محققین نے اسپر اجماع کیا ہے کہ عوام مذہب صحابہ پر عمل نہ کیا کرین بلکہ ان پر لازم ہے کہ ائمہ اربعہ جنہون نے اوضاع مسائل کو ذکر کیا ہے اور طریقہ دلیل کو واضح کر دیا ہے اونہین کے مذہب کا اتباع کیا کرین۔

محقق ابن ہمام نے فتح القدیر مین لکھا ہے "انعقد الاجماع علی عدم العمل بالمذاھب المخالفۃ لائمۃ اربعۃ"

یعنی اسپر اجماع ہوگیا ہے کہ ائمہ اربعہ کے مخالف جو مذاہب ہین اُن پر عمل نہ کیا جاوے۔

مولانا شاہ ولی اللہ مرحوم حجۃ اللہ البالغہ مین رقم فرماتے ہین "ھذہ المذاھب الاربعۃ المدونۃ المحررۃ قد اجتمعت الامۃ او من یعتد بہ منھا علی جواز تقلیدھا الی یومنا ھذا وفی ذالک من المصالح فلا یخفی لاسیما فی ھذہ الایام اللتی قصرت الھمم جدا واشربت النفوس الھوی واعجب کل ذی رای برایہ"

یعنی کہ تمام امت محمدیہ یا معتد بہ حضرات کا اس پر آج تک اجماع رہا ہے کہ ان مذاہب اربعہ مدونہ کی تقلید درست ہے اور اس تقلید مین بہت سے مصالح ہین خصوصاً فی زماننا کہ لوگون کی ہمتین قاصر ہوگئی ہین اور رگ وپے مین ہوائے نفسانی بھر گئی ہے اور ہر شخص کو اپنی رائے بھلی معلوم ہوتی ہے اور ابن حزم کا یہ زعم کہ تقلید حرام ہے غلط ہے

مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید صراط المستقیم مین تحریر فرماتے ہین کہ "در اعمال اتباع مذاہب اربعہ کہ رائج ورتمام اہل اسلام ست بہتر وخوب ست"

مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب مائۃ مسائل مین فرماتے ہین کہ "ہر کہ مقلد ایشان را بدعتی نخواہند گفت زیرا کہ تقلید ایشان از تقلید حدیث شریف ست باعتبار الظاہر والباطن یعنی مقلد ائمہ اربعہ را"

وما ذھب ابن حزم من ان التقلید حرام فغلط

تجربہ علم سے کہین بالاتر ہے کلیہ قاعدہ ہے کہ جب کسی بات کا مشاہدہ یا تجربہ ایک بار ہوجاتا ہے تو اُس سے کیسا ہی نادان ہو نصیحت اور عبرت حاصل کرلیتا ہے اہل اسلام مین جو تفرقے ہوکر جُدا جُدا فرقے ہوگئے ہین وہ اُن کے پیش نظر ہین معتزلہ اور شیعہ اور خارجی جیسے سخت مغالطون مین پڑکر اسلام سے دور ہوگئے کون نہین جانتا اور بخوبی مشاہدہ اور تجربہ ہوچکا ہے کہ جب کوئی مغالطہ مین پڑا اُسنے اپنا دین برباد کیا لیکن یا بین ہمہ تجربہ و مشاہدہ بڑے بڑے بزرگ جو عالم اور فاضل کے لقب سے ممتاز ہین اس گرداب بلا مین گرفتار ہین اور اُس جادۂ اعتدال سے تجاوز کرکے اسلام مین رخنہ اندازیان کرتے ہین اور خود گمراہ ہوکر اپنے مقلدین کو بھی ورطۂ ہلاکت مین ڈالتے ہین بہلا شیعہ فرقہ کا بانی تو یہودی اور اسلامی دشمن تھا لیکن دوسرے فرقے جو اسلام مین ہوئے اُن کے بانی تو بڑے عالم فاضل اور مسلمان تھے اور وہ اسلام کے دل سے بدخواہ بھی نہ تھے لیکن اصل سے ڈگ گئے اور مغالطے مین پڑگئے جس سے پھر نہین سنبھلے جیسے غیر مقلدین کا یہ زعم ہے کہ اہل حدیث کا قدیم سے یہی مذہب ہے جسپر ہم ہین اس سے زیادہ شوخ یہ گھمنڈ رکھتے ہین کہ اہل بیت ہمارے ہی ہم مذہب اور ہم مشرب تھے اور اہل تسنن کا مذہب منافقون کے مذہب سے مطابقت رکھتا ہے جیسے غیر مقلدین کے عالم اور فاضل اس بہکاوے اور خبط مین گرفتار ہین اُنسے زیادہ اور مستند اور عالم متبحر اور فاضل اجل اہل تشیعہ اور معتزلہ اور دیگر فرقون کے مولوی اور ملّا اس وہم مین مبتلا ہوئے اور جیسی کچھہ کوششین یہ کرتے ہین اون سے زیادہ وہ کرتی تھے مگر انجام اونکا بجز رسوائی اور پشیمانی کے اور کچھہ نہین ہوا اور وہ خود ہی خسر الدنیا والآخرۃ ہوئے۔

جائے غور ہے کہ جس مُلک یا ریاست مین ایک خاص قانون کی پابندی ہوتی ہے جس کے توڑنے کا کسی کو گو وہ کیسا ہی بالادست افسر ہو مجاز نہ ہو وہان کہا جاتا ہے کہ عمدہ انتظام ہے گورنمنٹ انگریزی جو انتظام ملکی مین مشہور اور نامور ہے اُس کی وجہ یہی ہے کہ اُس کے یہان خلاف قانون عملدرآمد کرنے کا دوسرے

اور خود ملکہ قیصر ہند کو بھی اختیار نہین اسی پر اُن کی سلطنت کا مدار اور استحکام ہے اب بد نظمی کو ملاحظہ کرو کہ جس ملک مین ضابطہ کی پابندی اور قانون کا عملدرآمد نہو اور اُس کے کارکن اور حکام اپنی رائے اور خواہش کی موافق جس طرح سے چاہین کارروائی کرین وہان کہا جائیگا کہ بڑا اندھیر ہے اور سخت بدنظمی ہے اور کسی بات کا انتظام نہین ہے جو کوئی جیسے چاہتا ہے اپنی خودرائے سے کرتا ہے ظاہر ہے کہ وہ سلطنت کبھی قایم نہین رہسکتی اور نہ وہ ملک آباد رہسکتا ہے۔

یہی کیفیت فرقہ غیر مقلدین کی ہے کہ ایک مولوی یہ وعظ دیتا ہے کہ تراویح آٹھ رکعت پڑھو اور وتر ایک رکعت اور دوسرا مولوی بیس رکعت تراویح کی اور تین رکعت وتر کی تلقین کرتا ہے ایک کہتا ہے کہ بدون سورہ فاتحہ خلف الامام نماز نہین ہوتی دوسرا کہتا ہے کہ ہوجاتی ہے علی ہذا القیاس۔ اُنکے پیرو کار اُنہین مولویونکا اتباع کرتی ہین کوئی پوچھے کہ تم جوان ٹکسال باہر لانوکی کہنے پر چلتے ہو اور مستند اور مسلمہ تقلید کو ترک کرتے ہو آمین بجز خرابی اور بدنظمی کے کیا نتیجہ ہے پہلے ایک کی مقلد تھے اب بیسیونکی تقلید کرتے ہو اور اُس قاعدہ اور انتظام کو جو تیرہ سو برس سے چلا آتا ہے توڑتے ہو۔

اُن کی یہ دلیل کہ خدا کے فرمان اور رسول کی حدیث کے روبرو کسی کا قول قابل عمل نہین ہے ظاہری مغالطہ ہے کاش اُن کو یہ سمجھ ہوتی کہ ائمہ کا استنباط قرآن اور حدیث سے ہی ہے نہ اُنکا ایجاد اور جو کچھ اجتہاد اونہون نے کیا ہے وہ خدا ورسول کے فرمان سے کیا ہے اوس کی تقلید ہم کو اسوجہ سے واجب ہے کہ ہم کسی کم فہم بے علم خود پسند کے دام فریب مین نہ پھنسین اور اُس دائرہ سے جو شریعت اسلامی کا ہے قدم باہر نہ رکھین تو وہ کیون اپنی عاقبت خراب کرتے۔

کیونکہ آج ایک بھی عالم ایسا روے زمین پر نہین ہے جو حدیثون کے رطب و یابس کو دریافت کرسکے کسی کو پچاس حدیثین بھی ایسی یاد نہین جنکی وہ سند معہ روایت و درایت کے بیان کرسکے اور حدیثون کے اختلاف کی حد نہین باوجودیکہ محدثین نے حدیثون کی تحقیقات مین نہایت جانفشانی اور عرقریزی کی ہے اور اُنکو نہایت جد جہد بلیغ کے ساتھ فراہم کیا ہے مگر ایسی تو ایک کتاب بھی حدیث کی نہین ہے جس مین کل حدیث

صحیح اور مرفوع اور متصل ہی جمع ہون۔

معراج کے بارہ مین کسی حدیث مین روحانی اور کسی سے جسمانی اور کسی سے معراج کا خواب مین ہونا مذکور ہے اور کسی سے صرف ایک بار اور کسی مین کئی بار اور کسی سے صرف بیت المقدس تک اور بعضون سے بیت المقدس سے آسمان تک تشریف لے جانا ثابت ہے اسی طرح سے تراویح مین اختلاف ہے بعض حدیثون سے یہ پایا جاتا ہے کہ آنحضرتؐ نے رمضان مین کوئی زیادتی نماز مین نہین فرمائی اور بعض سے زیادتی کرنا پایا جاتا ہے پھر اس زیادتی مین بھی اختلاف ہے بعض احادیث سے صحابہؓ کا آٹھ رکعت اور بعض سے چالیس اور بعض سے چھتیس کا ثبوت ملتا ہے اور لوگون کی طبیعتین ٹھیرین مختلف بعض تراویح مطلق نہین پڑھتے اور بعض آٹھ رکعت اول شب مین بعد عشا کے پڑھتے ہین اور بعض تہجد کو تراویح سمجھکر تہجد کے وقت جماعت اور قرآن کے ساتھ آٹھ رکعت پڑھتے ہین یہی حال آمین اور رفع یدین اور قرأۃ خلف الامام کا ہے کل مسائل اجتہادی کو احادیث مین دیکھا جائے تو صدہا مسائل مین یہی اختلاف ہے اور اس حالت مین ہر شخص آزاد ہے خواہ وہ معراج علی العرش کو تسلیم کرے یا نہ کرے اور تراویح پڑھے یا نہ پڑھے اور اسی طرح سے اُسکی کمی زیادتی کا بھی ہر شخص مختار ہے غرض کم اور سنت کی بوجہ کثرت کے زیادہ ضرورت پڑتی ہے پس یہی حالت اُس ملک کی موافق ہے جسکو یہ کہنا چاہئے کہ وہان کوئی انتظام نہین ہے اور نہ ایک خاص قاعدہ پر وہان کا عملدرآمد ہے ہر شخص اپنی مرضی کا مختار ہے کوئی پابندی کسی قاعدہ اور ضابطہ کی نہین ہے۔

شاید ناواقف یہ خیال کرینگے کہ ائمہ اربعہ کے اجتہاد مین بھی وہ اختلاف موجود ہے جسکا الزام احادیث پر لگایا جاتا ہے اور اُن کے اتباع سے بھی وہ اختلاف رفع نہ ہوا تو یہ سمجھنا سخت غلطی اور باعث ناواقفیت کا ہے کیونکہ تقلید امام معین کا عملدرآمد اسی غرض سے کیا جاتا ہے کہ پابندی ایک ہی ضابطہ کی رہے اور کوئی متنفس اُس ایک قاعدہ سے جسمین وہ ہے تجاوز نہ کرسکے اگر اُسکا عقیدہ حدیث کے اس استدلال پر ہے کہ آمین بالجہر اور رفع یدین اور قرأت خلف الامام مسنون اور موکدہ ہے تو

جس امام کی یہ رائے ہے وہ جملہ مسائل مین اُسی امام کی تقلید کرے اور جو وہ مسئون نہین سمجھتا ہے تو اُس امام کی رائے پر اپنا مذہب قایم رکھے نہ یہ کہ کبھی آسانی کیواسطے اس امام کی رائے پر اور کبھی دوسرے امام کی رائے پر عمل کرنے لگا اس صورت مین یہ خدا و رسول کے حکم کا پابند نہین ہوا بلکہ اپنی رائے کا تابع ہوا اور یہی خودسری اور بے راہی ہے کہ جسمین اِس نے اپنے واسطے سہولیت اور رفع تکلیف دیکھی وہی کرنے لگا۔ کہین زکواۃ سے نکل گیا کہین سنتون کو چھوڑ بیٹھا وغیرہ وغیرہ۔

تیس برس سے سیکڑون مولوی اور ہزارون جاہل اُس انتظامی اور آئینی ضابطہ سے جو تیرہ سو برس سے نہایت استحکام اور اتفاق سے دُنیا مین قایم اور جاری ہے باہر ہو گئے ہین اور اُس اندھیر کھاتہ مین پڑنے اور اُس قدیمی ضابطہ کے درہم برہم کرنے کے واسطے اجتہاد کر رہے ہین اور سب کو یہی درس دیتے ہین کہ اِس بدنظمی کے ملک مین آجاؤ کہ اِس مین آزادی ہے خود اختیاری ہے خواہ گائے اور بکرا کھاؤ خواہ گوہ اور مینڈک۔ اور اُس آئینی ملک مین تو نہایت لاچاری ہے کہ کچھ نہین کر سکتے گلہ مین تقلید کا پٹہ پڑا اور پھنسے۔

اِس سے ناظرین منصرین انصاف پسند بخوبی فیصلہ کر سکتے ہین کہ یہ مدعیان عامل بالحدیث ایسے اپنے نئے طرز سے جو بالاجماع اُمّت محض بدعت اور نئی ایجاد ہے اسلام کو فائدہ پہنچا رہے ہین یا نقصان اور اُن کے ایسے عملدرآمد سے دین کا انتظام ہو رہا ہے یا بدنظمی پھیل رہی ہے۔

مولود اور فاتحہ کے سخت مخالف ہین حالانکہ دونون کی اصلیت شرع اسلام مین موجود ہے مولود ایک قسم کا وعظ ہے جسمین نہ کوئی راگ گایا جاتا ہے نہ ساز اور طبلہ بجایا جاتا ہے حدیثون سے ثابت ہے کہ صحابہ اپنے جلسہ مین ولادت شریف کا تذکرہ کیا کرتے تھے اور دُعا اور فاتحہ کا ثواب بالاتفاق موتے کے لئے امر خیر ہے۔ جس مین قرآن اور حدیث کا درس ہوا اور جو شخص ایسا درس کرا دے کہ وہ اِن نئے مذاہب والون کے نزدیک اسلام سے خارج اور مشرک اور بدعتی ہے کسی قدر ناسمجھی اور حماقت کی بات ہے ذرا غور نہین کرتے کسی ناعاقبت اندیش کٹ مُلّا

نے جو کہدیا اُسی کو تسلیم کرلیا اب مسلمانون نے جو فاتحہ کے لئے چنے اور کھانے اور مولود کی مجلس کے لئے شیرینی اور عطر اور خوشبو وغیرہ کا عمل کیا اپنی جانب سے کر لیا ہے کوئی پوچھے کہ اس مین گناہ کیسے ہوسکتا ہے ہر کام کے واسطے حیلہ درکار ہی دُنیا کا کوئی کام بلا سبب بلا واسطے کوئی نہین کرتا اور بلا وجہ ایک قدم بھی کوئی نہین اُٹھاتا اگر اس ذریعہ سے اُنھون نے خدا کے واسطے اپنا مال خرچ کیا تو وہ باعث ثواب کا ہوگا نہ موجب عذاب کا جسکے واسطے خداوند تعالیٰ نے صاف فرمادیا ہے "وما انفقتم من شیئ فان اللہ شاکر علیم" کہ تم جو کچھ خرچ کروگے اللہ اوسکا قدردان اور جاننے والا ہے۔ اور نیت کا درست ہونا اور خالصاً للہ ہونا کل عبادات اور حسنات اور اعمال کیلئے ضروری ہے۔

ان دونون باتون مین ایک عبادت بدنی اور ایک مالی ہے اب رہا یہ امر کہ خدا و رسول نے یہ نہین فرمایا کہ تم ایسے جلسے میلاد اور فاتحہ کے کیا کرو اور اپنی کمائی کو اس طرح سے لٹایا کرو یہ اسراف ہے سو یہ بھی غلطی ہے اوسنے خود فرمادیا ہے کہ "ومن تطوع خیرا فان اللہ شاکر علیم"۔

جو کوئی اپنی خوشی سے کوئی نیکی کریگا تو اللہ اُسکا قدردان اور جاننے والا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ اسقدر تو احکام ضروری اور لازمی ہین جو ہمنے کلام اللہ سے اور اپنے رسول کے ذریعہ سے تمکو بتلادے اب جو اسکے سوا حسب توفیق نیکی کروگے اُسکے ثواب کے مستحق ہوگے مسلمانون کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ صحابہؓ کا طریقہ کیا تھا اور کونسا فرقہ صحابہؓ کے طریقہ پر ہے جو فرقہ صحابہ کے طریقہ پر ہے وہی برحق اور خدا و رسول کے فرمان موجب ہی اور اُسیکی ڈگری ہے۔

یہ اسپیشل کیس (خاص صورت) کا وجود اگر صحابہؓ مین بھی یا اُن کے وقت مین پایا جائے تب تو یہ تقلید شخصی بہر نوع واجب اور قابل عمل ہے ورنہ جیسا غیر مقلدین کہتے ہین قابل نظر انداز اور بدعت ہے امام محمد نے کتاب الآثار مین روایت کیا ہے "شتہ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم تیذ اکرون الفقہ بینہم علی بن ابی طالب و ابی بن کعب و ابو موسیٰ علیحدۃ و عمر و زید و ابن مسعود

یعنی صحابہؓ مین سے چھ شخص باہم فقہ کی بحث علیحدہ علیحدہ کرتے تھے حضرت علیؓ ابی بن کعب۔ ابو موسیٰ اشعری ایک طرف اور حضرت عمرؓ۔ زید بن ثابت۔ ابن مسعود ایکسا تھہ۔

صفوان بن سلیم کا قول ہے لم یکن یفتی فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر عمر وعلی ومعاذ وابی موسیٰ یعنی حضور علیہ السلام کے زمانہ مین سوائے چار صحابہؓ کے حضرت عمر اور حضرت علی اور معاذ اور ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کوئی اور فتویٰ نہین دیتا تھا۔

امام شعبی کا مقولہ ہے "کان العلم یوخذ عن ستۃ من اصحابہ" یعنی علم چھ صحابہ سے سیکھا جاتا تھا (ماخوز از فتح المغیث وتذکرۃ الحفاظ علامہ زہبی)

ان چار صحابہؓ کے سوا دو صحابی ابی بن کعب اور زید بن ثابت تھے جو فقہ کے مسائل بیان فرماتے تھے۔

کل محدثین اور مورخ متفق ہین کہ مکہ معظمہ مین عبداللہ بن عباس اور مدینہ مین زید بن ثابت اور عبداللہ بن عمر کوفہ مین حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود وابو موسیٰ اشعری شام مین ابو درداء معاذ بن جبل کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فقہ کی تعلیم کیلئے مامور فرمایا تھا منہ۔

یہی تقلید شخصی ہے جسکو آج کل کے ناواقف مولوی بدعت بدعت پکار رہے ہین اسی شخصی پر صحابہ کا عمل تھا اور یہ صحابہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا سب کے سب حضرت عمرؓ کے فقہ مین مقلد تھے اور انہین کے تعلیم یافتہ۔

اس بیان مذکورہ بالا سے بخوبی واضح اور روشن ہو گیا کہ جو طریقہ ائمہ اربعہ کی تقلید کا جداگانہ ہے وہ بالکل موافق عمل اعلیٰ درجہ کے صحابہؓ کے ہے اور جو مذہب صحابہ کا تھا وہی مقلدین کا ہے اور صحابہ کا مذہب خدا و رسول کے فرمان کے مطابق ہے پس یہ تقلید خدا و رسول کے حکم کی تقلید ہی فہو المراد۔

صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے جو آمین بالجہر اور رفع یدین وغیرہ کو مسنون جانتے تھے وہ اوس کی پیروی کرتے تھے اور جو مسنون نہین جانتے تھے وہ اسکے

تارک تھے یہ عقیدہ اُنکا نہین تہا کہ یہ عمل مسنون ہی ہین اور غیر مسنون اور متروک ہی اور کرنے کا اور نہ کرنے کا اختیار ہے کہ دونون طرح کی حدیثین موجود ہین یہ نئی ایجاد اس تیرہوین صدی مین ہوئی ہے جو سب مسلمانون کے خلاف ہے۔

اسلام کی اشاعت سے اسلام پر ایسا وقت نازک کبھی نہین آیا جہان اسلامی سلطنتین ہین جنکو خداوند تعالیٰ قایم اور مظفر و منصور رکھے وہان پھر بہی یک گونہ انسداد اور پابندی شریعت کا انتظام ہے لیکن جہان غیر مذہب فرمانروا ہین جنکو اسلام کا کچھہ خیال نہین ہے اور وہ اسکے برباد اور نیست و نابود ہونے کے خواستگار ہین وہان سخت وقت واقع ہے کیونکہ ہر شخص آزاد اور مطلق العنان ہے سلطنت کی جانب سے مذہب کا کوئی خوف نہین ہے اور آدمی قدرتی مختلف طبائع پیدا ہوئے ہین جس سے یہ مونہہ زوریان کرتے ہین اور اپنی رائے ناقص سے نئی اختراع اور ایجاد دین مین کرتے ہین۔

کمال ہی نادانی اور حماقت ہے کہ علی العموم مسلمان جانتے ہین کہ جب سے مسلمانون کی سلطنت اس مُلک سے گئی عربی کے علامہ اور دین کے فاضل اور امام پیدا ہونے بہی بند ہو گئے وہ لوگ جنکو صرف و نحو تک کی آگاہی نہین نہ عربی لٹریچر اور علم بیان اور بلاغت سے آشنائی نہ معقول اور منقول سے شناسائی اُن بزرگوارون کی موتہہ آتے ہین جنکی مادری زبان عربی تہی اور اُنسے اور صحابہ سے صرف ایک یا دو واسطہ ہی درمیان تہا۔

جنکو ایک حدیث کی روایت و دراہت کی خبر نہین اور نہ محکمات اور متشابہات آیات سے واقفیت وہ اپنے کو مجتہد اور فاضل اجل گمان کرتے ہین اور ائمہ دین جن پر نکتہ چینی کا متقدمین کو بہی حوصلہ نہین ہوا اور تابعین اور تبع تابعین سے ہین اپنی خود رائی سے اُن پر صدہا قسم کے عیب لگاتے ہین۔ حضرت امام اعظمؒ سے اُنکو وہ کینہ ہے جیسا شیعون کو حضرت عمرؓ سے ہے کیونکہ اسلامی دُنیا مین اعلیٰ حصہ مذہب کا امام اعظم کا مقلد ہے علی الخصوص ہند و ستان مین ساری مسلمان

مذہب حنفی رکھتے ہین جس سے غیر مقلد جلتے ہین اور بیہودہ باتین نادانون کی سی کرتے ہین امام صاحب کا یہ رتبہ دیکھکر کہتے ہین کہ اُنکو ۱۷ حدیثین یاد تھین اتنا نہین سمجھتے ہین کہ ۱۵ بیس حدیثین تو ادنیٰ درجہ کے واقف کار کو بھی اس گئے گذرے زمانہ مین یاد ہوتی ہین ۱۷ حدیث کے محدث کا یہ حوصلہ کب ہوسکتا ہے کہ وہ اُن کی ذریعہ تمام شریعت کا قانون مرتب کرے اور پھر اُس قانون کو وہ قبولیت عام ہو کہ ساری دُنیا نظر قبول سے آمنا صدقنا کہکر اُس پر عمل کرے اور کل علما اور محدث اُسی کے تابع فرمان اور اُسی کو اپنا دستور العمل دین کا قرار دین۔

ان مُلّانون کی معاش کا ذریعہ بوجہ اُن کی بدلیاقتی کے جب کچھہ نہ رہا تو انھون نے یہ شیوہ اختیار کیا تاکہ اِس ذریعہ سے مسلمان اُن کی جانب مائل ہون اور اس تفرقہ پردازی سے اپنی گذر اچھی طرح سے اطمینان کے ساتھہ وقوع مین آئے کیونکہ نہ کوئی ہنر اور پیشہ اُن کے ہاتھہ مین ہے اور نہ تجارت اور حرفت نہ دفتر کے قابل نہ مزدوری کے لایق اسواسطے یہ تھوڑا سا ترجمہ قرآن اور کچھہ احادیث وغیرہ پڑھکر اپنی کو زمرہ علما مین ظاہر کرکے واعظ ہوجاتے ہین اور اپنی گذر چلاتے ہین اور اُن بیچارے سادہ لوحونکو مونڈتے ہین جو کسی طرحکی واقفیت نہین رکھتے۔

قرآن اور حدیث کی آڑ مین یہ اپنا شکار کھیلتے ہین اختلاف اور تفرقہ پردازی مین اُن کی مطلب برآری خوب ہوتی ہے کیونکہ باہمی ضداور حیض بغض مین ہر ایک فریق اپنی بات بالاکرنے کی غرض سے مولوی صاحب سے استمداد کرتا ہے اور وہ اُنکو اشتعالک دیتے اور ہمت بندھاتے رہتے ہین پھر وہ کیسے مولوی صاحب کی قدر منزلت نکرین۔

ہر ایک مذہب اپنے پیشواؤن کی بدولت دُنیا مین آیا اور اُنہین کی خودپسندی اور نفسانیت سے غارت ہوا اہل ہنود بھی ایک وقت مین خدا پرست تھے اُنکو خود غرض پنڈتون نے اِن جالون کو پہنچایا کہ اصل ہی جاتی رہی اور مذہب کی بو بھی نہین رہی اور خدا کی توحید نام ونشان کو بھی اب اِنمین نہین پائی جاتی

اگر بدعت کے یہی معنی ہوتے جو واعظ صاحب آشکارا فرماتے ہین تو حضرت

ابوبکرؓ قرآن مجید کو کبھی نہ لکھاتے اگر وہ اپنے اسی خیال پر جمے رہتے کہ حضور علیہ السلام نے اُس کی کتابت کا التزام نہین فرمایا آپ کے بعد کتابت کلام مجید بدعت ہو تو بس دین کا خاتمہ ہو چکا تھا مگر حضرت عمرؓ کے اجتہاد اور قیاس نے وہ خیال حضرت ابوبکرؓ کا بدل دیا جس سے صاف عیان ہے کہ بدعت کے وہ معنی جو واعظ صاحب فرماتے ہین شرع مین نہین ہین۔

حضرت عمرؓ نے اپنے عہد مین مسجد نبوی کو وسیع تعمیر کیا اور تراویح کا انتظام رمضان المبارک مین اور متعہ کا انسداد اور ڈھیلے سے استنجا کرنے کا اہتمام نہایت تاکید سے کیا جسکا عمل حضور علیہ السلام کیوقت مین نہین ہوا تھا۔

حضرت عثمانؓ نے جمعہ مین خطبہ کی اذان اور حجاز کے محاورہ کیموافق قرآن تحریر کرائے اور اسکے خلاف جو تھے اُنکو جلوا دیا۔

عمر بن عبدالعزیز نے حدیثون کو جمع کرنے اور قید کتابت مین لانے کا اہتمام کیا اور حضور علیہ السلام کے اِس فرمان کا بھی خیال نہ فرمایا کہ لا تکتبوا عنی شیئًا الا القرآن کہ میری باتون مین سے کچھ مت لکھو سوائے قرآن کے اسی طرح تابعین اور تبع تابعین کے عہد مین اور اُن کے بعد کے زمانہ مین بہت سے امور کا ظہور اسلام مین ہوا جو پہلے نہ تھا جیسے مدرسون کا جا بجا مقرر کرنا اور معلمون کو دینیات کی تعلیم کی تنخواہ دینا اور بادشاہان اسلام کا تخت پر جلوس فرمانا اور علحدہ علحدہ محکمے اور دفتر مقرر کرنا اور خراج وغیرہ علاوہ زکوٰۃ کے رعیت سے لینا اور کعبہ اور روضہ منورہ کا تعمیر کرنا اور غلاف چڑھانا اور مسجدون مین کنوئین اور حمام وغیرہ بنانا اور امام اور موذن تنخواہ پر مقرر کرنا اور خطیب اور مفتیون کا متعین ہونا اور خاص قرآن مجید کی تعلیم کی اُجرت دینا اور قرآن کا ترجمہ دوسری زبانون مین کرنا اور شاندار عدالتون کا تعمیر ہونا اور رفتیب اور چوبدار رکھنا اور کفّار کی زبان سیکھنا اور دوسرے ملکون کی ایجاد اور وضع کا اختیار کرنا صدہا امر ایسے ہوئے اور ہوتے رہین گے جنکا پہلے قرون ثلثہ مین وجود تک نہ تھا اور جسوقت اُنکا وقوع عمل مین آیا تو کسی نے اوسکو بدعت نہین کہا جس سے ثابت ہو گیا کہ جو امر مسلمانون کے اور اُنکے مذہب کیلئے مفید اور اصلاح قومی اور فلاح دین

کا موجب ہے اوس کے اجرا مین گو اوسکا ظہور کبھی ہو بدعت نہین ہے سراسر خوشنودی ورضامندی خداوند تعالیٰ کا باعث ہے۔

صحابہؓ نے اپنے یہ نمونے اسواسطے دکھلا دیئے کہ جب دین مین کوئی ضرورت ایسی واقع ہوا کرے اور جوامر باعث انتظام دین کا ہو اُس کے عمل کرنے مین کوتاہی اور غفلت نہ کی جاوے اور نہ کوئی جاہل اوسکو بدعت سمجھے تاکہ مسلمان ایسے مغالطہ مین پڑکر دین کو ہاتھون سے نہ کھو بیٹھین۔

سو حضرات یہ تقلید جسکو آپ بدعت اور شرک پکار رہے ہین وہ بدعت ہے جسکا عمل حضور علیہ السلام کے زمانہ مین ہوا اور اس کے بعد خلفاراشدین نے اوسکو برابر جاری رکھا اور بقول مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ کے یہ وہ تقلید ہے جسکے اجراسے مصلحت عظیم ہے اور دین کا انسداد اور ہر طرف سے رخنہ بندی کا موجب ہے۔

اہل تشیعہ اس خلجان مین گرفتار ہوئے کہ اہل بیت کے مدایح اور برگزیدگی ظاہر کرنے کے لئے خداوند تعالیٰ نے پیغمبر بھیجے کتابین نازل کین فرشتون کا نزول ہوا زمین اور آسمان پیدا کئے غرض جو کچھہ کارخانہ اور مشاہدہ اور واقعات ظہور مین آئے سب اسی غرض کے اظہار کے لئے کہ مخلوقات کو قرب اور مدایح اہل بیت کا حال معلوم ہو اس کے سوا اور کوئی مطلب دین اور اس تنزل سے نہین ہے۔

آپ اس خبط مین پڑے کہ بس حدیث پر ہی عمل کرنا چاہئے اور اُس کے مقابل مین جو دوسرونکا قول ہے وہ ہذیان ہے جیسا اونہون نے محبت اور مدایح اہل بیت کو نہین سمجھا ایسا ہی آپنے منشا حدیث کو دریافت نہین کیا۔

ایم اے جارج سیل صاحب بہادر مترجم قرآن جسنے اسلامی کتابون کو خوب ہی چھانا ہے انگریزی ترجمہ قرآن مجید کے دیباچہ مین لکھتا ہے کہ "اسلام مین فرقہ ناجیہ وہی پایا جاتا ہے جو سنت جماعت کے نام سے مشہور ہے اور آئمہ اربعہ مین محدود ہے اور یہی فرقہ اطراف عالم مین شایع اور قرآن اور پیغمبر کے فرمانکے تابع ہے باقی فرقے برائے نام اور بے نام ونشان ہین۔

اہل تشیعہ کی نسبت وہ لکھتے ہین کہ "یہ پاگل ابن سبا یہودی کے بہکائے مین آگئے جو مذہب یہود کا عالم تہا اور مذہب عیسوی سے بہی واقفیت رکہتا تہا اور ان کے خیالات پاگل پنے کے ہین اُن مین اور سُنیون مین ایسا ہی تفاوت ہے جیسا یہودی اور عیسائی فرقے مین۔

جیسے فرقہ شیعہ نے محبت اہل بیت کو ذریعہ مخالفت کا بنایا تہا اسی طرح سے غیر مقلدین نے حدیث کو اپنی کارروائی مخالفانہ کا ذریعہ قرار دیا ہے اُنکا مطلب خلفاء راشدین سے بدگمانی کا تہا اور اُنکا منشا ائمہ سے بدظن کرنے اور اُن کی تقلید ترک کرانے کا ہے مآل کار دونون کا ایک ہے کیون کہ اسلامیون کے نزدیک خلفا اسلام کے آفتاب اور یہ امام ماہتاب ہین ہم کس آنکھ کو برا اور کسکو ناسزا کہین جب تک مُسلمان خلفا اور ائمہ اربعہ کے تابع اور فرمانبردار رہین گے اُس وقت تک وہ مسلمان اور مطیع خدا اور رسول ہین اور جہان وہ اُن کی جانب سے کسی طرح کا خیال سوءظنی کا دل مین لائے اور دین سے گئے۔

اسلام مین ایک یہی فرقہ تقلیدی اصلی اور مستقل حالت پر قایم ہے جسنے اپنی وضع کو نہین بدلا اور حضور علیہ السلام کا فرمان کہ ایک فرقہ میری امت کا ہمیشہ راہ راست پر قایم رہیگا اسی پر صادق آتا ہے اور خداوند تعالیٰ بہی اسکی شہادت دیتا ہے وکفیٰ باللہ شہیدا۔ خانہ کعبہ کی نسبت ارشاد ہے ان اولیاءہٗ الا المتقون کہ اوس کے وارث پرہیزگار لوگ ہی ہون گے سو بیت اللہ کے وارث مقلد ہی ہین اور بیت اللہ کے سوا جسقدر متبرک مقام ہین سب اسی فرقے کے قبضہ مین ہین بیت المقدس۔ کربلا معلیٰ۔ نجف اشرف۔ بیت اللحم حضرت عیسیٰؑ کا طور سینا موسیٰؑ کا کنعان یعقوب علیہ السلام کا مصر یوسفؑ کا ہاروت ماروت کا بابل قدیمی بزرگ شہر دمشق نوشیروان کا بغداد ہرقل کا پایہ تخت انطاکیہ حضرت ابراہیمؑ کا کعبہ حضور علیہ السلام کا مدینہ۔ طائف جدہ۔ بدر۔ حنین وغیرہ وغیرہ۔ اسی فرقہ مقلدین کے قبضہ مین ہین۔ قرآن مین علانیہ صاف الفاظ مین اس فرقے کے اوصاف مین اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر کہ وہ امر معروف کا حکم دیتے ہین

اور بری بات سے منع کرتے ہین۔ تقلید جس سے دین کا انتظام ہے اعلیٰ درجہ کا امر معروف ہے جو تمام دنیا مین شائع ہے اور وہابیت جو باعث استیصال دین وموجب تفرقہ ہے بہت ہی بری بات ہے اُس سے وہ منع کرتے ہین پھر فرمایا کہ "فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون" کہ یاد رکھنے والے علما سے مسائل دریافت کرلیا کرو ائمہ بالاتفاق اہل الذکر ہین اُن کے بعد اس شان کا کوئی نہین ہوا اسکا اتباع یہی فرقہ کرتا ہے اور اون کے استنباط کی خوبی بھی بیان فرمادی "یعلمہ الذین یستنبطونہ منھم" کہ بیشک اُن مین جو کھوج لگاتے ہین وہی حقیقت کے جاننے والے ہین اگر اہل ذکر کا تعین نہ ہوتا تو ہر ایک کم فہم خود غرض سے دین کا پالا پڑتا اور وہ اپنی خود رائی اور نفسانیت سے رخنہ اندازی کرتا الحمد للہ کہ قرون ثلثہ کے اندر ہی اندر اُسکا انضباط اور انتظام کلی ہوگیا جو قبولیت کیساتھ تمام اسلامی دُنیا مین پھیل گیا اب جو کوئی اس اجماع کے خلاف جارہا ہے وہ مورد اور مخاطب اس فرمان الہٰی کا ہے "ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولیٰ ونصلہ جھنم"

کہ جو کوئی اُس ہدایت کے ظاہر ہوے پیچھے رسول کے خلاف کرے اور مسلمانون کے طریقہ کو سوا اور دوسرا طریق چلے تو جو راستہ اُسنے اختیار کرلیا ہے ہم اوسکو اُسی راستہ چلائے جائین گے اور پہنچا دین گے اوسکو دوزخ مین۔

"ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءھم البینٰت واولئک لھم عذاب عظیم"

اور اُن جیسے نہ بنو جو ایک دوسرے سے بچھڑ گئے اور کھلے کھلے احکام آئے پیچھے لگے آپس مین اختلاف کرنے اور یہ وہی ہین جنکو اس تفرقہ پردازی کا بڑا عذاب ہوگا سو بارہ برس سے جو مسلمانون نے بموجب آیۃ "واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا" کے دین کی رسی کو اتفاق کے ساتھ پکڑ رکھا تھا جسمین کوئی تفرقہ نہین تھا سب حنفی شافعی ایک مذہب تھے اور باہم چارون کو حق جانتے تھے جنکے ثبوت قرآن وحدیث اور عمل صحابہ

تابعین و تبع تابعین سے بخوبی مثل روز روشن کے ظاہر ہوگئے تھے اور کسی کو اختلاف نہین تھا اُس رسّی کو ان غیر مقلدون نے اپنی ضد اور نفسانیت اور نا سمجھی سے چھوڑ دیا اور باہم اسلام مین پھوٹ ڈالنے کے درپے ہوگئے اور اُس اتفاق کو جو قرآن مجید کے موافق تھا شرک اور بدعت پکارنے لگے اور احادیث کے اتباع کے مغالطے مین پڑ کر حکم الٰہی کو بھی چھوڑ بیٹھے اور ایسے کھلے کھلے احکام پر مطلق اُن کی نظر نہ رہی۔

ہر فرقہ اپنا مذہب سچا اور برحق جانتا ہے مقلدین کو آمین بالجہر رفع یدین وغیرہ سے عار نہین نہ وہ اُسکو خلاف سُنت سمجھتے ہین مگر چونکہ مقلد بجمیع الوجوہ کسی ایک امام کے مقلد نہین اور اسلامی انتظام کو درہم برہم کرنا چاہتے ہین اور اسلام مین وہ نیا دبرا کی جو اہل تشیعہ نے رکھی تھی قایم کرنے کے درپے ہین اس سے مسلمان اُن کو خونخوار نگاہ سے دیکھتے ہین اور اس آمین بالجہر اور رفع یدین سے اُنکی شناخت ہوتی ہے اگر وہ امام شافعی کا مسلک پسند کرکے یہ اعلان کر دین کہ ہم جمیع مسائل مین امام شافعی کے پیرو ہین تو وہ شوق سے آمین بالجہر اور رفع یدین کرین کوئی بھی مسلمان مزاحم نہ ہو اور یہ تفرقہ جو پڑا ہوا ہے بالکل یک لخت اُٹھ جائے کیون کہ الفتنۃ اشد من القتل، فتنہ قتل سے بھی بڑھکر ہے اور یہ وہی فتنہ ہے جو حضرت عثمان رض کے زمانہ مین پیدا ہوا تھا جسنے لاکھون کو تہ تیغ کیا اور اسلام کو سخت نقصان پہنچایا اور مسلمانون مین صدہا فرقے ہوگئے سو یہ اُسکا انسداد ہے ورنہ حدیث تو مسلمانون کا عین مذہب ہے اور احادیث کے اہتمام اور جمع کرنے اور سراغ مین اُنھون نے نہایت ہی جانفشانی کی ہے۔

بیت المقدس کی شان مین خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون ان فی ھذا لبلاغا لقوم عبدین البتہ ہمنے ذکر کے بعد زبور مین لکھدیا ہے کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہون گے بے شک اس مین ایک پیغام رسانی ہے عبادت کرنے والون کی لئے۔ زبور ۳۷ درس ۹ وہ جو خدا پر بھروسہ کئے ہوئے ہین اوس زمین کے وارث

ہون گے" درس ۱۱ مین ہے "حلیم لوگ وارث ہون گے اُس زمین کے اور خوش ہون گے آپس کے باہمی اتفاق سے۔ قرآنی آیت کی کیسی تصدیق زبور سے اور فرقہ مقلدین کی صداقت کیسی کچھ ان آیات سے جلوہ گر ہے کہ بیت المقدس کے وارث ابتداء اسلام سے ابتک وہی نیک بندے مقلدین ہین جنکو غیر مقلدین بدعتی اور مشرک گمان کرکے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہین اور وہ مصداق اس آیت کے ہین "فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیا" پھر انکے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہون نے نمازون کو ضایع کیا اور نفسانی خواہشون کے پیچھے پڑ گئے سو اُن کی گمراہی ان کے آگے آئیگی۔ یہ آیت نمازیون کی شان مین ہے بے نمازیونسے یہ خطاب نہین ہے۔

ائمہ اربعہ کے جسقدر مسائل ہین اُن مین ایک بھی مسئلہ ایسا نہین ہے جسکی اصل قرآن اور حدیث مین ملتی ہو مگر پھر بھی یہ غیر مقلد یہی راگ گائے جاتے ہین کہ کسی امام کی تقلید مت کرو خیر صاحب ائمہ کی تقلید مت کرو اور مولوی نذیر حسین اور مولوی عبید اللہ نومسلم اور اُن کے بھتیجے مولوی عبد الحق اور محی الدین ناجر کتب اور مسجد بنارسی کے امام نومسلمون کی تقلید کرو۔

اور جو واعظ کم فہم بے علم آتے ہین اُنکا اتباع کرو مگر یہ اتباع جو محض قرآن اور حدیث کے خلاف ہے عین دلیل گمراہی اور کجی کی ہے ایسے ہی ایمانداروں کے حق مین یہ حکم خداوند تعالیٰ کا صادر ہوا ہے کہ "اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشھوات" کہ ایسے لوگ اپنی نمازین ضایع کرتے ہین اور اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی کرتے ہین۔

گیا شیطان راندہ ایک سجدہ کی نہ کرنیسے اگر لاکھون برس سجدہ مین سر مارا تو کیا مارا	

حدیث کی معیار محدثین اور مفسرین اور ائمہ مجتہدین نے روایت اور درایت کو قرار دیا ہے یہ ظاہری مذاہب والے روایت پر بھروسہ کرکے احادیث پر اپنی خواہش کے موافق عمل کرتے ہین اور جس امر کو خلاف طریقہ امام اعظمؒ کے پاتے ہین اوس پر

زیادہ زور دیتے ہین درایت سے بالکل بے خبر ہین جسکی وجہ خاص اُنکی کم علمی اور جہالت اور بے عقلی ہے۔

عوام کو دھوکا دینے کے واسطے مقلدین پر طعنہ زنی کرتے ہین کہ جس مقلد کے روبرو کوئی حدیث پیش کرو تو وہ یہ کہتا ہے کہ ہمارے امام نے یہ نہین فرمایا جس سے ہم اس کو نہین مانتے۔

ظالمو! یہ نہین سمجھتے ہو کہ یہ رسول کا فرمان واجب الاذعان ہے واعظ صاحب خود ظالم اور کم فہم ہین"

بے خبرے چند ز خود بے خبر عیب پسندند بر غم ہنر	

محض اپنے اغراض حاصل کرنے اور شکم پری کے واسطے خدا و رسول کے خلاف غیر مقلدین کی رضامندی کے لئے عاقبت خراب کرتے ہین بھلا کون ایسا مسلمان ہے جو حضور علیہ السلام کے فرمان کو سرا ور آنکھو پر نہ رکھے مقلدین مین سے اگر کوئی حدیث کی دلیل پر یہ جواب دیتا ہے کہ ہمارے امام نے نہین فرمایا تو اسکی وجہ خاص یہ ہے کہ وہ حدیث کو تو اپنا ایمان جانتا ہے مگر ایسے مبتلا نفس کے قول پر اوس کو وثوق نہین ہے اور دراصل ایسے غرض مند جاہل جو عوام مین اپنے کو عالم اور فاضل کہلاتے ہین ٹکسال باہر ہین اور اُن کے اقوال ماننے کو خود حضور علیہ السلام نے منع فرمادیا* کہ سب لوگون سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ ہین یعنی میرے اصحاب پھر وہ لوگ بہتر ہین جو اصحاب سے ملے ہوئے یعنی تابعین مین پھر وہ لوگ بہتر ہین جو تابعین سے ملے ہوئے یعنی تبع تابعین ہین پھر ان تینون زمانون کے بعد وہ لوگ آوین گے جنکی گواہی قسم پر شتابی کرے گی یعنی جھوٹی قسم تک سے اونکو پرہیز نہ ہوگا سو زمانہ حال کے مولوی اور مفتیون کا یہی حال ہے کہ وہ اصلی راستہ تقلید سے لوگونکو ہٹا دیتے ہین اور اپنے تابع بناتے ہین اور آیات اور احادیث سے دین مین کجی پیدا کرتے ہین لوگون کے بہکانے کے واسطے اُنہون نے قرآن حدیث کی اوٹ لے رکھی ہے

* حدیث دیکھو بخاری مسلم اور مسعود مین۔

کیونکہ یا وٹ نہ ہو تو پھر کون دام فریب مین آئے اور ایسے غرض کے طالب حدیث کیا اگر آیت کا بھی حوالہ دین تب بھی انکا قول قابل اعتبار نہین کیونکہ یہ اپنے مطلب کے واسطے اوس کے معنی کچھہ کے کچھہ ظاہر کرتے ہین اور ائمہ اربعہ ٹکسالی اور مستند ہین اور انکہون محدث اور مفسر اُن کے اجتہاد پر صاد کر چکے ہین اور جو مطالب اور مسائل اُنہون نے استنباط کئے ہین وہ سراسر حدیث اور قرآن سے نہ اپنی خواہش سے حضرات غیر مقلدین خواہ دیدہ و دانستہ یا ناواقفیت سے تقلید کے معنی اور مفہوم سمجھنے مین غلطی کرتے ہین حالانکہ یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ یہ امام نبی نہین رسول نہین نہ کسی مقلد کا یہ عقیدہ ہے وہ خود تابع کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے ہین اور جسقدر محدث اور اولیا اللہ اور امام ہوئے ہین سب ہی اُس ایک زنجیر مین جکڑے ہوئے ہین اور اُسی کے اتباع کی تاکید پر ملا بڑے زور سے کرتے ہین اور اُنہون نے یہ نظر دور اندیشی حسبۃً للہ دین کے استحکام کے واسطے جہد بلیغ کرکے قرآن اور صحیح احادیث سے امت کی سہولیت کے لئے مسائل استنباط کئے اور اُس مین پھر یہی امر نہین ہوا کہ کیلئے اپنی ہی راے پر وثوق کیا ہو بلکہ اوسوقت کے جو ناموجین اور تبع تابعین مین سے محدث اور بڑے بڑے مفسر اور فقیہ تھے جنکا نظیر روے زمین پر بھی نہ تھا اور نہ آیندہ ہوسکتا ہے وہ استنباطی مسائل نہایت قوی دلائل کے ساتھہ بحث و مباحثہ ہوکر طے ہوتے تھے اور جس مسئلہ پر اتفاق اکثر کا ہوتا تھا اوسی پر فتوی تھا اور وہی مسئلہ مفتی بہ درج کتاب فقہ کیا جاتا تھا اور یہہ محنت اسی غرض سے ائمہ رحمہم اللہ نے گوارا کی تھی کہ آیندہ کو شریعت اسلامی مین کسی مفسد فتنہ پرداز خودغرض حیلہ جو ریاکار کو رخنہ کرنے کا موقع نہین ملے جناب مولوی حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکہ معظمہ جو اعلی درجہ کے متبع سنت اور اہل باطن ہین اپنے ملفوظات مین یون ارشاد فرماتے ہین جس کو شمائم امدادیہ سے ذیل مین بجنسہ نقل کیا جاتا ہے کہ فقیر وہ ہے کہ حنفی المذہب صوفی المشرب ہو" اور غیر مقلد لوگ کہ نی زمانہ دعوی حدیث دانی و عمل بالحدیث کا کرتے ہین حاشا وکلا کہ حقانیت سے بہرہ رکھتے تو اہل حدیث کے زمرے مین کب شامل ہوسکتے ہین بلکہ ایسے لوگ دین کے

راہزن ہین اُن کے اختلاط سے احتیاط چاہیئے اور فقہاء احادیث نبویہ کو روایۃً اصحاب حدیث سے اخذ کرتے ہین اور درایۃً حضرت حق سے فیضان حاصل کرتے ہین لقولہ صلے اللہ علیہ وسلم فلیبلغ الشاھد الغائب الی اخر الحدیث،،

یہ لوگ محدثین پر فضیلت رکھتے ہین اور انکو فہم و ادراک بمرتبۂ کمال عنایت ہوا ہے اور احادیث سے استنباط کرتے ہین اور غور و تعمق سے احکام وحدود کو ترتیب دیتے ہین اور ناسخ و منسوخ مطلق مقید مجمل مفسر خاص عام محکم متشابہ مین امتیاز کرتے ہین یہ جماعت مبین احکام و نشان اسلام ہین۔

اسلامی کتب خانون کی سیر کرو محدثین اور مفسرین اور فقہا کے حالات دیکھو تو علم حدیث اور تفسیر اور فقہ کا مرکز اور سرچشمہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہی نظر آتے ہین اور یہ علوم جسقدر آجتک اسلامی دُنیا مین شایع ہوئے ہین وہ برملا یہی شہادت دے رہے ہین کہ ہم اسی امام معظم کے سینہ گنجینہ سے دُنیا مین پہلے ہین اور امام ابوحنیفہؒ کے خزانہ کے ہم گوہر آبدار ہین حدیث مین بھی یہ پایۂ امام اعظمؒ صاحب کا ہی سب سے بڑھا ہوا ہے آپ سے پہلے عموماً زبانی روایت کا رواج تھا اور ائمہ حدیث کتابت کو بدعت سمجھتے تھے آپ ہی کے عہد مین کہ آپ کا ابتدائی زمانہ تحصیل کا تھا حدیث کی تعلیم کا طریقہ مرتب اور باقاعدہ ہوا سنہ ۱۰۰ ہجری مین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اہل مدینہ کو خط لکھا،، انظر واجمعا کان من حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاکتبوہ فانی خشیت دروس العلم وذھاب العلماء،،

یعنی حضور علیہ السلام کی جملہ حدیثین قلم بند کرلی جائین ورنہ ضایع ہونے کا مجھکو خوف ہے اور دوسرے شہرون مین بھی اس مضمون کے فرمان جاری کردیئے چنانچہ مدینہ مین امام زہریؒ نے ایک مجموعہ احادیث کا مرتب کیا جس کی نقلین سلطنت کی طرف سے تمام ممالک اسلامیہ مین شایع کی گئین اُسوقت سے حدیث کی تدوین کا عام رواج ہوگیا اور جہان جہان اہل حدیث تھے اسی طریقہ کو برتنے لگے۔ (دیکھو فتح المغیث و مقدمہ قسطلانی)

امام اعظمؒ کے شیوخ حدیث بے شمار تھے اور وہ سب تابعی تھے ابوحفص کبیر

نے دعویٰ کیا ہے کہ چار ہزار مشائخ امام اعظمؒ صاحب کے حدیث کے اُستاد ہین جنسے امام صاحب نے حدیثین لی ہین اور علامہ سخاوی نے فتح المغیث مین اُن مشائخ کے نام لکھے ہین۔ (دیکھو فتح المغیث)

سنہ ہجری جو سال ولادت امام اعظمؒ کا ہے اُسوقت صحابہ مین سے عبدالملک بن مروان کے وقت مین انس بن مالک سہل بن سعد اور ابو الطفیل عامر رضی اللہ عنہم زندہ موجود تھے اور یہ اصحاب اخیر صدی تک یعنی امام صاحب کے شباب تک زندہ رہے جس سے امام صاحب کا تابعی ہونا بخوبی ثابت ہے کوفہ مین کوئی محدث ایسا نہ تھا جس کی شاگردی کا افتخار امام صاحب نے نہ حاصل کیا ہو ابو المحاسن شافعی نے جہان مشائخ احادیث امام صاحب کے نام شمار کئے ہین وہان ۹۳ محدث خاص کوفہ کے رہنے والون کے نام درج کئے ہین (دیکھو تہذیب التہذیب و تہذیب الاسماء و تذکرۃ الحفاظ)

کوفہ کے سوا مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین جو محدث تھے اُن مین سے بھی کسیکو نہین چھوڑا جس سے حدیث کی سند نہ لی ہو اور کل محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ امام اعظمؒ کے شیوخ حدیث بے شمار تھے ابو حفص کبیر نے دعویٰ کیا ہے کہ امام صاحب نے کم سے کم چار ہزار شخصون سے حدیثین روایت کی ہین اور بڑا کمال یہ ہے کہ آپ کے مشائخ کے اور رسول علیہ السلام کے درمیان صرف ایک صحابہ کا ہی واسطہ تھا کیونکہ اکثر مشائخ آپ کے جنسے امام صاحب نے حدیثین لین بالاتفاق تابعی تھے اور حدیث مین جو اہل کمال تھے اُن سب سے آپنے علم حدیث کی سند لی عقود الجمان کے دیکھنے سے یہ عقدہ بآسانی حل ہوتا ہے کہ علم حدیث کی اشاعت بھی فقہ کی طرح سے اسی گھر سے ہوئی ہے جسمین مفصل لکھا ہے کہ جہان جہان اسلامی سلطنت تھی وہان وہان امام صاحب کے شاگرد اہل حدیث بھی موجود تھے چنانچہ اُن کے نام بھی خصوصیت کے ساتھہ درج کئے ہین اور وہ شہر یہ ہین۔

مکہ۔ مدینہ۔ دمشق۔ بصرہ۔ واسطہ۔ موصل جزیرہ۔ رقہ۔ صیبین۔ رملہ مصر

یمن۔ یمامہ۔ بحرین۔ بغداد۔ اہواز۔ کرمان۔ اصفہان۔ حلوان۔ استرآباد۔ ہمدان۔ نہاوند۔ رے۔ قومس۔ دامغان۔ طبرستان۔ جرجان۔ نیشاپور۔ سرخس۔ نسا۔ بخارا۔ سمرقند۔ کس۔ صغانیان۔ ترمذ۔ ہرات۔ بہتار۔ الزام۔ خوارزم۔ سیستان۔ مداین۔ مصیصہ۔ حمص۔ ان سب مقامات مین آپ کے شاگرد موجود تھے۔ جیسے علم و فضل اور زہد و تقوی مین آپ لاجواب اور بے نظیر تھے ویسے ہی عقل و کیاست اور امور ملکداری مین بھی لاجواب تھے علی بن عاصم کا قول ہے کہ اگر آدھی دنیا کی عقل ایک پلہ مین اور ابو حنیفہؒ کی عقل دوسرے پلہ مین رکھی جاتی تو ابو حنیفہ کا پلہ بھاری رہتا" خارجہ بن مصعب کا قول ہے کہ مین تقریباً ایک ہزار علما سے ملاقات کرچکا ہون جنمین عاقل تین چار شخص دیکھے جنمین سے ایک ابو حنیفہؒ ہین۔

علما کے تذکرون مین علما کے اوصاف زہد تقوی تواضع بے نیازی وغیرہ اوصاف دیکھوگے لیکن عقل اور رائے ملکداری کا نام تک نہین اس واسطے علامہ ابن خلدون نے لکھا ہے" کہ علما کا گروہ انتظام ملکی اور سیاست مدن سے بالکل مناسبت نہین رکھتا" لیکن امام اعظم اس خصوصیت مین تمام فرقہ علما مین ممتاز ہین کہ وہ مذہبی امور کے ساتھ دنیوی ضرورتون اور آئین ملکداری کے بھی دقیقہ شناس اور اندازہ دان تھے اور جیسا امور ملکداری سے آپکا مذہب مناسبت رکھتا ہے دوسرا مذہب نہین رکھتا اسلام مین جو شہنشاہ اور اعلی درجہ کے فرمانروا کہلائے وہ اکثر حنفی مذہب رکھتے تھے۔

آپ کے شاگرد جو مدرسہ سے اٹھکر ملکی عہدون پر مقرر ہوئے تو انہون نے نہایت قابلیت سے ملکی عہدون کا انصرام کیا قاضی ابو یوسف جو ہارون رشید کے وقت مین محکمہ قضا کے وزیر تھے انہون نے اس محکمہ کو اپنی حسن تدبیر اور صائب رائے سے اس محکمہ کا ایسا انتظام کیا کہ پہلے کبھی نہین ہوا تھا اور نہ اسکے بعد اس سے زیادہ کسی سے ہوسکا۔

جو وصیت نامہ اشباہ النظائر کے خاتمہ پر امام صاحب کا امام ابو یوسف کیلئے

درج ہے اُس سے سیاست مدن اور شاہی قابلیت کے علاوہ باطنی کمالات کا پختہ ثبوت ملتا ہے کہ جیسے علوم ظاہری مین امام صاحب کمال رکھتے تھے ویسے ہی علم باطن مین بھی آپ بے نظیر تھے امام ابو یوسف آپ کی وفات سے بہت عرصہ کے بعد خلیفہ ہارون رشید کے عہد مین منصب قضا پر سرفراز ہوئے مگر امام صاحب نے اس وصیت نامہ مین زیادہ تر قضا کی وصیتین امام ابو یوسف کو فرمائی ہین اور دربار کے آداب اور قضایا کے انفصال کے طریقے اور ملکی انتظام کے سلسلے اس خوبی سے بیان فرمائے ہین جو ایک اعلیٰ درجہ کے مدبر سلطنت کے شایان ہین اُس کے چند فقرات ذیل مین ہم بھی انتخاب کرتے ہین "بادشاہ کے پاس بہت کم آمد و رفت رکھنا۔ اُس سے ہر وقت اسطرح پر خطر رہنا جیسا انسان آگ سے احتیاط رکھتا ہے۔ جب تک کوئی خاص ضرورت نہ ہو دربار مین نہ جانا کہ اپنا اعزاز اور وقار قایم رہے اگر اتفاق سے دربار مین ایسے لوگ موجود ہون جنسے تم کو واقفیت نہ ہو تو اور بھی پرہیز کرنا کیونکہ ناواقفیت کی حالت مین شاید تم اُنکے حفظ مراتب کا لحاظ نہ رکھہ سکو کیونکہ اُن کی شان کے خلاف تم سے برتاؤ ہوا تو تم کو خفت ہوگی اور جو معمولی اور کم درجہ کے لوگون کی زیادہ تعظیم اور تکریم ظہور مین آئے تو بادشاہ کی نظر مین وقعت کم ہوگی۔ بادشاہ اگر عہدۂ قضا پر تم کو مقرر کرنا چاہے تو پہلے دریافت کرلینا کہ وہ تمہارے طریقہ اجتہاد سے موافق ہے یا نہین ایسا نہ ہو کہ سلطنت کے دباؤ سے تمکو اپنی رائے کے خلاف عمل کرنا پڑے۔ جس عہدہ اور خدمت کی تم مین قابلیت نہ ہو اوس کو ہرگز نہ قبول کرنا"

"اگر کوئی شخص شریعت مین کسی بدعت کا موجد ہو تو علانیہ اُس کی غلطی کا اظہار کرنا تاکہ دوسرے لوگ اُسکی تقلید نہ کرین اس بات کی کچھہ پروا نہ کرنا کہ وہ شخص جاہ و ثروت والا ہے کیونکہ اظہار حق مین خدا تمہارا مددگار ہوگا اور وہ اپنے دین کا آپ محافظ و حامی ہے۔ خود بادشاہ سے اگر کوئی نامناسب حرکت صادر ہو تو صاف کہدینا کہ گو مین عہدہ و خدمت کے لحاظ سے آپ کا مطیع ہون تاہم آپ کو آپ کی غلطی پر مطلع کردینا میرا فرض ہے پھر بھی نہ مانے تو تنہائی مین سمجھا دینا کہ

کہ آپ کا فعل قرآن مجید اور احادیث نبوی کے خلاف ہے اگر سمجھہ جاے تو خیر ورنہ خدا سے دُعا کرنا کہ تم کو اُس کے شر سے محفوظ رکھے"

"تحصیل علم کو سب امور پر مقدم رکھنا اُس سے فراغت پاکر جائز ذریعون سے دولت حاصل کرنا۔ نکاح اُسوقت کرنا جب یہ یقین ہو کہ اہل وعیال کا تمام خرچ برداشت کر سکوگے۔ ایسی عورت سے شادی نہ کرنا جو دوسرے شوہر سے اولاد رکھتی ہو عام آدمیون اور خصوصاً دولت مندون سے کم میل جول رکھنا ورنہ اونکو گمان ہوگا کہ تم اون سے کچھہ توقع رکھتے ہو اور اس خیال سے وہ رشوت دینے پر امادہ ہونگے بازارمین جانے اور دُکانون پر بیٹھنے اور راستہ یا مسجد مین کوئی چیز کھانے یا شقاوُ نکے ہاتھ سے پانی پینے سے ہمیشہ احتراز رکھنا"

کوئی شخص مسئلہ پوچھے تو اُسکا جواب دید و اپنی طرف سے کچھہ مت بڑہاؤ عقاید کے متعلق عام سے گفتگو مت کرو شاگردون سے ایسا برتاؤ کرو کہ دیکھنے والے یہ سمجھین کہ تمہاری اولاد ہے"

عام اور معمولی آدمیون سے مناظرہ ہرگز مت کرو۔ کسی شہر مین جاؤ تو وہان کے علما و فضلا سے اسطرح ملو کہ اُنکو رقابت کا خیال نہو۔ علمی بات جو کہو خوب سوچ سمجھکر کہو اور وہی کہو جسکا کافی ثبوت دے سکو خانگی کاروبار دیانت دار نوکر رکھنا تاکہ تم کو اپنے مشاغل کے لئے فرصت اور کافی موقع ملے۔ ہر بات مین تقویٰ اور امانت کو پیش نظر رکھو۔ خداوند تعالیٰ کے ساتھہ دل سے وہی معاملہ رکھو جو لوگون کے سامنے ظاہر کرتے ہو۔ جس وقت آذان کی آواز سُنو فوراً نماز کے لئے تیار ہوجاؤ ہر مہینے مین دو چار دن روزہ کے لئے مقرر کرلو نماز کے بعد ہمیشہ کسیقدر وظیفہ بھی پڑہا کرو قرآن کی تلاوت کبھی ناغہ نہو۔ دُنیا پر بہت مائل نہ ہونا۔ اکثر قبرستان مین نکل جایا کرو۔ لہو لعب سے پرہیز کرو۔ ہمسایہ کی کوئی برائی دیکھو تو پردہ پوشی کرو اہل بدعت سے بچتے رہو۔ جو لوگ تم سے ملنے آئین اُنسے علمی تذکرہ کرو تاکہ اُنکو فائدہ پہنچے۔

مذہبی اختلاف قدیم سے چلا آتا ہے پیغمبرون کے مذاہب مین بھی فروعی

اختلاف موجود ہے حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت شاید نوح علیہ السلام کیوقت تک ایک وضع پر رہی ہو مگر ابراہیمؑ اور یعقوبؑ اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام کی شریعتون کا اختلاف اہل نظر اور مبصرین سے پوشیدہ نہین ہے حالانکہ اصول سب انبیا اور رسولون کا ایک تہا۔ اور ایک ہی شریعت تھی۔ حضور علیہ السلام کیوقت مین کوئی اختلاف واقع نہین ہوا اور ہو بھی نہین سکتا تہا کیونکہ حضور علیہ السلام موجود تہے اور خداوند تعالیٰ کی جانب سے وحی نازل ہوتی تھی اور اُسی مبارک زمانہ کی برکت سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت تک اسلام ایک ہی حالت مین رہا لیکن اخیر وقت مین جو اختلاف اگر چڑھا تو ایسا بڑا کہ بڑہتا ہی چلا گیا عقائد ہی کچھ کے کچھ ہوگئے وہ سادگی اسلام کی جو ابتدا سے تہی اسلام مین نہ رہی فارس اور روم کے علما اور حکما جب دائرۂ اسلام مین آئے تو صدہا نکتہ چینیان اور موشگافیان ہونے لگین پہلے نہ اسلام کے فرقون مین کسی فرقہ کا نام سنت والجماعت تہا نہ شیعہ اہل بیت تہا نہ کوئی حنفی شافعی کہلاتا تہا نہ قادری اور وہابی۔ سب مسلمانون کا ایک نام تہا جو آیہ "سمی کم المسلمین" کے مسلمان تہا باہمی اختلاف نے نئے نئے رنگ پیدا کر دیئے۔

حضرت امام اعظمؒ تو سنہ ہجری مین پیدا ہوئے تہے انکے زمانہ مین یہ اختلاف بہت ہی بڑہ گیا تہا معبد جہنی جو صحابہؓ کا صحبت یافتہ تہا مسئلہ قدر کا موجد ہوا جس سے قدریہ فرقہ نکلا واصل بن عطا جو علوم عربیہ اور علم کلام کا بڑا عالم تہا اور امام حسن بصری کا شاگرد تہا اعتزال کا بانی ہوا اور فرقہ معتزلہ پیدا ہوگیا جہم بن صفوان فرقہ جہمیہ کا بانی ہوا اور اہل تشیعہ اور خوارج کے متعدد فرقے پہلے ہی سے ہوگئے اور زنادقہ بھی اسی کے قریب قریب ظہور پذیر ہوئے ہم بوجہ تحصیل حاصل اس تفصیل کو قلم انداز کرتے ہین کیونکہ اُن فرقون مین سے اکثر کے تو صرف نام ہی رہ گئے ہین۔

اختلاف صحابہ مین بھی تہا لیکن وہ اختلاف ایسا خونخوار اور کبھی پیدا کرنے والا نہ تہا عبداللہ بن عباس اور بہت سے مشہور صحابہ شب معراج رویت باری تعالیٰ

کا اعتقاد رکھتے تھے اور حضرت عائشہؓ اسکی قطعی مخالف تھین امیر معاویہؓ کو معراج جسمانی سے بھی انکار تھا حضرت عائشہ سماع موتیٰ کی قائل نہ تھین صحابہ کے بعد اختلاف نے بہت ترقی کی اور بہت سے فرقے اسلام مین ہو گئے اور ایک دوسرے کو بات بات مین کافر اور گمراہ کہنے لگے اور اپنے دعوے کے اثبات مین موضوعہ احادیث کو پیش کرنے لگے اور اس قسم کی حدیثین ایجاد ہو گئین کہ میری امت مین ۷۳ فرقے پیدا ہونگے جن مین صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی سب دوزخی اور اسی کے واسطے جوڑ توڑ لگا کر اس تعداد کو بھی پورا کر دیا اور علیحدہ فرقے نام بنام شمار کر دئے اور ہر ایک فرقہ کے لئے جُدا جُدا حدیثین ایجاد کر دین "کہ"

"القدریۃ مجوس ھذہ الامۃ"

اس طرح کی وضعی حدیثون کے تسلیم کرنے والونکو یہ خیال نہین ہوا کہ ۷۳ فرقون کی حدیث کے تسلیم کرنے سے یہ حدیث باطل ہوتی ہے کہ "اختلاف امتی علی الرحمۃ"

اور قدریہ کا وجود ہی حضور علیہ السلام کے وقت مین نہ تھا تو پھر یہ ارشاد کیسے ہوا کہ "القدریۃ مجوس ھذہ الامۃ" اور بطور تضحین گوئی فرمانا اس حدیث سے ظاہر نہین ہوتا اس آشوب کو دیکھ کر امام صاحب نے تو یہی فرمایا کہ "لا تکفر احدا من اھل القبلۃ"(۱) یعنی اہل قبلہ مین سے ہم کسی کو کافر نہین ایسا ہی حضرت عبدالدین عمر رضی اللہ عنہ نے بھی بجواب ایک سوال کے یہی فرمایا تھا کہ اُسوقت تک کوئی شخص کافر نہین ہو سکتا جب تک باری تعالیٰ کی خدائی مین وہ دوسرے کو خدا نہ کہے (دیکھو آثار امام محمدؒ)

امام صاحب کا حدیث مین جو پایہ تھا اُسکا اظہار کرنا بہت ضروری ہے جسکو ہم اعلیٰ درجہ کے محققون کی سندون سے ثابت کرتے ہین تہذیب التہذیب اور تاریخ علامہ ابن خلدون اور فتح المغیث کو ملاحظہ کرو جسمین امام صاحب کے اُستادون

(۱) کما قال ملا علی قاری فی شرح الفقہ الاکبر تو اعظم المراد باھل القبلۃ الذین اتفقوا علیٰ ما ھو من ضروریات دین"

اور مشائخ حدیث کے نام بالتفصیل درج ہین کوفہ۔ مکہ۔ مدینہ کے جو احادیث کے اعلےٰ درجہ کے اُستاد تھے اُنسے امام صاحب نے علم حدیث کی نہ فقط تحصیل کی بلکہ سند بین حاصل کین اُسوقت کے نامور محدث عطار بن ابی رباح۔ نافع بن عمر عمر بن دینار۔ محارب بن دثار۔ اعمش کوفی۔ امام باقر۔ علقمہ بن مرثد۔ مکحول شامی۔ امام اوزاعی۔ محمد بن مسلم الزہری۔ ابو اسحاق السبیعی سلیمان بن یسار۔ عبدالرحمن بن ہرمز الاعرج۔ منصور المعتمر۔ ہشام بن عروہ۔ فن روایت کے ہر کان ہین جنکی راویون سے بخاری اور مسلم مالا مال ہین اب اس سے قیاس کر لینا چاہئے کہ جس شخص نے اصل راویون کے طبقہ مستند سے جنکا نظیر صداقت اور زہد و تقویٰ اور علم حدیث مین اُن کے بعد دیکھنا چشم فلک کو نصیب نہین ہوا علم حدیث سیکھا ہو اور سند حاصل کی ہو وہ کس پایہ کا محدث ہوگا۔

ظاہری مذہب والے اپنی خود رائی اور کم نظری کیوجہ سے یہ گمان فاسد رکھتے ہین کہ اُسوقت علم حدیث کی تدوین نہین ہوئی تھی اور چوتھی صدی مین حدیثونکی تدوین ہوئی اور احادیث نہ ملنے کی وجہ سے مجتہدین نے اجتہاد اپنی رائے سے کیا مگر اس قیاس سے جو نتیجہ برآمد ہوتا ہے اُس کے فہم سے یہ بے مغز بالکل بے خبر ہین کہ مکہ مدینہ جو سرچشمہ دین کا تھا وہان حدیثین موجود نہ تھین اور بعد مین حدیث کے راوی بھی پیدا ہو گئے اور حدیثین رہی جسکے صاف معنی ہین کہ کئی صدی کے بعد حدیثین شہر بشہر کے علما نے حسب ضرورت و موقع وضع کر لین یہ خیال حدیث کی وقعت کا گھٹانیوالا اور بے اعتبار کرنیوالا ہے۔

اوس کے بعد امام صاحب کے شاگردون کے حال ملاحظہ کرو یحییٰ بن سعید القطان جو فن جرح و تعدیل کے امام ہین عبدالرزاق بن ہمام جنکی جامع کبیر سے امام بخاری نے خوشہ چینی کی ہے یزید بن ہارون جو امام احمد بن حنبل کے اُستاد تھے وکیع بن الجراح جنکی نسبت امام حنبل کا یہ قول تھا کہ حفظ اور استاد اور روایت مین مینے اُنکا ہمسر کسی کو نہین دیکھا عبداللہ بن مبارک جو فن حدیث مین امیرالمومنین تسلیم کئے گئے ہین یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ جنکو علی بن المدینی

اُستاد بخاری منتہای علم کہا کرتے تھے یہ لوگ برائے نام امام صاحب کے شاگرد نہ تھے بلکہ برسوں امام صاحب کے دامن فیض سے تعلیم پائی تھی اور اسپر اُنکو فخر فرماتے تھا عبدالله بن مبارک کہا کرتے تھے کہ اگر امام ابوحنیفہؒ نے میری مدد نہ کی ہوتی تو مین اس درجہ کو نہ پہنچتا وکیع اور یحییٰ ابن ابی زائدہ جو حدیث کے مقتدا اور پیشوا کہلاتے تھے امام صاحب کے اصحاب خاص تھے۔

حضرت امام اعظمؒ کا مجتہد مطلق ہونا ایسا مسلّم ہے کہ بارہ سو برس کے عرصہ مین کسی نے بھی اس سے انکار نہین کیا علما، حدیث نووی۔ رافعی۔ علامہ نووی وغیرہ نے مجتہد کی تعریف اِن لفظونسے کی ہے کہ مجتہد وہ شخص ہے جو قرآن حدیث۔ مذاہب سلف۔ لغت۔ قیاس۔ اِن پانچ چیزون مین کامل دستگاہ رکھتا ہو اگر اِن مین سے کسی ایک مین بھی خامی ہو تو وہ مجتہد نہین ہے اور اوس کو تقلید کرنی چاہیے۔

"علامائین خلدون نے مجتہدین کے ذکر مین لکھا ہے کہ بعض ناانصاف مخالفین کا قول ہے کہ اِن مجتہدون مین سے بعض فن حدیث مین کم مایہ تھے اِس لئے اُنکی روایتین کم ہین لیکن یہ خیال غلط ہے ائمہ کبار کی نسبت یہ گمان نہین کیا جا سکتا کیونکہ شریعت قران وحدیث سے ماخوذ ہے پس جو شخص حدیث مین قلیل البضاعتہ ہے اسکو تلاش اور کوشش کرنی چاہیئے تاکہ دین کو اُصول صحیحہ سے اخذ کر سکے" "اور فن حدیث مین امام ابوحنیفہ کا کبار مجتہدین مین ہونا اِس سے ثابت ہے کہ اُنکا اجتہاد محدثین مین معتبر خیال کیا جاتا ہے اور روًا و قبولاً اُس سے بحث کیجاتی ہے"

"علامہ ذہبی جو متاخرین محدثین کے پیشوا اور امام ہین اور اُنہون نے حفاظ حدیث کے حالات مین ایک مستقل کتاب لکھی ہے اُسمین امام صاحب کو حفاظ حدیث مین شمار کیا ہے حافظ ابوالمحاسن دمشقی شافعی نے عقود الجمان مین ایک خاص باب امام صاحب کے محدث ہونے کا لکھا ہے کہ "الباب الثالث والعشرون فی بیان کثرت حدیثہ وکونہ من اعیان الحفاظ المحدثین"

یعنی تیسوان باب اس بیان مین کہ وہ (امام ابوحنیفہ) کثیر الحدیث اور حفاظ المحدثین کے سردار تھے"۔

امام ابو یوسف قاضی القضاۃ جنکو یحییٰ بن معین صاحب الحدیث لکھتے ہین اور علامہ ذہبی نے حفاظ حدیث مین قاضی صاحبکو شمار کیا ہی فرماتے ہین کہ "ہم لوگ امام ابوحنیفہؒ سے مسائل مین بحث کرتے ہوتے تھے جب اُنکی رائے قایم ہو جاتی تھی تو مین حلقۂ درس سے اُٹھکر کوفہ کے محدثین مکے پاس جاتا تھا اور اُن سے اُس مسئلہ کے متعلق حدیثین دریافت کرکے امام صاحب کیخدمت مین حاضر ہوتا تھا امام صاحب اُن حدیثون مین سے بعض کو قبول کرتے تھے بعض کو فرماتے تھے کہ صحیح نہین مین پوچھتا کہ آپکو کیونکر معلوم ہوا تو فرماتے کہ کوفہ مین جو علم ہے مین اُسکا عالم ہون (دیکھو عقود الجمان)

"حقیقت یہ ہے کہ اِن باتون نے امام ابوحنیفہ کو امام ابوحنیفہ نہین بنایا اگر وہ حافظ الحدیث تھے تو اور لوگ بھی تھے اگر اُن کے شیوخ حدیث کئے سو تھے تو بعض ائمہ سلف کے شیوخ کئے کئے ہزار تھے۔ اگر اُنھون نے کوفہ اور حرمین کی درس گاہون مین تعلیم پائی تھی تو اورون نے بھی یہ شرف حاصل کیا تھا امام ابوحنیفہ کو جس بات نے تمام ہمعصرون مین امتیاز دیا وہ اور چیز ہے جو ان سب باتون سے بالاتر ہے یعنی احادیث کی تنقید اور بلحاظ ثبوت احکام اُن کے مراتب کی تفریق" تنقید احادیث۔ اصول درایت۔ امتیاز مراتب مین امام ابوحنیفہ کی تحقیق کی جو حد ہی آج بھی ترقی کا قدم اُس سے آگے نہین بڑہا اس اجمال کی تفصیل اُسوقت سمجھ مین آسکتی ہے کہ فن حدیث کی آغاز اور طرز ترقی کا اجمالی نقشہ کھینچا جائے جس سے ظاہر ہو کہ روایتون کا سلسلہ کیونکر پیدا ہوا اور کس کس کے دور مین اُس کی کیا کیا حالتین بدلین اسی سے اِس بات کا اندازہ ہو سکے گا کہ احادیث کی تنقید مین اعتبار رای کا کس قدر کام ہے اور امام ابوحنیفہ کو اِس لحاظ سے اپنے تمام ہمعصرون مین کیا خاص امتیاز حاصل ہے"۔

یہ امر مسلّم ہے کہ جس حالت مین قرآن مجید ہی سینون سے صفحۂ قرطاس پر نہ آیا تھا

توحدیثون کی نوبت حضور علیہ السلام کے زمانہ مین کتابت کی کیسے آسکتی تھی اور حدیثون کی قلمبندی کی اجازت بھی نہ تھی جیسا کہ صحیح مسلم مین حدیث موجود ہی کہ "لاتکتبوا عنی شیئا الا القرآن ومن کتب عنی شیئا غیر القرآن فلیمحہ" یعنی میری باتون مین سے کچھ مت لکھو سوائے قرآن مجید کے اور جس کسی نے کچھ لکھا ہو مجھسے سوای قرآن کے تو اُس کو چاہیئے کہ وہ اُسکو مٹا دیوے۔

حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ مین بھی اس جانب کسی کا خیال رجوع نہین ہوا اور حضرت عمرؓ توحدیثون کی روایت کے بھی مانع رہے۔ "طبقات الحفاظ مین لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ اس خوف سے کہ حدیث بیان کرنے والا رسول اللہ کی طرف غلط روایت منسوب نہ کردے صحابہؓ کو ہمیشہ حکم دیتے تھے کہ حدیثین کم بیان کیا کرین"۔

مسند دارمی مین لکھا ہے کہ "ایک بار انصار کے ایک گروہ کو کوفہ بھیجا چلتے وقت اُنسے فرمایا کہ تم لوگ کوفہ جارہے ہو وہان ایک قوم سے ملوگے جو بڑی رقت سے قرآن تلاوت کرتے ہین وہ تمہاری آمد سُنکر مشتاق ہون گے کہ رسول اللہ کے اصحاب آئے ہین رسول اللہ کے اصحاب آئے ہین لیکن جب وہ تمہارے پاس آئین اور حدیثین سُنی چاہین تو زیادہ حدیثین نہ بیان کرنا"

اِسی طرح عراق کو صحابہؓ جانے لگے تو حضرت عمر نے خود اُنکی مشایعت کی اور اُنسے پوچھا کہ جانتے ہو اِمین کیون تمہارے ساتھ آرہا ہون صحابہؓ نے جواب دیا "تکرمۃ" علینا" یعنی ہماری عزت افزائی کیلئے۔ فرمایا کہ ہان لیکن ایک اور مقصد ہے وہ یہ کہ جہان جاتے ہو وہان لوگ اکثر قرآن کی تلاوت کیا کرتے ہین اُنکو حدیثون مین نہ پھنسا لینا اور رسول اللہ سے کم روایت کرنا" چنانچہ جب یہ لوگ قرظہ پہنچے تو لوگ یہ سُنکر کہ صحابہؓ تشریف لائے ہین زیارت کو آئے اور حدیثون کی خواہش ظاہر کی اِن لوگون نے اِس بنا پر انکار کیا کہ حضرت عمرؓ نے منع کیا ہے" (دیکھو طبقات الحفاظ) اور اُسی مین ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ سے ابوسلمہ نے پوچھا کہ آپ حضرت عمرؓ کے زمانہ مین بھی اسطرح حدیثین روایت کیا کرتے

تھے۔ بولے کہ نہین ورنہ عمرؓ درّہ مارتے۔"

حضور علیہ السلام کی وفات سے بارہ تیرہ برس تک تو روایت حدیث کی یہی کیفیت رہی جیسا کہ مذکورہ بالا شہادتون سے عیان ہے حضرت عثمان رضی اللہ اور جناب امیر علیہ السلام کے عہد مین احادیث کی اشاعت بہت زیادہ ہوئی اور اُس فتنہ نے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے وقوع مین آیا اور اسلام مین تفرقہ بندی کی بنیاد قایم ہوئی ہزارون حدیثین وضع ہوگئین۔

صحیح مسلم کے مقدمہ مین ہے کہ بشیر عدوی حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس آیا اور حدیثین بیان کرنے لگا مگر وہ مخاطب نہ ہوئے تب بشیر عدوی نے کہا کہ ابن عباس مین رسول اللہ کی احادیث روایت کر رہا ہون اور تم متوجہ تک نہین ہوتے۔ فرمایا کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ جب کوئی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتا تو ہم بہمہ چشم و گوش اُس کی جانب متوجہ ہوجاتے تھے لیکن جب سے لوگون نے نیک و بد مین تمیز نہین رکھی ہم صرف انھین احادیث کو سُنتے ہین جنکو ہم خود بھی جانتے ہین۔" مولف (یہ صحابہ کے قرن کا حال ہے)

ایسا ہی جعل تحریرون مین بھی رواج پاگیا تھا۔ مسلم نے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ عبداللہ بن عباسؓ حضرت علیؓ کے فیصلہ کی نقل لے رہے تھے درمیان سے الفاظ چھوڑتے جاتے اور کہتے تھے کہ والد علیؓ نے ہرگز یہ فیصلہ نہین کیا ہوگا اسی طرح ایک اور دفعہ عبداللہ بن عباس نے حضرت علی کی ایک تحریر دیکھی تو تہوڑی سے الفاظ کے سوا سب عبارت مٹادی۔"

چونکہ اسناد اور روایت کا طریقہ جاری اُسوقت تک نہین ہوا تھا اسواسطے بے محابا جو چاہتا تھا قال رسول اللہ کہدیتا تھا ترمذی نے کتاب العلل مین امام بن سیرین کی روایت کی ہے کہ پہلے زمانہ مین لوگ اسناد نہین پوچھا کرتے تھے جب فتنہ پیدا ہوا تو اسناد کی پوچھ گچھ ہوئی تاکہ اہل سنت کی حدیثین لی جائین اور اہل بدعت کی ترک کی جائین" مگر یہ احتیاط بھی مفید نہین ہوئی اور وہ سلسلہ وضعی حدیثونکا برابر جاری رہا۔

بنی امیہ کے عہد مین جسقدر صحابہ کی تعداد کم ہوتی گئی اُسیقدر اہل حدیث کی تعداد بڑہتی گئی اور ہزارون لاکھون نو مسلم دین اسلام سے مشرف ہوے اور تمدن نے ترقی کی تو اُسوقت نو مسلمون کو فاتحہ قوم کے مجمع مین عزت افزائی کا سوائے اسکے اور کوئی ذریعہ بڑہکر نہین تہا اور اسی وجہ سے گہر گہر اسکے چرچے پہیل گئے تہے اور ہزارون درسگاہین قایم ہوگئی تہین۔

جسقدر اشاعت کو وسعت ہوتی جاتی تہی صحت اور اعتماد کم ہوتا جاتا تہا۔ راویون کا کچہہ شمار نہ تہا مختلف عقائد اور خیال اور سمجہہ کے آدمی مختلف اقوام سے اس گروہ مین شامل ہوتے جاتے تہے اہل بدعت جا بجا پہیل گئے تہے اور اپنے عقیدے اور خیالات کے موافق احادیث موضوعہ کے رواج دینے مین مصروف تہے اور ہنوز احادیث کا زبانی طور پر مدار تہا پوری صدی ہجری گذر گئی تہی کہ احادیث کی کتابت کا طریقہ مروج نہین ہوا تہا جس سے موضوعات کا ایک دفتر ہوگیا۔

فتح المغیث مین ہے "امام بخاری نے چہہ لاکہہ حدیثین جمع کی تہین جنمین سے کل ۷۳۹۷ صحیح حدیثین منتخب ہوئین جو صحیح بخاری مین جمع کی گئی ہین اور مکررات کو نکالدیا جائے تو ۲۷۶۱ ہی حدیثین باقی رہتی ہین سیکڑون ہزارون بلکہ لاکہون حدیثین دانستہ لوگون نے وضع کرلین حماد بن زید کا بیان ہے کہ چودہ ہزار حدیثین صرف ایک فرقہ زنادقہ نے وضع کین"

عبدالکریم وضاع نے خود تسلیم کیا تہا کہ چار ہزار حدیثین اُسکی موضوعات سے ہین۔ بہت سے ثقات اور پارسا تہے جو نیک نیتی سے فضائل اور ترغیب مین حدیثین وضع کرتے تہے حافظ زین الدین عراقی لکہتے ہین۔ کہ "ان حدیثون نے بہت ضرر پہنچایا کیونکہ ان واضعین کے تنقہ اور تورع و زہد کیوجہ سے یہ حدیثین اکثر مقبول ہوگئین اور رواج پاگئین"

"وضع کے بعد سابلات۔ غلط فہمیان۔ بے احتیاطیونکا درجہ تہا جنکی وجہ سے ہزارون اقوال رسول اللہ کیطرف بے قصد منسوب ہوگئے۔

بعض محدثین کا قاعدہ تھا کہ حدیث کے ساتھ حدیث کی تفسیر بھی بیان کرتے جاتے تھے اور اکثر حروف تفسیر حذف کر دیتے تھے جس سے سامعین کو دھوکا ہوتا تھا اور وہ اُنکے تفسیری جملونکو بھی حدیث مرفوع سمجھ لیتے تھے تعجب یہ ہے کہ اس قسم کے مسامحات بڑے بڑے ائمہ فن سے صادر ہوئے۔

امام زہری جو امام مالک کے اُستاد اور حدیث کے ایک بڑے رُکن تھے اُن کی نسبت علامہ سخاوی لکھتے ہیں "وکان اکان الزہری تفسیر الحدیث کثیرًا وربما اسقط اداۃ التفسیر" یعنی اسی طرح زہری اکثر حدیث کی تفسیر کرتے تھے اور وہ حروف جنسے اُس عبارت کا تفسیر ہونا ظاہر ہو چھوڑ دیا کرتے تھے۔ وکیع کا بھی یہی حال تھا وہ اکثر حدیث کے بیچ بیچ یعنی کہہ کر مطلب بیان کرتے جاتے اور اکثر "یعنی" کا لفظ چھوڑ دیتے تھے جس سے سامعین کو اشتباہ ہوتا تھا۔ کتب رجال واصول حدیث مین اس قسم کی اور بہت مثالین ملتی ہین۔

بڑی آفت تدلیس کی تھی جسکا ارتکاب بڑے بڑے ائمہ فن کرتے تھے اس تدلیس نے، اسناد کے اتصال کو بالکل مشتبہ کر دیا تھا اِنکے سوا اور بہت سی بے احتیاطیان تھین جنکی تفصیل اصول حدیث کی کتابون مین ملسکتی ہے"

غرض امام ابوحنیفہ کے زمانہ مین احادیث کا جو دفتر تیار ہو چکا تھا ہزارون موضوعات اغالیط۔ ضعاف۔ مدرجات سے بھرا ہوا تھا اُسوقت امام بخاری و مسلم نہ تھے جو صحیح حدیثون کے انتخاب کی کوشش کرتے امام ابوحنیفہ کو مہمات فقہ کیوجہ سے اسطرف متوجہ نہ ہو سکے تاہم اُنھون نے روایتون کی تنقید کی بنیاد ڈالی اور اُس کے اُصول وضوابط قرار دیئے اون کے اصُول تنقید نہایت سخت خیال کئے گئے ہین یہانتک کہ محدثین نے اون کو متشدد فی الروایت کا لقب دیا ہے"

امام مالک نے روایت کے متعلق جو قید اور شرطین لگائی ہین وہ امام ابوحنیفہ کی شرائط کے قریب قریب ہین اور یہی وجہ ہے کہ متشددین فی الروایۃ مین امام ابوحنیفہ و امام مالک کا نام ساتھ ساتھ لیا جاتا ہے ابن الصلاح مقدمہ

ہین لکھتے ہین و من مذاہب التشدید ہذا مذہب من قال لا حجۃ الا فیما رواہ الراوی من حفظہ و تذکرہ و ذالک مروی عن مالک و ابی حنیفۃ یعنی متشددین کا یہ مذہب ہے کہ صرف وہ حدیث قابل حجت ہے جسکو راوی نے اپنی حفظ سے یاد رکھا ہو اور یہ قول مالک و ابوحنیفہ سے منقول ہے۔

"محدثین نے لکھا ہے کہ امام مالک نے اول جب موطا لکھی تو اسمین دسہزار حدیثین تھین پھر امام مالک زیادہ تحقیق کرتے گئے تو یہ تعداد کم ہوتی گئی یہانتک کہ چھ سو سات سو حدیثین رہگئین"

"امام بیہقی نے روایت کی ہے کہ ایک دن ہرم قریشی نے امام شافعی سے کہا کہ آپ وہ حدیثین لکھوائیے جو رسول اللہ سے ثابت ہین انھون نے جواب دیا کہ ارباب معرفت کے نزدیک صحیح حدیثین کم ہین کیونکہ ابوبکر صدیقؓ نے جو حدیثین رسول اللہ سے روایت کین اُن کی تعداد سترہ سے زیادہ نہین ہے عمرؓ بن الخطاب باوجود اسکے کہ رسول اللہ کے بعد مدت تک زندہ رہے اُنکی روایت سے پچاس حدیثین بھی ثابت نہین حضرت عثمانؓ کا بھی یہی حال ہے حضرت علی اگرچہ لوگونکو حدیث سیکھنے کی ترغیب دلاتے تھے لیکن اُن سے بھی کم حدیثین مروی ہین کیونکہ وہ مطمئن نہین رہے اُنسے جو حدیثین مروی ہین اکثر حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت کی ہین ان لوگون کے سوا اور صحابہ سے بہت سی حدیثین مروی ہین لیکن اہل معرفت کے نزدیک وہ تمام روایتین صحیح سند سے ثابت نہین"

(دیکھو فصل ثامن شرح مذہب شافعی)

سب سے زیادہ بحث طلب یہ معاملہ ہے کہ حدیث بالمعنی جائز ہے یا نہین اگرچہ عام محدثین نے اسکو جائز رکھا ہے کیونکہ اگر حدیث باللفظ پر ہی مدار رکھا جاتا تو کچھ بھی باقی نہ تھا اور اس صورت مین سخت مشکل مسائل مین واقع ہوتی "محدثین کا ایک گروہ جن مین امام مسلم۔ قاسم بن محمدؒ۔ محمد بن سیرین۔ رجاء بن حیوۃ ابوزرعہ۔ سالم بن ابی الجعد۔ عبدالملک بن عمر داخل ہین روایت باللفظ پر عمل کرتا تھا"

"روایت بالمعنی مین اصل روایت کا اصلی حالت پر قایم رکھنا اسقدر مشکل ہی کہ قریباً ناممکن ہے زبان کے نکتہ شناس جانتے ہین کہ مرادف الفاظ بھی یکسان اثر نہین رکھتے اور معنی کی حیثیتون مین کچھ نہ کچھ فرق ضرور پیدا ہوجاتا ہے حالانکہ مجوزین نے مرادف وغیرہ کی قید بھی نہین رکھی اور اداے مطلب کو نہایت عام وسعت دی ہے صحابہ سے زیادہ کوئی شخص رسول اللہ کے الفاظ و مطالب کا اندازہ دان نہین ہوسکتا تھا اول تو وہ زباندان اور زبان کے حاکم تھے ایسکے ساتھ شرف صحبت کیوجہ سے رسول اللہ کے طرز ادا۔ طریقۂ گفتگو۔ انداز کلام فحواے سخن سے خوب واقف تھے تاہم کتب حدیث مین اسکی متعدد نظیرین ملتی ہین کہ خود صحابہؓ سے اداے مطلب مین کمی زیادتی ہوگئی ہے"

"ابن ماجہ مین روایت ہے کہ ابو موسیٰ اشعری نے آنحضرتؐ سے روایت کی "ان المیت یبکاء الحی اذا قالوا واعضداہ واکاسباہ واناصراہ واجبلاہ"

یعنی جب مُردہ پر یہ الفاظ کہکر رویا جاتا ہے تو اسکو عذاب دیا جاتا ہے" یہ سنکے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ ابن عمرؓ یہ حدیث بیان کرتے تھے حضرت عائشہ نے کہا مین یہ نہین کہتی کہ ابن عمرؓ جھوٹ کہتے ہین لیکن اُنکو سہو ہوا۔ واقعہ یہ ہی کہ ایک یہودی عورت مرگئی اُس کے گھر والے اُس پر روتے تھے آنحضرت نے سُنا تو فرمایا کہ "اُسکے گھر والے رو رہے ہین اور اُس پر قبر مین عذاب ہورہا ہی" ایک اور روایت مین ہے کہ حضرت عائشہؓ نے قرآن کی یہ آیت پڑھی "ولا تزر وازرۃ وزر اخری"

جس سے اس بات پر استدلال کیا کہ ایک شخص کے فعل کا دوسرا شخص ذمہ دار نہین ہوسکتا گھر والے روتے ہین تو اون کا قصور ہے مُردے نے کیا گناہ کیا ہے کہ اُس پر عذاب کیا جاوے اسی طرح غزوہ بدر کے واقعہ مین عام روایت ہے کہ رسول اللہ نے قلیب پر کھڑے ہوکر فرمایا "ھل وجدتم ما فعل ربکم حقا" یعنی اے مقتولو تمنے اپنے اعمال کی سزا پالی لوگون نے عرض

کیا آپ مردون سے خطاب فرماتے ہین ارشاد ہوا کہ جو مینے کہا ان لوگون نے سُن لیا لیکن یہ واقعہ حضرت عائشہؓ کے سامنے بیان کیا گیا تو اُنھون نے فرمایا رسول اللہ نے یہ نہین فرمایا بلکہ یہ الفاظ کہے تھے "لقد علموا ان ما دعوتہم حق" یعنی اب ان لوگون نے جان لیا کہ مین اُنکو حق کی جانب بلاتا تھا دیکھو ان دونو جملون کے مفہوم مین کسقدر فرق ہے اور اس سے سماع موتی کے مسئلہ پر کیسا مختلف اثر پڑتا ہے"

"غرض جب صحابہؓ سے اس قسم کے مسامحات واقع ہوتے تھے تو دوسرے اور تیسرے دور کا کیا ذکر ہے"

امام صاحب نے یہ حال دیکھکر جو شرطین اختیار کین کچھ تو وہی ہین جنکو دیگر محدثین نے تسلیم کیا ہے کچھ ایسی ہین جنمین وہ منفرد ہین یا صرف امام مالک اور بعض اور مجتہدین اُن کے ہمزبان ہین۔

ایک یہ ہے کہ "صرف وہ حدیث حُجت ہے جسکو راوی نے اپنے کانون سُنا ہو اور روایت کیوقت تک یاد رکھا ہو"

دوسرے یہ قید لگائی کہ رواۃ حدیث فقیہ ہون یعنی الفاظ کے اثر اور مطالب کی تعبیر سے واقف ہون"

تیسرے یہہ کہ حدیث کو از روئے درایت دیکھنا چاہیے اگر وہ حدیث عقل کے خلاف اور اُصول کے معارض ہو تو موضوع ہے اور اُس کے راوی کی تحقیق کرنا بھی فضول ہے۔

چوتھے وہ حدیث بھی قابل اعتبار نہین جو قرآن و حدیث متواتر۔ اجماع قطعی کے خلاف ہو یا جو حس اور مشاہدہ سے باطل ثابت ہو۔

ان شرائط مین ابن جوزی نے جو چوتھی صدی مین تھے تمام اُصول پر درایت کو مقدم رکھا ہے اور صحابہ مین حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی و ابن مسعود و ابن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ کا بھی اسی پر عمل تھا کہ وہ روایت سے پہلے درایت پر نظر ڈالتے تھے مگر ارباب روایت نے اسکا عمل درآمد کم کیا اور یہی سبب ہے

کہ ہزارون حدیثین خلاف عقل و نقل ہم اپنی معتبر کتابونمین پاتے ہین۔
"رد الشمس کی حدیث کو محدث ابن جوزی نے قطعی موضوع کہا لیکن حافظ
ابن حجر و جلال الدین سیوطی وغیرہ نے نہایت شدت سے مخالفت کی"
"اسیطرح "تلك الغرانیق العلی" کی حدیث مین یہ روایت ہے کہ آنحضرت
کی زبان سے شیطان نے یہ الفاظ نکلوا دیئے تھے کہ "تلك الغرانیق العلی
وان شفاعتهن لترتجی یعنی یہ بت بہت معزز ہین اور اُن کی شفاعت کی اُمید
کی جاسکتی ہے اس حدیث کو امام صاحب کے اُصول کے موافق بعض محدثین
قاضی عیاض و ابو بکر بیہقی وغیرہ نے غلط کہا لیکن محدثین کا ایک بڑا گروہ اس
حدیث کو صحیح تسلیم کرتا ہے اور فرماتے ہین کہ اسکے راوی ثقہ ہین جس سے اسکی
صحت مین انکار نہین ہوسکتا مگر اس جانب مطلق نظر نہین کہ یہ راویون کی ثقاہت
رسالت پر بدنما دھبہ لگانے والی ہے تاہم جسقدر تحقیقات کی جاتی ہے امام صاحب
صحیح حدیث کے مقابلہ مین قیاس کی کچھ حقیقت نہین سمجھتے تھے چنانچہ صاف
فرمادیا ہے اذا صح الحدیث فهو مذهبی مگر احادیث کے ثبوت کے
متعلق جب تک وہ شرطین پائی نہ جائین جسکو اُنھون نے حدیث کی صحت کا معیار
قرار دیا تھا وہ حدیث کو قابل استدلال نہین سمجھتے لیکن اُن شرائط کیساتھ جو حدیث
ثابت ہو تو پھر قیاس کوئی چیز نہین۔

یہی اُصول حضرت عمرؓ کا تھا فبما یختلج فی صدرك مما لا یبلغك فی
الکتاب و السنة واعرف الامثال والاشباه ثم قس الامور عند ذلك
یعنی جس مسئلہ مین شبہہ ہو اور قرآن اور حدیث مین اوسکا ذکر نہ ہو تو اُسپر غور کرو
اور پھر غور کر و اور اُسکی مثالون اور نظیرون پر خیال کرو پھر قیاس لگاؤ (دیکھو فرمان
حضرت عمرؓ جسکو علامہ ابو اسحق شیرازی نے طبقات الفقہا مین اور علامہ بیہقی و ماوردی
و حافظ ابن عبدالبر نے اور بہت سے محدثین نے نقل کیا ہے)

"مسائل اور احکام شرعیہ کے متعلق اسلام مین شروع ہی سے دو فرقے قایم
ہوگئے تھے ایک کا خیال تھا کہ شرعی احکام کسی مصلحت یا اقتضاء عقل پر

مبنی نہین ہین۔ دوسرے فریق کی راے تھی کہ تمام احکام مصالح پر مبنی ہین جن مین سے بعض کی مصلحتین صاف نمایان ہین اور خود شارع کے کلام سے اُسکے اشارے پائے جاتے ہین بعض ایسے ہین جنکی مصلحت ہم کو معلوم نہین لیکن فی الواقع وہ مصالح سے خالی نہین۔ اس اختلاف راے نے حدیثون کی روایت پر مختلف اثر پیدا کیے بعض لوگ جب حدیث کو سُنتے تو یہ دیکھہ لیتے کہ اوس کے راوی ثقہ ہین یا نہین اگر اُن کے خیال کے موافق رواۃ قابل حجت ہن تو پھر اُن کو کوئی بحث نہین ہوتی تھی اور بے تکلف اُس حدیث کو قبول کر لیتے تھے۔ دوسرا فریق جو حسن وقبح عقلی کا قائل تھا یہ بھی دیکھتا تھا کہ جو مسئلہ یا عقیدہ حدیث سے مستنبط ہوتا ہے وہ عقل مصلحت کے موافق ہے یا نہین۔ وہ دیکھتے تھے کہ راوی فہم و درایت کے لحاظ سے کیا پایہ رکھتے ہین اور روایت باللفظ ہے یا بالمعنی موقع حدیث کیا تھا کون لوگ مخاطب تھے کیا حالت تھی غرض کہ اس قسم کے اسباب اور وجوہ پر غور کرنے سے اصل حقیقت کا پتہ لگ جاتا تھا"

"یہ طرز تحقیق خود صحابہؓ کے زمانہ مین قایم ہوچکا تھا صحیح بن ماجہ و ترمذی مین ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ سے حدیث روایت کی کہ "توضوا مما غیرت النار" یعنی جس چیز کو آگ نے متغیر کر دیا ہو اُس کے استعمال سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اسی بنا پر بعض مجتہدین قائل ہین کہ گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ابو ہریرہؓ نے جب یہ حدیث بیان کی تو عبداللہ بن عباسؓ بولے کہ "توضاء من الحمیم" یعنی اس بنا پر گرم پانی کے استعمال سے بھی وضو لازم آتا ہے۔ ابو ہریرہؓ نے کہا اے برادر زادہ جب رسول اللہ سے کوئی روایت سُنو تو اُسپر مثالین کہو لیکن عبداللہ ابن عباسؓ اپنی راے پر قایم رہے (ماخوذ از سیرت النعمان)

ہم اسکی تشریح کہانتک کرین حجت اللہ البالغہ اور سیر النعمان کو ملاحظہ کرو جو اعلیٰ درجہ کے محقق اور راست گو ہین اور علماء اسلام مین امام غزالی۔ عزالدین عبدالسلام اور شاہ ولی اللہ جو عقل ونقل کے جامع تھے اُنکا یہی مسلک تھا اور

وہ امام صاحب کے اُصول کے پابند تھے۔ اور احادیث کی تنقید مین وہ اُنہین اُصول کو ملحوظ رکھتے تھے۔

محدثین کو احادیث کی صحت اور عدم صحت مین باہم اختلاف ہے ایک محدث ایک حدیث کو نہایت صحیح۔ مستند۔ واجب العمل قرار دیتا ہے دوسرا اُسیکو ضعیف بلکہ موضوع کہتا ہے محدث ابن جوزی نے بہت سی حدیثونکو موضوعات مین داخل کیا ہے جنکو دوسرے محدثین صحیح اور حسن کہتے ہین یہانتک کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی صحیح اور حسن حدیثون کو بھی موضوعات مین داخل کیا ہے جیسا کہ علامہ سخاوی کہتے ہین "دربما راج فیها الحسن والصحیح مما هو فی احد الصحیحین فضلا عن غیرهما"

یعنی ابن جوزی نے حسن اور صحیح تک کو جو بخاری یا مسلم مین موجود ہین موضوعات مین درج کر دیا ہے۔

امام بخاری اور امام مسلم مین حالانکہ سخت اختلاف نہین ہے اور امام مسلم شاگرد امام بخاری کے ہین اور زیادہ تر اُنہین کے مقلد ہین مگر پھر بھی بہت سے راویونکین اُن کے باہم اختلاف ہے ایک اُن راویونکو قابل حجت سمجھتا ہے دوسرا نہین سمجھتا (دیکھو مقدمہ شرح صحیح مسلم)

امام بخاری نے ۶۲۵ راویون کو غیر معتبر سمجھکر اُن سے روایت نہین لی اور مسلم نے اُنسے روایت لی ہے۔

میزان الاعتدال کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سیکڑون ہزارون راوی ایسے ہین جنکی جرح و تعدیل مختلف فیہ ہے۔

مولانا شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفاء جزء دوم مین رقم فرماتے ہین کہ "اگر تتبع کنی روایت علماء صحابہ کہ پیش از انقراض خلافت خاصہ از عالم گذشتہ اند بغایت کم یابی و جمعے کہ بعد ایام خلافت ماندہ اند ہر چہ روایت کردہ اند بعد ایام خلافت خاصہ روایت کردہ اند ہر چند جمیع صحابہ عدول اند در روایت ایشان مقبول و عمل بموجب آنچہ بروایت صدوق از ایشان ثابت شود لازم۔ اما در میان آنچہ از حدیث

وفقہ در زمن فاروق اعظم بود وانچہ بعد وے حادث شدہ فرق مابین السموات والارض است"

پھر شاہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ مین تحریر فرماتے ہین در کان من سیرۃ عمر انہ کان یشاور الصحابۃ ویناظرھم حتی تنکشف الغمۃ ویابۃ الثلج فصا غالب قضایاہ وفتاواہ متبعۃ فی مشارق الارض ومغا ربھا"

یعنی حضرت عمرؓ کی عادت تھی کہ صحابہ سے مشورہ اور مناظرہ کرتے تھے یہانتک کہ پردہ اُٹھ جاتا تھا اور یقین آجاتا تھا اسیوجہ سے حضرت عمرؓ کے فتوون کی تمام مشرق اور مغرب مین پیروی کیگئی۔

چونکہ فتوحات کی کثرت اور تمدن کی ترقی کی حد نہین تھی اور گو اِس کے واسطے منتخب صحابہ کو جو حدیث اور فقہ مین ممتاز تھے جا بجا مقرر فرماویا تھا مگر پھر بھی ایسے پیچیدہ مسئلہ دریافت کرنے کی اُن صحابہؓ کو حضرت عمرؓ سے ضرورت واقع ہوتی تھی اور آپ سب صحابہؓ کو جمع کرکے اُن مسائل کو طے فرماتے تھے حضرت عمرؓ حدیث کی روایت مین نہایت ہی محتاط تھے اور وہ یقین رکھتے تھے کہ روایت کے بیان مین ضرور کمی وبیشی ہوجاتی ہے علامہ ذہبی جنکے بعد اُن سے بڑھکر کوئی محدث نہین ہوا حضرت عمرؓ کے حالات مین لکھتے ہین جسکا لفظی ترجمہ یہ ہے "یعنی حضرت عمرؓ اِس ڈر سے کہ صحابہ آنحضرتؐ سے روایت کرنے مین غلطی نہ کرین صحابہ کو حکم دیتے تھے کہ رسول اللہ سے کم روایت کرین اور تاکہ لوگ حدیث مین مشغول ہوکر قرآن کے یاد کرنے سے غافل نہوجائین۔

حضرت عمرؓ نے عبداللہ بن مسعود وابو درداء وابو مسعود کو محبوس کیا اور کہا کہ تم لوگون نے آنحضرت سے بہت حدیثین روایت کرنی شروع کین"، مورخ طاذری نے جو محدث بھی ہین انساب الاشراف مین حضرت عمرؓ کا قول نقل کیا ہے دلولا انی اکرہ ان ازید فی الحدیث او انقص لحدثت شکر یعنی اگر مجکو یہ ڈر نہ ہوتا کہ حدیث کی روایت کرنے مین مجھ سے کمی وبیشی ہوجائے گی تو مین حدیث بیان کرتا۔ یہی ڈر حضرت عمرؓ کو دوسرون کی نسبت بھی تھا عبداللہ بن مسعود جو حضرت عمرؓ کے خاص تربیت

یافتہ تھے اُن کی نسبت محدثین نے لکھا ہے "یشدد فی الروایۃ ویرجو تلامذتہ عن التساہل فی ضبط الالفاظ" یعنی وہ روایت مین سختی کرتے تھے اور اپنے شاگردون کو ڈانٹتے رہتے تھے کہ الفاظ حدیث کے محفوظ رکھنے مین بے پروائی نکرین "محدثین نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ کم حدیثین روایت کرتے تھے یہان تک کہ سال بھر مین قال رسول اللہ نہین کہتے تھے علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین حضرت ابوبکرؓ کے حال مین لکھا ہے کہ سب سے پہلے جنھے احادیث مین احتیاط کی وہ ابوبکرؓ تھے کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے عہد مین پانسو حدیثین قلم بند کی تھین لیکن پھر انکو آگمین جلادیا اور کہا کہ ممکن ہے کہ مینے ایک شخص کو ثقہ سمجھ کر اُس کے ذریعہ سے روایت کی ہو اور وہ درحقیقت ثقہ نہ ہو"

اگرچہ اکابر صحابہ سب حدیث کی روایت مین بہت احتیاط رکھتے تھے مگر جو التزام حضرت عمرؓ نے کیا وہ کسی سے نہین ہوا وہ روایت کی ثقاہت کے سوا یہ بھی احتیاط رکھتے تھے کہ راوی نے واقعہ کی حقیقت کو کافی طور سے سمجھا ہے یا نہین "حضرت عائشہؓ نے اسی بنا پر حضرت ابوہریرہؓ سے حدیثون کی روایت مین اکثر مواخذے کئے ورنہ حضرت ابوہریرہؓ کے ثقہ ہونے مین اون کو بھی کلام نہ تھا۔ (دیکھو تذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبی)

"صحیح دارمی مین بسند متصل منقول ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ کے چہرہ کا رنگ روایت بیان کرنے کے وقت متغیر ہو جاتا تھا اور جب وہ آن حضرت کے الفاظ بیان کرتے تھے تو کہتے جاتے تھے کہ آنحضرت نے یہ لفظ فرمایا تھا یا شاید اسکے مشابہ یا اس کے قریب یا اس کی مثل" ابو درداؓ اور حضرت انسؓ جو بہت بڑے صحابی تھے انکا بھی یہی حال تھا امام شعبی کا بیان ہے کہ مین عبداللہ بن عمرؓ کیساتھ سال بھر رہا اس مدت مین اُنسے صرف ایک حدیث سُنی۔ ثابت بن قطبۃ الانصاری کی روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ مہینہ بھر مین صرف دو تین حدیث روایت کرتے تھے سائب بن یزیدؓ کا قول ہے کہ مین اسعد وقاصؓ کے ساتھ مکہ سے مدینہ تک گیا اور آیا لیکن اُنھون نے اس مدت مین ایک حدیث بھی روایت نہین کی"

عہد صحابہؓ کے بعد حدیثون کی اشاعت کی کوئی حد نہین رہی لیکن اعتماد اور صحت کا وہ پایہ نہ رہا اسی وجہ سے شاہ ولی اللہ صاحب محدث ازالۃ الخفا مین لکھتے ہین کہ "ہر چند جمیع صحابہؓ عدول اند و روایت ہمہ مقبول و عمل بموجب انچہ بروایت صدوق از ایشان ثابت شود لازم اما درمیان انچہ از حدیث و فقہ در زمن فاروق اعظم بود و انچہ بعد و سے حادث شدہ فرق مابین السموات والارض ست"۔

سند اور روایت کے جو اصول حضرت فاروق اعظم نے قایم کئے اُنکو اجمالاً محدثین نے یون بیان کیا ہے"

(۱) روایت کا باللفظ ہونا ضرور ہی۔

(۲) محض راوی کا فقیہ ہونا روایت کے اعتماد کیلئے کافی نہین۔

(۳) خبر واحد مین تائیدی شہادت کی حاجت ہے جسکو محدثین کی اصطلاح مین تابع اور شاہد کہتے ہین۔

(۴) خبر واحد ہمیشہ قابل حجت نہین ہوتی۔

(۵) روایت کے اعتبار مین موقع اور محل کی خصوصیات کا لحاظ شرط ہی۔

انہین کے قریب قریب حضرت امام اعظم کی شرائط ہین مگر امام صاحب نے چند قیود کیساتھ روایت بالمعنی کو بھی تسلیم کر لیا ہے۔

جیسا حدیث کی تنقید مین امام صاحبؒ نے اکابر صحابہ کا اتباع کیا ویسا ہی فقہ مین وہی التزام رکھا فقہ کے مسائل کو حضرت عمرؓ نے ایک فن جداگانہ بنایا اور سب صحابہ کو حضرت عمرؓ کے فقہ کے کمال کا اعتراف ہے مسند دارمی مین ہے کہ حذیفہؓ بن الیمان جنکو محرم اسرار حضرت سید الابرارؐ کہا جاتا ہے فرماتے ہین کہ فتویٰ دینا اُس شخص کا کام ہے جو یا امام ہو یا قرآن کے ناسخ و منسوخ جانتا ہو لوگون نے پوچھا کہ ایسا کون شخص ہے حذیفہؓ نے کہا عمر بن الخطاب"

"عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ "اگر تمام عرب کا علم ایک پلہ مین رکھا جائے اور عمرؓ کا علم دوسرے پلہ مین تو عمرؓ کا پلہ بھاری رہیگا" (دیکھو استیعاب قاضی عبد البر و ازالۃ الخفا)

فقہ کے جسقدر سلسلے آج اسلام مین قایم ہین اُن سب کا مرجع حضرت عمرؓ ہین "بلا داسلام مین جو مقامات فقہ کے مرکز مانے جاتے ہین وہ یہ ہین مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ بصرہ۔ کوفہ۔ شام انہین مقامات مین حضرت عمرؓ نے فقہ کی تعلیم کیواسطے اعلیٰ درجہ کے صحابہ کو جو فقہ مین دستگاہ کامل رکھتے تھے مامور کیا تھا اور انہین کی ذات سے فقہ تمام دُنیا مین پہلے مکہ معظمہ مین عبداللہ بن عباسؓ جو خاص حضرت عمرؓ کے پرداختہ تھے مدینہ منورہ مین زید بن ثابتؓ عبداللہ بن عمرؓ کوفہ کے حضرت علی عبداللہ بن مسعودؓ۔ وابو موسیٰ اشعری۔ شام مین ابو درداؓ۔ ومعاذ بن جبلؓ تھے جنمین سے حضرت علیؓ کے سوا اکثر بزرگ حضرت عمرؓ کی ہی صحبت کے فیض یافتہ تھے"

امام محمدؒ نے کتاب الاثار مین روایت کی ہے ستۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسیتذاکرون الفقہ بینھم علی بن ابی طالب وابی وابی بن کعب وابو موسیٰ علیحدۃ وعمر وزیدؓ وابن مسعودؓ یعنی صحابہ مین سے چھ شخص باہم فقہ کی بحث علیحدہ علیحدہ کرتے تھے حضرت علیؓ۔ ابی بن کعبؓ۔ ابو موسیٰ اشعریؓ ایک ساتھا اور حضرت عمرؓ۔ زید بن ثابت۔ ابن مسعود ایک ساتھ" اس سے معلوم ہوا کہ قیاسی اور اجتہادی مسائل حنفی۔ شافعی کی وضع پر اُسیوقت جاری ہوگئے تھے "صفوان بن سلیم کا قول ہے" لم یکن یفتی فی زمن النبی صلے اللہ علیہ وسلم غیر عمر وعلی ومعاذ وابی موسیٰ یعنی حضور علیہ السلام کے زمانہ مین سوائے چار صحابہ عمر اور علی اور معاذ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم کے کوئی اور فتویٰ نہین دیتا تھا امام شعبی کا مقولہ ہے کان العلم یوخذ عن ستۃ من الصحابۃ یعنی علم چھ صحابہ سے سیکھا جاتا تھا دیکھو فتح المغیث وتذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبی ان کے سوا جو دوسرے صحابہ فتوے دیتے تھے وہ اجتہاد کا منصب نہین رکھتے تھے اجتہاد کا منصب انہین چھ صحابہ کو تھا جیسا کہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ مین رقم فرمایا ہے "اما غیرھؤلاء الاربعۃ فکانوا یرون دلالۃ ولکن ما کانوا یمیزون ولرکن والشرط من الاداب والسنن ولم یکن لھم قول عند تعارض الاخبار وتقابل الدلائل الا قلیلا کابن عمر وعائشہ و

زید بن ثابت"

یعنی اِن چار صحابہؓ کے سوا جو باقی لوگ تھے وہ مطالب سمجھتے تھے لیکن آداب وسنن اور ارکان و شرائط مین امتیاز اور تفریق نہین کر سکتے تھے اور جہان حدیثین متعارض ہوتی تھین اور دلائل مین تقابل ہوتا تھا وہان بہت کم دخل دیتے تھے جیسے ابن عمرؓ و عائشہؓ۔ زید بن ثابتؓ۔

حضرت علیؓ کے جو ہم صحبت تھے وہ حدیث مین بلند پایہ نہ تھے جیسا کہ صحیح مسلم کے مقدمہ مین لکھا ہے کہ "عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھیون کے سوا جن لوگون نے حضرت علیؓ سے روایتین کین اُنپر اعتبار نہین کیا جاتا" معاذ بن جبلؓ جنکو شام مین حدیث کی روایت کے لئے حضرت عمرؓ نے بھیجا تھا ۱۸ھ ہجری مین انتقال کر گئے جیسا کہ شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ حدیث او چندان باقی نماند" عبداللہ بن مسعود اور ابو موسیٰ اشعری حضرت عمرؓ کے خاص شاگردون مین تھے اور زید بن ثابت بھی حضرت عمرؓ کے مقلد تھے ان واقعات سے ظاہر کہ صحابہ مین جو فقہ کا رواج ہوا وہ سب حضرت عمرؓ کے تربیت یافتہ تھے حضرت عمرؓ نے مسائل فقہ مین جسقدر فکر اور غور کیا تھا صحابہ مین سے کسی نے نہین کیا تھا اُن کو ابتدا سے اسکی جانب طبعی میلان تھا قرآن مجید مین جہان ابہام ہوتا وہ خود حضور علیہ السلام سے اپنا اطمینان کرتے تھے یہ جرات کسی دوسرے کو نہ تھی (دیکھو ازالۃ الخفا اور مسند امام احمد حنبل)

جو طریقہ فقہ کے مسائل مین حضرت عمرؓ کا تھا اُسی طریقہ کو امام اعظمؒ نے اختیار کیا امام طحاوی نے بسند متصل اسد بن فرات سے روایت کی ہے کہ ابو حنیفہ کے تلامذہ جنھون نے فقہ کی تدوین کی چالیس تھے جن مین یہ لوگ زیادہ ممتاز تھے ابو یوسف زفر داؤد طائی۔ اسد بن عمرو۔ یوسف بن خالد یحییٰ بن ابی زاید۔ "تدوین کا طریقہ یہ تھا کہ کسی خاص باب کا مسئلہ پیش کیا جاتا تھا اگر اُس کے جواب مین سب متفق الرائے ہوتے تھے تو اُس وقت قلم بند کر لیا جاتا تھا ورنہ نہایت آزادی سے بحثین شروع ہوتین کبھی کبھی بہت دیر تک بحث قایم رہتی امام صاحب غور اور تحمل کے ساتھ سب کی تقریرین سنتے اور بالآخر ایسا چھٹا فیصلہ کرتے کہ سب کو تسلیم کرنا پڑتا اور جب تک کل شرکا جلسہ جمع نہ ہوتے تھے کوئی مسئلہ پیش نہین کیا جا سکتا تھا"

"اس مجموعہ کی ترتیب جیسا کہ حافظ ابو المحاسن نے بیان کیا ہے یہ تھی اول باب الطہارت۔ باب الصلوٰۃ۔ باب الصوم۔ پھر عبادات کے اور ابواب اسکے بعد معاملات سے اخیر مین باب المیراث"

امام صاحب کی زندگی مین ہی یہ مجموعہ تیار ہو کر شائع ہوا اور عام قبولیت کے ساتھ ممالک دور تک پھیل گیا۔ امام صاحب کا درس گاہ ایک قانونی مدرسہ تھا جسکے طلبہ نہایت کثرت سے ملکی عہدون پر مامور ہوئے اور اُن کی آئین حکومت کا دستور العمل یہی مجموعہ تھا۔ تعجب یہہ ہے کہ جن لوگون کو امام صاحب سے ہمسری کا دعویٰ تھا وہ بھی اس کتاب سے بے نیاز نہ تھے۔

"امام صفیان ثوری نے بڑی دقت سے کتاب الرہن کی نقل حاصل کی اور اُس کو پیش نظر رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ کاش ابو حنیفہ کی تمام کتابین میرے پاس ہوتین" (دیکھو عقود الجمان)

"اور یہ بھی کم تعجب کی بات نہین ہے کہ اُس وقت بڑے بڑے مدعیان فن موجود تھے اور اُنمین بعض امام ابو حنیفہؒ سے مخالفت بھی رکھتے تھے تاہم کسیکو اس کتاب کی رد و قدح کی جرات نہین ہوئی"

امام رازی مناقب الشافعی مین لکھتے ہین "ان اصحاب الرّای اظہروا مذاہبہم وکانت الدنیا ممتلوۃ من المحدثین وروٰاۃ الاخبار فلم یقدر احد منہم علی الطعن فی اقاویل اصحاب الرائی یعنی اصحاب الرائے (ابو حنیفہ اور اُن کے تلامذہ) نے اپنے مسائل جس زمانہ مین ظاہر کئے دُنیا محدثین اور راویان اخبار سے بھری ہوئی تھی تاہم کسیکو یہ قدرت نہ ہوئی کہ اُنکے اقوال پر اعتراض کرتا" (منقول از سیرت النعمان)

اہل تشیعہ کے مذہب کا نتیجہ عبادت الٰہی کا بند کرنا اور نہی عن المنکر کا رواج دینا اور غیر مقلدین کے اس جدید طریقہ کا منشا اسلامیون کو متفرق اور جماعت کو درہم برہم کرنے کا ہے اور جن مذہبون کا یہ طرز ہے وہ کبھی سچے مذہب نہین ہو سکتے اور نہ ترقی پا سکتے ہین کیونکہ سچے مذہب کا یہ اصول ہے کہ عبادت الٰہی کو ترقی دے اور

اور جو موانع اُسکے سدراہ ہون اونکو دفع کرے اور تہذیب اور پرہیزگاری کو پھیلائی اسلئے کہ خداوند تعالیٰ نے اپنی جمیع مخلوقات مین جو عزت انسانکو دی ہے وہ کسیکو نہین دی اعلیٰ درجہ کے حیوانات اُس کے تابع فرمان کردیئے کہ جن مین سے اکثر اُس کی خورش اور پوشش اور سواری کے کام آتے ہین۔ سونا۔ چاندی۔ اور جواہرات اِسی کی راحت اور زینت کے سامان اور شب چراغ ہین شمس و قمر جیسے نور روشن کو آدمی کا خدمتگار بنادیا۔ ستارون بھرا آسمان جو جگمگا رہا ہے اسکا سائبان ہے یہ دولت بھری زمین جنمین بیشمار نعمتین ہین اسیکا دسترخوان۔ کوئی چیز ایسی نہین بنائی جسمین آدمی کا فائدہ مدنظر نہ ہو اور یہ ایک بڑی دلیل باریتعالیٰ کے واجب الوجود ہونے کی ہے۔

اگر دہریون کے اعتقاد موجب کوئی صانع عالم نہوتا اور یہ سلسلہ دُنیا کا قدیم سے بلاخالق کے ہوا ہوتا تو یہ امر ہرگز نہ ہوتا کہ ہرایک چیز انسان کے لئے اور ہر مخلوق اِسی ضعیف الابنیان کی خاطر ہوتی بلکہ ہزارون لاکھون چیزین اور مخلوقات ایسی ہوتی جسکا آدمی سے کوئی بھی تعلق نہ ہو۔ اسکی وجہ خاص یہی ہے کہ سب مخلوقات کا خالق خداوند تعالیٰ ہے جسنے اپنی حکمت اور قدرت سے تمام مخلوقات کو آدمی کا محکوم کردیا ہے اور کل موجودات مین انسان کا ہی فائدہ ملحوظ رکھا ہے۔ عورت سی نادر الوجود تازنین انسانی جنس کو بھی مرد کے زیر فرمان ہی کیا ہے غرضکہ ؎

جو کچھ کہ زمانہ مین ہے انسان کے لئے ہے	
آراستہ یہ گھر اسی مہمان کے لئے ہے	

وسخر لکم ما فی السموات والارض یہ دلیل اللہ جل جلالہٗ نے بھی اپنے خالق ہونے کی بیان فرمائی ہے جس کی اوپر تفسیر کیگئی ہے "ھوالذی خلق لکم ما فی الارض جمیعًا" یعنی خداوند ذات پاک ہے جسنے موجودات کو تمہارے ہی واسطے پیدا کیا ہے یہ جب ہی ہوسکتا ہے کہ کل موجودات عالم ذات واحد کے قبضۂ قدرت مین ہو اور سوا اُسکے اُس پر کسیطرح کا کوئی اختیار کسیکو نہو سے۔

مرد کیا ہے درصل اِس دُنیا کا بادشاہ اور کل موجودات کا فرمانروا ہے اسکو امیر بنایا وزیر بنایا شاہ بنایا خدائی بھر کے اختیارات اسکو عطا فرمائے اسکے ہاتھ سے

مُردے جلائے خاک سے جانور تک بنا کر اسنے اُڑا کر دکھلائے بیجان سواری کو اپنی عقل خداداد سے تری اور خشکی پر روان کیا جمادات کو وہ گویائی اپنی حکمت اور قابلیت سے دی کہ جسکے مقابلہ سے ناطقہ سر بگریبان ہے۔

اِسکی حکومت اور شوکت کے درجہ کو نہ آسمان پہنچا اور نہ عرش و کرسی نے یہہ درجہ پایا یہانتک اسکا پایہ بلند ہوا کہ یہ معبود کہلایا اور مسجود ملائک ہوا اور کیون نہ ہوتا جبکہ اِس کی آفرینش سے پہلے ہی اس کو یہ خطاب عنایت ہو چکا تہا کہ "

انی جاعل فی الارض خلیفۃً"

اسیوجہ سے اِسکو سبط حسے معزز اور مشرف بنا کر اپنی عبادت اور فرمانبرداری کا بار اسی خاک کے پتلے کے سر پر رکھا گیا اور یہ سہرا اسکے سر منڈہا۔

وہ دولت ایمان کی جس کے واسطے عرش سے فرش تک یہہ تمام کارخانہ بنایا ہے اِسی کی سرد کی گئی ہے فرشتے جو معصوم اور قدوسی کہلاتے ہین وہ بھی اِسی کیلئے خلق کئے گئے ہین۔

عبادت خواہ ظاہری ہو یا باطنی محافظ ایمان ہے یا یون کہو کہ ایمان کا ظہور اور اُسکا عملی طرز ہے اسیواسطے جہان آمنوا فرمایا ہے اُسی کے ساتہہ ساتہہ عملوا الصلحٰت کا بھی اظہار کیا گیا ہے اور پھر اچھی طرحسے کھول کر فرمادیا وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کہ میںنے جن اور انسان کو اپنی عبادت کیلئے ہی پیدا کیا ہے۔

اب جو عبادت اور فرمان برداری مین کوتاہی یا سرتابی کرینگے وہ مستوجب عذاب ہونگے کس لیئے کہ اُنہون نے منشاء آفرینش کو نہین سمجہا اور اپنی جہالت اور سرکشی سے موجودات کے عالم شہود مین لانے کو اکارت اور برباد کر دیا اور یہ ظاہر کیا کہ یہ عالم اور موجودات عالم جو پیدا کی گئی ہے ایک فعل عبث ہے اور وہ فرماتا ہے رد

افحسبتم انما خلقنکم عبثا وانکم الینا لاترجعون

کہ کیا تم نے یہ سمجہہ رکہا ہے کہ ہم نے تم کو یونہین بے فائدہ بنایا ہے اور تم سے ہر معاملہ کی باز پرس نہ ہوگی ایسا ہرگز مت سمجھو بلکہ یون کہا کرو سبحانا ما خلقت

(۱) انا عرضنا الامانۃ علی السموٰت والارض الخ

ھذا باطلا" "سبحانك فقنا عذاب النار"

اے ہمارے پروردگار تونے اس عالم اور تمام موجودات کو یون ہی تماشہ کے طور سے نہین پیدا کیا ہے بلکہ اس مین کوئی بڑا راز ہے تو فعل عبث کرنے سے پاک ہے خلق اللہ السمٰوٰت والارض بالحق خدا نے آسمانون اور زمین کو کسی غرض اور مصلحت سے ہی پیدا کیا ہے۔

یہ عبادت تین قسم کی قرار دی گئی ہے۔ جسمی۔ مالی۔ روحانی۔ نماز۔ روزہ۔ حج وغیرہ عبادت جسمانی اور زکواۃ۔ خیرات وغیرہ مالی اور منہیات سے نفس کو روکنا اور امر بالمعروف مین اُسکو مشغول کرنا روحانی عبادت ہی۔

قرابتیون۔ یتیمون۔ بیواؤن۔ مسکینون۔ پردیسیون۔ اپاہجون اور بنی نوع انسان کے ساتھہ احسان اور ہمدردی کرنا اور اُن کی خبر لینا سب انسان کے ذمہ ہے قتل۔ زنا۔ شراب۔ جھوٹ۔ دغا۔ فریب۔ سرقہ وغیرہ وغیرہ ممنوعات اسوجہ سے قرار دیے گئے ہین کہ نفس کو خواہشات ممنوعہ سے روکنے مین قلب کا تصفیہ ہو اور وہ گندگی اور باطنی میل کچیل سے صاف اور شفاف رہے کیونکہ گناہون مین مبتلا ہونے سے قلب پر تہین میل کی جم جاتی ہین جو آدمی کو نظر نہین آتا پھر اُسپر انوار الٰہی کا پرتو نہین پڑتا۔

آدمی کو اس پر کوئی فخر یا افتخار جتلانے کا موقع نہین ہے عبادت خدا کی نہ فقط انسان بلکہ جو موجودات عالم ہے سب اُس کی عبادت مین مشغول ہے "یسبح للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض" آسمان اور زمین مین جو مخلوقات ہے سبھی تو خداوند تعالیٰ کی تسبیح مین لگی ہوئی ہے البتہ انسان کی عبادت اُن سب کی عبادت کا خلاصہ اور مجموعہ ہے اور وہ کمالات روحانی اسکی عبادت مین ہین جو اُنکو حاصل نہین یہی باعث اسکے شرف کا ہے۔

اس مین بڑا کمال یہ ہے کہ اس کے خمیر مین نافرمانی اور گناہ کا مادّہ برخلاف دوسرونکے رکھا گیا ہے پھر جو یہ اپنی طبعی خواہشون کو روک کر رضاے الٰہی کا تابع اور فرمان خداوندی کا پابند رہے تو گویا پورے طور سے اس نے ہی خدا کو شناخت کیا اور دیکھی

اوسکا ایسا گرویدہ اور شیدا ہوگیا کہ اپنی خواہشون کو بھی اُس کی فرمانبرداری کے آگے ترک کر دیا۔ اسیواسطے اس سے بوجہ بشریت اگر گناہ سرزد ہوجاے اور یہ خدا کیجانب نادم اور پشیمان ہوکر معافی کا خواستگار ہوتا ہے تو مغفرت الہی اُس کی اِس درخواست کو ہاتھون ہاتھ لے کر نظر شفقت سے قبول فرماتی ہے خدا کی غفور الرحیمی کے وصف کا مظہر یہی ناکارہ گنہگار ہے دوسری مخلوقات سے نہ تو گناہ ہو نہ ضرورت معافی کی پڑے اور اسکو ہر دم اور ہر حالت مین خداوند تعالیٰ کی مغفرت اور اُس کی رحم کی ضرورت رہتی ہے اور اسکا توبہ کرنا اور سربگریبان ہونا اسوقت کا برملا یہ ظاہر کر رہا ہے کہ باوجود اس اقتدار اور فضل کے یہ تمام موجودات کا بادشاہ ہے اللہ جل جلالہٗ کے جلال سے کیسا ترسان اور لرزان ہے کہ اپنے کو سب مخلوقات سے بدتر اور کم تر سمجھتا ہے اور کوئی فخر نہین کرتا پھر کیسے یہ مقبول بارگاہ خداوندی نہ ہوے اسکا ہر قول و فعل جو خدا کے لئے اور اُس کی جانب توجہ کر کے اسکی طرف ہو رہا ہے سب عبادت ہے خداوند تعالیٰ عبادت کا محتاج نہین مگر انسان کا کوئی خاص تعلق خداوند تعالیٰ سے ایسا ہے جسکے باعث یہ عبادت بہ نظر رحمت و شفقت اُس پر فرض کی گئی ہے تاکہ ہر وقت یہ خدا کا تصور رکھے "فاذکروني اذکرکم" کسیر زیادہ نہ ہو تو پانچ وقت تو اُس کے حضور مین ضرور ہی حاضر ہو اصل یہ ہے کہ عبادت روح کی صفائی کے لئے ہے اور روح ہی جوہر لطیف ہے اور انسان مُرادی سے ہے بدون عبادت یہ جوہر صاف مُستعد نہین رہسکتا۔

جیسے جسم کی تربیت کے لئے اُس نے قسم قسم کی غذائین پیدا کی ہین اسی طرح روح کی پرورش اور آراستگی کے لئے ظاہری اور باطنی عبادتین فرض کردی ہین۔

اسلامی شریعت پر جو نظر کیجاتی ہے تو منشاء الٰہی ہر ہر بات اور معاملہ مین یہی ہے کہ بندہ ہر وقت اور ہر لحظہ خدا کی ہی جانب لَو لگائے رہے اور وہ اپنا دلی تعلق سواے خدا کے کسی سے رکھنے کا خیال بھی دل مین نہ لائے اُسی کا بالکل ہو رہے اور جو کام کرے اُسی کے واسطے کرے اور اُسکی

رضامندی کو پیش نظر رکھے وہ خود فرماتا ہے وتبتل الیہ تبتیلا، یعنی سب طرف سے ٹوٹکر اُسی کے ہو رہو۔

نماز ایک دو وقت کی ہی کافی تھی اس سے بھی یاد الٰہی اور خدا کا دھیان انسان کے دل مین رہ سکتا تھا مگر صرف ہمہ وقت اپنی جانب مائل کرنے کی غرض سے پانچ وقت کی نماز اس تاکید اور تشدد کے ساتھہ فرض فرمائی ہے کہ سارے قرآن مین اسکی تاکید ہے اور جب تک مرد انسانی حالت مین ہے خواہ بیمار ہو یا لڑ رہا ہو اور فوج دشمن سے مقابلہ ہو یا یہ سفر مین ہو یا کیسا ہی زخمون سے چور ہو اور کتنا ہی ناتوان پیر ہو نماز کسی حالت مین معاف نہین پھر اسی پر اکتفا نہین کی اُسپر مزید بران سُنتین اور پھر مہینے بھر کے رمضان کے روزے اور زکواۃ۔ خیرات۔ حق العباد۔ اور نفس کُشی وغیرہ علیحدہ علیحدہ قسم قسم کے پیرایون مین فرض واجب کر دے کہ ہر دم اور ہر لحظہ یہ خدا کے روبرو اور خدا اسکے روبرو حاضر ناظر رہے بچہ ہو یا جوان عورت ہو یا پیر ناتوان سبہی کے واسطے یہ حکم عام ہے خدا ہی جانے کہ روح انسانی مین کیا اسرار غیبی ہے کہ جسکے ساتھہ خداوند تعالیٰ کو اسقدر الفت ہے کہ دم بھر کی جدائی گوارا نہین ہے۔

لیل و نہار دُنیا مین سب جگہہ ہوتے ہین مگر کس تغیر اور تبدل کیساتھہ کہ ہر ایک جگہہ کا نصف النہار جُداگانہ ہے اور ایسے دائرے خط استوا پر لا انتہا ہو سکتے ہین وہ اپنی قدرت سے ایسا بھی کر سکتا تھا کہ ایک ہی وقت تک سب دُنیا مین دن اور ایک ہی وقت تک رات رہے لیکن اس پر بھی جو مذہبی نظر ڈالی جاتی ہے تو اسکی علت غائی یہی معلوم ہوتی ہے کہ خداوند تعالیٰ کی عبادت ہر لحظہ دُنیا مین ہوتی رہے اگر ایک جگہہ سے مصلیٰ نماز کا اٹھایا جائے تو اُسیوقت دوسری جگہہ نماز کی تیاری شروع ہو اگر ایک ملک مین صبح کے نمازی مسجدین چھوڑ چھوڑ کر جا رہے ہین تو دوسرے ملک مین اُسی صبح کی نماز کے لئے مسجدون مین آ رہے ہین اور یہی سلسلہ ہر نماز کا اسی طرح سے ہر وقت اور ہر لحظہ جاری رہتا ہے کہ اگر ایک ملک مین صبح کی نماز پڑھی جا رہی ہے تو دوسرے مین ظہر کی اور کسی

مین عصر کی کسی مین مغرب کی اور کہین عشا کی جماعت ہو رہی ہے اور کہین تہجد گزار خشوع وخضوع سے نرم بستر اور خواب شیرین کو چھوڑ کر سنت موکدہ ادا کر رہے ہین غرضکہ کوئی وقت زمین پر عبادت سے خالی نہین گذرتا۔ اور اسیوجہ سے وقت کی پابندی فرض کی گئی ہے سو جس عبادت کا اسقدر اہتمام خداوند تعالیٰ کی جانب سے ہے اور جس کے واسطے صاف ارشاد ہے کہ "وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون" یعنی مینے جن اور انسان کو اپنی عبادت کے واسطے ہی پیدا کیا ہے اہل تشیعہ نے اوسکو اُڑا کر بجاے نماز کے تبرّا عبادت قرار دیا بجاے مسجد کے امام باڑہ اور نماز کی جگہہ مرثیون کی مجلس قایم کی امام کے لئے وہ قیود لگا دئے کہ اُن شرائط کا امام ایران اور لکھنؤ مین ہی کوئی درشن کرنیکو ملے تو ملے ہر شہر اور قصبہ مین اُن کے امام کا ملنا عنقا کا حکم رکھتا ہے کوئی مسجد اُنکی کہین آباد نہین ہے نہ اس جانب رغبت ہے اور نہی عن المنکر کا عام رواج ہے۔ تقیہ جو صریح جھوٹ اور فریب ہے اُن کے مذہب کا اصول متاع جو زنا کی حیثیت مین ہے اُنکا مذہبی نکاح تبرّا جو دُنیا کے کل مذاہب کے نزدیک کبیرہ گناہ ہے اُن کے نزدیک عین عبادت یہ حالت تو شیعونکی ہے۔

اب جو اصحاب اہل حدیث ہونے کا دعویٰ کرتے ہین اُن کی کیفیت ملاحظہ ہو کہ تقلید ائمہ سے تو انکو بھی چارہ نہین کیونکہ فروعی مسائل انہین آئمہ مجتہدین مہدیین کے عمل مین لانے پڑتے ہین فرق یہ ہے کہ کسی مسئلہ کو کسی امام کے اور کسی مسئلہ کو دوسرے امام کے جسکو انکا دل چاہے اختیار کرتے ہین مذہب معین یعنی ایک امام کی تقلید کو وہ بدعت اور حرام بتلاتے ہین اور یہ ایک ظاہری دلیل عوام کے بہکانے کو انہون نے گھڑ رکھی ہے جس کی حقیقت سے ناواقف ہین کہ جب یہ چارون امام برحق ہین تو پھر ایک کی تقلید کیون کی جاتی ہے سبکی کرنی چاہیئے یہ نہین سمجھتے کہ اختلافی مسائل مین سب کی تقلید ہو نہین سکتی مثلاً ایک امام کہتا ہے کہ رفع یدین آمین بالجہر اور قرات الحمد امام کے عقب مین کرنا اور پڑھنا سنت ہے دوسرا اوس کو منع کرتا ہے اور دونون کے پاس

دلائل موجود ہین سو دونقیض جمع نہ آجتک ہوئی ہین اور نہ قیامت تک ہون کہ ایک ہی وقت مین دونون امام کی تقلید کیجاے ایک کی تقلید کریگا تو دوسرے کا تارک ہوگا اور جو اوس نے ایک رکعت مین رفع یدین اور آمین بالجہر اور قراۃ خلف الامام پر عمل کیا اور دوسری رکعت مین اُسکا تارک ہُوا تو یہ تقلید نہ ہوئی بلکہ اپنی نفس کی پابندی ہوئی کہ جب اُسکا دل چاہا اوس نے اُس فعل کو مسنون سمجھکر کیا اور جب چاہا نہ کیا تو متحقق ایک امر بھی نہ ہوا نہ اسکو یہ ثابت ہوا کہ رفع یدین اور آمین بالجہر اور قراۃ خلف الامام سنت ہے اور نہ یہ نہ نشین ہوا کہ خلاف سنت ہی وہ شک اور شبہ مین رہا اور خدا بار بار فرماتا ہے "ولاتکونن من الممترین" کہ تم شک کرنے والون مین سے مت ہو وہ جو چارون کو حق کہتے ہین اوسکی وجہ یہ ہے کہ ہر ایک امام اُسی قرآن وحدیث کو اپنے اجتہاد کا ماخذ بتلاتا ہے اور ہر مسئلہ کی دلیل لاتا ہے اسی واسطے جو مذہب اختیار کیا جاوے اوسکو صحیح ماننا چاہیئے اور باقی کو غلط اور دیگر ائمہ کی خطاء اجتہادی سمجھنی چاہیئے یہ نہین کہ وہ دُہبدا مین رہے کہ یہ صحیح ہے یا وہ صحیح۔ جس کو اسنے اختیار کیا ہے اوسکو صحیح سمجھے تاکہ پختہ یقین کے ساتھہ یہ اُس امام مفروض کے مسائل کا پابند ہو کیونکہ یہ تو اظہر الشمس ہے کہ یہ ائمہ مجتہدین نبی نہین معصوم نہین شریعت کے مالک نہین ہان وہ اعلیٰ درجہ کے مجتہد ہین جنکے اجتہاد کو خداوند تعالیٰ نے قبول فرمایا ہی قرآن مجید اور حدیث اور نظائر صحابہؓ سے انہون نے شریعت کے مسائل کا استنباط کیا ہے اور وہ حدیث و قرآن اور جملہ شریعت اسلامی کے اس پایہ کے سمجھنے والے ہین کہ انکے بعد چشم فلک نے پھر ایسے نہین دیکھے اور تمام اُمت محمدیہ نے اُنکو مجتہد العصر تسلیم کیا ہے اور کوئی مسئلہ انکا خلاف حکم خدا و رسول نہین ہے یہ تمہاری سمجھ کا فتور ہے اور نادانی کا باعث اور محض بہتان اور افترا جو عوام کے روبرو یہ راگ گاتے ہو کہ خدا و رسول کے حکم کو چھوڑ کر یہ مقلدین ائمہ مجتہدین کے حکم کو بمنزلہ وحی اور صاحب وحی کے سمجھتے ہین۔ صرف ظاہری خیالات سے جیسے بہت سے ناواقفون نے اپنے مذہب کو خراب کیا ہے

ویسا ہی عمل ان غیر مقلدین کا ہے۔ ائمہ مجتہدین نے شریعت کو واضح اور ایسا سہل کر دیا ہے کہ کسی مسئلہ کے دریافت کرنے کی ضرورت بالکل نہیں رہی تاکہ امت مرحومہ آیندہ کسی نادان خود غرض کے بہکائے میں نہ آئے اور یہ ٹکسال باہر مولوی ملا دیے کو برباد نکر سکیں۔

قرآن کی تفسیر احادیث اور فقہ اندنون کی تفسیر ہے جو یہ کہتے ہیں کہ پہلے حدیثیں مجتمع نہ تہیں جس سے فقہ کی ضرورت تھی اب حدیثون کی کتابیں جا بجا موجود ہیں فقہ کی کوئی ضرورت نہیں یہ کسقدر نادانی کا جواب ہے حالانکہ اجتہاد کی ضرورت تو حضور علیہ السلام کے زمانہ میں ہی واقع ہو گئی تھی جسکا بیان انشاء اللہ آگے آتا ہے اور عمر بن عبدالعزیز جو تابعین صحابہ میں اعلیٰ درجہ کے خلیفہ ہیں اُن کے حکم اور زمانہ میں حدیثون کا اجتماع ہوا جیسا کہ مشکوٰۃ اور بخاری اور مسلم سے عیان ہے مگر فقہ کی ضرورت اُس وقت میں بھی رفع نہ ہوئی کل کو ایک دوسرا فریق یہ کہنے لگے گا کہ قرآن کے پڑھنے اور سمجھنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ حدیثیں قرآن کی تفسیر ہیں وہ کافی ہیں تبرکاً قرآن کو پاس رکھو پھر ایک فرقہ اس کے خلاف یہ ظاہر کریگا کہ حدیثیں تو راویون نے اپنے منشاء موجب بنالی ہیں حنفیں اختلاف بہت ہے صرف قرآن پر ہی عمل کرنا چاہیے جو جملہ اسلامی مذاہب کے نزدیک مسلم ہے۔ اس فقہ کا ہی پر تو ہے کہ اہل سنت والجماعت قرآن اور حدیث کو دانتون سے اٹک پکڑے ہوئے اور سینہ سے لگائے ہوئے ہیں اور جس شوق سے وہ فقہ کو دیکھتے ہیں اُس سے زیادہ اشتیاق اور وجد سے قرآن مجید اور حدیث شریف کا مطالعہ کرتے ہیں اور ترتیب وار نصاب تعلیم میں قرآن حدیث داخل ہے اور اُسکو انہون نے حرز جان بنا رکھا ہے مگر اُن کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ قرآن مجید کا اور کسی قدر مشکوٰۃ کا ترجمہ پڑھ لیا اور مولوی بنکر لگے لوگون کو بہکانے برسون قسم کے رو بر وجان بگھلاتے ہیں جب کہیں فقہ حاصل ہوتا ہی یہ چلتا نسخہ تو مولوی نذیر حسین نے ہی ایجاد کیا ہے کہ طالب علم کو نہ صرف کی واقفیت ہوئی نہ نحو کی اور آجکل کی پیری مریدی کرنے والونکی طرح مشکوٰۃ کا ترجمہ اُردو پڑھا کر جہان کا وہ طالب علم ہو بمثل شجرہ قلہ کے اوسکو دیکھ دیں بھجد یا کہ جا کر مشکوٰۃ اور قرآن

کا ترجمہ سنایا کرو اور ہماری سالانہ خدمت جو ہو سکے وہ کرتے رہو۔ اس ایجاد سے گو مسلمان متفرق ہو گئے مگر مولویصاحب نے تو بڑے عیش اور فراغت سے زندگی بسر کی اور لاکھہ روپیہ سے زیادہ کی دولت پس ماندگان کے لئے چھوڑ گئی مگر زکوٰۃ کا ایک پیسہ بھی نہیں دیا۔ دیکھو مضامین مرزا حیرت۔

مذہب معین میں ہی تقلید کی پابندی اور عمدہ طور سے اطاعت خدا اور رسول ہی تعین ہی اسلام کا اصول ہے خداوند تعالیٰ نے اسلام کے اصول معین کئے ہیں جس سے تعین کی فضیلت خدا کے نزدیک بھی معلوم ہوتی ہے شریعت کا تعین نماز کا تعین نماز کے اوقات کا تعین روزہ کا تعین کعبہ کا تعین خیرات اور زکوٰۃ کا تعین کتاب آسمانی کا تعین پیغمبر کا تعین عیدین کا تعین بر ملا شہادت دیرہا ہے کہ مطلق العنان مت رہو۔ مذہب معین کے پابند ہو۔

اس معین تقلید سے اسلام قایم ہے اور یہ تقلید موجب اصلاح اور انتظام دین اور غیر مقلدی مایۂ فتنہ و فساد اور موجب خرابی اور پریشانی شیرازۂ دین ہے خداوند تعالیٰ فرماتا ہے "لاتفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا" کہ درستی ہوئے پیچھے فساد مت کرو سو اب اس انتظام کو جو درہم برہم کرنا چاہتے ہیں اور وہ راندن اسی جد جہد میں لگے ہوئے ہیں کہ لوگوں کو اس سے برگشتہ کریں وہ مخالف فرمان الٰہی اور خاص مفسد ہیں۔

تقلید کے چھوڑنے میں اختلاف کا طوفان برپا ہوتا ہے جس کے سیلاب کو روکنا ناممکن ہے اگر یہ عقیدہ رکھا جائے کہ فقہ کو چھوڑ کر احادیث کے موافق عمل درآمد کیا جائے تو ظاہر ہے کہ ہر شخص خود رو اور خود مختار دین میں ہو جائیگا کیونکہ اجتہاد کا منصب تو فی زمانہ دشوار بلکہ محال تصور کیا گیا ہے اُن احادیث سے کوئی کچھ مطلب اور کوئی کچھ مدعا اپنی ناقص رائے کے موافق اخذ کرے گا اور دین میں رخنہ واقع ہوگا اب جو چار مصلّے ہیں ان کے بہت سے مصلّے ہو جائیں گے اور ہمیشہ بڑھتے ہی رہیں گے اور اہل سنت والجماعت نام کو بھی نہ رہیں گے جس کو مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر ذیل کی ایک ذرا سی تمثیل

مین دکھلایا جاتا ہے قطع نظر دیگر مسایل کی تقلید چھوڑکر پانی کے مسئلہ پر نظر کرو کہ غیر مقلدین عامل بالحدیث کے خیال موجب کیا ہیئت اس مذہب کی رہتی ہے۔

ایک فریق کا یہ عقیدہ ہے کہ قلتین سے جو پانی کم نہ ہو وہ ہر ایک چشمہ یا تالاب کا پاک نہیں ہے جیسا کہ حدیث ابن عمرؓ سے واضح ہے "قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الماء یکون فی الفلاۃ من الارض وما ینوبہ من الدواب والسباع فقال اذا کان الماء قلتین لم یحمل الخبث فانہ لا ینجس رواہ احمد وابو داؤد والترمذی والنسای والدرمی وابن ماجہ کذا فی المشکوٰۃ)

دوسرے فریق نے کہا کہ ہمتو اس حدیث کو صحیح نہین مانتے کیونکہ یہ حدیث صحیحین مین سے نہین ہے اور محدثین کو اسکی صحت مین اختلاف ہے۔

تیسرا فریق یہ دلیل لایا کہ قلتین کا لفظ حدیث مین آیا ہے جسکے بہت سے معنی ہین قلہ پانی کے بڑے گھڑے کو بھی کہتے ہین اور پہاڑ جیسے بلند کو بھی قلہ کہتے ہین اور دو مشکیزہ پانی کو بھی قلہ کہتے ہین جس سے کسی نے قلتین سے دو گھڑے پانی کی مقدار اور کسی نے دو پہاڑ کی بلندی برابر اور کسی نے وہ دردہ اور بعض نے پانزدہ در پانزدہ اور بعض نے بست در بست مُراد لی ہے سو قلیل وکثیر دونون قسم کے پانی پر یہ حدیث صادق آسکتی ہے اور ہم دونون طرح کے پانین خواہ تھوڑا ہو یا بہت حتیٰ کہ دو بڑے گھڑون سے یا پانچ مشکیزون سے کم نہ ہو مطابق اسی حدیث کے عمل کرتے ہین۔

چوتھے نے کہا کہ ہم تو یہ حدیث لیتے ہین جس مین یہ ارشاد ہے "ان الماء طاھر الا ان یتغیر ریحہ او طعمہ او لونہ بنجاسۃ تحدث فیہ" وروی البیھقی عن حفص بن عمر (عن المشکوٰۃ)

کہ جب تک پانی کے مزہ یا رنگ یا بو مین کوئی تفاوت نہ ہو پاک ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر۔

پانچوین صاحب نے کہا کہ ہمکو یہ حدیث کافی ہے "ان الماء طاھر لا ینجسہ شئ" رواہ احمد والترمذی وابی داؤد والنسائی کہ پانی پاک ہے اسکو کوئی چیز ناپاک ہی نہین کرتی۔

چھٹے نے کہا کہ یہ حدیث "ان الماء طھور" کی نو خاص بیر بضاعۃ کی نسبت ہے نہ عام پانی کی نسبت جمین بہت شدت سے پانی مثل دریا کے تمہارا خیال کہ سب پانی پاک ہین محض غلط ہے۔

ساتوین صاحب بولے کہ ان سب حدیثون مین جرح ہے جو قابل سند نہین پانی کی نسبت کوئی صاف ارشاد ہوا ہی نہین جیسا کہ مشکوٰۃ کے ترجمہ جلد اوّل مین شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہین کہ "گفتہ اند ہیچک از فریقین را در تقدیر و تحذید آب در نجس و عدم آن حدیثے صحیح از ان حضرت صلعم ثابت نیست"

آٹھوین نے کہا کہ واہ صاحب آپ یہ کیا کہتے ہین کہ کوئی حدیث پانی کے بارہ مین صحیح موجود نہین ہے صحیح مسلم مین حدیث موجود ہے "لا یغتسل احدکم فی الماء الدائم وھو جنب" کہ جسکو غسل کی حاجت ہو وہ ٹھہرے ہوئے پانی مین غسل نکرے اسمین کوئی قید قلیل و کثیر کی بھی نہین ہے۔

نوین صاحب ایسات پر جھگڑے کہ نالاب یا حوض مین غسل کرنیکی ممانعت اس حدیث مسلم مین ہے نا کہ کوئی حوض یا تالاب مین غسل نکر سکے اس سے نالاب یا حوضونکی صفائی مُراد ہے۔

دسوین صاحب نے کہا کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہین بلکہ یہ مطلب ہے کہ غسل ٹھہرے ہوئے پانی سے نہین ہوسکتا وضو وغیرہ ہوسکتا ہے کیونکہ حدیث مین غسل کی ممانعت ہے۔

گیارہوین نے کہا کہ حدیث مین جنبی کو غسل کے لئے حوض یا تالاب وغیرہ مین منع کیا ہے غیر جنبی کے واسطے ممانعت نہین۔

بارہوین نے کہا کہ ٹھہرے ہوئے پانی مین پیشاب کرنے کی ممانعت ہے

غسل کی نہین جیسا کہ حدیث مین آیا ہے "عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لایبولن احدکم فی الماء الدائم الذی لایجری ثم یغتسل فیہ متفق علیہ"

یعنی تم مین سے کوئی شخص ٹھیرے ہوے پانیمین جو بہتا نہو پیشاب نہ کرے پھر اُسمین غسل کرو ہا ہو اور یہ حدیث بخاری اور مسلم کی ہے۔

تیرہوین نے کہا کہ حدیث کا مطلب یہ نہین ہے بلکہ یہ ہے کہ جب تمکو تالاب یا حوض وغیرہ مین جسکا پانی ٹھیرا ہوا ہو غسل کرنے کی ضرورت ہو تو غسل کرتے ہوئے اُسمین پیشاب کرنا نہین چاہیئے۔

چودہوین نے کہا کہ عام طور سے حضور علیہ السلام نے ٹھیرے ہوے پانیمین پیشاب کرنے کی ممانعت کر دی ہے غسل پر منحصر نہین ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث ہے "وعن جابرٍ قال نہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان یبال فی الماء الراکد رواہ مسلم"

پندرہوین خوش فہم نے یہ دلیل پیش کی کہ حدیث مین پیشاب کرنیکی ممانعت پانی کے اندر اندر آئی ہے باقی نجاست کا مضائقہ نہین خواہ پاخانہ کی ہی نجاست کیون نہ ہو۔

سولہوین صاحب کا یہ اجتہاد ہوا کہ ٹھیرے ہوے پانی مین پیشاب کرنیکا حکم نہین جو کسی ظرف مین پیشاب کر کے تالاب یا حوض مین کوئی ڈالدے تو کچھہ اندیشہ نہین پانی پاک رہے گا جیسا کہ ابن الوہاب نجدی کے پیرو مرشد ابن حزم کا یہی اجتہاد ہے۔

اب اِس اختلاف پر غور فرمانا چاہیئے کہ یہ سب حدیث سے ہی تمسک کرتے ہین اور جس حالت مین ایک پاکی کے مسئلہ مین یہ کچھہ اختلاف واقع ہو گا جس کو کوئی نہین روک سکتا تو دوسرے مسائل نماز۔ روزہ۔ زکواۃ۔ نکاح۔ اور میراث وغیرہ مین کہانتک توبت پہونچے گی اور اِس اختلاف کا انجام سوا اسکے کہ دین حقہ کے پرزے پرزے ہو جائین اور سب جگہ آتش فساد مشتعل ہو کر امن کا نام و نشان

باقی نہ رہے اور کیا نتیجہ متصور ہے۔

ایسا کرنا خلاف فرمان الٰہی ہے وہ فرماتا ہے "واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا" اللہ کی رسّی سے سب اکٹھے ہو کر لپٹ جاؤ اور الگ الگ مت ہو یعنی اللہ کے دین مین سب اکٹھے رہو فرقے فرقے مت بنو اور اسی کے آگے مزید تاکید اور صراحت کیواسطے پھر ارشاد ہے جسمین ایک نظیر دیکھلا کر تفرقہ کی خرابیان اور دنیوی اور دینی نقصان آشکار فرمادیئے ہین "ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءھم البینت ط و اولئك لھم عذاب عظیم"

تم اُن جیسے نہ ہو جانا کہ باوجود اسکے کہ اُن کے پاس کھلے کھلے احکام آئے پھر بھی وہ متفرق ہو گئے اور اُن احکام مین اختلاف کر نیلگے ایسے لوگون کے واسطے بڑی مار ہے۔

یہ تہدید تو اختلاف کرنے والون اور اجماع سے الگ رہنے والون کیواسطے فرمائی کہ وہ متنبہ ہون اور دین مین رخنہ اور فتنہ نہ ڈالین اس کے آگے عذاب و ثواب سے آگاہ کرکے اجماع امت کی خوبی اور قبولیت کا حال بیان فرماتے ہین تاکہ اجماع مین اختلاف کرنے کا کسی کو موقع نہ رہے "کنتم خیر امۃ اخرجت للناس" تم اچھی جماعت ہو لوگون کے فائدے کے واسطے تمکو پیدا کیا گیا ہے اس سے صاف معلوم ہوا کہ جماعت ہی اچھا گروہ پسندیدۂ خدا ہے اسیواسطے حضور علیہ السلام سے احادیث صحیحہ وارد ہین جن مین آپنے جماعت سے الگ ہونے والے کو بہت ڈرایا ہے کہ جسنے جماعت کو چھوڑا اوس نے اسلام کی رسّی اپنے گلے سے نکال ڈالی" (دیکھو مشکوٰۃ) اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے "ید اللہ علی الجماعۃ" میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی "لا یجتمع امتی علی الضلالۃ" اس سے زیادہ وضاحت اور کیا ہو گی "فبای حدیث بعدہ یومنون"۔

جو اس سواد اعظم سے الگ جا رہے ہین وہ بالکل مخالف اور مصداق "ولا تکونوا" الخ فرمان ایزدی کے ہین۔ اور خاص مقصد ہین جو جماعت مین

تفرقہ ڈالتے ہین اور اپنے کو بہتر اور اعلیٰ سمجھتے ہین اور خدا فرماتا ہے تلک الدار الاخرۃ نجعلھا للذین لایریدون علوا فی الارض ولا فسادا آخرۃ کا گھر انہین لوگون کے واسطے ہم نے خاص کر رکھا ہے جو نہ دُنیا مین شیخی کرتے ہین اور نہ فساد۔

اس قسم کی آیات بینات اور احادیث باہرہ مین جب کوئی چارہ کاران غیر مقلدین کو نہ نظر آیا تو یہ تاویل کرتے ہین کہ جماعت سے صحابہؓ کی جماعت یا صحابہؓ اور تابعین اور تبع تابعین کی جماعت ہے نہ عام مسلمانان کی جماعت لیکن اتنا نہین سمجھتے کہ صحابہؓ اور تابعین اور تبع تابعین گذرنے والے تھے نہ ہمیشہ کو رہنے والے اور بیان ہمیشہ کے لئے ایک طریقہ اُمت کو تعلیم کیا گیا ہے کہ وہ آیندہ کو عامۂ مسلمین کا طریقہ اختیار کرین اور سواد اعظم سے علیحدہ نہ ہون اور سواد اعظم وہی ہے جو بڑا گروہ عام مسلمانون کا ہے جس کو مقلدین نے پکڑ رکھا ہے چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رح عقد الجید مین فرماتے ہین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم ولما اندرست المذاہب الحقۃ الاربعۃ الاربعۃ کان اتباعا یاتاعا یاتباعا یاتباعا یاتبا

الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة قد اجتمعت اليوم فى المذاهب الاربعة وهم الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبليون وقد كان خارجا من هذه المذاهب الاربعة فى ذالك الزمان فهو اهل البدعت والنار۔

بیشک یہ فرقہ ناجیہ جو اہل سنت والجماعت کہلاتا ہے وہ اب ان چار مذہبون حنفی اور مالکی اور شافعی اور حنبلی مین جمع ہوگیا ہے اور جو ان چار مذہبون سے اس زمانہ مین خارج ہے وہی فرقہ بدعتی اور دوزخی ہے۔ (

فاعتبروا يا اولى الابصار

للحوادث

امام رازی تفسیر کبیر[1] مین فرماتے ہین ان العامی یجب علیه تقلید العلماء فی احکام کہ احکام حوادث مین عامی پر تقلید علما کی واجب ہے۔

تفسیر مظہری قاضی ثناء اللہ پانی پتی تحت تفسیر آیت ارباباً من دون اللہ کے رقم فرماتے ہین فان اهل السنة والجماعة بعد القرون الثلاثة اوالاربعة اقتصرت على اربعة مذاهب "بیشک سنت والجاعت بعد قرون ثلاثہ یا اربعہ کے علیحدہ ہوگئے اوپر چار مذہبون کے یعنی مذہب سنت والجاعت تابعین اور تبع تابعین کے بعد انہین چار مذہبون مین محدود ہے۔

حدیث و قرآن پر تو اسلام کا دار و مدار ہی ہے اور اوس کے واسطے خود اللہ جل جلالہ نے صاف فرمادیا ہے کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول"

رہے صحابہؓ اُن کے اتباع کا یہہ ارشاد ہے علیکم بسنتی وسنة خلفاء الراشدین کہ میرے طریقہ اور خلفاء راشدین کے طریقہ کو اختیار کرو اور تابعین اور تبع تابعین کے اتباع کا بھی ارشاد خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم مین صحابہ کے تحت مین آگیا یہان جو ارشاد اس آیتہ ولا تفرقوا کی تفسیر مین فرمایا وہ اُسی وقت کے واسطے ہے کہ جب اُمت کے سر سے قرون ثلثہ یا اربعہ کا سایہ اُٹھ جائے اور لوگ متفرق مثل مذاہب یہود و نصاریٰ کے ہوجائین اور خود غرض اور نفس پرور مولوی دین مین تفرقہ انداز ہون تو اُس وقت کیواسطے اللہ

(۱) ایک غیر مقلد جسنے اپنی ذات یہودی ظاہر کی ہے عوام کے مغالطہ دینے کو حجتہ البالغہ اور کسیقدر تفسیر کبیر

تعالیٰ اور رسول علیہ السلام نے یہ ہدایت فرمادی کہ ایسے وقت میں بڑے گروہ میں رہنا اُس سے علیحدہ ہوئے اور مذہب ہاتھ سے گیا۔ یہ ارشاد عام ہے خواہ صحابہ کا وقت ہو یا تابعین اور تبع تابعین کا خواہ بعد کو قیامت تک کا۔

مسلمانوں کے واسطے عام حکم فرمادیا کہ جب تفرقہ پڑے خواہ صحابہ کے وقت میں یا تابعین کے یا تبع تابعین کے زمانہ میں یا اُن سب کے بعد تم بڑے گروہ کے شامل رہنا بڑے گروہ سے علیحدہ مت ہونا کیونکہ بڑی جماعت پر اللہ کا ہاتھ رہیگا اور وہ کبھی گمراہ نہ ہوگی اور وہی بڑا گروہ غالب رہے گا جس کی تلوار اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں کبھی سرنگوں نہ ہوگی اور نہ اُس کو کوئی نقصان اپنے مخالفوں کی مخالفت سے پہنچے گا اور اسیوجہ سے اجماع امت حجت ہے۔

یہ کتنا بڑا بہتان اور غضب ہے کہ حق پوشی کرکے عوام کو فریب دینے کے لئے اپنے وعظوں اور کتابوں میں یہ ظاہر کرتے ہیں کہ گویا مقلدین متبعین ائمہ اربعہ قرآن وحدیث کو بالکل چھوڑ بیٹھے ہیں اور ائمہ مجتہدین کا اجتہاد جو فقہ کی کتابوں میں ہے وہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے اور فرقہ وہابیہ ہی تابع قرآن وحدیث ہے حالانکہ فقہ کا کوئی مسئلہ اور مجتہدین کا قیاس کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کی سند حدیث و قرآن سے نہ ملتی ہو۔

یہ صریح ناانصافی ہے کہ عام لوگوں کے افعال یا اقوال دیکھ کر جو مذہب حقہ پر الزام لگایا جاتا ہے جو لوگ جاہل اور دین سے ناواقف ہیں وہ اگر برخلاف شریعت رسم ورواج کے یا اپنی خبیث عادت کے پابند ہیں اور اُن کے اطوار واوضاع دین کے خلاف ہیں تو اس سے مذہب حقہ پر کوئی اعتراض نہیں وارد ہوسکتا۔

اور تماشہ یہ ہے کہ ائمہ مجتہدین کی تقلید کو تو بدعت اور شرک بتلاتے ہیں اور

(بقیہ صفحہ ۳۲۰ کی ایک جلد کا ترجمہ کیا ہے مسلمانوں کو ایسے فریبی کے فریب سے محفوظ رہنا چاہئے اسی شخص نے سیرت النعمان پر حملہ کرکے امام اعظمؒ کی توہین سے اپنا نامہ اعمال سیاہ کیا ہے اور ان ترجموں میں یہ جتلایا ہے کہ شاہ صاحب اور امام رازی تقلید کے مخالف تھے۔

خود عام مولویون کی جو بے سند اور خود غرض ہین تقلید کرتے ہین انہین کی تفسیرین اور انہین کی مسائل کی کتابین پڑہتے پڑہاتے ہین کوئی پوچھے کہ اِس مین اور امامون کی کتابون مین اسقدر فرق کیا ہے اُنکا ماخذ کیا ہے اُن کا ماخذ بھی وہی قرآن وحدیث ہے اور اُنکا بھی وہی قرآن اور وہی حدیث اور اُس فقہ کے بنانے والے مستند اور مسلمہ مجتہدین ومحدثین اور یہ ٹکسال باہر جنکی کوئی سند نہین اُن کے اتباع سے اُس سلسلہ دین مین جسکو خداوند تعالیٰ نے حبل اللہ سے تعبیر کیا ہے منسلک ہونا ہے اور اِس عوام گردی سے وہی اختلاف کے ولدل مین مبتلا ہونا اور دین کو ہاتھ سے کھونا ہے جس کی تشریح خوب ہوچکی ہے۔

اگر تقلید حرام یا بدعت ہے تو پھر کسی کی بھی نہین کرنی چاہیئے نہ کسی کا وعظ اور خطبہ سنانا چاہیئے اور نہ کسی مولوی ملا کے کہنے پر عمل کرنا مناسب ہے نہ صحاح ستہ کو پڑہنا اور اُن پر عمل زیبا ہے اور نہ تراجم قرآن وحدیث کو پڑہنا چاہیئے ورنہ کہا جائے گا کہ فلان مولوی یا ملا یا فلان محدث کی تقلید کی گئی اور جو تقلید کا یہ مطلب نہین ہے اور یہ واجب ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ وہ عالم خدا ورسول کے جمیع احکام کے ماہر اور شرع کے دقیقہ شناس ہین اور وہ تم کو وہی احکام سُناتے ہین جو خدا و رسول نے فرمائے ہین اور صحاح ستہ مین احادیث رسول کا اجماع ہوا ہے جس سے اُنکا پڑہنا اور سُنا واجب اور فرض ہے تو یہی جواب مقلدین کی جانب سے ہے کہ ائمہ کی تقلید اسی واسطے واجب اور فرض ہے کہ انہون نے جو اجتہاد کیا ہے وہ قرآن وحدیث سے عام کے سمجھانے اور غلط فہمی دور کرنے اور حفظ اسلام کے لئے مسائل کا استنباط کیا ہے پھر تمہارا بدعت اور حرام کہنا خدا ورسول کے فرمان کی مخالفت کرنا ہے اور مقلدین پر سراسر تہمت اور عوام کے لئے راہ ضلالت۔ کیونکہ اِن کو نہ قرآن آتا ہے اور نہ حدیث سے آشنائی ہے اپنی غلط فہمی سے صدہا غلطیان کرتے ہین سب سے زیادہ تصنیفات غیر مقلدین کے یہان صدیق حسن

خانصاحب کی ہے جسکو بہ زمانہ نوابی بہوپال مین علما کو جمع کرکے اپنے مذہب اور منشا کے موافق تالیف اور تصنیف کرایا اکثر بے نام ونشان طبع کرائین اور بعض مین اپنا نام مشتہر کیا مسلمان مولوی جیسے کچھ روٹیون کے محتاج ہین محتاج بیان نہین صدہا نفس پرور دین فروش بہوپال مین جمع ہوگئے مافی الضمیر صدیق حسن خان سے تو اُن کو آگاہی نہ تھی کہ وہ اس پیرایہ دینداری سے سلطنت ہندوستان کی حاصل کرنا چاہتے تھے اُن کو یہ خبط سمایا کہ جیسے ملاگری سے مین دینداری ظاہر کرنے سے رفتہ رفتہ نواب ہوگیا اسیطرح اپنی جمعیت بڑہانیسے غلبہ پاکر بادشاہ ہوجاؤن گا ابتدا مین یہ منشی جمال الدین صاحب مدارالمہام کے یہان معلم مقرر ہوئے تھے تقدیر سے اُن کی لڑکی سے عقد ہوگیا پھر کیا تھا ریاست مین ملازم اور میر منشی ہوکر بیگم صاحبہ تک پہنچ کر وہ رسائی حاصل کی کہ بیگم صاحبہ کو پردہ مین بٹہا دیا حتیٰ کہ بیگم صاحبہ کے شوہر اور نواب والاجاہ کے خطاب سے ممتاز ہوگئے اور کل ریاست کے مالک ومختار بنگئے اُسوقت انہون نے مسلمانون کو اپنے دام فریب مین لانے کی غرض سے تقلید کے خلاف وہابیت کی اشاعت کی اور اس اتنے بڑے اعزاز اور خروت پر قناعت نہ کرکے عالم بالا پر چڑہنے کے خیالات نے ان کو از خود رفتہ کردیا آخر اس کفران نعمت کا نتیجہ یہ ہوا کہ سرلیپل گریفن بہادر ایجنٹ گورنر جنرل نے ان کی خفیہ کارروائی سے آگاہ ہوکر ان کے حال کی مفصل رپورٹ گورنمنٹ مین کی جس پر یہ معزول ہوکر پہر ملا کے ملا رہ گئے اور خطاب وغیرہ سب چھنگئے اخبار وکو نیا مضمون ہاتھ آیا اور سرلیپل گریفن بہادر نے جو اعلان سر دربار ان کی ذلت کا سنایا اور مشتہر کیا اوس کو اخبارون مین درج کرکے خوب خوب تظہین اور ریمارک طبع کئے گئے اگر میری یاد مین غلطی نہ ہو تو غالباً ۱۸۸۲ء کا واقعہ ہے اودھ پنچ نے ایک قطعہ لکھا تھا جسکے دو شعر اسوقت تک مجھکو یاد ہین۔

چھن گئے منصب واعزاز تمام	رہ گئے ملا کے ملا آخر
اب کہان منصب والا جاہی	پھر وہی بور یا بدہنا آخر

یہ نتیجہ اُس گستاخی اور توہین کا اُنکو دُنیا مین ملا جو اُنھون نے اپنی تصنیفات مین امام اعظم رحمۃ اللہ کی شان مین کی تھی۔ ؎

	چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنۂ نیکان برد

اُن کی تمام تصنیفات نادانی اور تعصب اور جہالت کی مظہر ہے اور ہر ایک عالی نظر کے نزدیک ذرا بھی وقعت نہین رکھتی۔

صدیق حسن خان اگر حق پر ہوتے تو خدا اون کو کبھی ایسا ذلیل نہ کرتا کہ سر لیپل گریفن بہادر نے گورنمنٹ کا حکم ناطق سُنایا کہ صدیق حسن خان کو جو خطاب اور اعزاز گورنمنٹ نے دیئے تھے وہ سب ضبط کئے گئے اور اب انکو کوئی نواب بھی کہیگا یا سلام بھی کرینگا تو قصوروار سمجھا جائیگا"

ایسی ہی رسوائی مکہ معظمہ مین ان کے پیر و مرشد مولوی نذیر حسین صاحب کی ہوئی کہ شریف مکہ نے اِن کے عقائد وہابیہ سے اُنکو قید کر دیا اور قسطنطنیہ کو چالان کرنے کا ارادہ کیا تب آپنے اِن عقائد وہابیہ سے توبہ کی اور توبہ نامہ تحریری پیش کیا جب رہائی ہوئی۔ مولانا روم نے کیا اچھا فرمایا ہے۔

اے بسا ابلیس آدم روی ہست پس بہر دستے نباید داد دست
این کہ می بینی خلافِ آدم اند نیستند آدم خلافِ آدم اند

اِس بیہودہ تاویل کے لحاظ سے اجماع اُمت کا انکار خود خداوند کریم نے فرمادیا ومن یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا کہ جو کوئی مسلمانون کے طریقہ کے سوا دوسرے راستہ چلیگا ہم اوس کا رُخ اُسی طرف کو کر دین گے اور ہم اُس کو دوزخ مین داخل کرینگے جو بہت بری جگہ ہے اس مین صاف کہدیا کہ وہ اجماع امت کا اجماع ہے خواہ صحابہ ہون یا تابعین یا تبع تابعین خواہ دوسرے مسلمان۔ مومنین کا لفظ برملا شہادت دیرہا ہے کہ جسطریقہ پر جمہور مسلمان ہون وہی طریقہ راہ راست ہے۔

یہ غلطی بھی اُسی مطلق العنانی کے باعث ہے کہ وہ قرآن اور احادیث کی اپنی

راے سے تاویل کرتے ہین یہ ترک تقلید اُن کو ہدایت کی جانب رہنمونی نہین کرتی ہے بلکہ ضلالت کے تاریک چاہ کی طرف کشان کشان لئے جارہی ہے۔ "بل اتبع الذین ظلموا اھواءھم بغیر علم" ظالم بے جانے بوجھے اپنی خواہشوں پر چلتے ہین۔

اب ہم کو صرف یہ دیکھنا چاہیئے کہ صحابہؓ کا طرز کیا تھا آیا اُنکا یہ طریقہ تھا جسکو مقلدین نے اختیار کر رکھا ہے یا غیر مقلدین کے موافق تھا سو اِس پارہ مین جو شہادتین اسوقت کی ہین وہ مردود قابل پذیرائی نہین مقلدین کی شہادتین البتہ قابل قبول ہین

امام محمدؒ صاحب رحمۃ اللہ کتاب الآثار مین روایت کرتے ہین "ستۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتذاکرون الفقہ بینھم علی بن ابی طالب وابی بن کعبؓ وابی موسیٰ علقمۃ وعمرو زیدؓ وابن مسعودؓ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین سے چھ شخص تھے جو فقہ کے مسائل مین باہم بحث کیا کرتے تھے۔ علیؓ اور ابی بن کعبؓ اور ابو موسیٰؓ ایک ساتھ اور حضرت عمرؓ اور زیدؓ اور ابن مسعودؓ ایکساتھ۔

علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے "لم یکن یفتی فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر عمر وعلی ومعاذ وابی موسیٰ" یعنی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین سوائے عمر اور علی اور معاذ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم کے اور کوئی فتویٰ نہین دیتا تھا۔

فتح المغیث مین امام شعبی کا مقولہ لکھا ہے کہ "کان العلم یوخذ عن ستۃ من الصحابۃ" یعنی علم چھ صحابہؓ سے سیکھا جاتا تھا۔

اِسی وجہ سے مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ چار صحابہؓ یعنی عمرؓ علیؓ ابن مسعودؓ ابن عباسؓ کا نام لکھکر فرماتے ہین وما غیر ھولاء الاربعۃ فکانوا یرون دلالۃ ولکن ما کانوا یمیزون الرکن والشرط من الادب والسنن ولربما یکن لھم قول عند تعارض الاخبار وتقابل الدلایل الا قلیلا کابن عمر

وعائشہ وزید بن ثابت"

یعنی ان چار کے سوا باقی جو لوگ تھے وہ مطالب سمجھتے تھے لیکن آداب وسنن اور ارکان وشرائط مین امتیاز وتفریق نہین کر سکتے تھے اور جہان حدیثین متعارض ہوتی تہین اور دلائل مین تقابل ہوتا تہا وہان وہ بجز بعض بعض موقعون کے دخل نہین دیتے تھے جیسے ابن عمر۔ عائشہ۔ زید بن ثابت۔

معاذ رضی اللہ عنہ کا انتقال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین ہوگیا تہا ابو موسیٰ وزید بن ثابت اور ابن مسعود حضرت عمرؓ کے تعلیم یافتہ تھے اور انہون نے حضرت عمر کے بعد انہین کا اتباع کیا اور انہین صحابہ کا اتباع ائمہ مجتہدین نے کیا جس سے ثابت ہوگیا کہ یہ طریقہ تقلید کا حضور علیہ السلام نے ہی قایم فرما دیا تہا اور جسکا انتخاب جو اجتہادی مسائل مین فرما کر یقین فرمایا تو امت کے لئے اس مین بھی ارشاد تھا کہ آیندہ کو چار مجتہد ہون گے اُن کی تقلید کرنا میرا اتباع ہوگا جس طرح ان چار مین سے ہر ایک کی تقلید بموجب قرآن وحدیث ہے ویسے ہی ہر ایک امام کی۔

اہل خبر جانتے ہین کہ حضرت عمرؓ کی رائے نہایت دقیق اور سنجیدہ اعلیٰ درجہ کی تھی اور فقہ کی اصل حضرت عمرؓ ہی مین خود حضور علیہ السلام سے مسائل دریافت کرنے اور تحقیق مین جو اُنکو جرأت تھی وہ کسیکو حاصل نہین تہی اُن کو یہہ امتیاز طبعی تہا کہ وہ تبلیغی اور تشریعی احکام کو ایک نہین سمجھتے تھے اور حضور علیہ السلام کا یہ فرمان اُن کے ذہن نشین تہا "انما انا بشر اذا مرتکم بشئ من دینکم فخذوا بہ واذا مرتکم بشئ من رای فانما انا بشر"

یعنی مین آدمی ہون اس لئے جب مین دین کی بابت کچہہ حکم دون تو اوس کو پکڑو اور جب اپنی رائے سے کچہہ کہون تو مین ایک آدمی ہون۔ یہی سبب تہا کہ قیدیان بدر اور عبداللہ بن ابی کے جنازہ پر نماز اور صلح حدیبیہ پر جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجت کی تو وہ اسی بنا پر تھی ورنہ کیا مجال تہی کہ وہ تبلیغی احکام

مین لب کشائی کرتے اور جو وہ ایسے کرتے تو انکی گردن اڑا دیجاتی صحابہ ایک لحظہ بھی انکو زندہ نہ چھوڑتے۔

اور تبلیغی احکام مین وہ اسقدر تشدد اور سختی کے روادار تھے کہ اس منافق جو یہودی کے مقابلہ مین حضور علیہ السلام کے فیصلہ کی نامنظوری ظاہر کی تو اپنے فوراً اسکا فیصلہ ہمیشہ کے لئے کر دیا۔

یہی سبب اس اختلاف کا ہے ائمہ مجتہدین کی رائے مین بھی جو اختلاف واقع ہوا ہے اکثر مسائل مین اُس کی وجہ یہی تھی چنانچہ امام اعظم رحمۃ اللہ کی رائے تو حضرت عمر کے اتباع کی موجب یہی ہے کہ وہ تبلیغی احکام کو علیحدہ اور غیر شرعی کو علیحدہ سمجھتے ہین اور اُن کے فقہ کی بنیاد اسی پر ہے جس کے باعث نادان مغالطہ مین پڑے ہین اور امام شافعی رحمۃ اللہ کل اقوال و افعال حضور علیہ السلام کو تشریعی اور تبلیغی سمجھتے ہین اور حضرت عمرؓ کے افعال کی نسبت وہ یہ لکھتے ہین کہ رسول اللہ کے سامنے کیسکے قول و فعل کی کچھ اصل نہین۔

باین ہمہ کہ حضرت عمرؓ کی رائے سے قیدیان بدر اور رسم پردہ و حرمت شراب و منع نماز جنازہ منافق وحی نے موافقت کی اور آپ کی حجت پر کبھی حضور علیہ السلام نے ناراضی یا عتاب نہین فرمایا لیکن تاہم اُن کو فقہی مسائل مین کمال احتیاط و تحقیق

(۱) ایک یہودی سے منافق کا تنازعہ واقع ہوا حضور علیہ السلام کا انصاف مخالف بھی تسلیم کئے ہوئے تھے اُس یہودی نے کہا چلو تمہارے نبی سے ہی فیصلہ کرائین حضور علیہ السلام نے یہودی کے حق مین جو برسرحق تھا فیصلہ کر دیا اس پر وہ منافق ناراض ہوا اور یہودی کو کعب بن اشرف یہودی کے پاس لے جانے لگا راستہ مین حضرت عمرؓ مل گئے منافق نے اس خیال سے کہ مین نیا مسلمان ہون یہ میرے اسلام کا لحاظ کر کے پیغمبر صاحب کے فیصلہ کو بدل دین گے اُنسے رجوع کیا یہودی نے اُسیوقت حضرت عمرؓ سے رسول علیہ السلام کے فیصلہ کا حال ظاہر کر دیا اور کہدیا کہ یا اس فیصلہ سے ناراض ہو کعب بن اشرف کے پاس جو ہمارا سردار ہے لے جاتا ہے حضرت عمرؓ نے یہ سنکر کہ یہ مخالف فیصلہ رسول اللہ کا ہے منافق کی گردن اُڑادی اُسکے رشتہ داروں نے شور مچایا کہ مسلمانون کو قتل کرتی ہین جسپر وہی نازل ہوئی کہ وہ مسلمان نہ تھا منافق اور برسرناحق تھا۔

تھی ہر ایک مسئلہ استفتائی کو اپنے عہد خلافت میں اکابر صحابہ کے مجمع میں پیش کرکے بعد بحث و مباحثہ ایک رائے قایم فرمایا کرتے تھے اور اسی پر عملدرآمد ہوتا تھا جیسا کہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں "کان من سیرۃ عمر انہ کان یشاور الصحابۃ ویناظرھم حتی تنکشف الغمۃ دیانۃ۔ الثلج فصار غالب قضایاہ وفتاواہ متبعۃ فی مشارق الارض ومغاربھا"

یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ عادت تھی کہ آپ صحابہ سے مشورہ اور مناظرہ کرتے تھے یہانتک کہ پردہ اُٹھ جاتا تھا اور یقین آجاتا تھا اسیوجہ سے حضرت عمرؓ کے فتووں کی تمام مشرق اور مغرب میں پیروی کیگئی۔

فقہ کے سکے ہزار مسائل صحیحہ حدیثوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں جنمیں ہزار مسئلہ کے قریب وہ مسائل ہیں جو فقہ کے اہم اور اعلیٰ درجہ کے مسئلے ہیں ائمہ اربعہ خصوصاً امام اعظم رحمۃ اللہ نے فروعی مسائل استنباطی میں انہیں نظائر کو پیش نظر رکھا ہے۔

مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ازالۃ الخفا میں رقم فرماتے ہیں "وہمچنین مجتہدین در روس مسائل فقہ تابع مذہب فاروق اعظم اند"

یہی طریقہ اجتہادی مسائل میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تھا چنانچہ مسند دارمی مطبوعہ نظامی کے صفحہ ۲۴ پر مسند مذکور ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کا معمول تھا کہ جب کوئی مسئلہ پیش آتا تو قرآن مجید کیطرف رجوع کرتے قرآن مجید میں وہ صورت مذکور نہ ہوتی تو حدیث سے جواب دیتے حدیث بھی نہ ہوتی تو اکابر صحابہ رضی اللہ عنہ کو جمع کرتے اور اُن کی اتفاق رائے سے جو امر قرار پاتا اُس کے مطابق فیصلہ کرتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری کو خط لکھا تھا اوس کو بروایت دارقطنی مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ نے ازالۃ الخفا میں نقل کیا ہے

"الفہم الفہم فیما یختلج فی صدرک مما لم یبلغک فی الکتاب والسنۃ واعرف الامثال والاشباہ ثم قس الامور عند ذلک"

یعنی جو چیز تم کو قرآن و حدیث مین نہ ملے اور تم کو اوس کی نسبت شبہہ ہو اوس کو غور کرو اور خوب غور کرو اسکے مشابہ اور ہم شکل واقعات کو پھر اُنسے قیاس کرو۔

ان روایات سے بڑھ کر روایت صحیحہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی ہے کہ جب آنکو حضور علیہ السلام نے یمن کا حاکم مقرر فرماکر روانہ کیا تو اُنسے آپنے فرمایا کہ مقدمات کا فیصلہ کیسے کروگے معاذؓ نے عرض کیا کہ قرآن سے قرآن مین وہ صورت مذکور نہ ہوگی تو حدیث کی جانب رجوع کرون گا حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو قرآن اور حدیث مین بھی نہ ملے تو کیا کروگے تب عرض کیا کہ اجتہاد کرون گا اس پر آپنے اُنکو آفرین کی اور فرمایا کہ الحمد للہ جسنے اپنے رسول کے رسول کو یہ توفیق دی (دیکھو مسند دارمی)

یہی اجماع اور قیاس اجتہاد ائمہ کی بنا ہے جسکا وجود حضور علیہ السلام اور صحابہ عظام کے زمانہ مین موجود تھا اور خاص عملدرآمد تھا پھر اسکو بقول مولانا رشید احمد صاحب زاد افضالہٗ جو کوئی بدعت اور شرک قرار دے وہ خود بدعتی اور مشرک ہے کہ ناواقفیت سے دین مین خود آرائی کرتا ہے۔

زمانہ حال کے ظاہر بین حقیقت ناآشنا جو فقہ سے عام مسلمانون کو نفرت دلاتے اور تقلید ائمہ کو بدعت ظاہر کرتے ہین رسالت سے بالکل بے خبر ہین عوام کے بہکانے کا یہ حیلہ مغالطہ مین لانے کی غرض سے گھڑ لیا ہے کہ جب حدیث موجود ہے تو پھر کسی کے قول کو کیون مانین یہ خبر نہین کہ حدیث کی شناخت کا تم کو علم نہین نہ سب احادیث قولی ہین اور نہ اُن کی اقسام کی خبر نہ سمجھتے اور پرکھنے اور تطابق کرنے کی لیاقت۔ اُردو جانتے ہین نہ عربی صرف و نحو اور لغت اور کلام کی تعلیم پائی نہ بیان اور طریقہ استخراج و استنباط مسائل کو کسی سے پڑھا صرف اردو ترجمہ قرآن اور احادیث کے دیکھ کر کٹ ملاؤن کے سکھانے سے مولوی بن بیٹھے اور جامع علوم اپنے کو سمجھنے لگے بڑے شرم کا مقام ہے نعوذ باللہ من ذالک اور جا بجا وعظ دیتے پھرتے اور عوام ناخواندون کو گمراہ کرتے پھرتے ہین کہ تقلید بدعت ہے اُسکا وجود قرون ثلاثہ مین نہین تھا فقہ کی کوئی ضرورت نہین

حدیثین نہین ملی تہین جس سے اُنہون نے اپنی راے سے اجتہاد کیا یہ انکا بیان کس قدر اِن کی نادانی اور جہالت کا مظہر ہے کہ اِن کو دین کی واقفیت ہی نہین ہے

او خویشتن گم ست کرا رہبری کند

یہ مانا کہ قرآن اور احادیث موجود ہین مگر اُنکو سمجھین کس سے کیا ایسے نفس پرست کٹ ملا اُس کے سمجھانے کے لایق ہین۔

جیسے شیعون نے مغالطہ مین پڑکر اپنے دین کو خراب کیا اُس سے زیادہ اختلاف کے دلدل مین پھنسکر یہ برباد ہو رہے ہین صرف فرق اتنا ہے کہ وہ انتہا درجہ پر پہنچ گئے ہین اور ابھی یہ بیچارے مبتدی ہین اور ابتدائی ہونے کی وجہ سے یہہ خوشنمائی اور پابندی صوم وصلواۃ کا جوش ہے کیونکہ یہہ نمائش باعث دلفریبی عوام ہے۔

شیعہ بھی برملا یہی اظہار کرتے ہین کہ امیر علیہ السلام سے کس کا درجہ افضل اور اعلیٰ ہوسکتا ہے کہ ایک تو حضور علیہ السلام کے بھائی دوسرے داماد اور خاتون جنت کے خاوند۔

یہ قرب اور یہ منصب کسی صحابی کو حاصل نہین پھر اُس پر سبقت اسلام اور پھر شجاعت اور علم وفضل مین وہ پایہ کہ دوسرونکو نصیب نہین

جیسے اُن کے دھوکے مین حقیقت ناآشنا آگئے ایسے ہی اِن کے دام فریب مین اکثر جاہل تو مسلم اور ناخواندے گرفتار ہوگئے ہین امامت کا مسئلہ خلافت کے مسئلہ سے بھی زیادہ دقیق اور پیچیدہ ہے اور جیسی غلط فہمی اہل تشیعہ کو مسئلہ خلافت مین اور غیر مقلدین سادہ لوح کو امامت مین ہوئی ہے۔ ایسی غلط فہمی اسلام کے کسی دوسرے مسئلہ مین نہین ہوئی اور زیادہ حیرت اِس سے ہوتی ہے کہ جو اُن فرقون مین شمس العلما کہلاتے ہین وہی سب سے زیادہ اِس دلدل ضلالت مین پھنسے ہوئے ہین۔ اور آفتاب کی روشنی پر خاک ڈالنا چاہتے ہین اور صریح آیات اور احادیث کے خلاف راہ پیما ہین اور یہ وہ ظاہر بین لوگ ہین جو اسلام اور فقہ کی حقیقت سے محض ناآشنا اور بے خبر ہین۔ مگر ہم انشاء اللہ کلام مجید

سے ثابت کر دکھائین گے کہ دین حق تقلیدی مذہب مین ہی محدود ہے اور باقی فرقے خواہ وہ شیعہ ہون یا خارجی خواہ وہابی سب باطل ہین اور وہی فیصلہ فیصلہ آسمانی ہوگا۔

ہمارے علما کو اس جانب توجہ بہت کم ہے اسی وجہ سے ایسی کتابین مقلدین کی جانب سے کم تر تالیف ہوئی ہین جو اعلیٰ درجہ کے علما ہین وہ تو اس بحث ہی سے نفرت کرتے ہین اور یہ سمجھتے ہین کہ جیسے اہل تشیعہ ذلیل وخوار ہوئے یہی کیفیت ان کی ہوگی جو دین حق ہے وہ حق ہی رہے گا اور ہمیشہ سے دین حق ہی غالب رہا ہے معتزلہ۔ شیعہ۔ قدریہ وغیرہ کسقدر فرقے اسلام مین ہوگئے جن کے نام ہی باقی ہین عینی تائید اسی فرقہ حقہ کے ہم راہ رہی اور ان مین سے کسی کو بھی کوئی اقتدار یا شوکت نہین حاصل ہوئی سو جو انجام اُن کا ہوا وہی انکا ہوگا پھر اس بحث اور مناظرہ مین پڑنیسے کیا حاصل ہے۔

دوسرے درجہ کے علما کا یہ خیال ہے کہ ابتدائی آفرینش سے خدائی دین ایک ہی تھا جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے "وما کان الناس الا امة واحدة فاختلفوا"

یعنی شروع مین لوگ دین کے ایک ہی طریقہ پر تھے اختلاف اُن مین پیچھے پیدا ہوا یہی دیوالی جو اہل ہنود مین ہوتی ہے اسلام کی شب براۃ اور شب قدر تھی اور یہ ہوم جس مین منون گھی اور حلوہ اور مشک زعفران وغیرہ آگ کی نذر کیا جاتا ہے اسلام کی زکواۃ کا قدیمی قاعدہ تھا جو اہل ہنود کے یہان رائج ہے وہ قربانی جانورون کی جو سنت ابراہیمی اور شعار اسلام ہے اہل ہنود کے یہان بھی اسکا علم آمد تک چلا جاتا ہے مگر وہ خدا کے نام پر قربان نہین کرتے دیویون اور ماتاؤن کی نذر کرتے ہین۔

آپ کے یہان بیت اللہ اور آب زمزم ہے تو اُن کے یہان ہردوار اور گنگا جلی اُس کے مقابلہ مین ہے جیسے مسلمان احرام باندھتے ہین اور سر منڈاتے ہین ایسے ہی وہ احرام باندہ کر ہردوار جاتے اور وہان کل ڈاڑھی موچھ تک

کا صفایا کراتے ہین غرضکہ اسلام کے کم وبیش آثار کل مذاہب مین اسی طرح موجود ہین جنکی اختلاف نے یہ صورت بنا رکھی ہے کہ وہ اصلی طریقہ سے کسقدر دور جا پڑے ہین اور دین سے لگاؤ تک اُنکو نہین ہے سو اختلاف مین جو بڑی ہین وہ اُس مین سے پھر نہین نکلتے اُنہی خیالات اصل سے تجاوز ہی کرتے چلے جاتے ہین ابتک کسی مناظرہ اور مباحثہ سے ایسا نہین ہوا کہ لوگ اپنی ضد اور اُس اختلاف سے جسمین وہ مبتلا ہوئے ہین باز آگئے ہون۔ سو اسکو روکنا ضروری ہے کیونکہ اختلاف ہی سے دین خراب ہوتا ہے یہ بڑے بڑے مذہب جو دُنیا مین نظر آتے ہین ان سب کا ماخذ اسلام ہے مگر اختلاف نے اُنکو اسلام سے اسقدر علیحدہ اور دور پھینکدیا کہ وہ بجائے دوست ہونے کے دُشمن ہین اور حقیقت سے بے خبر۔

تیسری قسم کے عالم کچھ کچھ قلم بند کرتے اور فہمائش ضروری سمجھتے ہین جسکا بڑا فائدہ اُن کے تردیک یہ ہے کہ یہ مانا کہ اختلاف کے دلدل مین پھنسے ہوون کا نکلنا تو دشوار ہے لیکن جو ہنوز اُس مغالطہ مین نہین آئے اُن کی حفاظت لازمی ہے کہ وہ محفوظ رہین جس سے وہ کچھ تالیف کرتے ہین اور اُن اختلاف مین پڑے ہوون پر تو وہ بھی ان للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہین۔ اور یہ عمل اُن کا بموجب اس ارشاد خداوندی کے ہے "لتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر وانئک ھم المفلحون ○ اور تم مین سے ایک ایسی جماعت قایم ہونی چاہیے جو لوگون کو نیکی کی طرف بلاوے اور نیک باتین بتایا کرے اور بُری باتون سے منع کیا کرے اور وہی فلاح پانے والے ہین۔

ابتدا مین جسوقت شیعہ فرقہ نے سر اُٹھایا تو قلمی مقابلہ اُن سے بہت کم کیا گیا لیکن جب بکثرت اہل تشیعہ کی جانب سے پے بہ پے حملے ہوئے تو اُسوقت ہمارے علمانے دندان شکن جواب اونکو دئے جس مین اعلیٰ درجہ کی کتاب اس ملک مین تحفہ اثنا عشریہ ہے جو لاجواب اور واقعی بے نظیر ہے اوسکے

جواب جو لکھے گئے ہین وہ معدوم اور بے نام ونشان ہین۔
محمد مرزا صاحب کا تزہت اثنا عشریہ جو تحفہ کے جواب مین ہے وہ ایسا ہی ہے جیسا سیرت النعمان کے جواب مین حسن البیان جسکو نام رکھنا بھی نہین آیا اور قرآن کی آیات کے مقابلہ مین مسیلمۂ کذاب کی ہزلیات۔
نواب سعادت علی خان کے وقت مین بمقام لکھنؤ کسی شیعہ نے تحفہ کا کسی قدر جواب تحریر کرکے نواب کے روبرو پیش کیا نواب اللہ خان نے اُس کو سُن کر فی البدیہ یہ شعر کہا ؎

خاک بجا و کشف رموز سخن کجا	
کو را ہنر شناختن تہان ملمست	

اسپر نواب وزیر اور حاضرین دربار نے قہقہہ لگایا اور اُس کے مؤلف کو خفیف ہونا پڑا۔ (دیکھو مظہر العجائب)
مؤلف تحفہ کو مذہب شیعہ کی اس قدر واقفیت ہے کہ علما شیعہ کو بھی اتنی خبر اپنے مذہب سے نہ ہوگی اور جو غیر مذہب کا اسدرجہ ماہر اور مبصر ہے وہ اپنے مذہب کا کسقدر عالم متبحر ہوگا اہل تشیعہ کے کلی اور جزوی مسائل مین سے ایک بھی فروگذاشت نہین کیا اور جو کچھ لکھا ہے نہایت تحقیق اور سند سے لکھا ہے یون معترضین فی تو کلام الٰہی کو بھی تسلیم نہین کیا اور اُس پر بھی اعتراض سے باز نہین رہے لقولہ تعالےٰ وما تاتیہم من ایۃ من ایات ربہم الا کانوا عنہا معرضین"
یعنی جو آیت خدا نے اپنی آیات سے نازل فرمائی معترضین نے برابر اُسپر اعتراض کیا اور نہ ایسا کوئی رسول آیا جسکا مذاق نہ اڑایا گیا ہو کما قال اللہ تعالیٰ "وما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزؤن" اور رسولون مین ہر ایک رسول کو منکرین نے ہنسی اُڑائی۔
یہ ضرور ہے کہ اہل تشیعہ کو سادات عظام کے جن اعلیٰ اور اشرف بزرگوارون سے محبت ہے وہ اس درجہ غالب ہے کہ اُس جوش محبت نے اُنکو دیوتا اور متوالا کر رکھا ہے اور وہ فنافی المحبوب کے درجہ مین ہین جس سے اُن کو

کچھہ نظر نہین آتا علیؓ اور فاطمہؓ اور حسنینؓ ایک تو اسلام کے نور عین اور چراغ اور پھر اُن کے مصائب کا مسلمانون کے دل پر ایک بڑا بھاری داغ۔ اور پھر ہر سال اُنکا ماتم غمناک اور دردانگیز وضع سے ہونا اور امام ہمام کی مظلومی اور ظالمون کی سنگدلی کا نقشہ ہر سال آنکھون کے روبرو دکھانا اور آٹھہ آٹھہ آنسو رلانا جسم پر زخم اور خنجر پر خنجر لگانا یہی باعث ہے کہ ان برگزیدگان و مقربان بارگاہ سبحان کی جوش محبت نے اہل تشیعہ پر غلبہ پاکر مدہوش کر دیا ہے۔

اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی عاشق اپنے محبوب کے عشق مین محو ہوتا ہے کہ جس سے اُس کو نہ اپنے جسم کی سُدھ رہتی ہے نہ اپنی عزت اور مضرت کی خبر رات دن اُس کی یاد نام خدا رہتی ہے وہ محبت کے جوش مین کسی کے حفظ مراتب کا کچھہ خیال نہین رکھتا اور دوسرا گو کسی درجہ کا ہو اور کیسے ہی کمالات سے مین ہون اور کتنے ہی معتبر ذریعہ سے اُن کمالون اور برگزیدگی کی تصدیق اُس کے سامنے مثل آئینہ دکھلائی جائے مگر وہ ہرگز اپنے محبوب پر کسی کی فضیلت کا ہرگز روادار نہین ہو سکتا۔

لیلیٰ کالی تھی اور اُس سے لاکھہ درجہ حسین اور خوبصورت قیس کے یہان کنیزین تھین مگر قیس لیلیٰ پر ہی مجنون رہا۔

محمود غزنوی ایک عظیم الشان بادشاہ تھا جسکے یہان لاکھون غلام پرزاد موجود تھے مگر وہ تو ایاز کا ہی آخر عمر تک شیدا رہا۔

شیرین سے زیادہ کیا کوئی عورت حسین فارس مین نہین تھی لیکن فرہاد کی جگر میں تو خنجر اُسی کی اُلفت کا لگا تھا۔

محبت کا خاصہ ہی یہ ہے کہ جب غالب ہو جاتی ہے تو عقل و ہوش سب جاتی رہتے ہین اسکی نظیر ہم اور مشاہدہ کرتے ہین تاکہ مذکورہ بالا نظائر سے ہمارے بھائی سُنی ہم کو یہ الزام نہ دین کہ ہماری نسبت نقص محبت اہل بیت کا اظہار کیا اور شیعہ کہین کہ ہم کو مجنون قرار دیا۔ نہین۔ نہین۔ ہمارا یہ خیال ہرگز نہین محبت اہل بیت اسلام کی جان ہے اور اہل تشیعہ کو ہم بزرگ اور شائستہ سمجھتے ہین یہ

صرف ایک تشبیہ تھی جو اوپر عرض کی گئی اور اب اُس سے زیادہ واضح اور مشرح مثال پیش کرتا ہون بچہ کے ساتھہ ایک محبت باپ کو اور ایک اُستاد کو اور ایک محبت مان کو ہوتی ہے وہ بچہ باپ کا نور نظر اور مان کا لخت جگر اور اُستاد کا روحانی فرزند ہوتا ہے ان تینون کی محبت مین نہایت ہی تفاوت نظر آتا ہے باپ کی محبت اُستاد کی محبت سے کہین زیادہ اور مان کا جوش سب سے غالب ہوتا ہے بچہ کے لئے یہ تینون ناصح مشفق اور اُس کے دلی خیرخواہ ہوتے ہین مگر بقدر مراتب محبت اُن کا عملدرآمد ہے اُستاد جسکو باپ کی نسبت محبت کم ہوتی ہے ذرا سی بھول چوک پر زدوکوبی اور چشم نمائی کرتا ہے اور باپ کسی بڑے قصور پر خشم ناک ہوتا ہے مان جس کو محبت کے غلبہ سے دیوانہ کر رکھا ہے بڑے قصور پر بھی غضب ناک نہین ہوتی اور قصور دیکھکر بھی اُسکو پیار کرتی اور چھاتی سے لگا لیتی ہے۔

ان تین شخصون کے سوا چوتھے شخص کو دیکھو جسکی محبت کے سامنے ان تینون کی محبت ہیچ ہے اور جسکو محبت نے از خود رفتہ کر دیا ہے وہ کون ہے وہ اُس لڑکے کا عاشق اور اُسکا جان نثار وہ اُس کے نام پر دل اور جان قربان کرنے والا اور اُسی کی محبت کے نشہ مین مست اور سرشار ہے وہ کسی حالت مین بھی اپنے محبوب پر کسی کی فضیلت کا روادار نہین ہو سکتا اور اُس کے مقابلہ مین کسی کو نظر مین نہین لاتا اور جب لوگون سے اپنے محبوب کی نکوئی اور فضائل سُنتا ہے تو بے انتہا مسرت سے اپنے محبت پر فخر کرتا اور اُن خوبیون کو محبت قرار دیتا ہے اور جو کسی سے ذرا بھی کوئی لگاؤ خصومت اور اپنے محبوب کی مضرت کا سُن پاتا ہے تو آپے سے باہر ہو کر غضب کا مجسمہ ہو جاتا ہے یہی حال ہمارے بزرگ فرقہ اہل تشیعہ کا ہے کہ اُن کو جن بزرگوارون اہل بیت سے اُلفت ہے وہ صرف الفت ہی نہین ہے بلکہ عشق ہے جس نے اُن کو مدہوش کر دیا ہے اُن کی نظر مین اُس پاک محبت کے سوا دوسری کی محبت نہین سماتی رات دن وہ اُسی دُھن مین لگے ہوئے ہین اور انہین

کا کلمہ پڑھتے ہین۔

بچپن سے جب اُنکو اہل بیت کے حسن وجمال بے نظیر پر ورد جایا جاتا ہی تو بڑے ہونے پر وہ از خود شیفتہ اور مبتلاے محبت اسدرجہ ہو جاتے ہین کہ پھر وہ کسی کے حسن کو نظر مین نہین لاتے وہ خلیہ محبت کا دوسری جانب مائل ہی نہین ہوتا نہ دوسرونکے کمالپر اُنکی نظر جاتی ہے۔

پھر جنکی عداوت نے اُس محبت کیساتھ ساتھ دلمین گھر کیا ہو اور ساتھ ہی ساتھ نشو ونما پائی ہو اُنسے کیسے اُنکو اُنسیت ہو سکتی ہے اُنکی نفرت اور وحشت تو روز بروز بڑھتی چلی جاتی ہے۔

جس حالت مین اُن کی محبت کا یہ خلیہ اور اہل بیت کا یہ رُتبہ کہ جنکی خوبی مین کلام نہین خدا و رسول برابر اُنکو سراہ رہے ہین عرش اور کرسی اُن کے مدارج کے سامنے سر جھکا رہے ہین پھر کیسے وہ کسی کو خیال مین لا سکتے ہین پھر واقعات ایسے وقوع مین آئے کہ جس سے اہل بیت کو اُس اُمت نے قتل کیا طرح بطرح سے ذلیل کیا صدہا طرح کی ایذائین دین ایک دم چین نہین لینے دیا خاص الخاص حسنین رضؓ جو احمد کے پیارے اور عرش کی تاری اور نبی علیہ السلام کے نور نظر اور فاطمہ کے جگر پارے تھے اُنکو بسے زیادہ بیرحمی اور سنگدلی سے بے ایمانون نے شہید کیا۔

اب اِس کی تحقیق کون کرے اور اصلیت کا کھوج نکالنے اور حقیقت دریافت کرنے کی سردردی کون اُٹھاوے جس سے دوست دشمن کی تمیز ہو اور خاک سے کندن علیحدہ ہو جاوے۔

وہ بچپن کے جمے ہوئے پختہ خیال اب بڑھاپے مین کیسے دل سے دور ہو سکتے ہین۔

جنکی اونکو برسون تعلیم ہوئی ماں باپ۔ اُستاد۔ یار۔ دوست جس قدر بزم آرا ہوئے اور جس محفل اور مجلس مین جا کر بیٹھتے وہان یہی درس اور سبق اُنکو دیا گیا اور یہی راگ سنایا گیا جس کے سبب وہ اصحاب کبار کو اسلام کا دشمن

سمجھ گئے۔

ہمارا یہ خیال ہرگز نہین کہ ہم اہل تسنن کی نسبت کمی محبت اہل بیت کا گمان کرین اہل بیت کی محبت تو اہل تسنن کا ایمان ہے اور پورے طور سے یہی اہل بیت کے شیدائی ہین اگر اہل تشیعہ کو اُس کا مظنہ ہے تو اہل تسنن اُسی کے عمل پیرا ہین مگر ان کی محبت اعتدال کے ساتھ ہے جن مین غلو نہین پایہ بہ پایہ یہہ اہل بیتؓ اور صحابہؓ کے عاشق زار ہین اور انہون نے ہی مذہب اسلام کا پورا لطف اُٹھایا ہے اور یہی مُراد کو پہنچنے والے ہین اور یہی راہ راست اور صراط (۱) مستقیم پر ہین جنکو زوال نہین اور قیامت تک یہی فرقہ اپنی اصلی حالت پر قایم اور برقرار رہے اور کسی کے دبانے سے نہین دبے گا نہ کسی مکار فسون ساز کے وہم تدویر مین پھنسے گا۔

اپنے مذہب اور اُس کے ارکان کو علانیہ ظاہر کرے گا اور قیامت تک اسکی شان شوکت مین کوئی فرق نہین آئے گا اسی کو آسمانی امداد وقتاً فوقتاً پہونچتی رہیگی۔

یہ تقیہ کبھی نہین کرے گا اصول کو چھوڑ کر فروعات مین افراط وتفریط کا روادار کبھی نہین ہوگا اسکی عقل سلیم جیسے ہمیشہ سے سالم رہی ہے اور نیک وبد اور سیاہ وسفید مین تمیز کرتا رہا ہے اسیطرح سے کرتا رہیگا۔

یہہ مجنون کی مثال دیوانہ نہین ہے کہ عقل کو کھو بیٹھے اور بیہودہ اقوال اور افعال کرنے لگے اِس کی عقل سالم اور درست ہے جو اُس کو از خود رفتہ نہین ہونے دیتی کنتم خیر امۃ کا یہی مصداق ہے اور عظیم الشان اور باعظمت یہی اہل تسنن کا مقلد فرقہ ہے جس کے جلال اور اقتدار سے مخالفین کا سینہ کباب ہے۔

ایک جمعہ اور عیدین کی نماز اِس گئے گذرے وقت مین سوائے سُنیون

---

(۱) یا ایھا الذین امنوا دخلوا فی السلم کافۃ"

مُسلمانون دین اسلام مین پورے طور سے داخل ہوجاؤ۔

کے اسلام کے کس فرقہ کی اس شان و شوکت کے ساتھ ہوتی ہے کہ جسکی عظمت دیکھکر برہمن اور نصاریٰ بھی کلمہ پڑھ لیتے ہین اس کا سبب حقیقی اور وجہ اصلی یہی ہے کہ اسلام کے فرقو نمین یہی فرقہ حق پر ہے۔

سُنیونکی محبت کامل محبت تھی کہ وہ سب اہل بیت کے ساتھ من جمیع الوجوہ اخلاص رکھتے ہین اس سے اُن کی عقل زیادہ روشن ہوتی چلی گئی۔

شیعونکی محبت ناقص محبت تھی کہ وہ برائے نام اہل بیت کیساتھہ الفت جتلاتے تھے اور خاص خاص کیساتھہ عشق رکھتے تھے بسبب ناقص اور غیر مکمل ہونے کے وہ مجنون ہوکر مخبوط الحواس ہوگئے اور آنکھو پر جہالت اور تعصب کا پردہ پڑتا چلا گیا جس سے نور روشن اب اُنکو کچھہ نظر نہین آتا بصارت جاتی رہی ہے

سُنیون کی محبت جو باقاعدہ اور وقار اور استحکام اور اعزاز کے ساتھہ ہے اُسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی سے یہ سوال کرے جو عقل سلیم رکھتا ہو کہ کہ آپ کو مان باپ اور برادر اور فرزند اور زوجہ مین سب سے زیادہ کون عزیز ہے اور کس کی محبت دل مین زیادہ ہے تو وہ طبع سلیم یہی جواب دیگا کہ مان باپ کی محبت اُن کے مدارج کے موافق اور بیٹے اور عورت اور بھائی کی اُنکے مدارج کیساتھہ ہے۔

ظاہر ہے کہ ان مین کوئی دشمن نہین سب دوست ہین اور ذاتی تعلق آدمی کا ان شخصونکے ساتھہ ہے مگر محبت اُنکی درجہ بدرجہ ہے یہی حال اہل سنن کی محبت کا اہل بیت عظام اور صحابہ کرام کے ساتھہ ہے کہ جسطرح سے آدمی کو اپنی دونون آنکھین اور چارون ہاتھہ پاؤن عزیز ہین اسیطرح سے اُنکو اہل بیت اور صحابہ بزرگ اور محبوب ہین۔

اہل تشیعہ کی یہ مثال ہے جیسے کوئی شخص کسی عاشق متوالے سے یہ دریافت کرے کہ میان شیدا تم کو مان۔ باپ۔ زن۔ فرزند اور بھائی عزیز ہین یا اپنا محبوب تو وہ دارفتہ یہی کہے گا کہ مجھکو اپنے معشوق کے سامنے کوئی بھی نظر نہین آتا ہے اور ہا کہ مین کس مُنہ سے کہون کہ فلان شخص مجھکو اپنے پیارے معشوق سے زیادہ عزیز ہے بھائی سائل میری جان جائے یار رہے اور کوئی

مجھکو دیوانہ یا نا خلف ہی کہے لیکن میرے مُنہہ سے تو یہ کلمہ ہرگز نہین نکلے گا کہ مین دوسرون کی محبت کو اپنے محبوب کی محبت کے ہم وزن کرون خواہ دُنیا کچھہ کہے ہم تو اپنے محبوب کے نام پر مرمٹے ہین ؎

عشق نے جب سے کی جگہہ دلمین عقل کے واسطے جگہہ نہ رہی	

اسیواسطے اہل تشیعہ کسیکا کہنا نہین مانتے محبت علیؓ اور فاطمہؓ اور حسنین نے اُنکو دیوانہ بنا دیا ہے ہمارے نزدیک وہ واجب الرحم ہین نہ قابل التعزیر۔

جو دلائل اعلیٰ فرقہ نے نہایت ہمدردی اور غمخواری سے ناصحانہ اہل تشیعہ کے روبرو پیش کئے وہ براہین روشن اور حجت قاطع ہین جیسا کہ تحفہ اثنا عشریہ اور منتہی الکلام اور آیات بنیات مین خاتمہ تمام توہمات کا کر دیا ہے اور نہایت نرم اور شیرین آواز سے فہائش کی ہے اور یہ وہ لاجواب کتابین ہین جنکا جواب تحریر کرنا مُنہہ چڑانا ہے اور اپنی نادانی اور حماقت کا اظہار۔

محمد مرزا صاحب نے تحفہ کا جزوی جواب لکھہ کر اپنی اور دوسرون کی تضیع اوقات کی ہے اور مطلب کو خبط کرنے کی غرض سے فارسی مین بہت تکلف کیا ہے یا زبان فارسی سے بے بہرہ ہونے کا باعث ہے اوس کے ملاحظہ سے شرک اور کفر بھی اہل تشیعہ کا ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ اوّل جلد مین ایک قصیدہ خواجہ شمس تبریز کے نام سے لکھا ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیشانکو خدا کے درجہ پر پہنچایا ہی جیساکہ فرقہ غالیہ شیعہ کا عقیدہ ہی۔

جیسے سلمہ کذاب نے قرآن کے مقابل ہرزہ درائی کی تھی ویسے ہی ان مرزا جی نے یہ تحفہ کا جواب لکھا ہے اُس کذاب نے یہ جملے وضع کئے تھے وہ ان اللہ خلق النساء افواجا وجعل الرجال ازواجا "والیل اذا الطہر والذیب اذا اولم" والیل الا امس وابن الھامس" دیکھو طبری

تحفہ اثنا عشریہ ایسی بے نظیر کتاب ہے کہ ممکن نہین جو اہل تشیعہ سے اُسکا جواب بن پڑے خود تحفہ اور اُسکے حالات اور مضامین سحر آگین اور رد جواب

ہماری اس تحریر کے شاہد ہین ؎

	دران عبارت شیرین ز خط شورا نگیز
	بیان معنی بحرست وصورت اعجاز

اس تحفہ کا جواب ایرانیون سے بھی نہین بن پڑا آج تک مثل آفتاب اُس کی شہرت اور اشاعت تمام عالم پر ظاہر ہے۔

نظم مؤلف

پہلے زبان نطق تو پیدا کرے کوئی	تحفہ کے جب جواب کا دعوی کرے کوئی
وہ علم و فضل اور وہ تبحر کسے نصیب	اُس کا بیان وصف جو انشا کرے کوئی
مذہب امامیہ کا یہہ تحفہ امام ہے	مومن نہین امام کو رسوا کرے کوئی
جو بات تحفہ کی ہے وہ پتھر کی ہے لکیر	سر پھوڑے لاکھ یا اُسے مٹا کرے کوئی
دعوئی بلا دلیل ہے اور خبط مومنو!	تحفہ کے جو جواب کا دعوئی کرے کوئی
مرشد ہے مجتہد ہے یہ تحفہ امام ہے	اُس کے خلاف رُو سیہ اپنا کرے کوئی
باز آو اپنی ہٹ سے تعصب کو چھوڑ دو	کافر کا کام ہے جو تقیہ کرے کوئی
اصحاب راشدین سے پہلا ہے دین یہہ	مومن نہین جو اُنپہ تبرا کرے کوئی
چارون خلیفہ دین کے چارون ستون ہین	گر جائے قصر دین جو علیحدہ کرے کوئی
لگتا ہے اس سے داغ یہ اللہ کے دین پر	اسلام مین مُتعہ و تقیہ کرے کوئی
واماد مصطفےٰ و علیؓ و حسینؓ کو	رُسوا کرے یون حُب کا دعوی کرے کوئی
یہ شرط دوستی نہین بیزار ہین امام	جو اُنکے دوست ہین اُنہین رسوا کرے کوئی
بو جعفر و کلینی ہشامین و مجلسی	ایسے نہین کہ اُن پہ بھروسہ کرے کوئی
سب ایک ہین یہ ابن سبا کے مُرید ہین	لعنت ہے اُس پہ اسمین جو دھوکا کرے کوئی
وہ تھا یہودی مفسد اسلام مومنو!	کافر ہے جو یہودی کا کہنا کرے کوئی

(۱) واما د حضور علیہ السلام حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ واما د امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت عمرؓ فاروق واما د حسینؓ مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہم۔

گر دل سے مانتے ہو یہ ثقلین[1] کی حدیث — بلما و سُنیون مین جو شیعہ کرے کوئی
آنکھون سے دیکھو کہنے لیا دین آئمہ سے — قرآن کا بتاؤ جو دعویٰ کرے کوئی
قرآن[2] جیسے ساتھ علی کے تھا ویسے ہی — ہے سُنیون کے ساتھ تما شا کرے کوئی
اصحاب کے ہین دوست امام اور رشتہ دار — مدّاح ہین خدا و نبی کیا کرے کوئی
جو اُن کا دوست ہے وہ مامون کا دوست ہے — دُشمن ہے اُن کا وہ جو تبرا کرے کوئی
بے اُن کی دوستی کے نہین راہ نجات کی — دوزخ مین دُشمنی سے ٹھکانا کرے کوئی
آجاؤ بس گروہ برے[3] مین کہ ہو نجات — لازم نہین کہ جمع سے بہاگا کرے کوئی
بے دینون سے غرض نہین اپنی یہ عرض ہے — مانے اِسے جو دین کا دعویٰ کرے کوئی

جیسے اسلام کا یہ فریق اپنی نادانی اور حماقت سے ابن سبا کے چکمہ مین آگیا اور اُس نے دین کا ایک تماشا بنالیا ویسے ہی تیرہوین صدی مین ابن وہاب کے مُغالطہ مین آکر ایک اور فریق کھڑا ہوگیا جن کو اپنی ضد اور اصراری ضرورت نے اہل تشیعہ کا تابع کرنے پر مجبور کر رکھا ہے جو طرز توہین صحابہ کا اُنھون نے اختیار کیا تھا وہی طریقہ آئمہ مجتہدین کی جانب سے نفرت دلانے کا اُنھون نے اختیار کیا ہے یہ ابتدا ہے اور وہ انتہا تک گذر گئے ہین اور اسلام اور مسلمانون پر تلوار

(۱) انی تارك فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاخر کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی"۔

اس حدیث کی بحث ہمنے مفصل لکھی ہے اور یہ سب بیان اُسی سے کسیقدر اقتباس کیا ہے وہ اسوقت قلمی نسخہ الہدی مین درج ہے جسکی ضخامت ایکہزار صفحہ سے تجاوز ہوگئی ہے اور یہ اُسی کا ایک حصہ ہے۔

(۲) العلی مع القرآن والقرآن مع العلی،

(۳) نہج البلاغت مین حضرت امیرؓ سے مروی ہے،،

"اتبعوا السواد الاعظم فان ید اللہ علی الجماعۃ فمن شذ شذ فی النار"

چلانے مین جب سے اونہون نے حد سے زیادہ کوشش کی اُسی قدر اُنہون نے بھی اپنے حتی المقدور کمی نہین کی۔

کاش یہ اہلحدیث حدیث کے نابع ہوتے اور خود غرض اور نادانون کی مغالطہ سے محفوظ رہتے تو یہ تفرقہ ہرگز نہ پڑتا حضور علیہ السلام نے جس حالت مین اپنی زندگی مین فروعی مسائل کے لئے خاص خاص لوگون کو نامزد فرمادیا اور اُنکا اتباع ہزارون لاکھون نے حضور کے روبرو کیا اور پھر صحابہؓ کے زمانہ اور تابعین اور تبع تابعین کے وقت مین بھی وہی عمل درآمد رہا اور کسی نے اُس پر نکتہ چینی نہین کی ابن عباسؓ مکہ معظمہ مین اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ مین فقہی مسائل پر فتویٰ دیتے تھے اور اُس پر ہی عملدرآمد سب کا تھا تو پھر تقلید شخصی کو بدعت کہنا صریح احادیث اور فعل اور قول رسول اللہ کو رد کرتا ہے۔

حضور علیہ السلام نے صاف فرمادیا کہ عمدہ زمانہ میرا اور میرے صحابہ کا ہے پھر تابعین اور تبع تابعین کا یہ زمانے قابل اعتبار ہین بعد کے زمانے فتنہ اور فساد کے ہین اور انہین زمانون مین تقلید قایم ہوئی پھر اس مین چون وچرا کرنا اور اپنی رائے کو دخل دینا عین بدعت اور خلاف فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کرنا ہے اور یہہ حال اس تقلید کا مثل آفتاب کے روشن ہے۔

مجتہدین نے صحابہؓ جلیل القدر کے طرز کو کامل واقفیت کے بعد قلمبند کیا اور جن مسائل کا پتہ قرآن وحدیث مین نہین ملا تو اوسکے موافق دوسرے نظائر صحابہ کے اور احکام پر مسائل کا استنباط کیا انہون نے اُس شرعی قانون سے سرمو تجاوز نہین کیا ہر مسئلہ مین قرآن اور حدیث کو ہی پیش نظر رکھا۔

صحابہ کے زمانہ مین وہ مسائل قلم بند نہین ہوتے تھے اُنہون نے قلمبند کئے اون کے وقت مین قرآن اور حدیث کی تفسیر اور جزئیات کی تفصیل

نہین کی گئی تھی اُنہون نے اُس کی توضیح اور تشریح ایسی مشرح اور صاف کردی کہ آیندہ کو قیامت تک ضرورت کسی مسئلہ کے استنباط اور اجتہاد کی باقی نہین دین کے احکام کو خوب واضح کردیا کہ جس مین کسی مُفسد کو موقع دراندازی کا نہین ہے۔

اب ایسے مستند اور مسلّمہ مجتہدین کی تقلید کو ترک کرنا اور حال کے مولوی مُلّا کا کہا ماننا گویا اپنے ہاتھون سے دینکو برباد کرنا ہے۔

جو طریقہ صحابہؓ کا تھا اور جس روش پر صحابہؓ نے عمل فرمایا تھا اُسی کے مطابق اور اُسی کا اتباع ائمہ اربعہ نے کیا جو مقبول عالم ہوا اور تمام دُنیا اسلام مین شرق سے غرب تک اُس کی اشاعت ہوئی اور سب علما اور محدثین نے اُسکو بسر وچشم قبول ومنظور فرمایا۔

سخت نادانی ہے جو مقلدین پر اپنی کم نظری اور نافہمی سے یہ طعن کرتے ہین اور جاہلون کو مُغالطہ دے کر اپنے دام فریب مین پھنساتے ہین کہ مقلدین خدا ورسول کے خلاف امامون کے حکم کا اتباع کرتے ہین۔

اِس گئے گذرے وقت مین بھی کوئی مسلمان ایسا نہ ہوگا کہ وہ خدا ورسول کے حکم کو آنکھو پر نہ رکھے خدا اور رسول کے حکم کو تو وہ خدا ورسول ہی کا حکم سمجھتے ہین مگر ایسے جاہل جنکے دھوکے مین غیر مُقلدین آگئے ہین اہل تسنّن کے نزدیک کوئی وقعت نہین رکھتے اور وہ حدیث کیا اگر اللہ جل شانہ کے کلام پاک کا بھی حوالہ دین تب بھی بوجہ اوکی بدنفسی اور کم علمی کے قابل اعتبار نہین۔

چونکہ حسب فرمودہ رسول علیہ السلام ید اللہ علی الجماعت خدا کا ہاتھ اس جماعت کے سر پر ہے جسکے محفوظ اور برقرار رکھنے کے واسطے محض اپنے کرم وفضل سے اوسنے آئمہ رحمہم اللہ کو اس عظیم الشان کام کی توفیق دی کہ اُنہون نے نہایت اخلاص اور جانفشانی سے شرع کا قانون مرتب کرکے سبطرحکی رخنہ بندی کردی۔

ناظرین(۱) والا تمکین بلند نظر سے اسلام اور مسلمانون کی حالت مخفی نہین جس قدر اسلام کی صداقت اور اسکی اگلی پچھلی شوکت سے دل کو فرحت اور تقویت ہوتی ہے اُسی قدر اُسکے نفاق اور روز افزون اختلاف سے افسردگی اور پریشانی بڑھتی ہے۔

باوجودیکہ مسلمانونکی ترقی کا نمونہ ہر وقت اُنکے پیش نظر ہے یعنی ایک واحد شخص کے ہاتھہ پر سب مسلمانون کا بیعت کرنا اور جان و مال سے اُس کی فرمانبرداری تمام عرب اور روم۔ فارس کے شہنشاہونکی سب سے بڑی اور قدیمی سلطنتون کو زوال کا باعث ہوگئی۔

وہ ایک مجموعی قوت تھی جسنے روئے زمین کو ہلا دیا اور بڑے بڑے زعونون کو غرقاب فنا کردیا مگر مسلمان اُس نمونہ کو دیکھہ کر کوئی نتیجہ نہین نکالتے اور بخلاف اُسکے عمل پیرا ہین۔ نفاق کی حالت مین کبھی کسی قوم نے ترقی نہین پائی نفاق سے قومین برباد ہوئین مُلک غارت ہوئے سلطنت ڈوبی دین برباد ہوئے پھر اُسی راستہ پر مسلمان پڑ لئے ہین اور اپنے نبی معظم کے طریقہ کو چھوڑے بیٹھے ہین دوسرون نے اُنکی قوم کا سبق لیا اور اُنھون نے اُسکو فراموش کیا جس مولوی اور واعظ کو دیکھو نفاق مین ڈوبا ہوا اور اپنی قوم کو بھی ڈوبنے کی ترغیب دلاتا ہے۔

سرسید مرحوم قوم قوم پکارتا ہی مُلک عدم ہوگیا۔ مگر یہ قوم ہی قوم نہ ہوئی حالانکہ سرسید خود قوم سے ہمیشہ کے لئے الگ ہوگیا مگر وہ اُس سرچشمہ کو جسکو اُسنے مسلمانون کے واسطے جاری کیا تھا اپنے ہمراہ نہین لے گیا وہ ہندوستان مین موجود ہے جس سے مستفیض ہونا اور اُسکو قایم رکھنا قوم کا فرض ہے وہ ایک راستہ بتا گیا اور زینہ لگا گیا کہ یہ ترقی کا راستہ اور عروج کا زینہ ہے اُس راستہ کو چلنا

(۱) یہ مضمون متعلقہ ندوہ کانفرنس مین نے ۱۵ اگست ۱۹۰۲ء کے اخبار کرزن گزٹ مین بعنوان ندوہ و کانفرنس راقم نے طبع کرا دیا ہے تاکہ ممبران ندوہ کانفرنس دہلی کے شاہی دربار مین ان امور پر غور کرین۔

اور اُس زینہ پر چڑھنا مسلمانون کا کام ہی۔

افسوس اور تعجب کی بات یہ ہی کہ جو قومی ریفارمر ہین اُن کے باہم بھی اوسی نفاق کا رونا ہے جو عوام مین موجود ہے اور مسلمان نہ کانفرنس علی گڈھ کے ہی تابع ہین نہ ندوہ کو اپنا مربی اور سرپرست جانتے ہین اور نہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے کے ہی معتقد ہین ہر ایک انجمن اپنا اپنا ڈکٹا علیحدہ علیحدہ ہر سال قوم کے آگے روتی ہے جسکو قوم سے کہ ایک دلگی کا ذریعہ سمجھتی ہے اور عملی ہمدردی کر کے نہین دکھاتی۔

یہ مانا کہ عرب کسی بادشاہ کے زیر فرمان من حیث الوجوہ نہین تھا لیکن وہ کوئی زبردست اور نامور قوم بھی نہین تھی کہ جس کے اقتدار اور خوف سے بادشاہ عزیمت کرتی ہوئی گھبراتے تھے بلکہ بوجہ عدم پیداوار کے اُسجانب اولوالعزم بادشاہون کا میلان خاطر نہین ہوتا تھا جس سے وہ عرصہ دراز سے آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے۔

اسلام سے پہلے اُن کے فتوحات کا پتہ تاریخ مین نہین ملتا مکہ معظمہ ایک متبرک مقام قدیم سے تھا جسکے باعث بڑے بڑے بادشاہ بھی اُسکی عظمت اور حرمت پر دست اندازی کرنا پسند نہین کرتے تھے اور قدرتی اسباب بھی اُن کی عزیمت کے مانع تھے پھر اسلام سے اُنھون نے کیا کمال حاصل کیا کہ جس سے اُن بھیڑ بکری اونٹ چرانے والون اور خانہ بدوش پھرنے والون نے ایران اور روم جیسی زبردست سلطنتون کو ہمیشہ کے واسطے پامال کر دیا جس کی وجہ خاص یہ تھی کہ منتشر قوت اسلام کی برکت سے مجتمع ہو گئی تھی اور یہ بات اون کو ہزارون برس سے بھی حاصل نہین ہوئی تھی جو کلید فتح و ظفر تھی۔

اب ان جلسون کی تعداد تو بڑھتی جاتی ہے مگر قومی اصلاح مین نہ کوئی ترقی اور بہبودی ہے اور نہ نفاق اور اختلاف مین کسی قسم کی کمی نظر آتی ہے سب ہی پکارتے ہین کہ چندہ دو اپنے ضروریات کو بند کرو اور قومی جلسہ مین روپیہ دو یہان مسلمانون کو اپنا پیٹ ہی بھرنا مشکل ہو رہا ہے جینے کے لالے پڑے ہین بال بچے فاقہ سے مر رہے ہین اور یہ حضرات چندہ طلب کر رہے ہین اور فائدہ

اُس کا عاقبت پر تبلا ہے ہین پہر ایک ہو تو اُسکو دین و مذہب تو دوسرے والے کہو یا پہیری والے مولوی اور واعظ آتے ہین جا بجا مدرسے مقرر ہین شاہی چندون کی فہرستین الگ کھلی ہوئی ہین الہی کس کس کو دین اور کس کو نہ دین ہم کو تو یہہ گدا گری ہر وقت نچوڑتے رہتے ہین بیدون لئے پیچھا نہین چھوڑتے ایک ہو تو اُس کا مُونہہ شکر سے کیا موتون سے بھی بھرا جا سکتا ہی لیکن ہزارون مانگنے والون کو کوئی کہانتک دی۔

اگرچہ کانفرنس اور ندوہ والے یہ کہہ سکتے ہین کہ اسی کے واسطے تو ہم کوشش کر رہے ہین کہ قوم کو قوم بنادین اور پھر قوم دولت مند اور مقتدر ہو جائے اسیکا تو رونا پڑا ہے کہ قوم مُردہ پڑی ہی اور اُسکا شیرازہ بکھرا ہوا ہے اور وہ بے اتفاق ممکن نہین اور اتفاق کا مدار ہے خیالات کی دُرستی پر اور خیالات درست بدون تعلیم کے ہو نہین سکتے جسکے واسطے ہم یونیورسٹی اور دارالعلوم قایم کرنا چاہتے ہین اگر قوم مین اتفاق ہو تو پہر کوئی جھگڑا ہی باقی نہ رہے اور کیون اس طرح سے ذلیل اور محتاج ہون۔

اس کا جواب غریب لوگ یہ دیتے ہین کہ ہم تو جاہل اور قومی فوائد سے بے خبر ہین ممبران جلسہ کانفرنس وندوۃ العلما و انجمن حمایت اسلام تو دین کے ستارے اور روشن ضمیر ہین اون کے باہم اختلاف کیون ہے وہ تین تیرہ کسلئے ہو رہے ہین ایک کے تابع کیون نہین ہو جاتے۔

جلسون کے علحدہ علحدہ ہونے سے کوئی اندیشہ نہین مگر جس حالت مین یہ سب انجمنین ہی خواہ قوم ہین اور سب کا نفس مطلب ایک ہے تو اُنکو ایک کے ماتحت ہو کر متفقہ کوشش کرنی چاہیئے علحدہ علحدہ جو یہ اپنی اپنی مسجدین بنا رہے ہین اسکا نتیجہ قوم کے واسطے ہرگز مفید نہین ہو سکتا ہر ایک کو خود داری اور اپنے جلسہ کی ترقی کی ہوس دامنگیر ہے پھر جب اماموں کی یہ حالت ہے کہ اون کی نیت دُرست نہین تو دائے برحال مقتدیان۔

	چو کُفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

حضور علیہ السلام کے بعد یہی چاروں خلفا علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی خلافت قایم کرکے اسلام کی ترقی مین کوشش کرتے تو کیا اُس حالت مین اسلام ترقی پاسکتا تھا عرب مین ہی اُسکا خاتمہ ہوجاتا۔

ابھی تک تو اِن جلسون مین کوئی امتیاز کسی فرقہ کا نہین ہے اہل ہنود تک بھی شامل ہوجاتے ہین چہ جائیکہ سُنّی و شیعہ اور مقلد اور غیر مقلد۔ آیندہ کو شیعون نے یا غیر مقلدون نے اپنی اپنی کانفرسین علیحدہ علیحدہ کرنی شروع کین تو اونکو کون مانع ہوگا ایک کانفرنس کی دو کانفرنس خدانخواستہ ہوگئین اور دو کی تین اور پھر علیٰ ہذا تو اِس سے کیا فائدہ ہوگا جو کچھ قوت برسون مین جمع کی گئی ہے وہ منتشر ہونے سے کم ہوگی یہہ طوفان آہستہ آہستہ بڑھتا چلا جاتا ہے جس کا کچھہ انسداد نہین ہے۔

ایک جلسہ دوسرے جلسہ کے نفع ونقصان سے تعلق ہی نہین رکھتا کانفرنس کو ندوہ سے اور ندوہ کو حمایت اسلام سے کچھہ واسطہ نہین پھر ترقی کیسے ممکن ہے یہ صورت متفرقہ تو پریشانی کا باعث ہے یہ مانا کہ اِن تینون انجمنون کے باہم مخالفت نہین اور ہر ایک کی ترقی کی ہر ایک انجمن خواہان ہے مگر من تراحاجی بگویم تو مراحاجی بگو سے کیا فائدہ ہوسکتا ہے۔

پورا فائدہ تو اُسی وقت مترتب ہوسکتا ہے کہ یہ تینون انجمنین آپس مین شیر وشکر ہوکر کارروائی کرین نو اُن کے باہم افسری اور ماتحتی کا تعلق ہوجائے اور تینون مین سے ایک انجمن مربی اور سرپرست ہو اور اُس کے ہاتھہ پر بیعت الرضوان یا خلافت کے موافق بیعت کرین اور اُس کا حکم آسمانی حکم سمجھا جائے کل چندہ عطیہ ایک خرمہرہ سے لاکھہ روپیہ تک اُنہی اعلیٰ انجمن مین جمع ہو اور وہ اُس روپیہ سے دوسرے انجمنون کو آباد اور ترقی دے ایک پیسہ بھی بدون اُسکی منظوری کے خرچ نہ ہو اور سکی کمیٹی جنرل کمیٹی تسلیم کی جائے جو مسلمان ہین وہ سب اُسی کے فرمانبردار بنانے کے لئے کوشش کی جائے وہ خواہ یونیورسٹی بنائین یا دارالعلوم قایم کرین اور وہی جا بجا واعظ اور چندہ اگانے والے

تعینات کرین۔

ہر شہر اور قصبہ مین جو ایسے واعظ اور قوم کو قومی فوائد سمجھانے والے مقرر کیجائین تو لاکھون روپیہ کا جمع ہونا کچھ بھی دشوار نہین ہے گو مسلمان غریب اور روٹی کو محتاج ہین لیکن وہ دل کے کنجوس اور پست ہمت نہین ہین امیرون کو جانے دو غریبونپر نظر رکھو چھ سات کڑوڑ مسلمان فضل الٰہی سے اس ملک مین موجود ہین اُن سے فی اسم ایک آنہ وصول کیا جائے تو پونے چالیس لاکھ روپیہ جمع ہو سکتا ہی جسکا وصول ہونا چندان دشوار نہین ہی۔

اگر دو چار برس کی محنت سے بھی یہ رقم جمع ہو جائے تو تمام انجمنون اور قوم کا بیڑا پار ہے۔

انگریزی گورنمنٹ جو قومی کامون مین مدد کرنے سے دلچسپی رکھتی ہے اُس سے یہ امداد لی جائے کہ قومی واعظ چندہ وصول کرنے والے جہان جاکر جلسہ کرین تو وہان کے حکام بھی شریک ہو کر بزم آرا ہو جایا کرین بس اسی قدر اداس کی امداد کافی ہے۔

پیغمبرون اور نبیون کی تو شان ہی بہت اعلیٰ ہے اُنکی قطع نظر دُنیا کے لوگون مین وہ بھی تو قومی ریفارمر تھے کہ جنکی قوم اور گورنمنٹ جانی دشمن تھی اور وہ قوم قوم پکار رہے تھے۔ اونہون نے قیدین بھگتین صدہا طرح کی مصیبتین اپنے اوپر جھیلین لیکن اپنے ارادہ سے باز نہین آئے اور آخر کو قوم کو قوم بنا کر چھوڑا اونہین کی ہمت اور جانفشانی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج اہل یورپ اس معراج کمال پر پہنچے ہوئے ہین۔

خیالات کا درست کرنا بڑا مشکل کام ہے ہزارون پیغمبر اسی دھن مین دُنیا سے رخصت ہوئے ہزارون لاکھون بادشاہ اسی حسرت مین مر گئے مگر قوم کے خیالات ہی کیسونہ کر سکے سوا ایسے بڑے عقدہ لاینحل کو اس طرح سے سرسری طور پر حال کے ریفارمر حل کرنا چاہین تو وہ کیسے حل ہو سکتا ہی دُنیا مین اس سے زیادہ مشکل اور سخت کام نہین ہے۔

دُنیا کے آدمی تار برقی کی طرح اُڑ سکتے ہین اُن کا سیّارون پر جانا ممکن ہی لیکن خیالات کا متفق ہونا ممکن نہین جیسے آدمیون کے رنگ اور وضع اور صورتون مین اختلاف ہے ویسے ہی طبایع سب کی قدرتی مختلف ہین۔

ہزارون لاکھون کی طبیعتون کا متحد کرنا تو اس وقت محال ہے لیکن جن کی تعداد دو بائیون پر ہے وہ خود مصلح قوم ہونے کے دعویدار ہین اور روشن دماغ اور عالی خیال رکھتے ہین اون کے باہم اتحاد ہو جانا کچھ دشوار نہین ہے انجمن حمایت اسلام تو کانفرنس کے ہم زبان ہے اُس کے حامی اور سرپرست جیسے انجمن کے ہوا خواہ ہین ویسے ہی کالج علیگڈھ کے۔ ندوہ کا متفق کرنا ایک بڑا کام ہے اور ندوہ کے اکثر مربّی ایسے ہین جو کانفرنس کے مخالف نہین تو بداعتقاد ضرور ہین اس کے بعض معاون اور ہوا خواہ ایسے بھی ہین جو علوم مغربی اور یونیورسٹی کے فوائد سے کامل واقفیت نہین رکھتے جس سے شاید حامیان ندوہ کو یہ اندیشہ ہو کہ اُس کے اس اتفاق سے بھڑک اُٹھین اور ندوہ کو خیرباد کہہ بیٹھین لیکن اگر سچے دل سے یہ اسلام اور قوم کے خیرخواہ ہین تو خودداری اور ایسے اندیشناک خیالات کو تہ کر رکھین اور تینون انجمنین متفق ہو جائین اور عوام کے اختلاف کی پروا نہ کرین۔

اس اتحاد ظاہر سے گو بعض ناواقف برگشتہ اور مخالف ہون مگر جب اُن کی متفقہ کارروائی مفید ثابت ہوگی اور دوسرا کوئی موقع اُن کے ہاتھ نہین آئیگا خود بخود اُنکے خیالات بدل جائینگے۔

سرسید مرحوم نے اپنی کارروائی مین ہرگز اس خوف کو اپنے پاس نہین پھٹکنے دیا اگر وہ اس اندیشہ کو ذرا بھی پیش نظر رکھتے تو یہ رتبہ حاصل ہی نہ ہوتا۔

ایک اندیشہ کانفرنس کے ممبرون کو بھی ضرور ہوگا کہ ندوہ کا شامل ہونا شاید گورنمنٹ کی مرضی کے خلاف ہو سو اس کا علاج سہل ہے کہ حمایت اسلام اور ندوہ کانفرنس کی افسری تسلیم کرے اس سے کوئی شک گورنمنٹ کو کسی قسم کا پیدا نہ ہوگا اور خود اس اتحاد سے گورنمنٹ خوش ہوگی کہ مسلمان متحدہ کوشش

سے نفاق قومی کو دور کرنا اور ترقی کے زینہ پر چڑھنا چاہتے ہین گورنمنٹ بیدار مغز اور مستحکم گورنمنٹ ہے اُس کے ایسے خیالات فاسد نہین ہین کہ وہ اپنی رعایا کے واجبی اور معقول حقوق مین دست اندازی کرے۔

اگر مسلمانون کی قوم شائستہ اور دولت مند ہو تو اُس سے گورنمنٹ کی سلطنت کو کامل تقویت ہوسکتی ہے کیون کہ مسلمان بے وفا اور بدعہد نہین ہین اور ہمیشہ وہ اپنے محسن اور مربی کے جان نثار ثابت ہوئے ہین اور یہی اُنکا مذہب بہت زور سے اُن کو ہدایت کرتا ہے جسکا حال مہذب قوم اہل انگلینڈ سے مخفی نہین ہی۔

ہندوستان مین مسلمانون کی قوم ہی ایک ایسی قوم ہے جسکا مذہب گورنمنٹ کے مذہب سے ملتا جلتا ہے وہ بے تکلف انگریزون کے ساتھ خورد و نوش کرسکتے اور قرابت رکھہ سکتے ہین صرف مسلمانون کی جہالت اور بے دولتی اُس اتفاق اور اتحاد کے مانع ہے جو مسلمانون اور انگریزون مین ہونا چاہیئے

جس حالت مین مسلمانون کی مذہبی کتاب آسمانی جسپر سب مسلمانون کا ایمان ہی اُنکو یہ حکم دیتی ہے کہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا[1]، سب ملکر اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑو اور الگ الگ فرقے مت ہو تو پھر مسلمان اوس کی خلاف عملدرآمد سے کیسے ترقی پا سکتے ہین جب تک وہ خدا کے خلاف کارروائی کرینگے ہرگز فروغ نہوگا۔

شیطان کا دلون پر ویسا ہی قبضہ ہے جیسا جسم پر روح کا۔ اُس ایک مذہب[1] کے جو خدا کے یہان سے انسان کی معاش اور معاد کی اصلاح کے لئے انسان کے ساتھہ ساتھہ نازل ہوا تھا ہزارون فرقے کر دیئے مقتضائے عقل یہ تھا کہ جیسے سب آدمی اللہ کے بندے ہین اور سب کا وہی مالک ہی اور عام طور سے سب یہ جانتے ہین کہ خداوند تعالیٰ ہمارا خالق اور مالک ہے اِس مین اختلاف نہ ہوتا دنیوی معاملات مین آدمی کیسے ہی متفرق ہو گئے ہوتے اور کسی نے کوئی ہنر اور پیشہ اور کسی نے کوئی فن حاصل کیا ہوتا مگر دین مین وہ متفق ہوتے لیکن جسقدر اختلاف دین مین واقع ہو رہا ہے اسدرجہ

[1] "وما کان الناس الا امۃ واحدۃ فاختلفوا" ابتدا مین سب لوگون کا ایک ہی مذہب تھا پھر وہ الگ الگ ہو گئے

اختلاف دُنیا کے کسی معاملہ مین بھی نہین ہے مختلف مذاہب کے آدمی دنیوی معاملات مین متفق ہوجاتے ہین مگر دینی مسئلہ مین دو فرقے بھی اتفاق نہین کر سکتے۔

باوجودیکہ اس اتفاق کرنے کو آسمان سے فرشتے اُترے کتابین اور صحیفے جو احکام خداوندی تھے برابر نازل ہوئے قوم اور مُلک کے مُلک غارت اور برباد کئے گئے لیکن یہ اختلاف ہی رفع نہ ہوا۔

صاف اور صریح باتون مین وہ وہ اختلاف ہین کہ جن کو دیکھ کر نہایت پریشانی ہوتی ہے اور عقل کام نہین کرتی۔

ایک پیغمبر ایک کتاب اور وہی اسلام کے عقائد اور ارکان اور پھر علٰحدہ علٰحدہ مُسلمان۔

پہلے جو فرقے اسلام مین سُنی و شیعہ۔ خارجی۔ قدریہ۔ معتزلہ وغیرہ وغیرہ ہوئے اُنکا تو ذکر ہی کیا ہے اب تیرہ صدی مین یہ ایک نیا فرقہ اہل حدیث کے نام سے کھڑا ہوگیا جو تقلید شخصی کو بدعت اور شرک بتلا رہا ہے جنکا نام و نشان بھی پہلے نہ تھا حالانکہ اسلام پر جو نظر ڈالی جاتی ہے تو اس کا اُصول ہی تقلید شخصی ہے کیون کہ جو نبی اور پیغمبر کسی قوم مین آیا اُصول تو سب کا ایک ہی رہا مگر فروعی مسائل مین ہر ایک اُمت نے اپنے ہی نبی اور پیغمبر کا اتباع کیا اور ایسا ہی حکم تھا نوح علیہ السلام کی اُمّت نے اُن کی شریعت کی اور ابراہیمؑ کی اُمّت نے ابراہیمؑ کے احکام کی اور موسیٰؑ کی جماعت نے موسیٰؑ کی اور عیسیٰؑ کے فرقے نے عیسیٰ علیہ السلام کے فرمان کی پیروی کی۔ یہی تقلید شخصی ہے کہ جو نبی یا پیغمبر آیا اُسی کا کلمہ اُسکی اُمّت نے پڑھا اور دوسرون کی شریعت سے فروعی مسائل مین کچھ واسطہ نہین رکھا حالانکہ سب نبی اور پیغمبر برحق ہین اور سب کا ایک ہی دین ہے اور خداوند تعالیٰ نے اپنی رحمت سے جو نبی آخرالزمان محمد رسول اللہ صلعم کو مبعوث فرمایا تو دیگر شرائع سے قطع تعلق کرکے آپ کی ہی تقلید

کا حکم نازل فرمایا کہ "اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول" کہ اللہ کی اور رسول کے حکم کی تعمیل کرو یہی تقلید شخصی ہے ورنہ اطیعو الرسل ارشاد ہوتا پھر آپکے بعد آپ کے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیقؓ ہوئے تو سب اُمت نے اُن کے احکام کی تعمیل کی یہی تقلید شخصی تھی آپ کے بعد حضرت عمرؓ کے احکام کی تعمیل کی گئی پھر حضرت عمرؓ کا اتباع حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کیا بعد مین جب زمانہ فتنہ اور فساد کا ہو گیا تو وہی قوانین جو حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ مین جاری ہوئے تھے اُنہین کو آئمہ مجتہدین نے منضبط کر دیا اور جو مسائل اُنہون نے دوسرے استنباط کئے وہ اُنہین نظائر سے جو رسول اللہ اور خلفا کے عہد مین ہو چکی تھین یہی تقلید شخصی ہے۔

یہ صورت حال اور یہ آسمانی فرمان کالشمس فی نصف النہار اسلام مین روشن ہو لیکن پھر بھی نادان اور سخن پرور لوگ اپنی ضد اور نا واقفیت سے اُس اُصول اسلام کو جو حضرت آدم علیہ السلام سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک چلا آیا اور برابر جاری رہا مٹانا چاہتے ہین اور خدا کے فرمان کا کچھ لحاظ و پاس نہین کرتے کہ اُسنے قرآن مجید مین دین کو صاف کر دیا ہے جہان یہ فرمایا ہے کہ "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول" وہان اولی الامر منکم" بھی ساتھ کے ساتھ فرما دیا کہ اُن کا بھی حکم مانون اور مفسرین معتمدین محققین نے تسلیم کر لیا ہے کہ ائمہ مجتہدین اولی الامر مین داخل ہین اور اُن کی شان مین لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم" نازل ہے جو برملا استنباط کی شان کو ظاہر کر رہی ہے کہ بیشک یہی واقف کار ہین جو اُن مین سے حقیقت اسلام کو دریافت کرنے والے ہین ایسے

(۱) جابرؓ بن عبداللہ و مجاہدؒ و حسن بصریؒ و ابو العالیہ و عطا ابن ابی رباح و ابن عباسؓ و امام احمدؒ و امام مالک رح و امام اعظم ابو حنیفہؒ و ضحاکؒ یہی فرماتے ہین کہ جسکی تشریح اعلام الموقعین مین حافظ ابن القیم نے کی ہے کہ بعد حضور علیہ السلام کی اُمت محمدیہ مین جو کسی دوسرے کا کہنا مانا جاتا ہے تو وہ علماء مجتہدین ہین خواہ اُن کے فتوی کیموافق امراء و سلاطین حکم کرین یا دیگر حکام و اُمرا۔

امام اور مجتہد ہونے کی پہلی اُمتون کی خبر خداوند تعالیٰ نے دی ہے کہ بنی اسرائیل میں موسیٰ علیہ السلام کی اُمت مین بھی امام ہوئے ہین جو دین کے احکام کی تعلیم لوگون کو کرتے تھے جیسا کہ ارشاد ہے۔

"وجعلنا منهم ائمة يهدون بامرنا"

ہم نے بنی اسرائیل مین بھی امام پیدا کئے تھے کہ وہ ہمارے احکام کی اونکو ہدایت کرتے تھے۔

پھر" فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون مین توصاف ہی تقلید کے مسئلہ کو کھولدیا کہ جو بات دین کی تم نہ جانتے ہو تو اُسکو علما سے دریافت کرلو یعنی اُن علما مجتہدین کے کامل واقف کار متقی پرہیزگار نے جو کچھہ فرمایا ہے اور مسائل کا استنباط کیا ہے اوس پر عمل کرو نکہ ایسے نادان ہوا و ہوس کے بندے نفس پرورون کے بہکائے مین آجاؤ کہ جن کو نہ قرآن آتا ہے نہ حدیث کے سمجھنے کی قابلیت ہے اپنی نادانی اور روٹی کمانے کی غرض سے نئی تحریک اور ایجاد کو اپنی عزت کا ذریعہ بناتے ہین جن کے لئے خدا کا یہہ شدید فرمان ہے۔

"ان الذين يكتمون ما انزل الله من الكتب ويشترون به ثمنا قليلا اولئك ما يا كلون في بطونهم الا النار ولا يكلمهم الله يوم القيامة ولا يزكيهم ولهم عذاب اليم"

جو لوگ احکام خداوندی کو چھپاتے ہین اور اُس کے عوض کچھہ نقد حاصل کرتے ہین وہ اپنے پیٹون مین آگ بھرتے ہین روز قیامت کو اللہ اُن سے بات تک نہین کرے گا اور نہ وہ پاک صاف ہونگے اور ان کے لئے

عذاب دردناک ہے۔

اِس خفگی اور تہدید کی وجہ بھی پوشیدہ نہین رکھی اوس کو بھی روشن فرما دیا ہے ولاتکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ماجاءھم البینت واولئک لھم عذاب عظیم" کہ تم اُن جیسے مت ہو جانا کہ جن کے پاس کھلے کھلے احکام آئے اور پھر بھی اُنھون نے اختلاف کیا اور الگ فرقے ہوگئے اُن کو بڑا ہی عذاب ہوگا سو اونھون نے اِس حکم محکم کے خلاف عملدرآمد کیا کہ اُس راستہ کو جس کو نبی علیہ السلام نے اختیار فرمایا اور اُسی طریقہ پر صحابہ اور تبع تابعین اور اُن کے بعد جملہ محدثین چلتے رہے اور تمام دُنیا اسلام کے علما اور فضلا نے اُسکو ہدایت اور دین کا واضح طریقہ تسلیم کیا یہ اُس سواد اعظم سے علیحدہ ہوگئے اور اُس عمل انبیا و صحابہ کو ترک کرکے اختلاف دین مین ڈال دیا اور فرقے فرقے ہوگئے چنانچہ ابھی ان عامل بالحدیث مین چند فرقے ہین بعضے تو ائمہ کو برملا بُرا کہتے ہین اور بعضے دِل مین اُن سے بغض رکھتے ہین اور بعضے اُون کو بزرگ جانتے ہین لیکن اُن کی تقلید کو باطل اور بدعت قرار دیتے ہین اور بعضے ایسے ہین کہ وہ تقلید کو واجب جانتے ہین مگر خاص امام کی تقلید کو بدعت سمجھتے ہین۔ ع

اِسے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست

یہ سب گل اُنہین کے کھلائے ہوئے ہین۔

رحمت پروردگار کے صدقے جائے کہ جیسے ہمارے امتحان کے واسطے دین کے چشمۂ آب حیات کو بحر ظلمات کے اندر محیط کیا ہے ویسے ہی اُسکے نور کو تمام عالم پر جلوہ گر فرمادیا ہے اُس کا یہ فرمانا بالکل صحیح ہے کہ "وکل شئ فصلناہ تفصیلا" کہ ہم نے اِس قرآن مین ہر چیز کی تفصیل کھول دی ہے چنانچہ ہم عنقریب کلام مجید سے یہی ثابت کرکے دکھلا دین گے کہ فرقہ مقلدین کے سوا جسقدر فرقے اسلام مین ہین سب غلطی پر اور

خدا کی مرضی کے خلاف ہیں ہم صرف دلیل پر ہی اکتفا نہیں کریں گے بلکہ انشاء اللہ مشاہدہ کرکے دکھلائینگے اور وہی فیصلہ آسمانی ہوگا جسکا وعدہ اوپر کیا گیا ہے۔

یہاں ہم نے اوپر کی ایک آیت میں اُن ملانوں خود غرضوں مغلوب النفسوں کا ذکر کیا جن کو خداوند تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں جھڑکا ہے اب اُن کے ملنے والوں کی نسبت جو ارشاد ہوا ہے اُسکا اظہار بھی خدا تعالیٰ نے خوب فرمادیا ہے تاکہ اُمّت محمدیہ کے لوگ اُن کے دام فریب میں آکر اپنے دین کو نہ کھو بیٹھیں جیسا کہ فرمایا ہے "فتقطعوا امرھم بینھم زبرا کل حزب بما لدیھم فرحون" پھر لوگوں نے آپس میں پھوٹ کرکے اپنا دین جُدا جُدا کرلیا اب جو دین جس فرقے کے پاس ہے وہ اُسی سے خوش ہے لیکن اُس فرقہ حقیہ کا یہ طریقہ نہیں ہے وہ ایسے انکھوں کے اندھے اور کانوں کے بہرے نہیں بنے اُن کی شان میں یہ ارشاد ہے والذین اذا ذکروا بایات ربھم لم یخروا علیھا صما وعمیانا" کہ وہ وہ لوگ ہیں جب اُن کو اُن کے پروردگار کی آیتیں سُنائی جاتی ہیں تو وہ اندھے اور بہرے ہوکر اُن پر نہیں گر پڑتے ہیں وہ رُوشن نظر اور کشادہ کانوں سے اُنکو دیکھ کر اور سُنکر نورایمان حاصل کرتے ہیں۔

یہ نام کے حامل بالحدیث ظاہرا لوگوں کے اِس طرف مائل اور رجوع کرنے کی غرض سے نماز اور روزہ اور وعظ اور قرآن وحدیث کے درس کا بڑا اہتمام رکھتے ہیں تاکہ عوام ناخواندے جنکو کچھ واقفیت نہیں ہو اُن کے دام فریب میں پھنسیں اور یہ وہ لوگ ہیں جنکی خبر حضور علیہ السلام نے پہلے سے دی ہے کہ ایک فرقہ میری اُمت کا ایسا ہوگا جو قرآن وحدیث کا ورد کریگا مگر قرآن وحدیث اُن کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گی وہ فرقہ یہی ہے جو خلاف حدیث ہے نہ اِس میں مادہ قرآن سمجھنے کا ہے نہ حدیث کے پرکھنے کا "فان فی امتی امتماہ ھذا القرآن لا یجاوز تراقیھم فاذا خرجوا

فاقتلوھم ثم اذا خرجوا فاقتلوھم فاذا خرجوا فاقتلوھم

یعنی میری اُمّت مین اِس طرح کے لوگ ہون گے کہ وہ قرآن پڑہتے ہون گے اور قرآن اُن کے گلے سے نہین اُتریگا یعنی وہ خاک نہین سمجھین گے دیکھو تفسیر ابن کثیر تحت تفسیر سورہ براۃ۔

اُردو ترجمے دیکھ کر خود گمراہ ہوئے ہین اور دوسرونکو گمراہ کرتے ہین اور اُردو رسالے جو ایسے ہی ناواقفون نے دنیا کمانے کو تالیف کئے ہین ذرا ذرا سے بچون کو مثل شیعون کے پڑہاتے ہین کہ اُن کے مطالعہ سے عمر بھر کے لئے وہ دین حقہ سے متنفر رہین ان کی تصنیفات اور تالیفات جسقدر ہے وہ اُن کی کم علمی اور بے عقلی کی مظہر ہے۔

اب مین ناظرین کو اُس جانب متوجہ کرنا چاہتا ہون کہ خداوند جل وعلی شانہٗ نے جو فیصلہ اِس قضیہ کا قیامت تک کے واسطے فرمایا ہے اوسکو بہ نظر انصاف غور سے ملاحظہ فرمایا جائے کہ یہہ فیصلہ کس فرقے کے حق مین ہے۔

یہ تو سب تسلیم کئے ہوئے ہین کہ خانہ کعبہ سب مسلمانون کا قبلہ ہے اور سب فرقے اسلامی اُسی کی جانب رُخ کرکے نماز پڑہتے ہین جس مین کسی کو اختلاف نہین پس خانہ کعبہ مرکز اسلام ہے اور یہ بہی مسلمان اپنے نبیؐ معظم کی پیشین گوئیون سے یقین کئے ہوئے ہین کہ تا قیامت جب تک روے زمین پر اسلام ہے بیت اللہ مسلمانون کے ہی قبضۂ اقتدار مین رہیگا اور مسلمان ہی اُس کے وارث اور خادم رہین گے سو جس وقت خداوند تعالیٰ نے خانہ کعبہ کے قبضہ کا مژدہ دیا ہے اس کے بارہ مین جو ارشاد فرمایا ہے وہ میری اِس گزارش کی تصدیق کے لئے برہان روشن اور حجت قوی ہے دُنیا مین جسقدر مذاہب ہین اور جسقدر آیندہ ہونگے سب کے لئے یہ ہدایت فرمائی ہے وہ عالی شان فرمان یہ ہے جو فیصلہ آسمانی ہے نہ اِس کی اپیل ہے اور نہ اسکی تردید "لقد صدق اللہ

رسولہ الرؤیا بالحق لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ امنین محلقین رؤسکم ومقصرین لا تخافون فعلم ما لم تعلموا فجعل من دون ذلک فتحا قریبا۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وکفی باللہ شھیدا محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذلک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل الخ البتہ اللہ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا ہے کہ تم انشاء اللہ خانہ کعبہ میں داخل ہوگے بلا خوف سر منڈاتے اور بال کتراتے اُس کو معلوم ہے وہ بات جس کو تم نہیں جانتے ہو پھر اُس نے اُس سے پہلے ایک قریب کی فتح دی وہی خدا تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا ہے تاکہ اُس کو سب دینوں پر غالب رکھے اِس کی تصدیق کے واسطے اللہ کی شہادت کافی ہے محمدؐ اللہ کا رسول ہے اور جو لوگ اُس کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت اور اپنے آپس میں مہربان ہیں اور اُنکا خدا کی محبت میں یہ حال ہے کہ تم اُن کو رکوع اور سجدے میں اللہ کا فضل اور اُس کی رضامندی کی خواہش میں پڑا دیکھو گے اُن کی شناخت کے نشان اُن کے چہروں میں سجدے کے نشانوں سے ظاہر ہیں اِس قرآن سے پہلے بھی وصف اُنکے توریت میں اور یہی وصف اُنکے انجیل میں مندرج ہیں۔

اوّل تو اِس میں خداوند کریم نے یہ فرمایا کہ نبیؐ کا خواب سچا ہے ایسا ہی ہوگا جیسا نبی نے خواب میں دیکھا ہے کہ مکہ معظمہ جو اسلام کی کلید ہے مسلمانوں کے سپرد کیا جائیگا اور وہ امن کیساتھ مناسک حج ادا کرینگے۔

اور وہ بات خدا کو معلوم ہے جس کو تم نہیں جانتے یعنی وہ قبضہ عارضی ہوگا بلکہ دائمی ہوگا اور تا قیامت دین دار لوگوں کے قبضہ سے علیحدہ نہیں کیا جاویگا۔

دوسرے یہ ارشاد فرمایا کہ وہی اللہ جو تمہارا مالک ہے اُسی کی طرف

سے رسول محمدؐ صلعم دین حق لے کر آیا ہے یہ سمجھنا کہ اس پیغمبر نے یہ دین از خود بنا لیا ہے اور منجانب اللہ نہین ہے یہ خاص اللہ کی طرف کا رسول ہی اور جو دین لیکر آیا ہے وہ خدائی دین ہی۔

تیسرے یہ حکم ناطق فرمایا کہ اب ہمیشہ یہی دین حق سب دینون پر غالب رہے گا کسی کا بھی زور اسکے آگے نہین چلے گا خواہ کوئی قوم اسکی حامی اور خادم ہو اور کیسے ہی اختلاف کے زلزلے اور باہمی ضد اور فساد کے ہنگامے تو تزیزواقع ہون مگر دین یہی غالب رہیگا۔

یہ مژدہ فتح کا اللہ جل شانہٗ نے سُنایا ہے اور اسی وجہ سے اس سورہ کا نام فتح ہے پھر جس فتح کا مژدہ خدا نے سُنایا وہ فتح قیامت تک کیسے قایم اور پائدار نہ رہے جیسے دین داعی ہے ایسے ہی یہ فتح بھی قیامت تک قایم اور برقرار ہے ایسے نوید فتح کی اس سے پہلے کسی کو نہین دی گئی یہ حصہ اسی دین برحق کا ہے جو سب دینون پر غالب ہے چوتھے یہ فرمایا کہ اس بیان کی تصدیق کے واسطے اللہ کی گواہی کافی ہے کہ جو کچھ ہم نے یہ ارشاد فرمایا ہے بالکل سچ ہے ایسا ہی ہوگا اس مین سرمو فرق نہین پڑیگا اور ہم سے زیادہ معتبر کس کی گواہی ہوسکتی ہے پس ایماندارون کے لئے ہماری گواہی کافی ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے اطمینان رکھین ومن اصدق من اللہ حدیثا پانچوین یہ ارشاد ہے کہ منکرو تمہارے اس انکار سے کیا ہوتا ہے کہ صلح نامہ حدیبیہ مین تم نے محمد رسول اللہ نہین لکھنے دیا ہم کہ مالک روئے زمین ہین قرآن مین برملا پکار کر فرماتے ہین کہ یہ محمدؐ اللہ کا رسول ہے تمہارا وہ عہد نامہ تو ایک عارضی تھا جس کو چند روز مین تم نے خود ہی چاک کر دیا یہ قرآن مین محمد رسول اللہ لکھا ہوا قیامت تک رہیگا۔

چھٹے یہ فرمایا کہ تم یہ بھی جانتے ہو کہ محمد رسول اللہ کے صحابہ جو اُن کے ساتھی ہین وہ کس شان کے ہین وہ اللہ کے برگزیدہ بندے ہین جو کافرون پر تو بڑے سخت ہین اور اپنے باہم نہایت مہربان اور رحم دل ہین وہ اللہ

کی رضامندی چاہتے ہین اور اُس کے فضل کی خواہش مین رکوع اور سجدے مین پڑے رہتے ہین یعنی اُن کی آرزو اور تمنا سوائے رضائے الٰہی اور کچھ نہین ہے اُن کی شناخت اُن کے چہرون کا نور اور سجدہ کا نشان خود تیار ہا ہے کہ یہ وہی مقبول بارگاہ ہین جنکی تصدیق ہم خود کرتے ہین۔

ساتوین یہی نہین کہ قرآن مین ہی اُن صحابہ کرام کا ذکر جمیل اب کیا گیا ہے بلکہ توریت اور انجیل وغیرہ کتب سماویہ مین ہزارون برس پہلے اِن صحابہ کے اوصاف درج ہین کہ وہ ہمارے بندے تہجد گزار اور فرمان بردار ہونگے اور ہمارے رضا جوئی کے سوا اُنکو دوسرا دھیان ہی نہ ہوگا۔

آٹھوین دین کی ترقی اور اشاعت کا اظہار فرمایا کہ جیسے کھیتی کی سوئیان زمین سے اُگتی ہین اور یکبارگی ہزارون لاکھون سوئیون سے کھیت ہرا بھرا اور سرسبز و شاداب ہو جاتا ہے اور پھر وہ سوئیان اپنے تنہ پر تنومندی کیساتھ کھڑی ہو جاتی ہین اسی طرح سے دین اسلام بہت جلد یک بارگی تمام زمین کے کھیت پر پھیل جائیگا اور سبکو اُسکی یہہ سرسبزی اور شادابی دیکھکر حیرت ہوگی اور کافر رشک و حسد سے جلینگے اور مسلمان اس ترقی سے اپنے جامہ مین پھولے نہ سمائینگے۔

نوین یہ فرمایا کہ یہ مت سمجھو کہ یہ وعدہ اُنہین سے ہے جو پیغمبر علیہ السلام کے وقت مین دیندار موجود تھے بلکہ ہم نے یہ وعدہ ہمیشہ کے لئے اُن لوگون سے کر دیا ہے کہ جو ایمان لائینگے اور شرع اسلام پر چلینگے اُن کے لئے بخشش اور بڑے بڑے انعام ہین خواہ وہ کسی قوم اور ملک کے ہون۔

اِن بزرگ آیات منفصلہ مین جن باتون پر مین ریمارک کرنا چاہتا ہون وہ ذیل مین عرض کرتا ہون۔

اوّل یہ کہ دین کی نسبت یہ فرمایا کہ دین غالب ہی خدائی دین ہے جو ہمیشہ غالب رہے گا سو کتب سیر اور تواریخ پر نظر ڈال کر دیکھو کہ یہ وعدہ جس کی یہہ

پیشین گوئی ہے کس فرقہ کے ساتھہ پورا ہوا اور ہو رہا ہے اسلام کے فرقے تو بہت ہین آنکھون سے دیکھہ لو دلیل کو جانے دو کیونکہ دلیل تو ایک جال ہے "لیس الخبر کالمعائنہ"

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

آنکھون دیکھی بات دل مین ایسی جم جاتی ہے کہ پھر نکل نہین سکتی یہ سلوک جسکا اس بزرگ آیت مین وعدہ کیا گیا ہو کس کے ساتھہ ابتدا سے اسوقت تک برتا گیا ہے اور غالب مذہب کس فرقہ کا ہے آیا شیعہ۔ غالب ہین یا خارجی یا معتزلہ یا وہابی یا اہل سنت والجماعت جو انہین ناموں سے تمام دنیا مین پہچانے جاتے ہین۔

شیعہ۔ معتزلہ۔ خارجی۔ وہابی وغیرہ کا کبھی خواب مین بھی بیت اللہ پر قبضہ نہین ہوا اور جب وہان کی زیارت کو گئے تو اپنے مذہب کو لگاتے چھپاتے ہی زیارت سے مشرف ہوئے اور آج تک انکا کوئی اقتدار دنیا مین نہین ہے نہ ان کی تلوار کسی دوسرے مذہب پر اٹھی یہ لڑائے تو سنت والجماعت سے اور دشمن ہوئے تو سنت والجماعت کے۔ جنکے مقابلہ مین کبھی فتحیاب نہین ہوئے اور بجز ذلت کی شکست کے کچھہ ان کے ہاتھہ نہین آیا اور آجتک انکا کوئی اقتدار اور کسی قسم کی شوکت دنیا مین نہین ہے حتیٰ کہ اپنے مذہبی رسوم اپنے عقائد کے موافق بیمارے علانیہ ادا کرنے سے مجبور رہین حقد اور ذلت کی زندگی بسر کرتے ہین جس سے ظاہر کہ اس وعدہ کے موعود یہ تو نہین ہین۔

اہل سنت والجماعت جنکا مذہب ائمہ اربعہ مین محدود ہے اور ان کے باہم باوجودیکہ فروعی مسائل کے استنباط مین اختلاف بھی ہے لیکن چارون متفق اور ایک دوسرے کے موئد اور معاون ہین کبھی ان کے حبس بیص تک نہین ہوئی نہ کسی نے ایک دوسرے کے مذہب کی توہین اور تردید کی اور چارون کے مصلے علیحدہ علیحدہ مسجد الحرام مین موجود ہین اور پانچون وقت

(۱) اختلاف امتی علی الرحمۃ کی حدیث کے مصداق یہی چارون ہین کہ باوجود اختلاف کوئی تنازعہ نہین۔

چاروں فریق جمع ہو کر ایک جگہہ نماز گزارتے ہیں مگر کبھی تنازعہ نہیں ہوتا اور تکرار اور لڑائی کا تو ذکر ہی کیا ہے اور سب جانتے ہیں کہ یہ چاروں ایک ہیں نہیں چاروں پر لقب سُنت والجماعت کا بولا جاتا ہے اور اسی فرقہ کی حکومت اور شوکت اشاعت اسلام سے اسوقت تک دُنیا میں اس درجہ ہوئی اور ہے اور وہ غلبہ اور اقتدار حاصل کیا کہ ابتداے آفرینش سے یہہ اقتدار کسی قوم اور فرقہ نے نہیں پایا بڑے بڑے عیسائی شہنشاہ اور مشرکین راجہ مہاراجہ اس فرقہ کے غلاموں کے آستانہ بوس اور فرمانبردار کہلائے۔

سلطنت تو دوسرے مذہب کے بادشاہوں نے بھی دُنیا میں کی ہے اور اپنی شوکت سے روے زمین کو ہلا دیا ہے سکندر اور بخت نصر اور چنگیز خان اور بوناپارٹ کے حالات کسی تاریخ دان سے پوشیدہ نہیں جس طرف کو اُن کے لشکر نے دھاوا کیا فتح اور اقبال نے دُور سے آکر اُن کی دست بوسی کی لیکن وہ دریا کا سا چڑھاؤ اور سمندر کا سا عارضی طوفان تھا کہ ایک طرف سے آیا اور دوسری طرف سے نکل گیا اِن میں سے کسی نے جاہ و حشم کے ساتھہ چوتھائی صدی بھی نہیں گزاری اور اسلام کے اس فرقہ کی سلطنت جسکے ہاتھہ میں خداوند تعالیٰ نے اپنے گھر کی کنجی سپرد کی ہے اُس نے اِس استقلال اور شکوہ اور اعزاز سے بادشاہت کی اور کر رہا ہے کہ مخالفین نے ہمیشہ بڑے غیظ اور بیشمار جمعیت سے اُس پر یورشیں کیں اور مُلک کے مُلک اُس کی نذر کر دئے مگر سوائے شکست اور ذلت کی مہر کے کچھہ اُن کے ہاتھہ نہیں آیا اور ہزار ہا بادشاہ اور والیان ملک اسی حسرت اور افسوس میں مر گئے کہ کسی طرح سے یہہ شرف ہم کو حاصل ہو مگر خواہ بھی نہ آیا۔

وہ پیشین گوئی کلام مجید کی کہ "ان اولیاہ الا المتقون" کیسی سچی اور پوری ہوئی کہ اب اس پاک زمین کے مالک پرہیزگار لوگ ہی ہوں گے۔ سو وہ پرہیزگار لوگ وہی ہیں جنکے قبضہ میں حرمین ہیں اور

انہین کا دین غالب دین ہے اور اسی فرقہ کے حق مین وہ فیصلہ دیا گیا ہے جو اس بزرگ آیت مین ہے اور اسی کے واسطے یہہ پیشین گوئی ہے اور بخوبی ثابت ہوگیا کہ یہی مذہب حق اور اصلی اسلام ہے باقی مذاہب کلہ مین داخل اور باطل ہین۔

اس آیت کی جو تفسیر حضور علیہ السلام نے فرمائی ہے اُس کو بہ نظر بصیرت و عبرت اہل تشیعہ اور فرقۂ وہابیہ جو دعوی اتباع حدیث کا کرتا ہے ملاحظہ کرین کہ حضورؐ کس فرقہ کو اس آیت کا موعود فرماتے ہین وہ مشہور اور متفق علیہ حدیث یہ ہے لایزال امتی امۃ قائمۃ بامر اللہ لایضرھم من خالفھم کہ ہمیشہ میری اُمّت کا ایک گروہ اللہ کے حکم پر قایم رہے گا اور اوس کو کوئی نقصان اُس کے دُشمنون سے نہین ہوگا۔ عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لاتزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیمۃ رواہ مسلم

ان احادیث سے جو صحیح مسلم مین درج ہین غیر مقلد نہایت ہی گھبراتے ہین اور زبردستی معانی کی تاویل جاہلون کے دھوکا دینے کے لئے کرتے ہین کیونکہ مطلب صاف ہے۔

وہ فرقہ یہی سُنت والجماعت کا مقلدین فرقہ ہے کہ اوس کو نہ شیعون کی مخالفت سے کوئی نقصان ہوا اور نہ خارجیون کی تلوار سے کوئی گزند پہونچا اور نہ وہابیون کے نئے فرقہ سے اوسکی شان و شوکت مین کمی آئی اور ان تینون کو جیسی کچھہ نکبت اور ذلت کی شکستین ملین اون سے تواریخ کے دفتر بھرے پڑے ہین اور کسی طرح کا اقتدار ان کو اسلام مین حاصل نہین ہوا۔

خارجی اور شیعہ کی گمراہی تو ان غیر مقلدین کے نزدیک بھی مُسلّم ہے اور وہ اُن کو ایسا ہی سمجھتے ہین جیسا سُنت والجماعت اُن کی نسبت گمان کرتے ہین۔

اب رہے غیر مقلد سو یہ مٹھی بھر آدمی کسی طرح سے سواد اعظم نہیں ہو سکتے اور ان کو جو ذلت اور خواری نصیب ہے وہ ظاہر ہے کہ خانہ کعبہ کی زیارت کو بھی جاتے ہیں تو اپنے عقائد کو پوشیدہ رکھکے اُس کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں اور یہاں ہندوستان میں بھی عام مسجدوں اور عیدگاہوں میں نہیں جانے پاتے اور بالکل مغلوب اور دبے ہوئے ہیں اور نہایت قلیل ہیں اور حضور علیہ السلام فرماتے ہیں وا اتبعوا السواد الاعظم فان یدالله علی الجماعة وایاکم الفرقة فان الشاذ شاذ من النار۔ بڑے گروہ کے تابع رہو کیونکہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے اور تفرقہ سے بچو جو کوئی بڑی جماعت سے الگ ہوا وہ اہل نار سے ہے۔

جماعت وہی ہے جس طرف بڑا گروہ ہے اور یہ لقب اسی بڑے گروہ کا ہے جو غالب اور مقتدر ہے۔

پس صاف روشن ہو گیا کہ ان فرقوں میں سے کوئی فرقہ بھی اس وعدہ کا موعود نہیں ہو سکتا اور نہ کبھی یہ وعدہ انکے ساتھ پورا ہوا جسکا ذکر آیت اللہ اور حدیث رسول اللہ میں ہے۔

دوم خداوند تعالیٰ نے اصحاب رسول اللہ کا ذکر فرمایا تاکہ جو غلط فہمی آیندہ کو بعد حضور علیہ السلام ہونے والی ہے اُس غلطی سے مسلمان محفوظ رہیں اور کسی فریبی خود غرض کے مغالطہ میں آکر اپنا دین نہ کھو بیٹھیں اس لئے پہلے سے ہی صاف فرما دیا کہ محمد رسول اللہ کے ساتھی کافروں پر تو سخت ہیں اور اپنے آپس میں مہربان اور ایک دوسرے کے دوست ہیں اُن کے باہم کوئی کینہ یا عداوت نہیں ہے اور سب کے سب خدا کی رضی کے تابع اور اُسی سے لو لگائے ہوئے ہیں یعنی اعلیٰ درجہ کے دیندار ہیں اور ان کو یہ خصوصیت خاص ہے کہ ان کے اوصاف توریت اور انجیل میں قرآن سے قرنوں پہلے مذکور ہیں یہ رتبہ کسی پیغمبر کے صحابہ کو نہیں دیا گیا جو ان کو عنایت ہوا جس سے صاف روشن ہوا کہ جو روایتیں

صحابہؓ کی شکر رنجی کی ہین محض غلط اور لوگون کی من گھڑت ہے۔
سوم اس کے آگے کی آیتون مین ان کے دین کی ترقی اور شوکت اسلام کا حال ظاہر کر کے یہ فرمادیا کہ جو انکے علو مرتبت اور اس شوکت کو دیکھہ کر جلے اور طیش مین آوے وہ لیغیظ بہم الکفار مین داخل ہے۔
اس کی تفسیر مین آن حضرت صلعم نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو یہہ ارشاد فرمایا ہے کہ "ان ادرکت قوما یقال لھم الرافضۃ یرفضون الاسلام فاقتلھم فانھم مشرکون"
علیؓ اگر تم اس قوم کو پاؤ جس کو لوگ رافضی پکارتے ہون وہ اسلام کو چھوڑ بیٹھین گے اُن کو قتل کر دیکیون کہ وہ مشرک ہین اور اسی کے موافق ایک دوسری حدیث ہے "فی اخر الزمان قوم یقال لھم الرافضۃ فاذا لقیتموھم فاقتلوھم"
آخر زمانہ مین ایک قوم ہوگی جس کو لوگ رافضی کہتے ہونگے تو جب اُنسے مُٹھ بھیڑ ہو تو اُن کو قتل کر دو۔
چہارم سورہ کے خاتمہ پر یہ فرمایا کہ وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصلحت منھم مغفرۃ واجرا عظیما"
یہ مت سمجھنا کہ یہ فتوحات کے انعام اور مغفرت کے بڑے بڑے اجر صحابہؓ پر ختم ہوجائین گے اور دوسرون کو نہین ملین گے بلکہ جو ایماندار دین اسلام کے پابند ہون گے خواہ وہ رومی ہون یا زنگی عجمی ہون یا ترکی اُن سب کے واسطے یہ غنایم اور سلطنت اور مغفرت ہے جسکا وعدہ صحابہ کبار کے ساتھہ کیا گیا ہے یعنی جس قوم مین صحابہ جیسے اوصاف ہون گے انہین سے یہ وعدہ اللہ کر چکا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اوّل خلفاء اربعہ کے عہد مین اسلام کی بڑی شان اور شوکت کے ساتھہ سلطنت ہوئی جس کی نظیر دُنیا کی تاریخ مین نہین اُن کے بعد خلفاء بنی اُمیہ اُس سلطنت کے وارث ہوئے جنہون نے اُس کو پہلے سے زیادہ وسعت دی پھر

خلفاء عباسیہ اور سلجوقی وغیرہ ہوئے جو انہین خلفا کے جانشین کہلاے اور ۱۲۹۹ء سے اُن کا جانشین اور محافظ دین ترکون کو کیا جو بفضل الٰہی اِس وقت تک تزک اور احتشام سے سلطنت کر رہے ہین ان سب کی شہنشاہی اور اقتدار کو روے زمین کے بادشاہون نے تسلیم کیا ہی۔

گو دار الخلافت مدینہ ہوا یا کوفہ اور بصرہ خواہ بغداد اور قونیہ اور اب کئی صدی سے قسطنطنیہ ہی مگر کعبۃ اللہ کی حفاظت اور دین اسلام کی وہی خلافت بدستور اُسی شکوہ سے قایم اور برقرار رہے قومین بدلین دار السلطنت بدلے صدہا طرح کے انقلاب ہوئے اور بڑے بڑے معرکون نے روے زمین پر قیامت برپا کی لیکن اُس خلبہ مین جس کا وعدہ اِس آیت مین کیا گیا ہی سر مو فرق نہین آیا۔

پیغمبر کلام الٰہی کا طرز جا بجا ایسا ہے کہ جو امر ضروری اور مہتم بالشان ہوتا ہے اُس کو بار بار طرح بطرح سے بیان فرمایا جاتا ہے چونکہ اِس تفرقہ پردازی اسلام کو عالم الغیب جانتا تھا جس سے ایمانداروں کو محفوظ رہنے کے واسطے دین حق کے نشانات صاف کھول کھول کر بتلا دے جن کا ذکر اوپر کیا گیا پھر اُس کی تائید مین کہین تو یہہ فرمایا الا ان حزب اللہ ھم الغالبون" سنو جی بیشک خدائی گروہ ہی غالب رہنے والا ہے اور کہین یہ ارشاد ہے الا ان حزب اللہ ھم المفلحون" کہ یاد رکھو اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے اور کہین فرمایا کہ "ایدھم بروح منہ" ہم نے اُنکی روح القدس سے تائید کی۔ اور جیسے اِس خدائی گروہ کی نسبت اُن کے ایمان داری کا اظہار فرمایا ایسے ہی اُن ظاہری اسلام دکھانے والون اور اصل سے ڈگنے والون کا حال بھی پوشیدہ نہین رکھا کہین تو یہ فرمایا کہ "لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء" کہ یہ نہ تو ادہر کے اور نہ ادہر کے اِدہر سے رانده وزان سو درمانده اور کہین ارشاد ہوا "مما ھم منکم ولا منھم" کہ وہ نہ تم مین اور نہ اُن مین اور کسی جگہہ یہ اشارہ کیا ما ھم یحسبون

انھم محسنون" کہ وہ یہ سمجھتے ہین کہ ہم ہی نیکوکار ہین یعنی ہم عمدہ راستے پر ہین اور کہین یون ظاہر فرمایا ویحسبون انھم علیٰ شئ الا انھم ھم الکذبون اور وہ یہ گمان کئے ہوئے ہین کہ ہم بھلے راستہ پر ہین دیکھو یہی جھوٹے ہین۔ پھر اس گروہ کے واسطے صاف فرمادیا اولئک حزب الشیطن کہ یہی شیطان کا گروہ ہے۔ پھر اسی پر اکتفا نہین کی جیسے اُس خدائی گروہ کی شناخت بتلائی تھی کہ وہ ہمیشہ غالب رہے گا ایسے ہی اس کی شناخت کو علانیہ ظاہر فرمادیا "الا ان حزب الشیطن ھم الخسرون" کہ دیکھو شیطان کا گروہ خسارہ مین رہنے والا ہے اولئک فی الاذلین" وہ ہمیشہ ذلیل رہینگے۔

پس خدائی گروہ کی وہ شوکت اور ان مخالف خدا و رسول کی یہ ذلت برملا شہادت دے رہی ہے کہ اُس بزرگ آیت کے موعود سُنت والجماعت اور ان آیات بینات کے موعود اُس کے سوا فرقے ہین فھو المراد اور جو مذہب اُس اسلامی جھنڈے کے زیر سایہ ہے وہ تابع لیظہرہ کے ہے اور جو اُس کے خلاف ہے وہ لیغیظ بہم اور کلہ کی ضلالت اور نکبت کے تحت مین ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار"

اب ناظرین بنظر انصاف غور فرمائین کہ خدا و رسول کے خلاف یہ فرقے ہین یا اہل سُنت والجماعت اگر یہ سُنت والجماعت کا فرقہ خلاف شرع ہوتا تو اُسکو یہ امداد غیبی ہرگز نہ پہونچتی اور کبھی دین اسلام اس کی محافظت مین نہ رہتا کیونکہ آیات بینات مین صاف فرمادیا کہ جو خلاف خدا و رسول ہوگا وہ ذلیل اور خوار رہے گا جیسا کہ فرمایا ہے۔ ان الذین یحادون اللہ و رسولہ کبتوا کما کبت الذین من قبلھم جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کے برخلاف چل رہے ہین وہ ایسے ہی ذلیل ہون گے جیسے اون سے اگلے نافرمان ذلیل ہوئے۔

اور یون تو خدا و رسول کی اطاعت اور فرمان برداری کا ہر ایک فرقہ کو دعویٰ

ہے جس کا اشارہ خداوند تعالیٰ نے اپنے کلام پاک مین فرمایا ہے وہ یحسبون انھم محسنون کہ وہ یہ سمجھے ہوئے ہین کہ ہم ہی اچھے اور راہ پر ہین یون دلیلون کے زور سے تو شیعہ اپنے کو اور خارجی اپنے فرقے کو اور غیر مقلد خود کو تابع اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کے بتلا دینگے لیکن ایسی غیبی شہادت اُن آیات بینات کی جو ہمنے مشاہدہ کرائے ہین انمین سے ایک بھی قیامت تک کوئی نہین دکھا سکیگا۔

نادان جاہلون کو کیسے کیسے مغالطہ دیتے ہین کہ ائمہ مجتہدین کی تقلید بمقابلہ خدا و رسول بدعت اور شرک ہے یہ نہین تو کون اُن کے فریب مین آوے خدا و رسول کی آڑ مین یہ شکار کھیلتے ہین اور اس سے بے خبر ہین کہ ائمہ مجتہدین کی تقلید عین اطاعت خدا و رسول ہے اور دین حق یہی غالب دین ہے۔

بیچارے بے علم نافہم ان نیم ملا خطرۂ ایمان کے دام تدویر مین آکر دین اصلی سے ڈگ جاتے ہین وہ کیا جانین کہ اجتہاد کیا چیز ہے اور مجتہد کا کیا منصب ہے کیون کہ وہ ایک ایسا باریک مسئلہ ہے کہ یہ واعظ جو اپنے کو عالم بالحدیث پکارتے ہین بوجہ بے علمی اور کم فہمی کے نہین سمجھتے پھر ناخواندے کیسے سمجھ سکتے ہین۔

جاہلون نے یہ ذہن نشین کر لیا ہے کہ قرآن و حدیث موجود ہے اُس کے مطابق ہر ایک مسئلہ مین عمل کرنا چاہیئے یہ نہین جانتے کہ استنباط مسائل ہر ایک کا کام نہین قرآن اور حدیث اور اجماع صحابہ سے مسائل نکالنا اعلیٰ درجہ کے محدث اور فقیہہ کا کام ہے یہ نہ آیت کو سمجھین نہ حدیث کو جانین اور یہ ہرزہ گوئی کرین۔

جنکو ایک حدیث کی بھی روایت اور درایت کی خبر نہین نہ محکمات اور متشابہات سے آگاہی نہ علم لغت اور صرف نحو سے آشنائی نہ ناسخ و منسوخ جانین نہ قولی و فعلی کو پہچانین صرف اردو ترجمے حدیث و قرآن کے دیکھکر اجتہاد کا دعویٰ کرینگے

اور دین کے رخنہ انداز ہو کر واعظ بنگئے۔
خود مخالف حدیث و قرآن عمل کر رہے ہین اور دوسرونکو گمراہ بتا رہے ہین

	یہ تماشہ دیکھے کون بیل نہ کو دا کودی گون

اگر آج تک ایسا عمل ہوا ہوتا اور ائمہ مجتہدین کی تقلید مین سب جکڑی گئے ہوتے یا یون کہو کہ یہ انتظام دین کا صحابہ کبار اور ائمہ اطہار کے وقت مین نہ ہوا ہوتا تو اسلام کا کبھی کا خاتمہ ہو گیا ہوتا۔ یہ نادان خلاف حدیث و قرآن ہونیکے سبب سے ہی اسلامی دُنیا مین ذلیل اور خوار ہین صحابہ اور ائمہ مین جو اختلاف ہے وہ اختلاف بمقابلہ خدا و رسول نہین ہے ایک اجتہادی اختلاف ہے جو باعث رحمت اور وسعت اور اُمّت کے لئے سہولیت کا باعث ہے اور یہ اختلاف جو ان فرقون نے کر رکھا ہے یہ خدا و رسول کے خلاف باہمی ضد اور نفسانیت سے پیدا ہوا ہے جسکے سبب یہ موجب ضلالت اور نکبت کا ہے اُس مین خیر اور برکت اور اس مین سراسر شر اور شیطنیت بھری ہوئی ہے وہ اسلام کا مایہ ناز اور یہ دین کا خلل انداز۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

حضرات امیر اکتا مت مانو بنظر انصاف خدا و رسول کے فرمان پر غور کرو حضرت عمرؓ جیسے عالم اور فقیہ نے جو بر وقت و درعلیہ السلام فرمایا کہ حسبنا کتاب اللہ وہ فرمانا معنی خیز اور دینی ذخیرہ ہے واقعی مسلمانون کو کلام اللہ کافی ہے اُس کے مقابلہ مین اُنکو کوئی بھی ضرورت کسی طرح کے اختلاف مین پڑنے کی نہین ہے ہر ایک مسئلہ جو مہتم بالشان اور اسلام کا اصول ہے اُس مین فروگذاشت نہین کیا گیا مگر سمجھنے کو عقل درکار ہے اسیواسطے فرمایا ہے "واذا ذکروا بایات ربھم لم یخروا علیھا صمًا وعمیانا" کہ سمجھدار دین دارون کے روبرو جب اُن کے رب کی آیتین پڑھی جاتی ہین تو وہ اندھے بہرے ہو کر اُن پر نہین پڑتے ہین اچھا ہم فرض کرتے ہین[1] کہ

(۱) جو فرض محال ہے۔

ٹھیک دین کے راستہ پر ہمارے بھائی شیعہ اور غیر مقلدین ہین اور باقی فرقے گمراہ ہین تو وہ ہم کو دکھائین کہ اہل فیصلہ جیسی کہ شروع اسلام سے مسلمانون کو پہنچتی رہی ہے اُسکا مصداق کونسا فرقہ اِن مین ہے شیعون کو دیکھو کہ آجتک کوئی شوکت اسلام مین اُن کو حاصل نہین ہوئی اور دباؤ کی وجہ سے ہی اُنہون نے تقیہ کا مسئلہ ایجاد کیا جو عین دلیل مغلوبیت کی ہے خانہ کعبہ پر انکا قبضہ ہونا تو کیسا امن کے ساتھہ زیارت تک نصیب نہین اور نہ کبھی مُلک عرب اُن کے تحت مین آیا اور اِس سے بدتر حالت غیر مقلدین کی ہے گو اِن کے مذہب مین ہنوز تقیہ کا رواج نہین ہوا مگر عمل درآمد اُس کا ہم اپنی آنکھون سے دیکھتے ہین کہ مکہ معظمہ مین جاکر یہ بھی تقیہ کرتے ہین چنانچہ اِن کے بانی مذہب مولوی نذیر حسین صاحب کی رہائی مکہ معظمہ مین تقیہ سے ہوئی جس کا حال اظہر من الشمس ہے اور جس قدر اُن کے مقلد خانہ کعبہ مین جاتے ہین سبھی تو اپنے مذہب کو عیب کی طرح چھپاتے ہین اور ہندوستان مین باین ہمہ آزادی جہان فرقہ مقلدین کا زور دیکھتے ہین اپنے مذہب کا اخفا کرتے ہین اور اِن کی تعداد کچھہ بھی نہین ہے اور کسی طرح کا غلبہ یا اقتدار کا تو اِن کے نام و نشان ہی نہین ہے پھر کیسے تسلیم کیا جائے کہ خداوند تعالیٰ جو یہ فرماتا ہے "فان حزب اللہ ھم الغلبون" کہ پس خدائی گروہ ہی غالب رہے گا اور کہین "الا ان حزب اللہ ھم المفلحون" کہ خدائی گروہ ہی فلاح پانے والا ہے اِس کے مصداق غیر مقلدین ہین۔

حضرات! خدا نے تو خود اِن ائمہ مجتہدین کے احکام ماننے اور تعمیل کرنے کو صاف فرمادیا ہے جس کو مین اوپر تحریر کرچکا ہون کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم "اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور تم مین سے جو اولی الامر ہین اُن کی۔ اِسمین کوئی بھی شک نہین کہ اولی الامر ائمہ مجتہدین ہین جن کی اطاعت فرض ہے اور انہون نے احکام خداوندی کو خوب واضح اور مشرح کردیا ہے کیون کہ خداوند کریم جانتا تھا کہ رسول تو اسی وقت موجود ہے اُس کے بعد اُمت کو ہدایت کی ضرورت کے واسطے ائمہ مجتہدین تعلیم

اور دین کی تلقین کرین گے جس کے واسطے یہ ارشاد ہوا کہ ائمہ مجتہدین جو مسائل کا استنباط کرین اُن کی بھی اطاعت فرض ہی اور وہ اطاعت خدا اور رسول کی ہی اطاعت ہے اگرچہ اکثر مفسرین نے اولی الامر سے ائمہ مجتہدین مُراد لی ہے لیکن اس کی شرح اور تفسیر خود اللہ جل جلالہٗ نے اپنے کلام پاک مین کردی ہے اس کو مبہم نہین رکھا "ولو ردوہ الی الرسول والی اولی منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم اگر وہ رسول کی طرف یا اُن لوگون کی طرف اِس بات کو رجوع کرتے جو اُن مین اولی الامر ہین البتہ اُن مین سے جو اصلیت کی تحقیق کرتے ہین جان لیتے یعنی اُس کی حقیقت معلوم کر لیتے۔

زمانہ نبی صلعم مین جو ایک مغالطہ واقع ہوا اُسی پر یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ لوگون کو چاہیے تھا کہ پیغمبر سے اور اُن لوگون سے جو حقیقت کے واقف کار ہین اُس حال کو دریافت کرتے تو وہ خود اُس کی اصلیت کو دریافت کر لیتے یہ ظاہر ہے کہ اُس وقت اِن مین نہ کوئی بادشاہ تھا اور نہ فرمانروا یہ وہ صحابہ تھے جو درجہ اجتہاد اور استنباط کا رکھتے تھے حضور علیہ السلام کے ساتھ جو اِنسے مسئلہ دریافت کرنے کا ارشاد ہوا تو اُس سے یہی مطلب ہے کہ اُن کا فرمانا بھی رسول اللہ کے ہی فرمانے کے مطابق ہے اگر یہ خیال کیا جائے کہ خلفاء اربعہ بعد مین تو خلیفہ ہوئے جس سے اپنے علم ازلی کی نسبت خداوند تعالیٰ نے ایسا فرمایا تو یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے کیون کہ اُس وقت موجودہ مین جسکی خاص ہدایت ہے کسی کو خلافت نہ تھی اور یہان صرف خصوصیت اُنہین کی ہے جو منصب شرع کی حقیقت دریافت کرنے کا رکھتے تھے اور ایسے صحابہ ان خلفا کے علاوہ بھی تھے جیسے عبداللہ ابن مسعود اور ابو موسیٰ اشعری اور ابو ذر غفاری رضی

(۱) حضرت رسول اللہ صلعم نے کسی صحابی کو ایک قسم کی زکواۃ لینے کے واسطے مامور فرمایا اُن لوگو کو خبر ہوئی تو وہ استقبال کے واسطے باہر آئے اُن صاحب نے سمجھا کہ میرے مارنیکو آئے ہین وہ واپس مدینہ مین آگئے اور مشہور کر دیا کہ وہ قوم مرتد ہوگئی جب حضور علیہ السلام کو خبر ہوئی تو آپ نے سب کی تردید فرمائی جس پر وحی نازل ہوئی ۱۲

اللہ عنہم اس مین یہ اشارہ ہے کہ نبی علیہ السلام کے علاوہ مسائل دریافت کرنیکا منصب اولی الامر کا ہے اُن سے مسلمانون کو ایسی فروعی باتین جن مین اختلاف ہو دریافت کرنی چاہئین اگر یہ کہو کہ وہ اولی الامر صحابہ مجتہدین ہی تھے نہ اُن کے سوا تو بھی کوئی خلش واقع نہین ہوتا کیون کہ ائمہ مجتہدین نے صحابہ مجتہدین کے مسائل استنباطی کو قلم بند کیا اور انہین کی نظائر مسائل دیگر کا استنباط کیا ہے اور انہین کے فیصلے اور اجماع اور قیاس فقہ کی اصل اور مجموعہ ہی امامون نے بھی اُنہین صحابہ کی تقلید کی ہے جو مجتہد تھے۔

سو اب غور فرمایا لینا چاہئے کہ یہی فرقہ مقلدین جس کو بدعتی آپ سمجھتے ہین پورا پورا تابع خدا و رسول ہے اور آپ خود حضرات شیعہ ہون یا غیر مقلدین فرمان الہی کے خلاف جا رہے ہین یہ عندیہ آپ کا کہ ہم تو موافق حدیث کے عمل پیرا ہین اور خالص اسلام رکھتے ہین محض ایک واہمہ اور گمان فاسد ہے اور ایسا خیال شیطان نے سب گمراہ فرقون کے دل مین ڈال رکھا ہے اسی واسطے خدائے تعالی نے اس فرمان واجب الاذعان کے بعد جسکا اوپر مذکور ہوا ساتھ کے ساتھ یہ بھی فرمادیا۔ ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لاتبعتم الشیطن الا قلیلا، کہ اگر تمہارے اوپر اللہ کا فضل اور اُس کی مہر نہ ہوتی تو چند آدمیون کے سوا تم سب کے سب شیطان کے پیچھے لگ لئے ہوتے یعنی اللہ کی مہربانی اور اُس کے فضل کے باعث تم اس اختلاف سے محفوظ رہے ورنہ کہان کے بہین آجاتے اور دین کھو بیٹھتے۔

یہ فضل اور کرم الہی اسی فرقہ پر ہے جو شیطان کے فریب اور اُسکی ذریات کے مغالطون سے محفوظ ہے۔ اس آیت واجب الہدایت مین صاف ارشاد ہے کہ شیطان تم کو ہمیشہ اختلاف مین ڈالتا رہیگا اور اکثر ناقہم اور ناواقف اُسکے فریب مین آکر اپنا دین خراب کرینگے لیکن جنپر اللہ کا فضل ہوگا وہ اُس کے مغالطہ مین نہین آئینگے۔

کیا تماشہ کی بات ہے کہ ایک فرقہ نے تو امامون کو اس رتبہ پر پہنچایا کہ نبوت

اور رسالت سے بھی امامت کو کئی ہاتھ اوپر بڑہا دیا اور مذہب کا نام ہی امامیہ مذہب قرار دیا ہر ایک مسئلہ مین خواہ اُصولی ہون یا فروعی بدون امام کے وہ لقمہ تک نہین توڑتے اور دوسرے فریق نے امامت کو بالکل ہی اُڑا دیا اور ائمہ کی تقلید کو بدعت اور شرک قرار دیا یہی افراط و تفریط ہی۔

اہل سُنت والجماعت نے درمیان کا راستہ اختیار کیا جس سے وہ خیر الامور اوسطہا کے مصداق ہین اور وہ افراط و تفریط سے محفوظ ہین اور اسلام جس سے مُراد ہے اُس کے عامل یہی مسلمان ہین اور خدا کی رحمت اور اُسکا فضل اور روح القدس کی تائید اسکے شامل حال ہے باقی فرقے جو اسکے سوا ہین وہ نام کے مسلمان ہین۔

یہ نیا فرقہ جسکی بنیاد کا پتھر اس مُلک مین بعد غدر ۱۸۵۷ء مولوی نذیر حسین صاحب نے رکھا عجب شش و پنج مین گرفتار ہے "لا الی ھٰؤلاء ولا الی ھٰؤلاء" کبھی اپنا نام موحد رکھتا ہے کبھی محمدی کبھی اہل حدیث و عامل بالحدیث وغیر مقلد۔ ہنوز نام کی تجویز مین یہی کلام ہے کیون کہ موحد کے لقب سے رسالت کا عقیدہ ظاہر نہین ہوتا اور محمدی وہ خطاب ہے جس سے عیسائی مسلمانون کو مخاطب کرتے ہین اور عامل بالحدیث سے قرآن مجید سے بجاوز ہوتا ہے، حیران ہین کہ کیا لقب اختیار کرین مگر اسلام کی سرکار بھی کیا ہی عالی سرکار ہی جس کسی نے ذرا بھی انحراف کیا فوراً اُس کو اپنے سے ممتاز کر دکھایا اور جو خطاب اُن کو دیئے گئے اُنہین سے اُن کی عام شہرت اور شناخت ہوتی ہے چنانچہ شیعہ جیسے رافضی کے لقب سے پہچانے جاتے ہین ویسے شیعہ کے خطاب سے نہین ہزارون لاکھون مسلمان اور اُن کے سوا غیر مذاہب والے شیعہ کے لفظ سے آشنا تک نہین اور یہ لفظ سُنکر اُنکو تردد ہو جاتا ہے یہی حال اس فرقہ کا ہے کہ جسقدر جلد وہ ہر جگہہ وہابی کے لقب سے پہچانے جاتے ہین اُن نامونسے نہین جنکو وہ اپنے لئے خاص کرنا چاہتے ہین۔

یہ شہرت جو تمام دُنیا ے اسلام مین ان فرقون کے اِس لقب کی ہے

من جانب اللہ ہے جسکو کوئی مٹا نہین سکتا " لا تبدیل لخلق اللہ "
خدا کو یہی منظور ہے کہ خدائی گروہ کے ساتھ وہ ملتبس نہ ہون سو یہ امتیاز قدرتی
ہے جسمین کسیکا چارہ نہین۔

منصف کو خدا ہدایت دے **مولفہ** لعنۃ اللہ علی الکاذبین

اہل حدیث[1] کوئی فریق آجتک نہ تہا — فرقہ نیا ہوا یہ تماشا کرے کوئی
دعوی حدیث کا ہے خلاف حدیث[2] کو — مقصد ہے جو کہ دین مین رخنہ کرے کوئی
تقلید[3] اتباع ہے رسول کریم کا — ناواقفی سے نقص نکالا کرے کوئی
چارون امام وارث شرع متین ہین — محدود ہائین دین ہی پہر کیا کرے کوئی
تقلید ہے ہر ایک کی برحق بقول حق — ہے "فاسئلوا" خطاب خدا کیا کرے کوئی
ہین اہل ذکر ائمہ دین سب سلمہ — ہے رافضی جو انپہ تبرا کرے کوئی
ظفر المبین للکھے جو کی عاقبت خراب — مومن نہین امام کو رسوا کرے کوئی
ابن الوہاب نجدی کی تقلید چہوڑ دو — گو نیم ملا وعظ سنایا کرے کوئی
فتح المبین سے ہوتے ہین افسردہ دل بہت — چلتا نہین ہے زور و لے کیا کرے کوئی
دین حنیفہ[4] ہے شجر طیبہ قدیم — قرآن مین اسکے وصف کو دیکھا کرے کوئی
غالب[5] ہے برگزیدہ ہی اصلی ہی دین یہہ — باطل ہین دین سارے بنایا کرے کوئی
ہوتا جگر ہے پاش امام ملک ذکر سے — پس خوردہ اہل رفض کا کہایا کرے کوئی

(۱) بعض کتب مین جہان کہین اہل حدیث کا لفظ آیا ہے اس سے مراد گروہ محدثین ہے نہ یہ فرقہ جو حدیث کی روایت تک سے ناآشنا ہے نہ حدیث کے طریق کو پہچانتا ہے۔

(۲) اتبعوا السواد الاعظم۔

(۳) علیکم بسنتی وسنۃ خلفاء الراشدین"

(۴) "فاقم وجهك للدين حنيفا"، بوحنیفہ امام اعظم رحمۃ اللہ کی کنیت دینی کمال کی وجہ سے ہوئی ہے کہ آپ اس مذہب حقہ کے امام ہین۔

(۵) ودین الحق لیظهره علی الدین کله"

دعوئ غلط ہے طاعت اللہ رسول کا — جاہل ہی اُنکی بات کو مانا کرے کوئی
قرآن کو نہ جانین نہ سمجھین حدیث کو — اور اُسپہ اجتہاد کا دعوئ کرے کوئی
کیونکر نہ اس سے دین کی خرابی ہو پر ملا — نادان جو قال قال پکارا کرے کوئی
تقلید کے خلاف کا مذکور تک نہ تھا — فتنہ اُٹھا یہ نجد سے غوغا کرے کوئی
ابن الوہاب نجدی کو تھی مُلک کی ہوس — چکمہ مین اُسکے دین کو بگاڑا کرے کوئی
انجام اُس کا جو ہوا ترکون کی ہاتھ سے — تاریخ اُس کے حال کی دیکھا کرے کوئی
"الفتنۃ اشد من القتل" ہی یہی — بے دین ہی جو دین مین فتنہ کرے کوئی
پڑھکر یہ ترجمون کو سینے مولوی عبث — اور اُسپہ وعظ و درس تماشا کرے کوئی
مطلب شکم پُری سے ہی دین جائے یا رہی — وجہ معاش اسکے سوا کیا کرے کوئی
تے قابل ملازمت و پیشہ نے فلاح — بیٹھے بٹھائے کوئی تو دھندا کرے کوئی
لاتفسدوا فی الارض ہے قرآن مین حکم رب — مفسد ہی وہ جو فتنے اُٹھایا کرے کوئی
اظہار حق تھا فرض کیا ہمنے آشکار — مومن وہی ہے حق کو جو مانا کرے کوئی

مندرجہ بالا استدلال جو کیا گیا ہے وہ قرآن کے مطابق ہی کہ اللہ جل جلالہ نے بھی غلبہ اور شوکت کو دین اسلام کے حق ہونے کی دلیل قرار دیا ہی چنانچہ فرماتے ہین سنریھم ایاتنا فی الافاق و فی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق، کہ یہ مت خیال کرنا کہ صرف زبانی جمع خرچ پر ہی ہم اکتفا کرینگے بلکہ اس دین کی حقیقت کا اظہار خود اُنکی ذاتون مین اور آفاق مین ظاہر کرکے رہینگے یعنی بے دینون کو طرح بطرح کی ذلتین اور خدائی مار ہوگی اور اہل حق اُن پر غالب رہینگے یہانتک کہ اونہی اچھی طرح سے کھل جائیگا کہ یہ دین حق ہے اور پھر بھی فتح مکہ اور اکثر ممالک عرب پہ ارشاد فرمایا کہ "افلا یرون انا نا تی الارض ننقصھا من اطرافھا افھم الغلبون" یہ لوگ یہ نہین دیکھتے کہ ہم ملک کو چارون طرف سے دباتے اور فتح کرتے چلے آتے ہین تو اس صورت مین کیا یہ لوگ غالب ہین۔

یہ سب جانتے ہین کہ جھوٹے مذہب کو کبھی فروغ نہین ہوا اور خدا کیشان جھوٹے مذہب کی حمایت سے پاک اور منزہ ہے اُس نے جھونٹ کو ہمیشہ مٹایا ہے اور اُس کے حامیون کو ذلیل اور خستہ کیا ہے "ان الباطل کان زھوقا" "ولا یزید الظلمین الا خسارا"

اگر یہ تقلیدی مذہب خدائی مذہب نہ ہوتا تو وہ کبھی کا غارت ہوگیا ہوتا اُس کو یہ غیبی امداد ہرگز نہ ملتی جس تقلید کو آج حرام اور بدعت اور شرک پکارا جارہا ہے اُسی کی مدد ابتدا سے اب تک اللہ میان کررہے ہین اور اسلام کو اُس کے تحت مین دیر کہا ہے۔

پھر مفصل آیات بینات مین بتلادیا احادیث سے جتلادیا کہ غالب فرقہ ہی دین حق پر ہوگا اور اُسی کی ہمیشہ فتح رہے گی جو اُس کے خلاف ہون گے وہی خسر الدنیا والآخرہ کے سزاوار سمجھے جائین گے "ومن یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم" جو کوئی مسلمانون کے طریقہ کے خلاف رہے گا ہم اُسکا رُخ اُسی طرف کردینگے یعنی وہی اُس مین پڑے گا اور ہم اُسکو دوزخ مین پہنچائینگے اِس آیت کی تفسیر حضور علیہ السلام نے واضح طور سے کردی کہ "لا یجمع امتی علی الضلالۃ" میری اُمت گمراہی پر اتفاق نہ کرے گی پھر مزید تاکید کے لئے فرمایا "اتبعوا السواد الاعظم" کہ بڑے گروہ کے تابع رہو اور سواد اعظم بجز فرقہ مقلدین کوئی فرقہ نہین ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے عقید الجید اور حجت البالغہ مین اسکا اظہار صاف طور سے کیا ہے پھر حضور علیہ السلام نے اسی پر اکتفا نہین فرمائی بار بار صاف صاف طرح بطرح کے پیرایون سے تشریح کردی "وعن جابر رضی اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیمۃ رواہ مسلم

جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میری امت کا ایک گروہ حق کے اوپر ہمیشہ لڑتا رہے گا اور وہ قیامت تک غالب رہیگا۔

سو وہ گروہ اہل حق یہی ہے جو حق پر لڑتا ہے اور سب پر غالب ہے اور حسب پیشین گوئی اپنے رسول صلعم کے قیامت تک غالب ہی رہے گا۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

"ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب"۔

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاصلین۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی سید المرسلین وخلفاء الراشدین وائمہ طاہرین ومجتہدین ومہدیین رضوان اللہ علیہم اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ۵

تمت بالخیر

نوٹ۔ ملاحظہ سے پہلے غلطیوں مندرجہ نقشہ کی صحت سے وقت رفع ہوگی۔

غلط نامہ المہدی معہ تصحیح بطور نمونہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۰	رطب ویابص	رطب ویابس	۳۰	۴	پلی	پکی
۶	۱۵	زہن نشین	ذہن نشین	۳۱	۱۷	امیرنے	امیر
۹	۶	جل جلا	جل جلالہٗ	۳۲	۲۲	ہوا	ہو
۱۶	۳	وہ تبرہیہ کا	وہ تیرتھ تھا	۳۳	۱۱	تام	امام
۱۷	۱۸	حرب سوس	حرب بلبوس	۳۴	۱۱	فیق	رفیق
״	۲۴	اصی	اصمعی	۳۵	۲۰	فریاداسی	فریادرسی
۱۹	۱۰	یہہ اتفاق کیساتھ	یہ اتفاق نفاق کیساتھ	۳۷	۱۱	حضرات	حضرت
۲۳	۱۰	ازدہام	ازدحام	۳۸	۱	زمانہ نہ تھا	زمانہ نہ تھا
״	۲۴	بہلارے	پھیلاویئے	۳۹	۱۱	تشرلائے	تشریف لائے
۲۵	۱۹	ابن مابعین	ابن سابعین	۳۹	۱۲	نکاہ	نکاح
״	۲۳	جبیب امد	جبیب الیسر	۴۲	۸	بہ تیرے	بتدبیرے
۲۶	۱	کین	کی	״	۹	باسعدین	باسعدبن
״	۱۲	۔	یہہ	۴۵	۲۱	اسی	اُس
״	۲۲	اعلانیہ	علانیہ	۴۶	۶	بس	پس
۲۷	۱	سوادالوجیہہ	سوادالوجہہ	۴۸	۱۰	تاب	باب
۲۷	۹	یزیدون	یزیدیوں	۵۰	۲۲	عنہا	عنہا
۲۸	۸	۔	دو	۵۵	۹	مصرف	صرف

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۹	۱۴	استفراغ	استغراق
۶۰	۲	ردومدح	ردوقدح
〃	۴	اعلانیہ	علانیہ
۶۱	۲۱	ہدشیوں	حدشیون
۶۳	۳	تہا	X
۶۵	۱۱	ایک	تک
〃	۲۳	یہہ	X
۶۶	۷	آب	آیات
۶۷	۷	بدالت	دولت
〃	۲۳	آب	اب
۶۸	۱۷	مغلصاً	ملخصاً
۶۹	۱۳	نگبت	نکہت
۷۳	۲	گاڈآف ورڈ	ورڈآف گاڈ
〃	〃	گارڈآف ورک	ورک آف گاڈ
〃	۱۶	تناسل	تناسُل
〃	〃	قسم کے درخت	قسم قسم کے درخت
۹۶	۶	صحت	صحت
۱۰۰	۱۱	ایک بارگی	یک بارگی
۱۰۳	۹	علی الطاق	علی الاطلاق
۱۰۵	۲۱	صحت	صحت
۱۱۲	۹	اقتضائے فطرت	بہ اقتضاء فطرت
۱۱۷	۱۴	یوم اکملت لکم	الیوم اکملت
۱۱۸	۱۳	باکرہ	باکرہ کو
۱۱۹	۲۴	ذوالجلال	ذوالجلال
۱۲۰	۳	ہوئے ہوں	ہوئے ہوں گے
۱۲۱	۱۵	فالتبعونی	فاتبعونی
۱۲۳	۱۵	ہو	جو
۱۲۵	۵	بھی	یہی
۱۳۰	۱۴	وہی	وہیں
۱۴۱	۲۰	المطہرجلی	المطہرجلی
۱۴۲	۳	استداد	اشتداد
۱۵۹	۱	مقصد	X
۱۶۱	۶	جب	جیسا
۱۶۷	۸	یہہ	نیہہ
۱۷۰	۹	چلتے	چلنے
〃	۱۹	جھونٹا	چھوٹا
〃	۲۱	انصباط	انضباط
۱۷۴	۲۰	مصت	مصیت
۱۷۶	۱۵	ایا	ابا
۱۷۸	۵	متوسط	تبوسط
۱۷۹	۹	چار	جار
۱۸۱	۱۴	بیاں	جہان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸۲	۱۳	اسلام علیکم	السّلام علیکم	۲۷۱	۱	بیہود	بیہودہ
۱۸۳	۶	توئی ناہی	توئی ناہی)	״	۲۱	ہو	ہوا
״	۸	بردبودو	بردیودوُدُ	״	۲۲	جالوں	حانون
۱۸۶	۱۳	ڈالتے	ڈالئے	۲۷۲	۱۳	البقطرن	القرآن
۲۰۳	۲۱	تناسل	تناسُل	״	۱۷	وضہ	روضہ
۲۰۴	۹	حرات	حرارت	״	۱۸	موزن	موذن
۲۱۰	۵	الّاہذا	علیٰ ہذا	۲۷۳	۱۶	تنزل	تنزیل
۲۳۵	۱۶	سہور	سہور	۲۷۴	۱۶	ان اولیاءٗ	ان اولیاءہ
۲۴۴	۹	مفسدا	مفسدہ	۲۷۷	۲	زیر	زبور
۲۴۶	۴	نس	نص	״	۱۷	والبتوا	والتبعوا
۲۴۸	۱۶	اصوص	نصوص	۲۷۸	۱۸	تابعین میں	تابعین ہین
۲۴۹	۲۰	افصل	افضل	۲۸۳	۲۰	پروانہ	پروا
۲۵۲	۲۳	سقیح	سقیم	۲۸۴	۸	شقاون	سقاون
۲۶۱	۱۷	لمسائل	المسائل	۲۸۷	۵	اذرای	اوزای
۲۶۲	۱۸	حدیثا	حدیثاً	۲۹۲	۲۳	ساہلات	مساہلات
״	۲۰	شافی	شافعی	۲۹۳	۱۳	اشباہ	اشباہ
۲۶۳	۷	فتح القدیر	فتح القدیر	۲۹۷	۱	خلاف وعقل	خلاف عقل
۲۶۷	۲۲	ہوا	ہو	۲۹۸	۱۴	مجاغیرت	مما غیرت
״	۲۳	کسی	کس	״	۱۵	انہا	النار
۲۶۹	۹	ماخوز	ماخوذ	״	۲۰	کہو	نہ کہو
״	״	زہی	ذہبی	۳۰۰	۵	قصا	قصار
۲۷۰	۱۸	دراہت	درایت	۳۰۱		رسور	سور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰۳	۶	بن جبل	بن جبل
۳۰۴	۷	بن جبل	بن جبل
۳۰۷	۱۱	سرد	سپرد
۳۱۲	۲۰	سلیم	تسلیم
۳۱۳	۲۴	ہو	ہوا
۳۱۵	۸	وارری می	والدارمی
۳۱۷	۲	لاعمو ہن	لایمین
۳۲۰	۲	ولما لکیون	والمالکیون
″	۱۲	رجعۃ افترقت	افترقت
۳۲۵	۲۳	من الادب	من الاداب
۳۲۷	۲۱	فی اسلم	فی السلم
۳۲۹	۲۲	واہیل للاامس	واہیل للامس
۳۴۱	۱۵	ان تحتکم	ان تمسکم
۳۴۱	۱۶	کتاب اللہ	کتاب اللہ
۳۴۲	۱۹	قلبند نبد	قلبند

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۷	۳	منافق	منافق نے
″	۲۵	وہی	وحی
۳۲۹	۱۳	خودآرائی	خودرائی
۳۳۲	۱۵	انا للہ	انا للہ
″	۱۶	لتکن	والتکن
″	۱۷	ولئک	واولئک
۳۳۳	۸	حالک	حائک
″	۲۴	منوالا	متوالہ
۳۳۶	۲۳	بیٹھتے	بیٹھے
۳۳۷	۹	رہے	رہیگا
۳۴۴	۲۲	نے	ـــ
۳۵۵			
۳۵۷	۴	یظہرہ	یظھرہ
۳۶۶	۷	ھو المحرومون	ھو الخسرون
۳۶۸	۱۰	زحمت	رحمت
۳۶۸	۱۳	شیطنیت	شیطنت
۳۷۱	۵	یہ	پر
″	۸	فرمایا لینا	فرما لینا
۳۷۲	۱۲	موجد	موحد
۳۷۳	۲۰	نسیتی	بسنتی

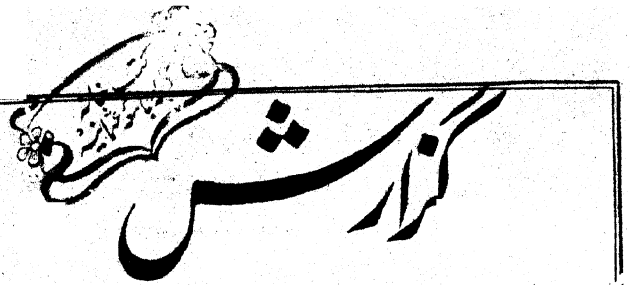

خدا کے فضل و کرم سے یہہ مطبع تینتالیس برس سے جاری ہے اِس میں عربی۔ فارسی۔ اُردو۔ ہندی ہر قسم کی کتابت نہایت صحت اور عمدہ صفائی اور ہر قسم کی خوبی سے چھپ سکتی ہے تصفیہ چھپائی بذریعہ خط کتابت طے ہوسکتا ہے

OSMANIA UNIVERSITY
COLLEGE LIBRARY.

نہایت بیش بہا کتابیں اور قرآن مجید مطبع میں فروخت کیلئے موجود ہیں جن کی فہرست درخواست کرنے پر بھیجی جائیگی۔ اور ہر قسم کا کامال شرائط مقررہ کے موافق ہماری معرفت قیمت آنے پر یا ویلیو پے ایبل کے ذریعہ سے روانہ ہوسکتا ہے۔ کسی خاص معاملہ کے اطمینان کو ہزاروں روپیہ کی گارنٹی دی جاسکتی ہے بر۔

خواجہ صدیق حسین منیجر مطبع اگرہ اخبار اگرہ

۲۹۷۵ م م

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔